330

خواتین کا اسلام

بدھ 14 رجب 1430ھ مطابق 8 جولائی 2009ء

جذبات زباں مانگتے ھیں

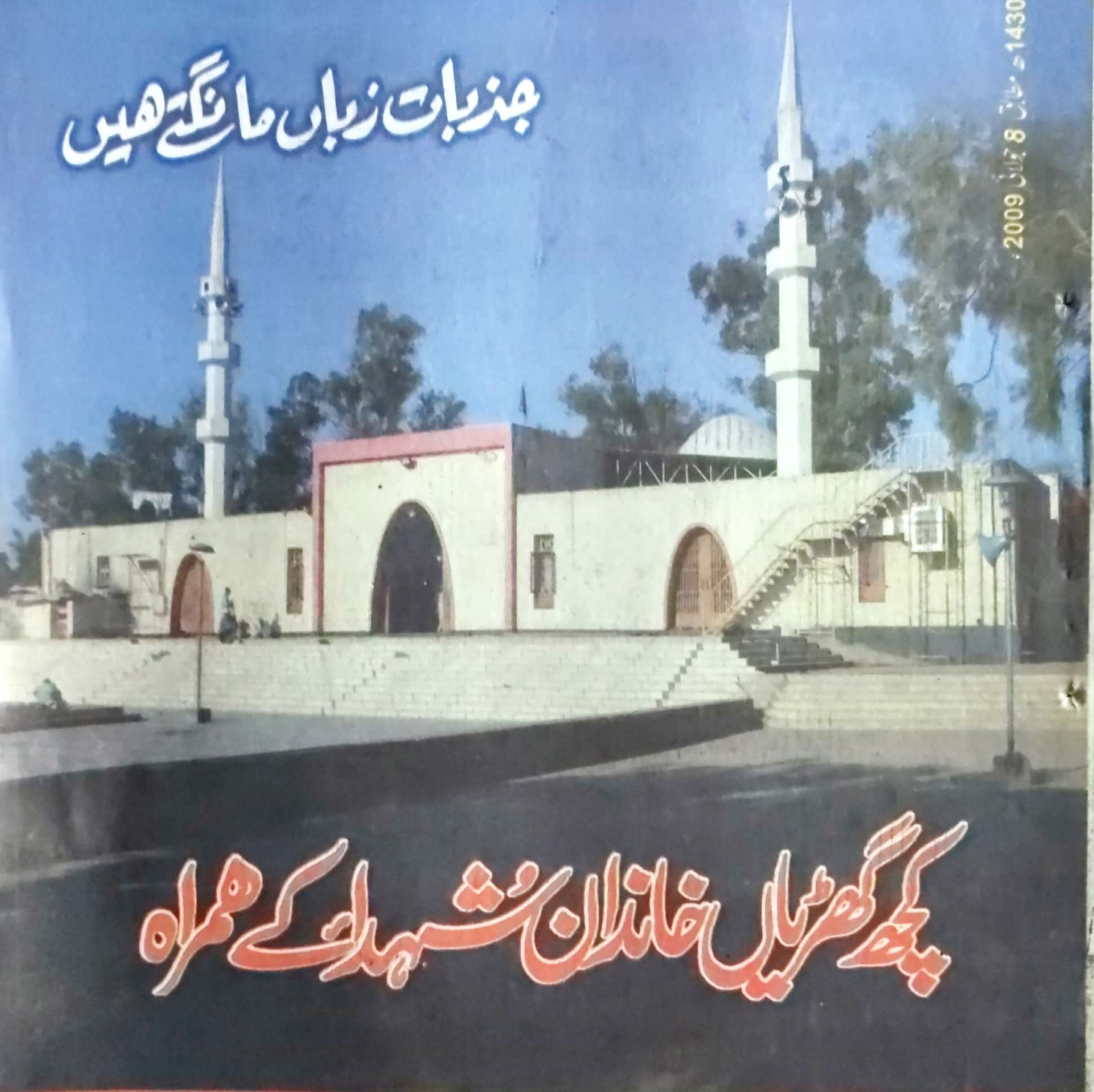

کچھ گھڑیاں خاندان شہدا کے ہمراہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

حسد مت کرو

قرآن مجید میں یہودیوں کی ایک خاص خامی بیان کی گئی ہے جسے حسد کہتے ہیں۔ ارشاد ہے:

''کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں؟ پھر تو یہ نہ دیں گے لوگوں کو ایک تل برابر یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا ہے ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔'' (النسآء۔۵۳،۵۴)

معارف: جس طرح ہر قوم اور قبیلے کی کچھ خاص عادات، خصائل اور خوبیاں ہوتی ہیں، اسی طرح کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں۔ اوپر کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی عادات کے متعلق ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک حسد بھی ہے۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم وفضل اور نبوت جیسا بلند ترین مقام عطا فرمایا تھا، اس لیے یہود اس بات سے جلتے تھے کہ یہ مقام ومرتبہ یہود کو کیوں نہیں ملا، قریش عرب کو کیوں ملا ہے؟ چناں چہ یہاں اسی کیفیت کا ذکر ہے۔ اور بیان سے مقصد محض بیانِ واقعہ نہیں بلکہ اہلِ ایمان کو اس برائی کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے تاکہ وہ اس سے بچ سکیں۔ حدیث کی کتاب مسلم شریف کے شارح علامہ نووی رحمہ اللہ حسد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حسد اسے کہتے ہیں کہ انسان سوچے کہ دوسرے کے پاس جو نعمت ہے اس سے چھن جائے، عام ہے کہ خود کو ملے یا نہ ملے۔ اس طرح کی تمنا کا حکم یہ ہے کہ حرام ہے۔ چناں چہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:...... ''تم آپس میں بغض اور حسد نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو، بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بن جاؤ......'' ایک دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ...... ''تم حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

ایک تیسری حدیث میں ارشاد ہے:...... ''تمہاری طرف (بھی) پہلی قوموں کا مرض چپکے سے چل پڑا ہے اور وہ حسد ہے۔ اور بعض خصلتیں ایسی ہیں جو مونڈ دینے والی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈ دیتی ہیں بلکہ دین کو مونڈ دیتی ہیں۔''

حسد خواہ دنیوی کمال پر ہو یا دینی کمال پر، دونوں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس باطنی مرض سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

الحدیث

سات کبیرہ گناہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات مہلک اور تباہ کن گناہ ہیں، ان سے بچو، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ سات کون سے گناہ ہیں؟...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی آدمی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد میں لشکرِ اسلام کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جانا اور اللہ کی پاک دامن بھولی بھالی بندیوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری ومسلم)

تشریح:

اس حدیث شریف میں جن گناہوں سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے یہ شدید ترین اور خبیث ترین گناہِ کبیرہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو موبقات فرمایا ہے۔ (یعنی آدمی اور اس کی ایمانی روح کو ہلاک وبرباد کردینے والے)۔ ان میں آپ نے شرک، سحر اور قتل ناحق کے بعد سود کھانے کو ایمانی روح کے لیے مہلک ترین فرمایا ہے، جس طرح اطباء اور ڈاکٹر اپنے تحقیقی علم وفن اور تجربہ کی بناء پر اس دنیا میں زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں، دواؤں اور غذاؤں وغیرہ کے خواص بیان کرتے ہیں کہ فلاں چیز میں یہ خاصیت یا تاثیر ہے اور یہ فلاں کے لیے یہ مفید یا مضر ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے مطابق انسانوں کے عقائد واعمال کے خواص کے نتائج بیان فرماتے ہیں کہ فلاں عملمیں یہ خاصیت اور تاثر ہے اور فلاں عقیدہ یا عمل اللہ کی رضا کا سبب ہے یا ناراضگی کا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اطباء اور ڈاکٹروں کے بتائے ہوئے نتائج میں غلطی کا امکان ہوسکتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے علم کی بنیاد چوں کہ خالق کائنات کی وحی ہوتی ہے اس لیے وہاں غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔

مگر دیکھیے کہ عجیب معاملہ ہے کہ ہم لوگ طبیبوں، ڈاکٹروں کی دی گئی ہدایات پر تو بلاچوں وچرا عمل کرتے ہیں اور وہ جو پرہیز بتادیں فوری عمل میں لاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور ہمارے محسن آقا کی ہدایات ہمیں اوپری محسوس ہوتی ہیں اور ان پر عمل کی بجائے انہیں طاقِ نسیاں پر دھرے رکھتے ہیں۔

آثارِ صحابیات

شوہر کے مال واسباب کی حفاظت

زن وشوہر کے معاشرتی تعلقات پر اس بات کا بہت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال واسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے۔ صحابیات میں یہ دیانت بہت عمدہ طریقے سے پائی جاتی تھی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ اپنے سایۂ دیوار کے نیچے مجھے سودا بیچنے کی اجازت دیجیے۔ وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئیں۔ فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھیں، لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر خود نے اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ بولیں اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر انکار کردیں تو مشکل پڑے گی۔ زبیر کی موجودگی میں آؤ اور سوال کرو، وہ اسی وقت میں آیا اور کہا یا امّ عبداللہ! میں محتاج آدمی ہوں، آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں...... بولیں، تمہیں مدینہ میں میرا ہی گھر ملتا ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، تمہارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو خرید وفروخت سے منع کرتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھیں، چناں چہ اجازت دے دی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو ان میں سے ایک خاتون اٹھیں اور کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹے اور شوہر کے محتاج ہیں، ان کے مال میں سے ہمارے لیے کس قدر لینا جائز ہے؟ فرمایا کہ اس قدر کہ کھا پی لو اور ہدیہ دے دو۔

اگرچہ اس وصف میں تمام ہی صحابیات شامل تھیں لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں...... چناں چہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا: ''قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں، بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہیں۔''

عذاب قبر اور فتنہ دجال سے پناہ کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ (مسلم)

''اے اللہ! میں تیرے لیے اور تیرے حضور میں سجدہ کررہی ہوں اور میں تجھ پر ایمان لاتی ہوں اور میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کردیا ہے، میرا چہرہ اپنے اس خالق کے سامنے سجدہ کررہا ہے، جس نے اس کی تخلیق کی اور اس کی یہ صورت بنائی اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنائیں، مبارک ہمارا بہترین خالق''

تعمیر فکر

ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اس رات راقم اپنے اہل خانہ کے ہمراہ بیٹھا بات چیت میں مصروف تھا...... بچے کھانے کے بعد معمول کی تفریح میں مشغول تھے...... کہ اچانک فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی...... ایک لمحے کے لیے خیال آیا کہ کراچی ایک بار پھر فسادات کی لپیٹ میں آگیا ہے اور قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا ہے...... مگر تھوڑی دیر میں پتہ چلا کہ یہ ''جشنِ فتح'' ہے...... پاکستان ورلڈ کپ جیت گیا ہے...... تھوڑی دیر بعد راقم کسی کام کے لیے گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ نوجوانوں کی ٹولیاں جگہ جگہ اکٹھی ہوکر رقص کررہی ہیں...... دھمال ڈال رہی ہیں...... ایک من چلا گھر سے اسٹیل کا برتن اٹھالایا تھا جسے بجابجا کر وہ اپنی بے پناہ خوشی کا اظہار کررہا تھا...... راقم ایک ٹک ان نوجوانوں کو دیکھتا رہا...... معاً دل ودماغ کی تاریں ہلنے لگیں اور آنکھوں کے سامنے سوات، بونیر، وزیرستان، باجوڑ اور افغانستان کے ان دیکھے مناظر تیرنے لگے...... چشم تصور دیکھ رہی تھی کہ ایک طرف ڈرون حملوں سے لاشیں گررہی ہیں...... گھر تباہ ہورہے ہیں...... جنازوں پہ میزائل برسائے جارہے ہیں...... لوگوں کو ان کے گھروں اور قریوں سے نکال کر ہجرت کرنے اور بے کسی کی زندگی گزارنے پر مجبور کردیا گیا ہے...... خون کی ایک جوئے رواں ہے جو بہ رہی ہے...... نالوں، آہوں، سسکیوں اور چیخوں سے گندھی صدائیں ہیں جو آسمان کا جگر پاش کررہی ہیں......

اور دوسری طرف میرے ملک کا یہ بے فکرا نوجوان اپنے حال میں مست بھنگڑے ڈال رہا ہے...... ہاں! استعماری طاقتوں کا یہ وطیرہ ہے کہ جب وہ کسی قوم کے خلاف آگ اور بارود کا کھیل کھیلتی ہیں تو دوسری طرف اس قوم کے کارآمد طبقے کو کھیل تماشوں میں مصروف کردیتی ہیں تاکہ...... یہ طبقہ ویسے ہی میٹھی نیند سویا رہے اور وہ اپنے خونی کھیل کو انجام دیتے رہیں۔

لہو ولعب کی اس فراوانی نے آج ہمیں اس حال میں پہنچادیا ہے کہ ہم بحیثیت امت نہیں جی رہے...... بلکہ قومی، لسانی، صوبائی اور علاقائی بنیادوں پر ٹکڑیوں میں بٹ گئے ہیں...... ہم اپنے بھائیوں پر اُمڈ آنے والے مصائب کا درد وغم محسوس نہیں کرتے...... ہمارے احساس کی حدیں بہت محدود ہوگئی ہیں...... لاالٰہ الا اللہ کا مضبوط رشتہ کہیں بوسیدہ ہوگیا ہے اور لگتا ہے ہم ایک خالی ڈھول بن گئے ہیں...... قرآن مجید نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا ہے:

''ان کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر دیکھتی نہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں''

اور یہ دل دماغ ہی تو ہیں جن پر آج تہذیب مغرب کا قبضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمیں اپنے سامنے جھک جانے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

والسلام

محمد احمد حافظ
harfayaqeen@yahoo.com

صدف صدف موتی

امام ابوحازم رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ ایک حکمران کے روبرو فرمایا:

''حکمرانوں میں سے بہترین وہ ہے جو علماء سے محبت کرے اور علماء میں بدترین وہ ہے جو حکمرانوں سے محبت کرے، گزرے زمانے میں جب حکمران علماء کو بلاتے تھے تو وہ نہیں آتے تھے اور جب وہ ان سے مسئلہ پوچھتے تھے تو علماء انہیں رخصت نہ دیتے تھے حکمران علماء کے یہاں ان کے گھر تک جاکر ان سے مسئلہ دریافت کرتے تھے، اس میں حکمرانوں کی بھی خیر تھی اور علماء کی بھی'' (ابن عساکر)

نوٹ: آئندہ تحریری فورم ''بچوں کی صحیح خطوط پر تربیت'' کے عنوان سے شمارہ 335 میں شایع ہوگا۔ اپنی آراء جلد ارسال فرمائیں

خط کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

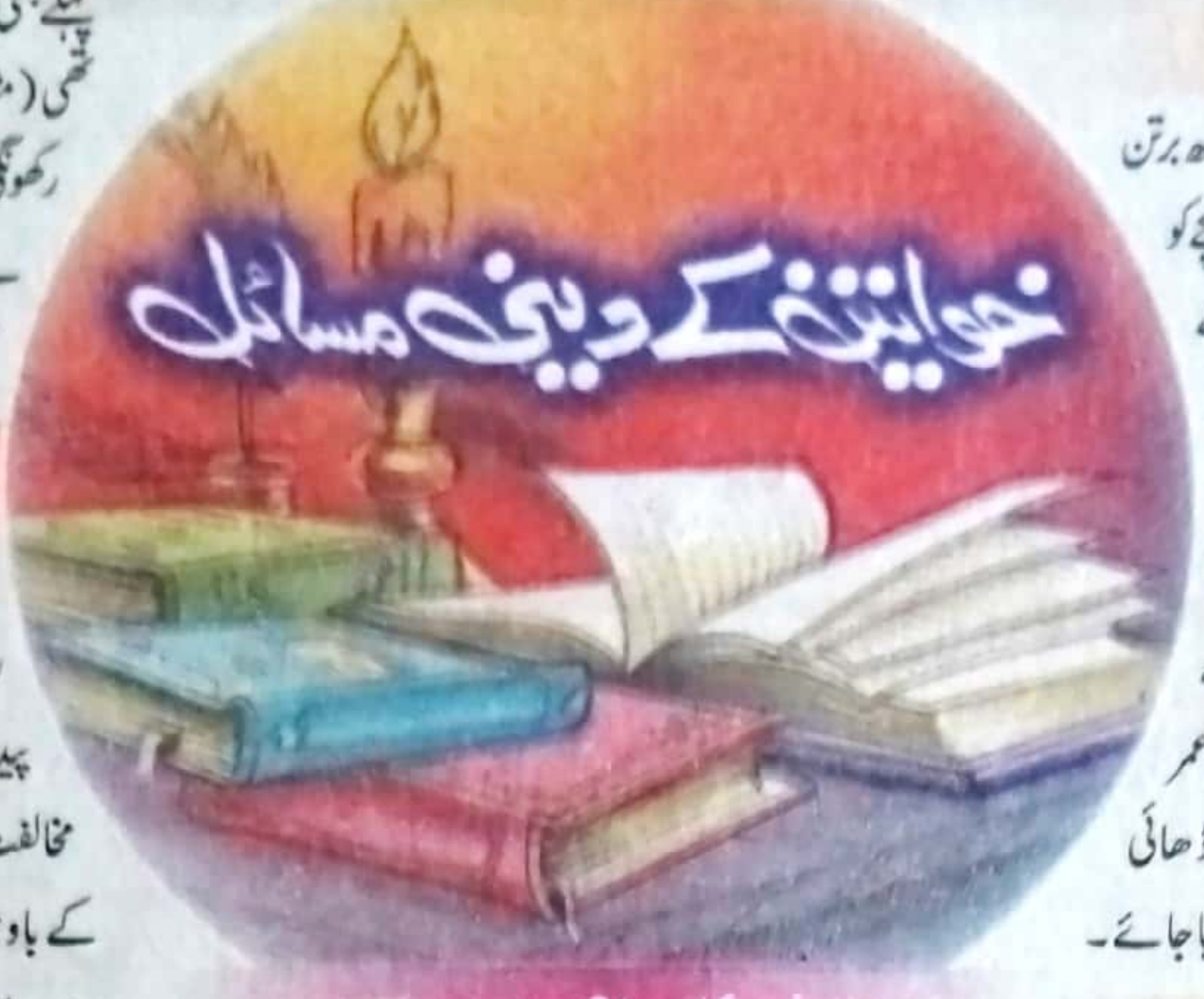

خواتین کے دینی مسائل

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

رضاعت کا مسئلہ:

سوال: ایک عورت نے اپنا دودھ برتن میں نکال کر چمچ کے ذریعے اپنے شیر خوار بچے کو پلایا۔ تھوڑا سا دودھ چمچ میں رہ گیا، جو بھولے سے اٹھا کر اس کے بھانجے نے پی لیا۔ اب اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یقین ہے کہ یہ دودھ بچے کے حلق سے نیچے اتر گیا تو رضاعت کے احکام ثابت ہو جائیں گے، بشرطیکہ بچے کی عمر دو برس سے کم ہو اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ڈھائی برس کے اندر بھی بچہ دودھ پی لے تو رشتہ نہ کیا جائے۔

عیسائی عورت سے کپڑے دھلوانا:

سوال: گھر میں عیسائی نوکرانی ہے۔ اس سے کپڑے دھلوانا کیسا ہے؟ اس کے دھونے سے کپڑے پاک ہو جائیں گے؟

جواب: کپڑے دھلوانا جائز ہے، لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ پاک خود کریں، یا کم از کم اپنی نگرانی میں پاک کرائیں، ورنہ غیر مسلم عورت کا کیا اعتبار؟

زانی مزنیہ کے بچوں کا باہم رشتہ:

سوال: ایک شخص نے اپنی چچی سے منہ کالا کیا۔ کیا اس کے بیٹے کو اپنی بیٹی دے سکتا ہے؟

جواب: دے سکتا ہے۔

عبدالوتر نام رکھنا:

سوال: بچے کا نام عبدالوتر رکھنا جائز ہے؟
(ایک بہن حیدرآباد)

جواب: جائز ہے: لما قال صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ و تر یحب الوتر (مسلم)

جو بچہ حلالی نہ ہو اس کے احکام:

سوال: ایک ناجائز بچہ زنا سے پیدا ہوا اور پیدائش کے چار روز بعد وفات پا گیا، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے احکام وہی ہیں جو دوسرے حلالی بچوں کے ہیں، یعنی غسل تکفین، جنازہ تدفین وغیرہ ان ہی کی طرح ہیں۔

نذر کے روزے اگر وقت پر نہ رکھے:

سوال: ایک عورت نے یکم محرم سے نو محرم تک روزوں کی نذر مانی تھی، لیکن یہ دن گزر گئے اور بیمار ہونے کے سبب وہ روزے نہ رکھ سکی۔ اب کیا کرے؟

جواب: نو روزے لگاتار رکھنا اس عورت کے ذمہ واجب ہے، جب چاہے رکھ لے، نذر میں زمان و مکان کی تخصیص نہیں ہوتی۔ اگر یہ نذر مطلق تھی (بس اتنا ہی کہا کہ یکم محرم سے نو تک روزے رکھوں گی) تو روزے محرم سے پہلے بھی رکھنا جائز ہیں اور محرم کے بعد بھی، اور اگر نذر معلق تھی (مثلاً میرا فلاں کام ہو گیا تو یکم سے نو تک روزے رکھوں گی) تو کام ہونے کے بعد جب چاہے نو روزے رکھ لے۔ کام ہونے سے پہلے رکھ لیے تو اس کا اعتبار نہیں۔ (ردالمحتار:۲/۴۳۶_۳/۷۴۰)

معصیت کی نذر:

سوال: زید و عمرو نے وٹہ سٹہ کیا، زید نے عمرو کو رشتہ دیا اور اس سے عہد لیا کہ جب اس کے ہاں بچی پیدا ہو وہ اس کا رشتہ زید کو دے گا۔ عمرو کی بیوی نے مخالفت کی اور جب بچی پیدا ہوئی تو بیوی کی شدید مخالفت کے باوجود عمرو نے یہ رشتہ زید کو دے دیا۔ عمرو کی بیوی نے منت مان لی کہ یا اللہ! یہ لڑکی مر جائے تو میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گی۔ پیدائش کے ٹھیک ایک ماہ بعد بچی فوت ہو گئی۔ اس منت کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: یہ منت صحیح ہے۔ عمرو کی بیوی پر ضروری ہے کہ لگاتار ایک ماہ کے روزے رکھے اور ایسی معصیت کی نذر ماننے پر استغفار بھی کرے: (قولہ بخلاف النذر المعین) ای سواء علقہ علیٰ شرط یریدہ مثل ان قدم غائبی او شفی مریضی. اولا یریدہ مثل ان زینت فللہ علی کذا (ردالمحتار 437/2)

ظہار کا مسئلہ:

سوال: ایک شخص نے غصے میں بیوی کو کہہ دیا: اگر تجھے ہاتھ لگاؤں تو تو میری ماں کی طرح ہے، اس کی بیوی اس کے لیے حلال ہے یا حرام؟

جواب: ہاتھ لگاتے ہی اور اگر ہاتھ لگانے سے نیت صحبت کی تھی تو دخول کے ساتھ ہی ظہار ہو جائے گا اور بیوی حرام ہو جائیگی، ظہار کا کفارہ ادا کیے بغیر بیوی کے پاس جانا حرام ہوگا: قال فی التنویر و ان نوی بانت علی مثل امی برا او ظہاراً او طلاقا صحت نیتہ والالغا. وقال فی الرد قال فی البحر واذا نوی بہ الطلاق کان بائنا کلفظ الحرام و ان نوی الایلاء فھو ایلاء عند ابی یوسف و ظہار عند محمد والصحیح انہ ظہار عندالکل لانہ تحریم مؤکد بالتشبیہ اھ (ردا المحتار ۳/۴۷۰_۲/۳۰۴)

سوتیلے ماموں سے پردہ:

سوال: میری دو نانی اماں ہیں، میری امی پہلی نانی اماں سے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ امی کو یا ہمیں دوسری نانی اماں کے بیٹوں سے پردہ ہے یا نہیں؟ (ایک بہن)

جواب: دوسری نانی کے یہ بیٹے اگر آپ کے نانا سے ہیں تو ان سے پردہ نہیں ہیں اس لیے کہ یہ آپ کی والدہ کے بھائی اور آپ کے ماموں ہیں۔ اور اگر کسی

نعت

نبی کو چاہنے والے غمِ دُنیا نہیں کرتے
کوئی دکھ ہو کوئی مشکل ہو وہ پروا نہیں کرتے

عطا کرتا ہے صبر و شکر کی نعمت خدا اُن کو
پریشانی کے عالم میں بھی وہ شکوہ نہیں کرتے

گزر اوقات ہو جاتی ہے اُن کی فقر و فاقہ میں
مگر وہ اپنی غیرت کا کبھی سودا نہیں کرتے

بصارت سے سوا جن کو بصیرت پر بھروسا ہے
وہ طیبہ کا کسی سے راستہ پوچھا نہیں کرتے

وہ چلتے ہیں تو دم لیتے ہیں جا کر اپنی منزل پر
مدینے کے مسافر راہ میں ٹھہرا نہیں کرتے

چھپا لیتے ہیں آقا عاصیوں کو اپنی کملی میں
وہ اپنے چاہنے والوں کو شرمندہ نہیں کرتے

جنہیں سرکار کی شانِ شفاعت پر بھروسا ہے
سزا کا اور پُرسش کا وہ اندیشہ نہیں کرتے

نبی کے جتنے پیرو ہیں وہ ملت کے سپاہی ہیں
وہ راہِ بندگی میں جان کی پروا نہیں کرتے

جنہیں اللہ کے محبوب سے سچّی محبت ہے
وہ دینِ مصطفیٰ کے نام کو رسوا نہیں کرتے

فقط اشکوں کی صورت میں وہ عرضِ حال کرتے ہیں
کبھی پاسِ ادب سے وہ لبوں کو وا نہیں کرتے

ام ارقم قاضی۔ نارتھ کراچی

ایک بے سکونی سی ہے

رو بینہ نعیم

ایک بے سکونی سی ہے۔ جس نے دل کو گھیر رکھا ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے میں ایک روبوٹ ہوں، کھانا تو کھاتی ہوں مگر معلوم نہیں ہوتا کیا کھایا؟...... کیسی لذت تھی؟...... پانی ٹھنڈا پیا یا گرم؟ سوئی تو نیند آئی تھی یا یونہی سوچوں کی یلغار میں رات گزر گئی؟ شاید ہم سب ہی روبوٹ ہیں۔ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، سوتے ہیں۔ لیکن یونہی میکانکی انداز میں عیدیں آتی ہیں...... گزر جاتی ہیں اور لگتا ہے جیسے ابھی چند ماہ ہی تو ہوئے تھے، دوبارہ عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، ربیع الاول، رمضان، ۱۴ اگست...... ابھی تو یہ دن گزرے تھے اور دن...... دن تو سب گھنٹوں کی بات ہے...... چند گھنٹے پہلے اتوار تھا...... اب پھر اتوار...... پیر...... منگل...... یہ کیسے ہوا......؟

وقت سے برکت...... کھانوں سے لذت، جسموں سے صحت، دل سے پھوٹتے جذبے، سوچوں کے بہتے دھارے...... سب کے سب جمود کا شکار کیوں ہوگئے؟ میں ٹہل ٹہل کر سوچتی جا رہی ہوں...... ایسا کیوں ہے؟ ایک خیال آتا ہے، شاید اس لیے کہ ہماری روح لاغر اور کمزور ہوگئی ہے...... اور ہم بے حس ہوگئے ہیں...... یقیناً یہ ہماری بے حسی کی سزا ہے۔

ہاں ٹھیک ہی تو ہے...... ہم پہلے بے حس ہوئے تھے...... پھر ایک ایک کر کے ساری حسیں...... سارے احساسات ہم سے چھین گئے ہیں......

امت پر کیا کچھ نہ بیتا قیامتیں ٹوٹ گئیں مگر ہمیں کچھ فرق نہ پڑا۔ 9/11 کے بعد سے تو گویا مصیبتوں کی لڑی امت مسلمہ پر ٹوٹ پڑی...... اور پھر ہر گزرتے دن ایک نئی آزمائش...... ایک نیا فتنہ سر اٹھانے لگا۔

''سقوط افغانستان...... سقوط بغداد، کشمیر پر یوٹرن...... سانحہ لال مسجد ڈرون حملے، سوات میں تباہی و بربادی...... مہاجرت...... خیمہ بستیاں...... دم توڑتے بچے...... بلکتی مائیں...... بھوک پیاس...... اغواء...... غیرت وحمیت پر تازیانے...... لٹتی عصمتیں۔'' ہر ایک کے جواب میں خاموشی، بے حسی، بزدلی، وہی شتر مرغ کی پالیسی...... چپ...... ایک جامد چپ۔

کوئی بولے تو پہلے تصور میں گوانتا نامو بے آجائے...... اٹھیے تو چاروں طرف سے متنبہ کرتی گھورتی ہوئی نظریں اس کو گھیر لیں...... ایک نہیں...... ہزاروں میر صادق غراتے ہوئے پل پڑیں...... مجھے نسیم حجازی کا ''اور تلوار ٹوٹ گئی'' یاد آ گیا...... ہائے کیا کہہ گئے نسیم حجازی؟ ...... کیسا کڑا وقت لکھ گئے......!

''میں یہ داستان ملت کے جوانوں کو پیش کر رہا ہوں، جس کی سطوت کے پرچم سلطان ٹیپو کی شہادت کے دن سرنگوں ہوگئے تھے اور جسے قدرت نے ایک طویل غلامی کے بعد پاکستان کو اپنا حصار بنانے کا موقع دیا ہے۔ آج ڈیڑھ سو سال بعد سلطان شہید کی روح سرنگاپٹم کے کھنڈروں کی طرف اشارہ کر کے ہمیں پیغام دے رہی ہے کہ جو قوم اپنی صفوں میں کسی میر صادق کو جگہ دیتی ہے اس کا کوئی قلعہ محفوظ نہیں ہوتا۔ جس جہاز کا کوئی مسافر اس کے پیندے میں سوراخ کر رہا ہو اسے دنیا کے بہترین ملاح بھی ڈوبنے سے نہیں بچا سکتے۔ ملت کے عظیم ترین رہنماؤں کے خون پسینے اور آنسوؤں سے صرف اس خاک پر آزادی کے نخلستان سیراب ہوتے ہیں جو غداروں کے وجود سے پاک ہو۔''

ایک نہیں...... دو نہیں سینکڑوں میر صادق اپنے مکروہ چہروں پر خوشنما نقاب سجائے ہمیں حب الوطنی کے گیت سنا رہے ہیں اور چند دن گزرتے ہیں کہ ان کے گیت غلامی کے نوحے میں بدل جائیں گے۔ اس دن کے آنے سے پہلے ہوش میں آ جانا چاہیے...... کوئی تو ہو جو ان کے خوشنما نقاب نوچ کر قوم کو اصل تصویر دکھادے...... کسی کی بلند آہنگ آواز للکار بن جائے۔ ملک وملت سے محبت اور وفاداری کے دم بھرنے والوں کے لیے مجھے سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ایک نصیحت یاد آنے لگتی ہے۔

ان سے کوئی کہتا ہے ''فلاں شخص خلیفہ مہدی کے پاس آمد و رفت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اس کا اتباع نہیں کرتے، اور اس کی بداعمالیوں سے بری ہیں......''

سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں...... وہ غلط بیانی کرتا ہے...... کیا اس نے مہدی کی مسرفانہ زندگی نہیں دیکھی...... کیا اس کے کھانے پینے اور پہننے میں اسے افراط نہیں نظر آئی...... تو پھر کیا کبھی اس نے مہدی کو یہ کہنے کی جرأت کی ہے کہ یہ مسرفانہ زندگی آپ کے شایان شان نہیں......''

سچ کہا سفیان ثوری رحمہ اللہ نے...... بھلا دریا کی شناوری کی جائے اور پاؤں بھی نہ بھیگیں...... ملت فروشوں کے ٹولے سے تعلق رکھنے والے ان کے اعمال سے کیسے بری ہو سکتے ہیں......؟

کیسے ہو میر انفس ''نفس مطمئنہ''...... کہ ان آزمائشوں اور فتنوں کے دور میں ہمارے رہنما میر جعفر اور میر صادق سے زیادہ بدکردار لوگ ہیں...... اور کیسے دور ہوں یہ فتنے اور آزمائشیں کہ ہم نے ان فتنوں کو گھروں میں داخل کر لیا ہے (ٹی وی، کیبل، نیٹ) اور کیسے پیدا ہوں امت کے درد کا درماں کرنے والے کہ مائیں تو خود ''آزادی'' حاصل کرنے نکل کھڑی ہوئی ہیں دین کی پابندیوں سے......

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''مسلمانوں کو ان کے بعد کے دور میں بھی ترقی اور سربلندی اسی چیز سے حاصل ہو سکتی ہے جس سے ان کو پہلے دور میں عزت اور سربلندی میسر آئی تھی یعنی قرآن وسنت۔''

نسخہ تو یہی ہے...... اسی کو استعمال کرنا ہے...... اسی میں شفاء ہے...... نجات ہے...... دوڑتا بھاگتا وقت رک جائے گا...... فتنے آپ اپنی موت مر جائیں گے...... اور خوش کن نقابوں کے پیچھے موجود مکروہ چہروں کی پہچان کے لیے ''نور بصیرت'' عطا ہو جائے گا...... دل مطمئن اور روح سرشار ہو جائے گی...... چاہے جیسے بھی حالات ہوں، امیدوں کے جگنو جگمگانے لگیں گے...... بس شرط یہ ہے کہ اس نسخے کو سارے اہل ایمان تھام لیں...... یہی وقت ہے 'ایمان کے خیمے' کا انتخاب کریں۔

دوسرے خاوند سے ہیں تو ان سے پردہ ضروری ہے۔

مخصوص ایام میں ناخن کاٹنا:

سوال: مخصوص ایام میں عورت کے لیے ناخن کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: جائز ہے۔

اغلاط العوام:

سوال: لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ شام کے بعد کنگھا کرنا، شیشہ دیکھنا اور جھاڑو دینا گناہ ہے۔ کیا ان باتوں کی کوئی اصل ہے؟ (ثوبیہ سعدیہ دختران اللہ بخش سرگودھا)

جواب: بعض لوگوں سے اس قسم کی باتیں منقول ہیں، لیکن شرعاً ان کی کوئی اصل نہیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: ''بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنے کو یا دوسرے کا کنگھا کرنے کو اگرچہ باجازت ہو برا سمجھتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں۔ (اغلاط العوام ۲۲۵)

پنڈت کی بیٹی کے سفرِ اسلام کی روداد

آخری قسط

مندر سے مسجد تک

اس کے بعد میرے اللہ نے میرا ایمان بچایا۔ فضائل اعمال میں صحابہ کے قصے وغیرہ میں نے سب پڑھ لیے تھے' ان کا مزا لیا۔ ہر وقت وہ قصے میرے ذہن میں مستحضر رہتے۔ میرے گھر والوں نے مجھے بہت سزائیں دیں اور لیڈیز پولیس نے مجھے بری طرح اذیتیں دیں اور مارا۔ میں نے ہر بار ان سے یہی کہا کہ میرے جسم کی بوٹی بوٹی کردو، تب بھی جو کلمہ اور ایمان میرے روئیں روئیں اور خون کے قطرے قطرے میں بس گیا ہے' وہ نکل نہیں سکتا۔ میرے جسم سے خون نکلتا دیکھ کر دیکھنے والے رونے لگتے۔ پیٹنے والے بھی میرے حال کو دیکھ کر رونے لگتے، مگر مجھے تکلیف کی بجائے مزا آتا۔ مجھے لگتا جس اللہ کی محبت میں، میں ستائی جارہی ہوں' وہ مجھے دیکھ رہا ہے' وہ کتنا خوش ہو رہا ہوگا!!...... میری سگی ماں نے دو دفعہ میرا گلا گھونٹا۔ میرے بڑے بھائی مجھے مارنے کو بار بار چڑھتے، بس ایک میرے رشتے کی خالہ تھیں، جن کا دل اللہ نے نرم کر دیا تھا۔ وہی بار بار مجھے چھڑاتیں۔ پھر میری شادی کرنے کا پروگرام بنایا گیا، میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ شادی میری ہو چکی ہے۔ اب جس کی میں ہوں، اس کے علاوہ مجھے کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ یہ مسلمان کی آبرو ہے، کوئی آپ کے آشرم کے عیاشوں کی چاہت نہیں ہے۔ میں یہاں شرک میں ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی، مجھے مار دو یا مجھے جانے دو۔ اگر مجھے اس گھر میں رکھنا چاہتے ہو تو بس ایک ہی راستہ ہے کہ سب گھر والے مسلمان ہو جائیں۔ مار مار کر لوگ تھک گئے اور ہار گئے۔ کئی بار مجھے زہر دینے کا پروگرام بنایا۔ ایک دو بار میرے اباجی کو بھی بار کر فون کیا کہ اس لڑکی کو لے جاؤ، وہ آنے کی تیاری کرتے، مگر پھر ان کو منع کر دیتے۔ ایک روز میرے پتاجی (والد صاحب) نے اباجی کو فون کیا کہ ہم اس لڑکی کو رخصت تو کر دیتے، مگر کس طرح کریں کہ آپ مسلمان اور ہم ہندو ہیں۔ اباجی نے کہا کہ اس کا حل تو بہت آسان ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں، اور اگر آپ مسلمان ہو جائیں گے اور آپ لڑکی کو رخصت نہ کرنا چاہیں تو میں اپنا اکلوتا لڑکا رخصت کر کے آپ کو دے دوں گا، وہ چپ ہو گئے۔

ایک روز میرے گھر والے مجھے مار رہے تھے تو میری خالہ نے آ کر مجھے چھڑایا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میری خالہ نے کہا: ''انجو! تو جس مالک پر ایمان لائی ہے، اگر وہ تجھے چاہتا ہے تو اس سے کہتی کیوں نہیں کہ تجھے یہاں سے نکال لے؟'' خالہ تو یہ کہہ کر چلی گئیں۔ میں نے وضو کیا، کمرہ بند کیا اور دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھی اور خوب اپنے ربّ سے فریاد کی: ''میرے اللہ! مجھے تجھ سے نہ کوئی شکایت ہے اور نہ کوئی شکوہ ہے، میرے لیے آپ کا یہ کرم کیا کم ہے کہ مجھ گناہ گار کو شرک کی گندی نگری میں ایمان نصیب کیا اور مجھ کو تیرے نبی کے مظلوم صحابہ کی طرح مار کھانا نصیب ہوا۔ میرے اللہ! آپ نے میرے لیے ساری تکلیفوں کو مسرت کی چیز بنا دیا، میں کہاں اور ایمان کہاں! مگر میرے اللہ! میری خالہ یہ سوچیں گی کہ اس کا اللہ اسے نہیں چاہتا یا وہ کچھ کر نہیں سکتا، میرے مولا! آپ مجھے میرے شوہر کے گھر ان کے ذریعے ہی پہنچا دے۔''

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اسی دن میرے پتاجی (والد صاحب) نے عاجز آ کر آشرم کے لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے مشورہ دیا کہ لڑکی ادھرم (بے دین) ہو گئی ہے، اب دھرم (مذہب) میں نہیں آ سکتی، اب جتنا اس کو مارا جائے گا، اس پر کچھ اثر نہ ہوگا، الٹا پورے رشی کیش میں تھو تھو ہوگی، اس لیے اچھا ہے کہ اس کو اس کے شوہر کے گھر خاموشی سے پہنچا دیا جائے۔ میرے پتا جی (والد صاحب) نے میرے اباجی کو فون کیا۔ کہا کہ آپ ہم سے ڈر رہے ہیں اور ہم آپ سے ڈر رہے ہیں۔ کیوں نہ ہم دونوں ایک درمیانی جگہ طے کریں، وہاں ہم انجو کو لے کر آ جائیں اور آپ بھی وہاں آ جائیں۔ سہارن پور طے ہو گیا۔ اباجی نے اپنے جاننے والے کا پتا دیا۔ اگلے روز صبح کو میرے پتاجی (والد صاحب) اور خالہ مجھے لے کر سہارن پور آ گئے۔ ہمارے اباجی بھی آ گئے اور خوشی خوشی ہم لوگ اپنے شوہر کے یہاں پہنچ گئے۔ میں نے اپنی خالہ سے کہا: ''خالہ! آپ نے دیکھا ادھر میں نے اپنے اللہ سے کہا، ادھر اللہ نے میری سنی اور خود میرے پتاجی کو مجبور کیا کہ مجھے پہنچا دیں۔ کیا میری خالہ ایسے اللہ پر ایمان کے بغیر جینا اچھا ہے؟''

میری خالہ حیرت زدہ کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔ میں نے سہارن پور میں ان کو ایمان قبول کرنے کے لیے کہا، وہ تیار ہو گئیں اور الحمدللہ چلتے چلتے میں نے ان کو کلمہ پڑھوا دیا۔

گاؤں والوں کو خبر ہو گئی تھی' پورا گاؤں استقبال کے لیے باہر آ گیا۔ پورے گاؤں میں عید کا سا سماں تھا، اب اللہ کریم کا بے حد شکر ہے کہ میں خوشی خوشی یہاں رہ رہی ہوں۔ ایک بار ایک دینی پروگرام میں جناب مولوی کلیم صدیقی صاحب سے ملی تو مولوی صاحب نے مجھے پورے گاؤں کی عورتوں میں کام کرنے کے لیے کہا۔

آمنہ انجو دیوی

میں نے ان کی ہدایات پر اللہ کا نام لے کر گاؤں کی مستورات میں کام شروع کیا تو الحمدللہ بہت سی عورتیں جو پہلے نماز، روزے اور دین سے دور تھیں، وہ سب نماز اور دوسرے فرائض کی پابند ہو گئیں۔ یہ صرف میرے اللہ کا کرم ہے۔ اب میں پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد اور دوسری نفلی نمازیں بھی پڑھنے لگی ہوں، کوشش کرتی ہوں کہ نفلی روزے بھی شروع کروں، قرآن شریف پڑھ رہی ہوں، میرے گھر والے مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

میرے اللہ نے گوشت حلال کیا ہے۔ میرے اللہ نے کھانوں کا سردار گوشت کو رکھا ہے، اسی لیے اب گوشت میری مرغوب غذا ہے۔ اسلام تو کہتے ہی اس کو ہیں کہ اپنے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو اپنی پسند بنا لیا جائے۔ میرے اللہ کا کرم ہے کہ جب مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز پسند تھی، بس وہ مجھے بھی پسند ہو جاتی ہے اور دل سے پسند ہو جاتی ہے۔ مجھے پہلے میٹھا زیادہ اچھا نہیں لگتا تھا، مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے نبی میٹھے کو پسند کرتے تھے، بس پھر مجھے میٹھا پسند ہو گیا اور اب مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میٹھا مجھے پہلے بھی پسند تھا۔

میرے والد اور بہن کے فون آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے آنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ ابھی ان کے ایمان کے لیے دعا کرنی شروع کی ہے، سچی بات یہ ہے کہ دعا ابھی کی نہیں، بس ارادہ ہے خاص دعا کا۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ ایمان میں ضرور آ جائیں گے، اصل میں دعا بھی اللہ ہی کراتا ہے، بس اللہ وہ دعا کروا دے، اس کا انتظار کر رہی ہوں۔

مولوی کلیم صاحب کی تقریر میں نے سنی کہ اللہ نے ہدایت اتار دی ہے اور ہر کچے پکے گھر میں اسلام کو داخل کرنے کا فیصلہ ہو رہا ہے۔ اب اگر مسلمانوں نے اپنی ذمے داری نہ نبھائی تو اللہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے مسلمانوں کا محتاج نہیں ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ رشی کیش کے گڑھ سے مجھے ہدایت ملنا، اس کی طرف سے مسلمانوں کو وارننگ ہے، اس سے پہلے کہ دوسرے راستوں سے ہدایت کا کام لیا جائے، مسلمانوں کو اپنے داعیانہ منصب کے لیے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔

کشکول

بغیر حساب کے روزی:

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اس چیز کی طلب میں لگ جائے جو اللہ تعالیٰ شانہٗ کے پاس ہے، آسمان اس کا سایہ ہو، زمین اس کا بستر ہو، دنیا کی کسی چیز کی اسے فکر نہ ہو، تو ایسا شخص بغیر کھیتی کئے روٹی کھائے گا، بغیر باغ لگائے پھل کھائے گا۔ اللہ پر اس کا توکل ہو اور اس کی رضا کی جستجو میں لگا رہتا ہو، اللہ جل شانہٗ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو اس کی روزی کا ذمہ دار بنا دیتے ہیں۔ وہ سب کے سب اس کو روزی پہنچانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس کو حلال روزی پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے، اور وہ بغیر حساب کے اپنی روزی پوری کرلیتا ہے۔ [درمنثور، بحوالہ فضائل صدقات]

﴿ام یوسف کلیم اللہ۔ رائیونڈ﴾

ادب وعظمت:

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ میرا تجربہ ہے کہ جو شخص گفتگو کے دوران اذان کی آواز سنتے ہی خاموشی اختیار کرلیتا ہے اور اذان کا جواب ادب وعظمت کے ساتھ دیتا ہے، اس ادب کی وجہ سے کلمہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ ﴿اہلیہ ڈاکٹر یوسف۔ کراچی﴾

سچے موتی:

☆ جو راستوں کے عشق میں گرفتار ہو جاتے ہیں، منزل ان سے دور ہو جایا کرتی ہے۔

☆ بیماریوں میں سب سے بڑی بیماری دل کی ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بڑی دل آزاری ہے۔

☆ دوسروں کو معاف کر دیا کرو لیکن اپنے آپ کو نہیں۔

☆ اچھے لوگوں کی خوشبو ہوا کی مخالف سمت میں بھی پہنچ جاتی ہے۔

☆ زندگی کے آدھے غم انسان دوسروں سے توقعات وابستہ کر کے خریدتا ہے۔ ﴿بنت مولانا عامر۔ لاہور﴾

خوشی اور غم:

زندگی خوشی اور غم کا نام ہے۔ جہاں خوشی ہوتی ہے وہاں غم ضرور ہوتے ہیں۔ خوشی اور غم کا آپس میں بڑا گہرا ربط ہے۔ جس طرح اگر دن ہوتا رات نہ ہوتی، پھول ہوتے خوشبو نہ ہوتی، محبت ہوتی نفرت نہ ہوتی۔ تو یہ سب چیزیں ایک دوسرے کے بغیر بے ربط ہیں۔ اسی طرح اگر خوشی ہوتی اور غم نہ ہوتے تو ہر کوئی خوش رہ رہ کر تھک جاتا۔ ہر غم کے بعد ایک نئی خوشی آتی ہے، جو ہمیں بہت سی خوشیاں دیتی ہے۔ اس لئے زندگی میں غم اور خوشی دونوں کا مقابلہ کرنا چاہئے اور غموں پر افسوس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ غم بھی ہماری زندگی کا ایک حصہ ہیں۔ ہمیں غم اور خوشی کو اس طرح سے گزارنا چاہئے کہ پتہ نہ چلے کہ غم کون سا ہے اور خوشی کون سی......! ﴿ماریہ خان۔ کوئٹہ﴾

پاکستان:

☆ پاکستان میں تین سو بلین ٹن پر مشتمل کھیوڑہ سالٹ مائینز دنیا کا سب سے بڑا ذخیرہ نمک ہے جو آنے والے چھ سو سال کی ضرورتوں کے لیے کافی ہے۔

☆ چار سو بلین بیرل تیل کے برابر اور تقریباً آٹھ سو پچاس ٹریلین کیوبک فٹ پر مشتمل کوئلے کے ذخائر، دنیا کے دوسرے بڑے ذخیرے کے طور پر پاک سرزمین کے سینے میں دفن ہیں۔

☆ پاکستان دنیا کا چوتھا بڑا کاٹن پروڈیوسر ملک ہے اور تیسرا بڑا کاٹن کنزیومر بھی ہے۔

☆ پاکستان مین تانبے اور سونے کے پانچویں بڑے عالمی ذخائر موجود ہیں۔ "ری کوڈک" کے مقام پر ان کی دریافت ہو چکی ہے۔ جسے "اینٹو فاگسٹا" اور "بیریکس" جیسے اداروں نے "Giant Copper and Gold Project" قرار دیا ہے۔ یہ ذخیرہ ایران کے سرچشمہ پراجیکٹ سے بھی بڑا ہے۔ سینڈک پراجیکٹ اس کے علاوہ ہے۔

☆ پاکستان اسلامی دنیا کا پہلا اور گلوبل ویلیج کی ساتویں ایٹمی طاقت ہے۔

☆ سرسبز پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا دودھ پروڈیوسر ملک ہے۔

☆ پاکستان دنیا بھر میں گندم پیدا کرنے والے ممالک میں گیارہویں نمبر میں آتا ہے۔

☆ دنیا بھر میں چاول پیدا کرنے والے کامیاب ترین ملکوں میں پاکستان کا نمبر بارھواں ہے۔

﴿ام احمد سدیس﴾

اقوال زریں:

☆ کسی کام میں مصروف آدمی سے مشورہ نہ کرو خواہ وہ کتنا ہی عقلمند ہو، بھوکے سے مشورہ نہ کرو خواہ وہ کتنا ہی سمجھدار ہو، نہ خوفزدہ سے خواہ اس کی خیر خواہی پر تمہیں مکمل اعتبار ہی کیوں نہ ہو۔

☆ اگر تو دوسروں کو کسی کام سے روکنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدا اپنے آپ سے کر۔

☆ سزا سے پہلے ڈانٹ ڈپٹ ضروری ہے۔

☆ احتیاط کی ابتدا مشورہ سے ہوتی ہے۔

☆ جب کسی کا دل تنگ ہو جاتا ہے تو زبان کھل جاتی ہے۔

☆ چالاک اور ہوشیار شخص کو وہیں سے نقصان پہنچتا ہے جہاں سے وہ بے فکر ہوتا ہے۔ ﴿رابعہ عبداللہ، کراچی﴾

تحفہ:

"بیگم! کہاں ہو؟"

"جی میں یہاں ہوں، باورچی خانہ میں"

"دیکھو تو ہم تمہارے لیے کیا لائے ہیں؟"

"کیا لائے ہیں، بھئی بتایئے نا؟"

"بوجھ کر بتاؤ۔"

"اچھا میں سمجھ گئی، سونے کی چوڑیاں لائے ہوں گے۔"

"کیا!...... کیا کہا؟ سونے کی چوڑیاں؟"

نہیں، اچھا میں سمجھ گئی، آپ میرے لیے میری پسندیدہ آسمانی ساڑھی لائے ہیں۔"

"کیا...... ساڑھی؟"

"ساڑھی بھی نہیں، اچھا میک اپ باکس لائے ہیں۔"

"نہیں بھئی، دراصل میں بندر روڈ سے گزر......"

"بندر روڈ...... اوہ اچھا، اب میں سمجھی، سوٹ کا کپڑا لائے ہوں گے، کون سا رنگ لائے ہیں، اللہ دکھایئے نا......!!"

"کیا سوٹ ووٹ لگا رکھی ہے، پہلے بات تو پوری سن لیا کرو، بیچ میں ٹانگ اڑا دیتی ہو، بندر روڈ سے گزر رہا تھا تو میں نے سوچا کہ تمہارے لیے میٹھا پان ہی لیتا چلوں، یہ میز پر رکھا ہے، کھا لینا......" ﴿سمیرا جاوید۔ کراچی﴾

ضروری اعلان

بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام بذریعہ ڈاک ہر ہفتے اندرون ملک اور بیرون ملک ارسال کیا جاتا ہے۔ جس کا اندرون ملک سالانہ خرچہ بچوں کا اسلام =/600 روپے اور خواتین کا اسلام =/600 روپے بیرون ملک پاکستانی کرنسی میں بچوں کا اسلام =/3690 اور خواتین کا اسلام =/3690 روپے منی آرڈر بنام سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام ناظم آباد نمبر 4 کراچی کے پتہ پر ارسال کریں مزید معلومات کیلئے صبح 9 تا 5 بجے برائے نماز وقفہ 12:30 تا 2:00 بجے علاوہ اتوار 021-6688747,6609983,Ext:246-247

کچھ گھڑیاں خاندانِ شہدائے کے ہمراہ

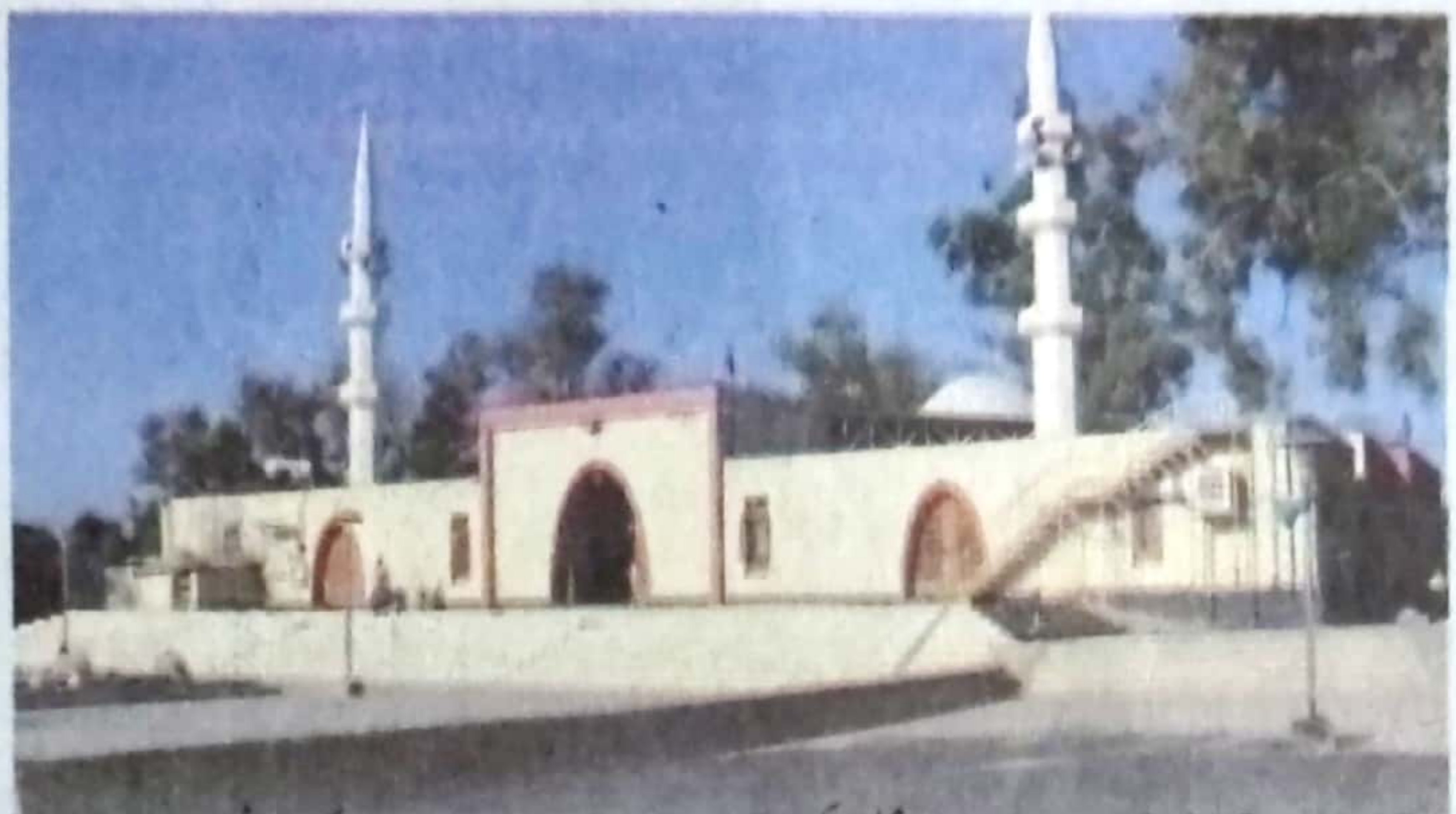

بحمداللہ ہمیں مئی میں عمرہ ادا کرنے کی سعادتِ عظیم حاصل ہوئی۔ جب ہم مکہ میں تھے تو ابو جی کے دوست محمد ابراہیم صاحب نے مدینہ منورہ سے بذریعۂ فون اطلاع دی کہ قائد نفاذِ شریعت غازی مولانا عبدالعزیز صاحب حفظہ اللہ مدینہ میں بمعہ اہل خانہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے سنا تو دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا اور یہ تمنا دل کے نہاں خانوں میں مچلی کہ کسی طرح ان سے ملاقات ہو جائے۔ لیکن اتنے بڑے مدینے میں ہم ان سے کیسے مل پائیں گے؟؟ کہیں ایسا نہ ہو ہم مدینہ جائیں اور وہ مکہ آجائیں؟؟...... طرح طرح کے وسوسے دل میں آرہے تھے اور ان سے ملنے کی تمنا شدید سے شدید تر ہوتی جارہی تھی۔ بالآخر دن گنتے گنتے جمعے کے روز بعد نمازِ عصر ہماری مدینہ منورہ روانگی ہوئی۔ شوق اور امنگوں کا سفر لمحہ بہ لمحہ ہمیں دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے قریب تر کرتا رہا...... ہم عرب کے حسین ریگزاروں اور بلند و بالا پہاڑوں کے دامن سے ہوتے ہوئے رات دس بجے مدینہ منورہ کی پاک و مقدس سرزمین پر پہنچے۔ رات کے وقت تو ہوٹل چلے گئے اور طے ہوا کہ حرم شریف صبح جائیں گے۔ ہفتے کی صبح ہم مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عطر بیز فضاؤں میں تھے۔

اے نسیمِ سحر سر کو جھکا کے چل یہ ادب کی جا ہے ذرا
سنبھل کے جہاں عظمتیں ہیں جھکی ہوئی، یہ انہیں کا پاک دیار ہے

شام میں ابو نے بتایا کہ ہماری آج ریاض الجنۃ میں مولانا عبدالعزیز صاحب سے ملاقات ہوئی۔

بنت مولانا عبدالمجید

''اوہ ابو! آپ کتنے خوش نصیب ہیں؟ میں تو ہر جگہ آپی ام حسان کو ہی دیکھتی رہی لیکن وہ کہیں نظر ہی نہ آئیں۔''

ابو ہنسنے لگے کہ بھلا اتنی مستورات میں کیسے ملتیں؟

اسی طرح دو دن گزر گئے۔ ابو اور دونوں بھائیوں کی ہر نماز کے بعد مولانا صاحب سے ملاقات ہوتی۔ بھائی ہمیں بتاتے کہ آج مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے یہ فرمایا، وہ فرمایا...... سن کر مجھے ان پر بے حد رشک آتا کہ اتنے عظیم مجاہد سے اتنی مقدس جگہ پر ملاقات ہوئی اور صرف ملاقات ہی نہیں بلکہ طویل طویل گفتگو بھی ہوتی ہے۔ مولانا صاحب نے اپنے طالب علمی کے زمانے سے لے کر زندان میں بیتے ایام کی بپتا بھی سنا ڈالی، جو ہمیں ابو اور دونوں بھائیوں کے توسط سے معلوم ہوئی...... مولانا صاحب نے بھی بنوری ٹاؤن ہی سے سندِ فراغت حاصل کی تھی اور ابو جی سے دو سال بعد فارغ ہوئے تھے۔

منگل کی شب مدینہ منورہ میں مقیم حافظ ابراہیم صاحب نے ہماری کھانے کی دعوت کی...... عشاء کی نماز کے بعد وہ گاڑی لے کر آئے اور ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ زہے نصیب کہ وہاں وہ باعظمت خاندان ہم سے پہلے موجود تھا۔ میں تو کب سے ان کی مشتاق تھی، اندر داخل ہوتے ہی لپک کر پوچھا: ''آپ میں سے ام حسان کون ہیں؟''

میرے دائیں جانب جلوہ افروز ایک باوقار خاتون نے آہستہ سے کہا، میں ہوں۔ پھر انہوں نے خود ہی تعارف کروانا شروع کیا۔ یہ میرے ساتھ میری چھوٹی بیٹی اسماء ہیں اور ان کے ساتھ غازی عبدالرشید صاحب کی چھوٹی صاحب زادی کائنات اور ان کے ساتھ غازی صاحب کی اہلیہ محترمہ حمیرا صاحبہ ہیں اور ان کے ساتھ میری بڑی بیٹی طیبہ بیٹھی ہیں۔ ام حسان نہایت ملنسار، خوش گفتار اور لطیف طبیعت کی مالکہ ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ ہم نے ان سے جامعہ حفصہ کے سانحے کے متعلق دریافت کیا تو کتابِ ماضی کے زخم خوردہ صفحات دھیرے دھیرے پلٹتے رہے۔ وہ فرما رہی تھیں اور ہم ہمہ تن گوش متوجہ تھے:

''ہم غیروں سے کیا گلہ کریں؟ ہمارے اپنوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا اور سچ تو یہ ہے کہ ہماری بات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ ذرا سنجیدگی سے ہمارے مطالبات تو سنتے، ہمارے مؤقف کو سمجھتے تو کبھی ایسی صورت حال پیدا نہ ہوتی۔''

''آپی! کہا جاتا ہے کہ لائبریری پر قبضہ کرنے کی وجہ سے حالات بگڑے؟''

''ٹھیک ہے ہماری طالبات نے لائبریری پر قبضہ کیا تھا، لیکن پرامن طریقے سے...... انہوں نے تو وہاں کے ایک بلب کو بھی نقصان نہیں پہنچایا، وہ خود بھی پرامن تھیں اور امن کا مطالبہ کر رہی تھیں، پھر ان کے مطالبات بھی تو ناجائز نہ تھے اگر انہوں نے ایک حق اور جائز چیز کا مطالبہ کر لیا تو ایسے کون سے آفت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے!؟''

''آپی! حامد میر نے اپنے کالم میں لکھا تھا کہ غازی عبدالرشید صاحب اس تحریک کے حامی نہیں تھے بلکہ وہ صرف اپنے بھائی کی محبت کے آگے مجبور تھے کیا یہ بات درست ہے؟''

نہیں!! قطعاً نہیں یہ بیٹھی ہیں غازی صاحب کی اہلیہ...... ان سے پوچھ لیں۔'' ام حسان نے حمیرا باجی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، پھر انہوں نے بھی ام حسان کی تائید کی۔

آپی دوبارہ گویا ہوئیں: ''دراصل بیٹا! کالم والے وہ لکھتے ہیں جو ان کی سمجھ میں آتا ہے...... جو ہم سمجھاتے ہیں وہ نہیں لکھتے۔ اگر غازی صاحب حق پر نہ ہوتے تو ابھی تک ان کی قبر مبارک سے خوشبو نہ آرہی ہوتی...... آج تک ان کی لحد سے خوشبو اٹھ رہی ہے، جو اس بات پر دلیل ہے کہ یہاں مردِ حق محوِ استراحت ہے......

''آپی! آپ لوگوں کا ساتھ کیوں نہیں دیا گیا؟''

''ارے بیٹا! ساتھ تو الگ بات ہے، ہمیں بکے ہوئے کہا گیا، ایجنٹ، جاسوس، بکاؤ مال، ملی بھگت اور نجانے کیا کیا کہا گیا، لیکن میں نے اپنے بچوں سے کہا، کہ گھبرانا نہیں، ہم حق پر ہیں اور ایک نہ ایک دن حق ظاہر ہو کر رہتا ہے......'' پھر ام حسان نے اپنے ہاتھوں کو سامنے پھیلایا اور کہا، ''بیٹا! میرے یہ ہاتھ دیکھ رہی ہو ناں!...... دیکھو!''

''جی جی!!''

''میں اپنے ان ہاتھوں سے قیامت کے دن ایک ایک کا گریبان پکڑ کر پوچھوں گی، کہ بتاؤ میری بچیوں کا کیا قصور تھا؟ میں پھر کہتی ہوں کہ ان شاء اللہ میں ان کو معاف نہیں کروں گی، ایک مرتبہ ضرور انہیں جھنجھوڑوں گی۔''

''لیکن آپی! اتنا بڑا اقدام کرنے سے پہلے کسی سے مشورہ یا رائے لینا تو ضروری تھا ناں، تا کہ کوئی اور بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔''

''بیٹا! مولانا عبدالعزیز صاحب نے اپنی پگڑی علماء کے قدموں پر رکھ کر درخواست کی تھی کہ آپ لوگ میری بات سمجھیں...... کیا کبھی کسی چھوٹے کو صحیح بات پر شرح صدر نہیں ہوسکتا اور بڑے انبیاء تو نہیں جو ان کی بات نہ ماننے سے معاذ اللہ ہم کافر ہو جاتے، جو ہم پر فتوے جاری کیے گئے کہ اِدھر والے بھی شہید اور اُدھر والے بھی شہید...... کیا حق کے لیے لڑنے والے اور حق کے خلاف لڑنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟''

محترمہ ام حسان صاحبہ نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ بات کر رہی تھیں۔ مکمل گفتگو کے دوران نہ ہی ان کی زبان لڑکھڑائی اور نہ ہی چہرے پر کسی قسم کا کوئی تغیر آیا...... صرف وہ ہی نہیں بلکہ باقی سب مستورات بھی سراپا تصویر صبر و رضا بنی ہوئی تھیں...... نہ کسی کی چشم نم ہوئی اور نہ ہی عزم و ارادے میں ڈگمگاہٹ پیدا ہوئی، کبھی کبھی ام حسان اپنی نگاہیں زمین پر گاڑ کر گفتگو کرنے لگتیں، جیسے گزرے لمحوں کی منظر کشی کرنا چاہ رہی ہوں۔

''آپی! ہمیں احساس ہے، کہ ہم آپ کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے، لیکن ہم کر بھی کیا سکتے تھے؟''

وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئیں: ''بے نظیر کا قتل ہوا تو پیپلز پارٹی نے لگاتار احتجاج کر کے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا تھا تو کیا آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے؟''

اتنے میں ایک چھوٹا سا گول مٹول خوب صورت سا بچہ کمرے میں داخل ہوا اور حمیرا باجی کے پاس بیٹھ گیا...... آپی ام حسان نے اسے بلا کر کہا: ''بیٹا! باجیوں کو سلام کرو۔''

اس نے ہم تینوں سے شرماتے لجاتے ہوئے سلام کیا۔ آپی نے بتایا کہ یہ غازی عبدالرشید صاحب کا سب سے چھوٹا صاحب زادہ حمزہ ہے۔ جب غازی صاحب شہید ہوئے تھے تو یہ چار سال کا تھا۔ معصوم سے حمزہ میں غازی صاحب کا رنگ موجود تھا۔ طرزِ تکلم اور چہرے پر معصومیت کی چادر بے اختیار اسے پیار کرنے پر مجبور کر گئی۔ غازی صاحب کے دو صاحب زادے ہارون رشید اور حارث رشید مردانہ میں تھے، جبکہ ننھے حمزہ کبھی یہاں آتے اور کبھی وہاں جاتے...... اسی اثناء میں میزبان خواتین نے دستر خوان بچھا دیا، پھر ہم نے اپنی گفتگو کا رخ بھی موڑ لیا۔ میں نے ام حسان سے پوچھا، آپ کی پاکستان واپسی کب ہے؟

فرمایا: ''ارادہ تو یہاں ایک مہینہ رکنے کا ہے، مگر حکومت والوں کو بھی تو ہماری یاد ستاتی رہتی ہے، اگر ہم ان کے پاس جائیں، تب بھی پریشان رہتے ہیں اور جب باہر آتے ہیں تب بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔''

ڈھائی گھنٹے کی طویل ملاقات جیسے پلک جھپکتے میں گزر گئی، جب یہ عظیم خاندان اٹھ کر روانہ ہونے لگا تو گویا کسی نے دل مٹھی میں بھینچ لیا اور پھر وہ منظر میرے ذہن میں نقش ہو کر رہ گیا۔ جب آپی ام حسان نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور غازی عبدالرشید شہید کی عظیم اہلیہ حمیرا باجی نے جس محبت اور شفقت سے میرے چہرے پر پیار کیا اور مجھے بھینچ کر سینے سے لگا لیا وہ میں ساری زندگی نہیں بھول سکتی۔

انہیں ڈھونڈتی ہیں نگاہیں ہماری
جو خود چھپ گئے ساری محفل سجا کے
وہ اٹھے تو افسردگی چھائی ایسی
دیے بزم کے بجھ گئے جھلملا کے

اور یوں خاندان شہداء، اسرۃ اہل وفا اپنی منزل کو گامزن ہوا اور ہماری چشمِ نم تا دیر اس گزرگاہ کو بھی تکتی رہی جہاں رب کے پیاروں کے قدم پڑے تھے۔

خواب

میں ایک ایسی دنیا، ایسی جگہ پر رہتی ہوں جہاں لوگ ایک دوسرے کا بہت احساس کرتے ہیں۔ آپس میں پیار محبت کا رنگ بہت نمایاں ہے۔ نفرت، حسد جیسے بدنما رنگ کا یہاں کبھی گزر تک نہیں ہوا۔ جہاں زندگی ہر دم سانس لیتی ہے۔ زندگی کے خوش نما رنگ اور بھی نکھر چکے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں۔ یہاں سب نازک نازک دل رکھتے ہیں، جس میں صرف، پیار، محبت اور شفقت کا بسیرا ہے۔ سب لوگ ایک دوسرے کے غم میں اس طرح شریک ہوتے ہیں جیسے ایک ہار میں تمام موتی پرو دیے گئے ہوں۔ اور خوشیوں میں ایسے ساتھ نبھاتے ہیں، جیسے کسی ندی کا شفاف لہریں ایک دوسرے کے سنگ اٹھکیلیاں کرتی ہوں۔ ہمارے ہاں چغلی کا مطلب کسی کو نہیں پتا، اگر کوئی برا ہے تو سب مل کر اسے برا بھلا کہنے کی بجائے اچھائی کے پیکر میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ہم کسی کے غم میں روتے ہیں تو سب کے آنسو قیمتی موتی کی طرح ہوتے ہیں اور یہ دل کو سرور پہنچاتے ہیں کہ یہ سب اپنے ہیں۔ ہمارے لوگوں میں سادا پن بہت نمایاں ہے۔ منافقت تو یہاں کے لوگوں کو چھو کر بھی نہیں گزری۔ ہمارے ہاں کون اچھا ہے، کون برا ہے اس کی تفریق بالکل نہیں ہے۔ سب ایک دوسرے کو اس کا بھرپور مقام دیتے ہیں۔ میں یہاں بہت خوش ہوں۔ مم...... مگر...... مگر یہ میرا خواب ہے۔ ہاں یہ میرا صرف خواب ہے...... یہ دنیا میری نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی ہے۔

حرا اکرم آرائیں

خواتین کا اسلام کا مشہور سلسلہ منظر عام پر!!
ڈاک خرچ مفت
کل قیمت 480 روپے
رعائتی قیمت 240 روپے
مکمل دو حصے

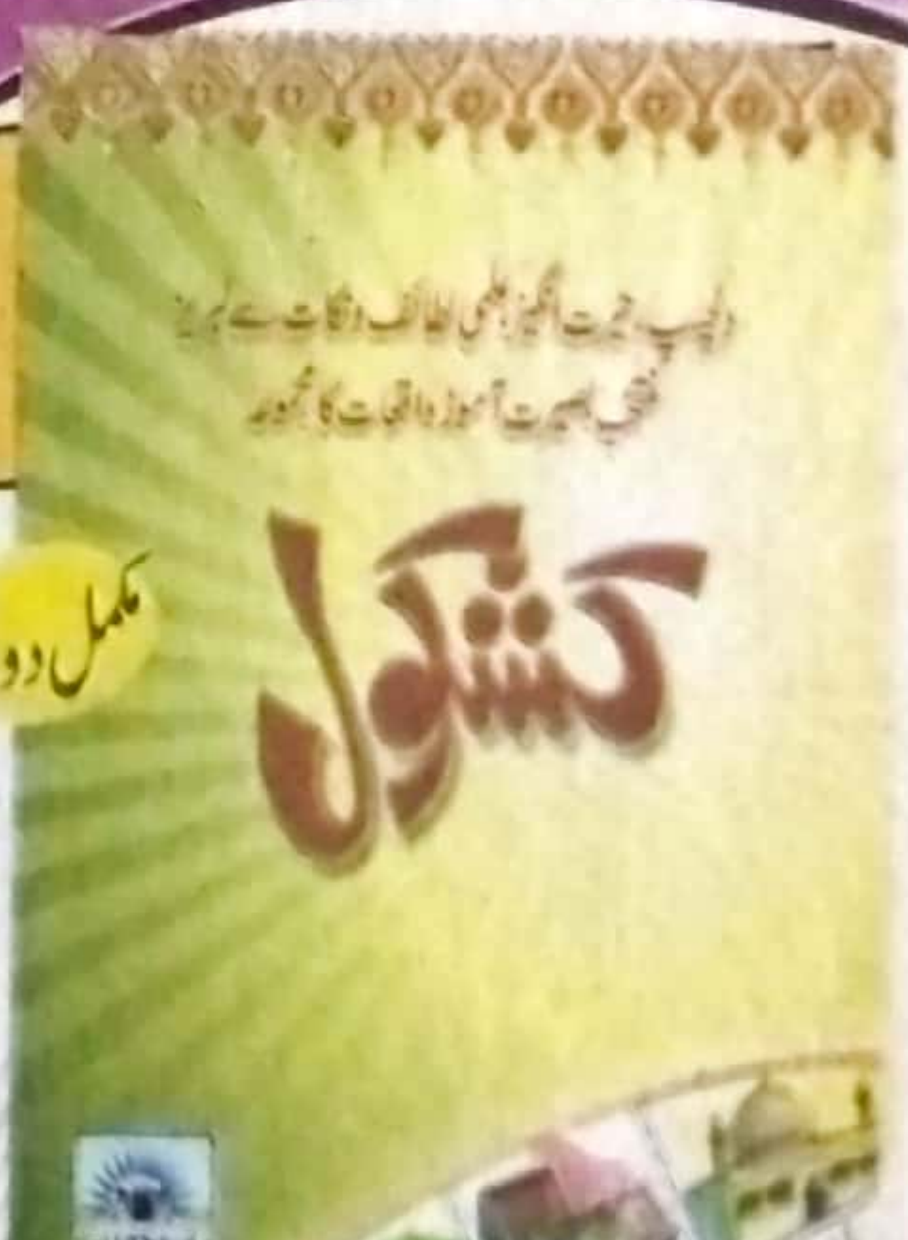

ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔
موبائل نمبر 0300-7301239
ممتاز کتب خانہ عبدالغنی پلازہ دوکان نمبر A7 محلہ جنگی لفٹ قصہ خوانی پشاور
فون 091-2580331
موبائل نمبر 0314-9696344
قاسمی نیوز ایجنسی مچھلی بازار نزد معاویہ لائبریری بہاولپور فون 062-2731947
موبائل نمبر 0333-6367755
اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک قرآن محل راولپنڈی
فون 0321-5123698
گرینڈ اسپورٹس، اقبال سینٹر، 8 مغل پورا روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔
موبائل 0321-4538727
رابطہ نمبر 0314-2139797 (کراچی)
دوکان نمبر 8، امین مارکیٹ، نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

جذبات زباں مانگتے ہیں

رفعت سعدی

سیمی، ندی کے کنارے اگی قدرتی گھاس پہ بیٹھی کھجور کے پتوں سے چٹائی بُن رہی تھی قریب ہی اس کی بکریاں ادھر ادھر چر رہی تھیں...... سامنے کچھ فاصلے پر کئی ریوڑ نظر آ رہے تھے...... چاچی نذیراں اپنی بکریوں کو ندی کی طرف لا رہی تھی...... ادھر بابا فضل دین اپنی اڑیل گائے کے ساتھ زور آزمائی کر رہے تھے...... صحیح معنوں میں رسہ کشی ہو رہی تھی...... بابا رسی پکڑے اسے ندی کی طرف کھینچ رہے تھے جبکہ گائے مخالف سمت میں زور لگا رہی تھی...... سیمی محو ہو کر دیکھ رہی تھی...... اور پھر رسی ٹوٹ گئی...... غڑاپ کی آواز کے ساتھ بابا ندی میں جا گرے اور گائے نے خلاصی حاصل کرتے ہی گھر کی طرف دوڑ لگا دی...... سیمی کی ہنسی چھوٹ گئی...... چند ثانیے بعد بابا ندی سے برآمد ہوئے اور گائے کے پیچھے دوڑ پڑے...... سیمی کی ہنسی تب رکی جب بابا گائے سمیت گاؤں کی گلیوں میں غائب ہو گئے...... سیمی کے لیے یہ منظر انوکھا نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کی حساس طبیعت کی وجہ سے اس کے لیے ہر نظارہ جاذبیت رکھتا تھا ...... وہ سوچوں میں کھو گئی...... بابا کیسے شام کے سورج کی طرح ندی میں ڈوبے اور پھر...... نہیں نہیں...... شام کا سورج تو آہستہ آہستہ غروب ہوتا ہے...... اس نے اپنی سوچ کو جھٹلا دیا...... اسے یاد آیا...... امی نے بتایا تھا کہ جب ایک مرتبہ ان کا وِیر (بھائی) لاپتہ ہو گیا تھا تو وہ سارا دن گاؤں کی طرف آنے والے راستے کو دیکھا کرتی تھیں...... اور جب سورج غروب ہوتا تو ان کی امید بھی ختم ہو جاتی تھی ...... شاید اسی لیے...... وہ سوچنے لگی...... سورج آہستہ آہستہ غروب ہوتا ہے تاکہ انتظار کرنے والوں کی نبضیں ڈوب نہ جائیں...... وہ ہمیشہ ایسے ہی سوچا کرتی تھی...... دیہات کی عام لڑکیوں سے وہ یکسر مختلف تھی...... بے حد حساس...... اور تجسس سے بھرپور طبیعت!...... ہر بات کو دیر تک سوچنا...... اور سوچتے چلے جانا اس کی فطرت تھی...... اس کے اردگرد ایک ایسا ماحول بکھرا تھا جہاں دین نماز روزے تک محدود تھا...... جبکہ دنیا کی طلب کی کوئی حد...... کوئی انتہا متعین نہیں تھی...... دینی و دنیوی تعلیم سے محرومی کی وجہ سے ترجیحات تا حد نظر پھیلی زمینوں...... لہلہاتی فصلوں ...... اور جانوروں سے بھرے دالانوں کی طلب کی صورت میں جلوہ گر تھیں...... سیمی کی ہمجولیاں اسی ماحول کی پروردہ ہونے کی وجہ سے خواہشات کی انہی فرسودہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں...... لیکن سیمی کی سوچ اس سب سے ماوراء تھی...... وہ کبھی آسمان کی وسعتوں میں کھو جاتی تو اس کی اختتامی حد کے تعین...... چاند ستاروں کا اس سے تعلق ...... اور سورج کے ساتھ اس کے رشتے کی وضاحت میں الجھ جاتی...... اور کبھی زمین پر پھیلی ہریالی کے دامن میں شبنمی قطروں کی چمک...... دراز قد درختوں کی رفعت...... اور ان کے قدموں میں اٹھکیلیاں کرتا پانی اسے متوجہ کر لیتا ...... چاندنی راتوں میں جب چاندنی درختوں کے پتوں سے چھن کر زمین پر عجیب و غریب زاویے بناتی تو سیمی کے لیے یہ منظر دلچسپ ترین ہوتا کبھی وہ مسرت سے چیخ پڑتی تو سب اسے بے وقوف بناتے...... اس کی ماں کے خیال میں اس پر کسی آسیب کا سایہ تھا...... چاروں بھائی اپنی اکلوتی اور لاابالی بہن کی ہر وقت سوچوں میں گم رہنے والی عادت پر برافروختہ ہوتے...... اور...... ابا جی ہر مہینے کوئی نئی دوا لا دیتے...... سیمی کو ان سب باتوں پہ دکھ ہوتا...... وہ سوچتی کہ یہ سب میری طرح کیوں نہیں سوچتے جو کچھ مجھے محسوس ہوتا ہے وہ ان سب کو محسوس کیوں نہیں ہوتا...... کیا زندگی صرف کھانے پینے پہننے اور سونے کا نام ہے...... اسے شدت سے احساس ہوتا کہ کاش وہ ان نظاروں کو کوئی نام دے سکتی ...... دل میں مچلنے والے جذبات کا اظہار کر سکتی...... اردگرد کے لوگوں کو وہ سب محسوس کرا سکتی جسے وہ خود کرتی ہے...... سوچ کے اس موڑ پر اسے شدید گھٹن کا احساس ہوتا...... اسے لگتا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ رکھا ہو اور دماغ پر خول سا چڑھا دیا ہو...... اور اس کے اردگرد اندھیرا ہی اندھیرا ہو...... سخت اور خوفناک اندھیرا...... ایسے میں سیمی کو اپنی زندگی بے مقصد نظر آتی...... اور اس کی الجھنیں مزید پھیلنے پھولنے لگتیں...... اسے ہر چیز کا راز جاننے کا شوق تھا...... وہ بعض اوقات گاؤں کے واحد اسکول جو صرف پرائمری تک اور لڑکوں کے لیے مخصوص تھا...... میں پڑھنے والے بچوں کی کتابیں کھول کر ان کی آڑی ترچھی لکیروں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی...... نجانے کیوں اسے یقین ہو چلا تھا کہ انہی لکیروں کا مطلب جان کر ہی وہ ہر چیز کا راز پا سکے گی...... اسے تحصیل علم کا شوق تھا...... لیکن اس کے مواقع مفقود اور معاشرہ اس کی اجازت دینے سے قاصر تھا ...... آج بھی بابا فضل کے ڈوبنے اور ڈوب کر ابھرنے کے منظر نے اسے سوچوں کے وسیع صحراء میں لا دھکیلا تھا......

نجانے وہ کب تک اس صحراء میں بھٹکتی رہی اگر اسے چاچی نذیراں کے بکریوں کو ہانکتے ہوئے انہیں خوب صورت القابات سے نوازنے کی آواز نہ سنائی دیتی...... وہ چونک کر اٹھی...... کھجور کے پتوں اور نامکمل چٹائی کو سمیٹا اور ریوڑ ہانکتے ہوئے گھر کی طرف چل پڑی۔

☆☆☆

کتنے اچھے تھے سدرہ لوگ...... جو فاطمہ کی شادی پر آئے ہوئے تھے...... آخر شہر میں جو رہتے ہیں نا...... سیمی برتن مانجھتے ہوئے اپنی کزن مریم سے کہہ رہی تھی...... تم تو بس شہر کا نام سن لو...... تمہیں وہاں کی ہر چیز اچھی لگنے لگتی ہے...... کیا اچھائی ہوتی ہے شہر والوں میں؟ مریم نے منہ بناتے ہوئے کہا...... ان میں علم بہت ہوتا ہے مریم! اس لیے اچھے ہوتے ہیں! سیمی نے وجہ بیان کی...... بس بس! تم کبھی گئی نہیں نا شہر...... اس لیے تم شہر کو اچھا کہتی ہو...... جا کر دیکھو تو پتہ چلے کتنی گھٹن ہوتی ہے وہاں...... میں ماموں کے گھر گئی تھی جو حیدر آباد میں رہتے ہیں...... توبہ توبہ! ایک ہفتہ بڑی مشکل سے گزارا تھا...... ڈربوں جیسے گھر ہوتے ہیں ان کے...... تازہ ہوا کے لیے بندہ ترس جائے...... بیٹھے بیٹھے ٹانگیں شل ہو گئیں...... یہاں جیسی آزادی کہاں؟...... مریم نے اپنی معلومات کا رعب جھاڑتے ہوئے تقریر کر ڈالی...... لیکن مریم! وہ لوگ پڑھتے ہیں...... انہیں ہر چیز کا علم ہوتا ہے...... تمہیں پتہ ہے مجھے پڑھنے کا کتنا شوق ہے...... سیمی نے دھیمے سے لہجے میں کہا...... ہونہہ! پڑھنے وڑھنے سے کیا ہوتا ہے...... خالص دودھ تک بھی نہیں ملتا وہاں!...... مریم بے زاری سے کہتے ہوئے کمرے میں چلی گئی...... سیمی نے تأسف سے اسے دیکھا ...... اور خیالوں میں کھو گئی...... کتنی محدود ہے ان لوگوں کی سوچ!...... ڈربوں جیسے گھر میں تو کیا ہوا؟...... علم تو ہے شہر کے لوگوں میں...... کاش میں پڑھ سکتی! مجھے ان آڑھی ترچھی لکیروں کا مطلب معلوم ہو جاتا...... میں جان سکتی کہ ...... سیمی کہاں مر گئی ہو؟ ابھی تک برتن نہیں دھلے تم سے؟ ...... اماں کی غصے بھری آواز سے سیمی کی سوچ کا تسلسل ٹوٹ گیا وہ حقیقت کی دنیا میں واپس آ کر بقیہ برتن نمٹانے لگی ...... ادھر اماں کی ڈانٹ ابھی جاری تھی...... یا خدا! کیا ہو گیا ہے اس لڑکی کو!...... ہر وقت پتہ نہیں کیا سوچتی رہتی ہے؟ کون بیاہ لے جائے گا اس بے وقوف کو! اماں کا تأسف دیدنی تھا...... سیمی نے برتن شیلف پہ (باقی صفحہ 14 پر)

کاش!

سارہ الیاس

خالہ صدیقہ کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کا دم خشک ہوگیا۔ ٹانگیں کانپنے اور ہاتھ لرزنے لگے، وہ ہاتھ میں ایک خاکی لفافہ پکڑے ہوئے تھیں۔ ''کیا بات ہے خالہ'' اس نے بمشکل تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ ''بس یہ خط پڑھوانا تھا...... فارغ تو ہونا بیٹی!'' ان کے پیار بھرے لہجے سے اس کا خوف کافور ہوگیا۔

''جی جی کیوں نہیں!''

خالہ اس کے سامنے والے گھر میں رہتی تھیں۔ ان کے اکلوتے بیٹے کی شادی تھی۔ طرح طرح کی تیاریاں کی جارہی تھیں۔ بازاروں کی خاک چھانتے، زیورات اور کپڑوں کے نت نئے ڈیزائن دیکھتے بھالتے، خالہ کو دھچکا اس وقت لگا جب یہ خط کوئی ان کے گھر ڈال گیا۔ بیٹے نے یہ تو بتادیا کہ خط ان کے نام ہے مگر پڑھنے کے لیے اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ وہ دلہا ٹریٹمنٹ سیلون کے چکر کاٹنے اور دوست احباب میں مصروف تھا۔ آخرانہوں نے خط پڑھوانے کے لیے شرمین کا انتخاب کیا، وہ انہیں بیٹیوں کی طرح عزیز تھی۔ بیٹے کی شادی ان کے خاندان کے لیے واحد خوشی کا موقع تھا۔ شام چار بجے سے صبح چار بجے تک حد سے زیادہ اونچی آواز میں گانے بجائے جاتے اور سامنے والے گھر کے آگے والے کمرے میں مقیم شرمین بہت تنگ تھی۔ امتحان سر پر تھے، بیماری کے باعث تیاری کچھ خاص نہ تھی، ہفتہ بھر کے بعد پہلا پرچہ تھا۔ وہ بھی ''کیمسٹری'' کا جس کے نام سے اس کی جان جاتی تھی۔ ٹینشن نے سر درد اور بخار کی قباء اوڑھ کر خود کو روپوش کیا ہوا تھا۔ اوپر سے یہ شور شرابہ...... ہر ساز اس کی روح پر تازیانے کی طرح برس رہا تھا۔ مگر عمروں میں تفاوت اور طرز زندگی کا فرق اسے کچھ کہنے سے روک رہا تھا۔ خالہ بہت اچھی تھیں مگر خوشی کو اپنے طریقے سے منانا چاہتی تھیں۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہوجائیں۔ برانہ مان لیں آخر اس نے ایک حل نکالا...... اور اب خالہ اس کے سامنے تھیں۔ ''یہ خط تو میں زبانی سنادوں'' اس نے سوچا اور خط کھولتے ہوئے انہیں بیٹھنے کو کہا، اس کی بہن چائے لے آئی تھی۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔

''السلام علیکم! خالہ جی میں! آپ سے بہت چھوٹی ہوں، کچھ کہنے کا حق تو نہیں مگر بحیثیت مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا بھی ضروری ہے اس لیے بذریعہ خط آپ سے مخاطب ہوں۔ کہ آپ کی ناراضی سے ڈر لگتا ہے مگر آپ کو ان گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتی جنہیں آپ گناہ ہی خیال نہیں کرتیں۔ آپ کے اکلوتے بیٹے کی شادی ہے، مسرت کا موقع ہے خوشی منانا بجا، مگر جس نے یہ خوشی عطا کی ہے، اسی کے احکامات کے مطابق خوشی کیوں نہ منائی جائے کیوں کہ جو دے سکتا ہے، لینا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ گانا بجانا دشمنانِ اسلام کا کام تو ہے مگر مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ تہجد کا وہ وقت جو آہِ سحر گاہی کے لیے مخصوص ہے اسے ''روح کو سزا'' دینے میں گزارنا کہاں کی دانش مندی ہے۔ اور پھر بجلی کی چوری، جس کے ذریعے رات گئے تک قمقمے روشن کیے جاتے ہیں، ملک کے ہر شخص کے حق پر ڈاکہ ہے۔

اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے، کیوں؟ اس موضوع پر درس آپ ہی کے ہاں ہوا تھا نا، پھر بری کے سینکڑوں جوڑے، جوتے، زیورات، پھر دلہن کا بیش قیمت جہیز (کہ اس کی محرک بھی آپ ہیں) یہ سب کیا ہے؟ یہاں پہنچ کر وہ دم لینے کو رکی اور خالہ کے تاثرات کا جائزہ لیا، کپ ہاتھ میں پکڑے وہ چائے پینا بھول گئی تھیں۔ ماتھے پر تیوریاں چڑھ چکی تھیں ''چائے تو پیجیے خالہ!'' اس نے کہا ''ہاں! تم آگے پڑھو'' وہ پرسوچ انداز میں گویا ہوئیں۔ ''میں جانتی ہوں کہ شادی پر دل کے تمام ارمان نکالے جائیں گے، ایک ایک رسم ہوگی مگر یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مہندی، مایوں وغیرہ وغیرہ سب ہندوانہ رسم ورواج ہے، وہی ہندو جو کشمیر پر قابض ہے اور لاکھوں بہنوں کے سہاگ لوٹ رہا ہے۔ ان رسوم کا اسلام سے قطعاً تعلق نہیں۔ پھر آپ کی نمازیں بھی ادا نہیں ہورہیں کہ کام کاج بہت ہے، گھر مہینے سے مہمانوں سے بھرا ہے اس کی وجہ بھی یہی گانا ہے جو نفاق کو پیدا کرتا ہے۔ پیاری خالہ! امید ہے کہ بجائے ناراض ہونے اور غصہ کرنے کے میری باتوں پر غور کریں گی۔ سوچیے کہ جس کام کے لیے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنی پڑے (آپ کا سردار اکرم خان سے سود پر قرض لینے کا ارادہ ہے نا!؟......) وہ کس طرح بابرکت ہوگا۔ خوشیاں دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے، اگر یہ سب کچھ کرکے بھی آپ کے بیٹے کو سچی خوشی نہ ملی تو پھر اس ہنگامے کا فائدہ۔ لہٰذا بہتر ہوگا کہ آپ اسلامی احکامات کے مطابق سادہ سی شادی کا انتظام کریں تاکہ اللہ آپ کے آنگن کو خوشیوں سے بھردے۔''

والسلام ''ایک خیر خواہ بیٹی''

نظر اٹھا کر اس نے خالہ کی طرف دیکھا جیسے ان کا ردِعمل جاننا چاہتی ہو۔ ان کی آنکھوں میں آنسو موتیوں کی طرح دمک رہے تھے، اس نے سوچا کہ یہ وہ قطرے ہیں جو شعلہ بن کر خاشاکِ غیر اللہ کو پھونک دیتے، باطل کا خرمن جلا دیتے ہیں، جنہیں شان کریمی موتی سمجھ کر چن لیتا ہے۔ خالہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں:

''اس جگنو کو پہچان گئی ہوں جو مجھے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لایا ہے، بیٹی! تمہارا بہت شکریہ کہ مجھے سیدھی راہ دکھادی، لو ابھی عابدہ بہن کو فون کرکے جہیز اور رسوم سے منع کرتی ہوں''

وہ نمبرز ڈائل کرنے لگیں اور شرمین سوچنے لگی: کاش اس چراغ سے مزید چراغ جل اٹھیں، ایسے چراغ جنہیں دیکھ کر ضیاپاش آفتاب بھی شرما جائے...... اے کاش!

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ

اجمل زیدی

(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام	13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر فاران ہوٹل سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نزد بالمقابل K.F.C کراچی فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)
پشاور قیام	یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)
ملتان قیام	28 مارچ تا 8 اپریل، 28 جولائی تا 8 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔ فون: 4582803/62-4518061(061) موبائل 8566188(0300)
لاہور قیام	14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر عامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور فون: 19-7115015(042) موبائل: 8566188(0300)
اسلام آباد مستقل پتہ	8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (سریا چوک) اسلام آباد فون: 2854595-2255880-(051) موبائل 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

پھلوں کا بادشاہ

ام احمد سدیس

جون کا قیامت خیز مہینہ ہے اور گرمی اپنے جوبن پر ہے۔ ہر ایک پسینے میں تربتر گرمی کی شدت سے پریشان حال ہے۔ گھر سے دفتر اور دفتر سے گھر آنا ایک مشکل ترین مرحلہ نظر آتا ہے۔ لیکن گھر آکر نہا دھو کر پنکھے کے سامنے ہلکا پھلکا کھانا کھا کر جب اچانک بیگم صاحبہ رسیلے، ٹھنڈے آموں کی پلیٹ سامنے رکھ دیں تو اس زرد رو خوش نما پھل کو دیکھ کر ساری تھکن کافور ہو جاتی ہے۔ بے شک آم اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی نعمت ہے، جس کی وجہ سے گرمیوں کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔

یوں تو آموں کی ایک ہزار سے زائد مختلف اقسام پائی جاتی ہیں۔ قلمی آموں کی ۱۴۹ اقسام ہیں۔ قلمی آموں کی اقسام میں سندھڑی، چونسہ، سنہری، دسہری، لنگڑا، زعفران، سرولی، انور رٹول، طوطا پری اور بیگن پھلی قابلِ ذکر ہیں۔ ان قلمی قسموں میں خصوصاً سندھڑی دنیا بھر میں سندھ کی پہچان ہے۔ جس طرح آم پھلوں کا بادشاہ ہے' اسی طرح سندھڑی کو آموں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ یہ دوسرے آموں کے مقابلے میں سائز میں بڑا، خوشنما، اور ذائقے میں میٹھا اور لذیذ ہوتا ہے۔

آم کھانے میں جہاں بہت لذیذ، میٹھے اور خوشبودار ہوتے ہیں' وہاں اللہ تعالیٰ نے اس میں انسانوں کے لیے صحت کا سامان بھی پوشیدہ رکھا ہے۔ آم میں کافی غذائیت اور توانائی پائی جاتی ہے۔ آدھا کلو آم کے رس سے آدھا کلو دودھ جتنی غذائی کیلوریز حاصل کی جاسکتی ہیں۔ آم میں وٹامن اے کی خاصی مقدار ہوتی ہے' جب کہ وٹامن بی اور سی بھی پائے جاتے ہیں۔ آم میں ریشے کی بہت زیادہ مقدار پائی جاتی ہے اور شیریں آموں میں کاربوہائیڈریٹ کی مقدار بھی کافی پائی جاتی ہے، جو انسانی جسم کو فوری طاقت مہیا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ آم میں کیلشیم، آئرن، پوٹاشیم اور تھوڑی بہت مقدار پروٹین کی بھی ہوتی ہے۔ دنیا بھر کے غذائی ماہرین کے مطابق ہماری روزانہ کی خوراک میں پھل اور سبزیاں شامل ہونی چاہئیں۔ جن میں وٹامنز اور ضروری منرلز کی خاصی بڑی مقدار پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ وٹامنز اور منرلز کینسر اور دوسری موذی بیماریوں کے خلاف انسانی جسم میں قوتِ مدافعت پیدا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے پھلوں کا بادشاہ آم واقعی ہمارے لیے ایک قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ آم بچوں کی نشوونما میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس کے استعمال سے فیڈ کرانے والی عورتوں میں دودھ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ آم وزن بڑھاتا ہے اور دل کو طاقت دیتا ہے۔ سوکھے گال اور کمزور بدن اس کے روزانہ کے استعمال سے اپنے وزن میں خاطر خواہ اضافہ کرسکتے ہیں۔ عمدہ اور زیادہ خون پیدا کرنے کی وجہ سے چہرے کا رنگ نکھارتا ہے۔ آم بلغم کو پتلا کرتا ہے اسی لیے کھانسی اور دمے کے مریضوں کے لیے بے حد مفید ہے، لیکن بہتر ہے کہ پتلے رس کی شکل میں استعمال کیا جائے۔ مندرجہ بالا تمام فوائد حاصل کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ پختہ اور شیریں آم کھائے جائیں۔ اطباء کہتے ہیں کہ پھیپھڑے کا شدید مرض ہو اور سانس لینے میں دشواری ہو تو آم کا پتلا میٹھا رس تھوڑی سی دہی میں ملا کر پینا مفید ہے۔ یہ پیشاب آور بھی ہے اور مرضِ یرقان میں بھی فائدہ مند ہے۔

آم آنتوں کے مرض اور (باقی صفحہ نمبر 14 پر)

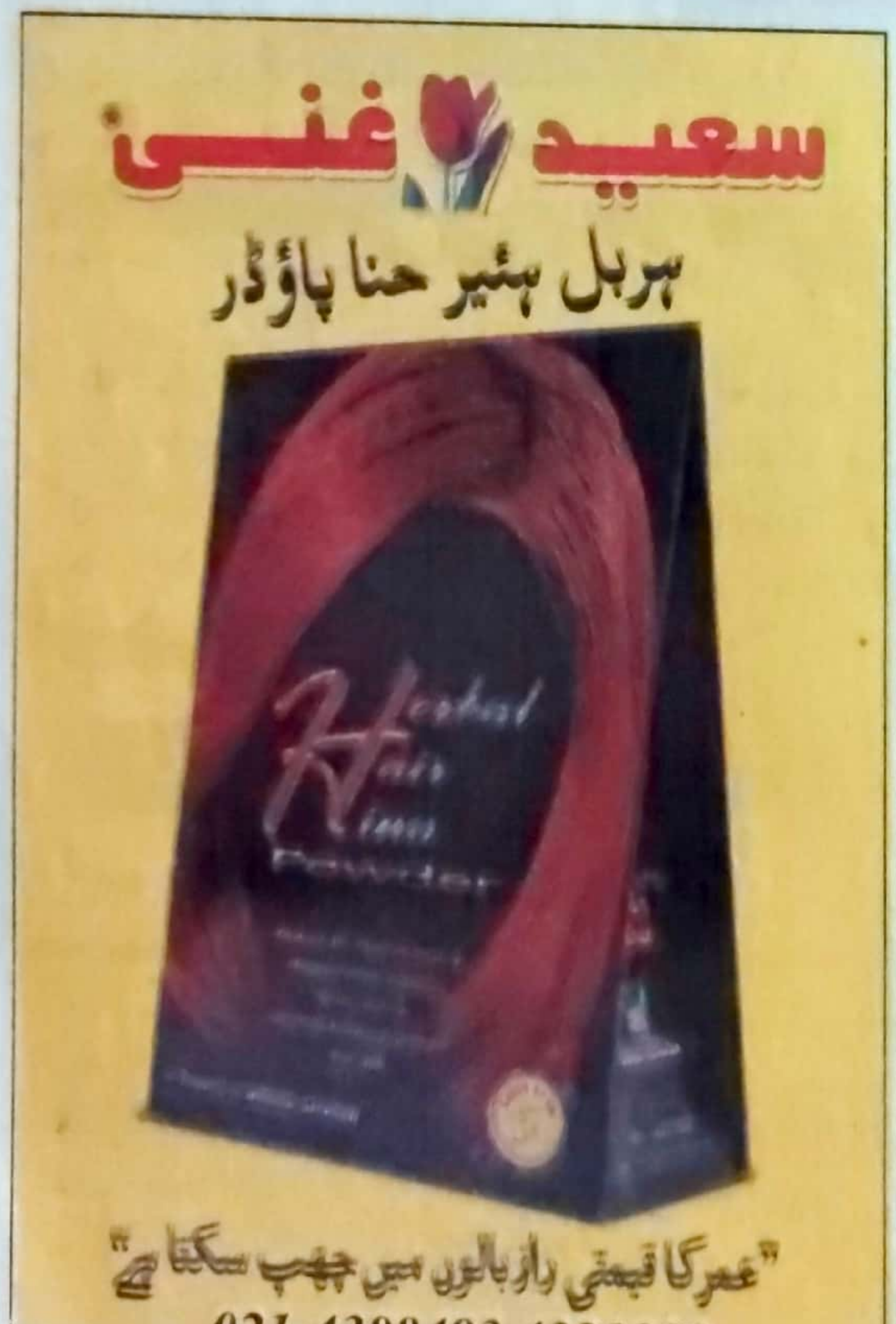

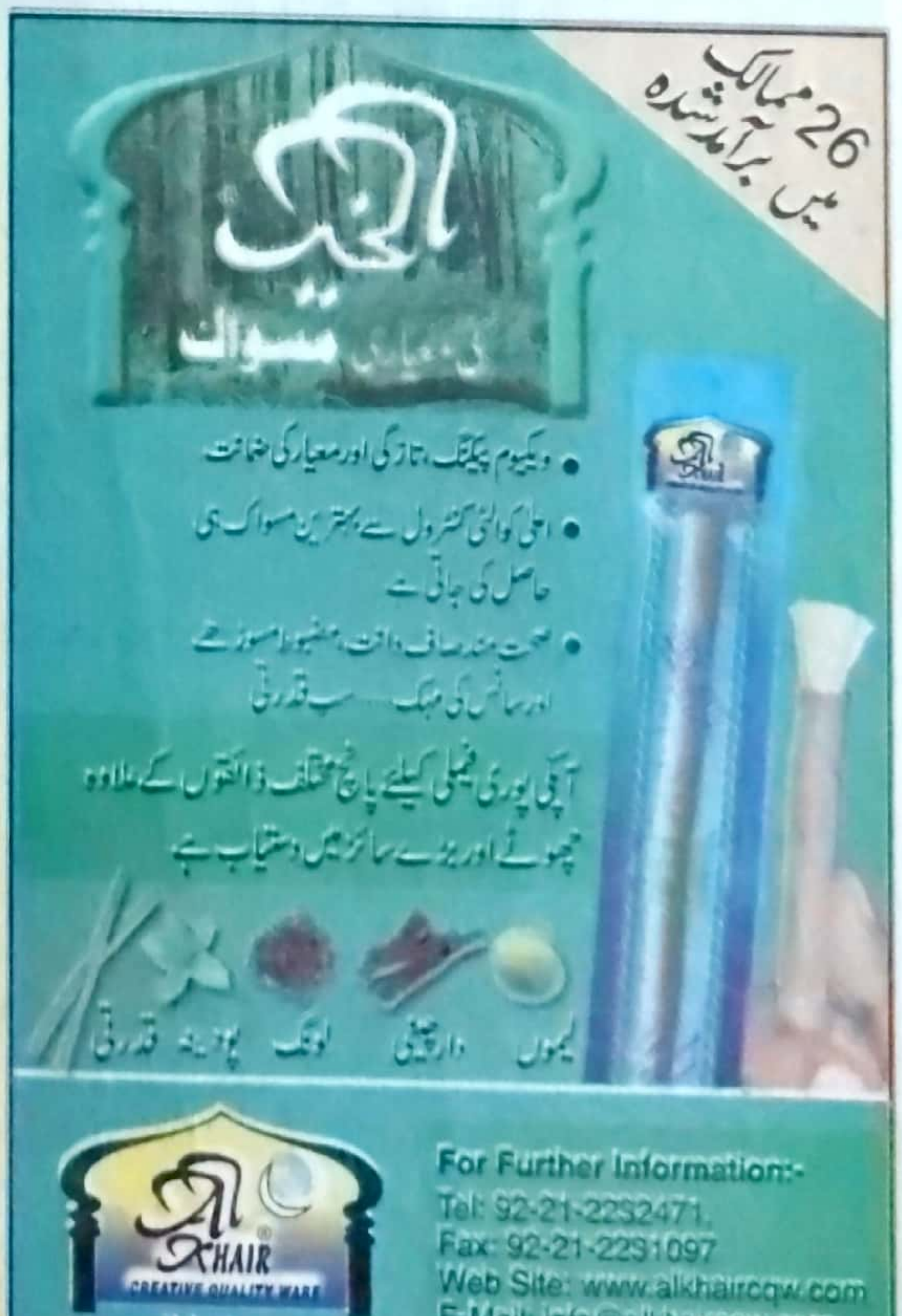

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے میرے چہرے پر دانے تھے، اب کچھ عرصہ سے دانے تو ٹھیک ہیں لیکن اب بال بہت زیادہ اگ آئے ہیں۔ برائے مہربانی کوئی اچھی سی دوا بتائیں اور استعمال کی مدت بھی بتائیں۔ (ثوبیہ۔ سرگودھا)

☆ محترمہ ثوبیہ صاحبہ! فاضل بالوں کے لیے OlliumJec3x کی 2-2 گولیاں دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ اوپر سے لگانے کے لیے Hydrocotyle Q کے چند قطرے بالوں پر دن میں دو مرتبہ لگالیا کریں۔ بال کی جڑیں کمزور ہوکر ان شاء اللہ ختم ہوجائیں گے۔

● محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ یوں تو شادی سے پہلے بھی میرے بریسٹ عام معمول سے کچھ بڑے تھے، لیکن اب شادی کے بعد تو بہت بڑھ گئے ہیں۔ میرا ایک بیٹا بھی ہے، جو دودھ پیتا ہے۔ میری عمر 22 سال ہے۔ ایسی دوا تجویز فرمائیں، جو بچے کے لیے اور ماں کے لیے مضرِ صحت نہ ہو، باقی کمزوری بھی بہت ہے۔

(مسز ابو عبداللہ۔ کبیر والا سٹی)

☆ محترمہ مسز ابو عبداللہ صاحبہ! آپ دوا Conium200 کے صبح اور رات 4-4 قطرے لے لیا کریں۔ اس کے علاوہ دوا Sabel SarrQ اور پیٹرولیم جیلی ملا کر ایک مرہم سا بنالیں اور اس کریم کا مساج کیا کریں ان شاء اللہ اس سے آپ کافی سختی محسوس کریں گی۔ گوشت اور تلی ہوئی چیزیں کم استعمال کیا کریں۔ آپ کی دعاؤں کا بے حد شکریہ!

● میرا پہلا مسئلہ ہے کہ میرا دل بہت کمزور ہے۔ گھر میں کسی اور کو ڈانٹ پڑ رہی ہوتی ہے اور مجھے رونا آجاتا ہے۔ اگر کوئی میری کسی بات پر تعریف کر رہا ہو، تب بھی بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں۔ میری عمر تقریباً پندرہ سولہ سال ہے۔ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے سینے سے ناف تک کمر اور کہنیوں سے اوپر کیل نما دانے ہیں۔ ان میں درد تو نہیں ہوتا لیکن خارش اکثر ہوتی ہے۔ میرا جسم بہت کالا ہے، سوائے چہرے کے...... آپ نے ایک خط کے جواب میں بالوں کے لیے کیمیکل ملے شیمپو کے بارے میں بتایا تھا، یہ کہاں سے ملے گا۔ (ایک بندی۔ ص،س۔ لاہور)

☆ محترمہ ص،س صاحبہ! آپ کے لیے میں تہہ دل سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین پر استقامت عطا فرمائے۔ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ آپ نے اپنی جو جذباتی کیفیت لکھی ہے، اس پر کنٹرول کرنے کے لیے آپ کو خود بھی کوشش کرنی ہوگی۔ دوا میں Nat mur Im ہفتے میں ایک خوراک صرف 3-4 قطرے لے لیا کریں۔ دانوں کے لیے Bromium30 روزانہ چار مرتبہ 4-4 قطرے ایک چائے کے چمچ پانی میں ملا کر لے لیا کریں۔ میں کیمیکل والے شیمپو سے منع کرتی ہوں، آپ چاہیں تو سرسوں کی کھلی یا انڈے کی سفیدی سے سر دھولیا کریں۔ چہرے کی رنگت نکھارنے کے لیے شہد کا ماسک لگایا کریں۔

آپ کی صحت

● ڈاکٹر صاحبہ! میں دیکھنے میں تو بہت تندرست ہوں لیکن کچھ بیماریوں کا شکار ہوں۔ میرا ایک مسئلہ یہ ہے کہ میرا سانس بند ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے میری پڑھائی میں خلل پڑتا ہے۔ میں زیادہ دیر پڑھ نہیں سکتی۔ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میری کمر میں اور ٹانگوں میں بھی بہت زیادہ درد ہوتا ہے۔ مجھے لیکوریا کی بھی تھوڑی بہت شکایت ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی اچھی سی دوا تجویز فرما دیں۔ (وجیہہ مریم بنت ص۔ کروڑ)

ڈاکٹر اُمِ محمد

☆ محترمہ وجیہہ مریم صاحبہ! آپ دوا Borax30 دن میں چار مرتبہ 4-4 قطرے لے لیا کریں۔ اس کے ساتھ Antim zart 200 کے صرف رات میں 4-5 قطرے لے لیا کریں۔ چاول، ٹھنڈی اور کھٹی چیزوں سے پرہیز کریں۔ دودھ کا باقاعدگی سے استعمال کیا کریں۔

● باجی! میری عمر 35 سال ہے اور میرے تین بچے ہیں۔ تیسرے بچے کی پیدائش کے بعد سے میرے پورے جسم میں درد شروع ہوگیا ہے۔ خصوصاً ہاتھوں، بازوں اور پیروں کے جوڑوں میں...... خون ٹیسٹ کروایا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ مجھے گٹھیا ہے۔ پھر انگریزی دیسی بہت علاج کروایا مگر افاقہ نہیں ہوا۔ انگریزی ڈاکٹر تو کہتے ہیں اس کا مستقل علاج ہی نہیں ہے۔ حکمت سے بھی عارضی فائدہ ہوتا ہے، مگر چند دن بعد پھر وہی درد...... باجی! میں اپنی اس بیماری سے بہت پریشان ہوں (ہ،ق۔ ساہیوال)

☆ محترمہ ہ،ق صاحبہ! آپ کی دعاؤں کا بے حد شکریہ...... اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے محبوب بندوں میں شمار فرمائے (آمین)۔ میرا خیال ہے بچوں کے بعد آپ نے اپنے آپ پر توجہ نہیں دی، اسی وجہ سے ہڈیاں کمزور ہوگئیں ہیں۔ آپ میں کیلشیم کی شدید کمی ہے، اسی وجہ سے درد ہوتا ہے، اسی کو گھٹیا یا ارتھرائٹس کہتے ہیں۔ آپ اپنا وزن بھی کم کرنے کی کوشش کریں۔ گھٹیا کا آپ توجہ سے علاج کروائیں، ورنہ عمر کے ساتھ یہ مرض شدت اختیار کرلیتا ہے۔

دوا میں آپ Ledumpal200 کے 4-4 قطرے چار مرتبہ لے لیا کریں۔ اس کے ساتھ Qalsan کی صبح اور رات ایک ایک گولی لے لیا کریں۔ دودھ اور یخنی کا استعمال زیادہ کریں۔ ان شاء اللہ آرام رہے گا۔

● میری عمر 38 سال ہے۔ کافی عرصہ سے نیند نہیں آتی۔ پچھلے دس سال سے مجھے یہ شکایت ہے کہ جب میں رات کو سونے کے لیے لیٹتی ہوں تو ایک دم میری آنکھیں بند ہونے لگتی ہے۔ پہلے یہ ہوتا ہے کہ بائیں پاؤں کے انگوٹھا سن ہوتا ہے، پھر ایک دم سارا جسم حرکت کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دل کی دھڑکن بھی بند ہوگئی ہے، پھر ایک دم میں خود زور زور سے سانس لیتی ہوں۔ سر سے پتہ چلتا ہے جیسے اسے کوئی مروڑ رہا ہو۔ پھر میں کسی کو آواز دیتی ہوں، کلمہ پڑھتی ہوں لیکن میری آواز نہیں نکلتی۔ سر کے سارے بال سفید ہوگئے ہیں اور میں بہت کمزور ہوگئی ہوں۔ چہرے پر بہت چھائیاں پڑگئی ہیں۔ ساری رات آنکھیں بند کیے پڑی رہتی ہوں کہ ابھی نیند آجائے گی لیکن نیند ہے کہ مجھ سے بالکل ہی روٹھ گئی ہے۔ (اہلیہ شوکت۔ جہلم)

☆ محترمہ اہلیہ شوکت صاحبہ! آپ کی بیان کردہ تمام علامات اعصابی کمزوری کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ آپ دوا PassifloraQ کے 10-10 قطرے صبح اور رات میں لے لیا کریں۔ اور دوا Coffea30 دن میں چار مرتبہ 4-4 قطرے لیں۔ دونوں بچیوں کو مینسز کا مسئلہ ہے اس کی وجہ سے ان کی رنگت خراب ہوگئی ہے، خون کی کمی ہے۔ ان کو دوا Millufollium30 اور Sabina30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ دے دیا کریں۔ کمزوری دور کرنے کے لیے ایک ہومیو پیتھک دوا Five phos کی 4-4 گولیاں چار مرتبہ دے دیا کریں۔ ان شاء اللہ ٹھیک رہیں گی۔ کھانے میں پھل دودھ کا استعمال زیادہ کروائیں۔ رنگت نکھارنے کے لیے خربوزے کے چھلے ہوئے بیج، بادام، لیموں کا عرق، بالائی والا دودھ، ان سب کو پیس کر 1/2 گھنٹہ چہرے پر لگائیں۔

روح کے زخموں کا شناسا نہیں کوئی

اسے میں نے پہلی مرتبہ جب دیکھا تھا تو مجھے وہ بہت پیاری اور خوب صورت لگی تھی۔ شرمائی شرمائی، اپنے مخصوص بلوچی لباس میں، موٹی موٹی دو چوٹیاں ڈالے اور بڑی بڑی آنکھوں میں شرم وحیا لیے وہ نئی نویلی دلہن تھی۔ جب میں نے اس کی ماں سے اس کا نام پوچھا تو نام بھی اسم بامسمیٰ تھا...... مہتاب (ماہ تاب)۔ اس وقت اس کی شادی کو کافی عرصہ گزر چکا تھا مگر اولاد سے محروم تھی۔ اس کی ماں نے مجھ سے کہا ''باجی! تم دعا کرو کہ اس کا بچا مچا او جاویں۔''

مہتاب دبئی سے اپنی ماں سے ملنے آئی تھی تو وہ اس کو ہمارے گھر ملانے لائی تھی۔

ماسی نے بتایا کہ اس کا شوہر اس کو بہت چاہتا ہے مگر اس کی ساس بضد ہے کہ مہتاب تم اگر بولے گا تو تمہارا شوہر دوسری شادی کو راضی ہو جائے گا۔ آخر کار ساس کے مجبور کرنے پر اس نے اپنے شوہر کو دوسری شادی پر راضی کر ہی لیا۔ اس وقت بھی اس کے شوہر نے کہا کہ مہتاب تم میری شادی کرانے کے بعد پچھتاؤ گی مگر اس نے کسی نہ کسی طرح اس کو راضی کر ہی لیا۔ اس دوسری بیوی سے بھی تادم تحریر اولاد نہیں ہوئی مگر شوہر کی بے وفائی، بے نیازی اور بے رخی نے اس معصوم عورت کے دل کے جو ٹھیس پہنچائی تھی، اس کی داستان میں اس کی والدہ سے سنتی رہتی تھی کہ میرا داماد تو اپنی نئی بیوی کو دبئی لے گیا ہے اور یہ یہاں اکیلا پڑا ہے، ساس اور جیٹھانی کا خدمت کرتا ہے اور اپنی بدنصیبی پر آنسو بہاتا ہے۔

تابندگی رخ پر نظر جاتی ہے سب کی
ہاں روح کے زخموں کا شناسا نہیں کوئی

خولہ بنت سلیمان

پھر چند سال بعد اس کا شوہر کراچی واپس آ گیا۔ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی وہ نہ مہتاب سے بات کرتا نہ خرچا دیتا۔ بیمار ہوتی تو بھی علاج نہ کراتا۔ شاندار گھر بنایا، نئی بیوی کی ناز برداری کرتا رہا مگر اس کو ناکردہ گناہ کی سزا دیتا رہا۔ اس نے بلوچی سوٹ اور دوپٹے کاڑھ کر اور کریشیا بنا کر اپنا گزارا کیا مگر کبھی ماں سے شکایت نہ کی۔ ہم کہتے تھے، ماسی! یہ سب آپ کی بیٹی کا قصور ہے، وہ کہتی، میری بیٹی کی قسمت ہے۔

مہتاب صبر وشکر سے اپنے میاں اور سسرال والوں کی دن رات خدمت کرتی رہی، لیکن جب اس کے میاں نے کہا کہ سوکن کی خدمت بھی کرو تو مہتاب کے دل کا خون ہو گیا اور شوہر کے منع کرنے کے باوجود اس زندان سے نکل آئی۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ ''تم اپنی مرضی سے جارہی ہو، میں لینے نہیں آؤں گا۔''

جب میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر آ گئیں؟ تو بہت حسرت سے کہنے لگی ''باجی! وہاں امارا دم گھٹتا تھا، ام ساس کا کدمت کیا، شوہر کا بے رخی برداشت کیا، مگر جب اس نے ام کو اپنی بیوی کا کدمت کرنے کو بولا تو ام سے برداشت نہیں ہوا۔ ام اپنا ماں کے پاس روکی سوکی کھالے گا مگر مرتے دم تک اس کے پاس نہیں جائے گا۔''

پھر ان گناہ گار آنکھوں نے دیکھا کہ زندگی سے بھرپور مہتاب نے شمع کی طرح پگھل پگھل کر اپنی جان دے دی۔ اس بولتی مینا کو چپ لگ گئی۔ وہ بیمار پڑ گئی تو ماں کے لاکھ سمجھانے کے باوجود اس نے اپنے دل کا روگ اپنے شوہر کو نہیں بتانے دیا۔ بس جب کبھی پوچھو کہ مہتاب کیا حال ہے؟ تو آنسو بھری آنکھوں سے کہتی ''باجی! اللہ کا شکر ہے' باجی! ام کتم ہو گیا، امارا اماں اس عمر میں امارا کدمت کرتا ہے۔ اب امارا دل اس دنیا میں نہیں لگتا، ایسا لگتا ہے امارا حلق بند ہو گیا، امارا جی کچھ نہیں مانگتا......'' اور پھر ایک دن وہ اپنی ماں کو روتا ہوا چھوڑ کر اس بے درد دنیا سے چلی گئی۔ کل اس کی ماں کو دیکھا جو بیٹی کے غم میں گھل رہی ہے تو بے اختیار رونا آ گیا۔ اللہ اس کو صبر دے (آمین) مگر اس سارے المیے میں قصور وار کون ہے؟؟

بہت سے زخم ہیں دل میں، مگر اک زخم ایسا ہے
جو جل اٹھتا ہے راتوں میں، جو لو دیتا ہے بارش میں

بقیہ: جذبات زباں مانگتے ہیں

رکھے اور جھاڑو اٹھا کر صحن کی صفائی کرنے لگی...... شائد ماؤں کی زندگی کا مقصد بیٹیوں کو بیاہنا ہوتا ہے...... وہ پھر سوچنے لگی...... کل خالہ عزیزاں کیسے کہہ رہی تھیں کہ فاطمہ کا بوجھ تو سر سے اتر گیا...... اب جمیلہ بھی اپنے گھر کی ہو جائے تو بے فکر ہو کے اللہ اللہ کروں...... آخر کل قبر میں بھی جانا ہے...... تو کیا بیٹی کی شادی کیے بغیر اللہ نہیں کیا جا سکتا...... اور شاید موت بھی...... اس سے پہلے نہیں آ سکتی...... موت کا فرشتہ گھر میں بن بیاہی لڑکی دیکھ کر شاید...... واپس چلا جاتا ہوگا...... سیمی کو معلوم ہی نہ ہوا کہ صفائی کرتے ہوئے اس کا ہاتھ کب رک گیا تھا...... اسے تب پتہ چلا جب اماں نے جھاڑو اس کے ہاتھ سے چھین کر کوسنے دیتے ہوئے اس کے سر پر دے مارا...... سیمی نے گھبرا کر ماں کی طرف دیکھا اور پھر اپنے اوپر افشاں کی طرح بکھرتے تنکے سمیٹنے لگی......

مزاحیات

☆ کنجوس سیٹھ (ڈرائیور سے): ''گاڑی روکو اور سڑک پر پیچھے ایک مونگ پھلی پڑی ہے وہ اٹھا کر لے آؤ۔''
ڈرائیور گاڑی روک کر مونگ پھلی اٹھا لایا۔ سیٹھ نے اس کو توڑا، ایک دانہ اپنے منہ میں ڈالا اور دوسرا ڈرائیور کو دیتے ہوئے کہا ''لو کھاؤ' ہمارے ساتھ رہو گے تو یونہی عیش کرو گے۔''

☆ باپ نے اپنے کاہل بیٹے سے کہا کہ اب میں نے تمہارے لیے انتظام کیا ہے کہ بٹن دباتے ہی تمہارے سامنے ہر چیز حاضر ہو جائے گی جیسے بٹن دبایا، کھانا آ گیا، بٹن دبایا، کپڑے آ گئے، بٹن دبایا، پانی آ جائے گا۔ یہ سن کر بیٹے نے باپ سے کہا لیکن بٹن دبائے گا کون؟ ﴿آکاش علی﴾

☆ خاتون خانہ (نئی ملازمہ سے): ''وہ دیکھو تمہارا کمرا ہے' تمہیں روز صبح سویرے سب سے پہلے یہ کرنا ہے کہ آ کر مجھے پانچ بجے اٹھا دیا کرنا۔''
ملازمہ: ''ٹھیک ہے بیگم صاحبہ! بس ایک درخواست ہے آپ سے کہ پانچ منٹ پہلے مجھے فون کر دیجیے گا۔'' ﴿اہلیہ شوکت علی بجورو۔ ٹنڈو آدم﴾

بقیہ: پھلوں کا بادشاہ

پرانے دست اور بواسیر کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔ جسم کی خشکی، تلی کے مرض میں بھی مفید ہے۔ پیٹ کے مرض تیزابیت وغیرہ میں بھی یکساں فائدہ دیتا ہے۔ بے خوابی کی شکایت بھی دور کرتا ہے۔

پکے آم کی طرح کچے آم جنہیں کیری کہا جاتا ہے' بھی اپنی جگہ بہت فائدہ مند ہوتے ہیں۔ آم کے علاوہ کوئی اور پھل شاید ایسا نہ ہو جو کچی حالت میں بھی اتنا کثیر الاستعمال اور فائدہ مند ہو۔ کچے آم مسکن حرارت ہوتے ہیں۔ پیاس بجھاتے ہیں اور اگر ان کا شربت بنا کر پیا جائے تو گرمیوں کے موسم میں لو لگنے سے حفاظت ہوتی ہے۔ کیریوں کا اچار اور چٹنی بھی مشرق کی سوغات ہے۔ گرمی کے تمام عوارض میں کچے آم کا استعمال اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

سبزیوں سے بیماریوں کا علاج

☆ اگر آپ کو ذیابیطس کا مرض ہے، تو شلغم کا استعمال کریں۔ اس کے مریض کے لیے یہ بہت مفید ہے، قبض کشا بھی ہے۔ جن لوگوں میں چونے کی کمی ہو اور ہڈیوں دانتوں اور پٹھوں میں نقص ہو ان کو شلغم اہتمام سے کھانا چاہیے۔

☆ گاجر بکثرت کھانے سے خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ یہ مقوی بصر ہے۔ بادی و بلغمی بیماریوں، خون کی خرابی، دل کی دھڑکن، پتھری اور یرقان میں بہت مفید ہیں۔ گاجر مقوی دل، معدہ ہے۔ گاجر کا حلوہ ضعفِ گردہ کے لیے مجرب ہے۔

☆ پھیپھڑے کے مریضوں کے لیے مٹر بہت مفید ہوتے ہیں، لیکن پیچش کے مریض اسے استعمال نہ کریں۔

☆ ٹماٹر کھانے سے قبض کی شکایت دور ہوتی ہے اور آنتوں کو فائدہ ہوتا ہے، جسم میں مرض کا مقابلہ کرنے کی قوت بڑھتی ہے، دانتوں کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ پھول گوبھی گرم مزاج والوں کے لیے مفید ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے۔ بند گوبھی بھی قبض کشا ہے اور ذیابیطس میں مفید ہے۔

☆ چقندر کے پتوں کو ابال کر اس کے پانی سے سر دھونے سے سر کی خشکی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ بلڈ پریشر کم کرنے کے لیے کدو اور ٹینڈے کا استعمال زیادہ کریں اور پھلوں میں کیلے کا استعمال زیادہ کریں۔

☆ پیٹ کے کیڑوں کو مارنے کے لیے سرسوں کا ساگ کھائیں یا بند گوبھی گوشت پکا کر کھائیں۔

☆ ملیریا کے مرض میں یا اس سے بچاؤ کے لیے ایک لیموں لے کر اسے سینک لیں اور پھر کاٹ کر کالی مرچ لگا کر دن میں کئی بار چاٹ لیں۔

مرسلہ: روحی نعمان شہزاد۔ کراچی

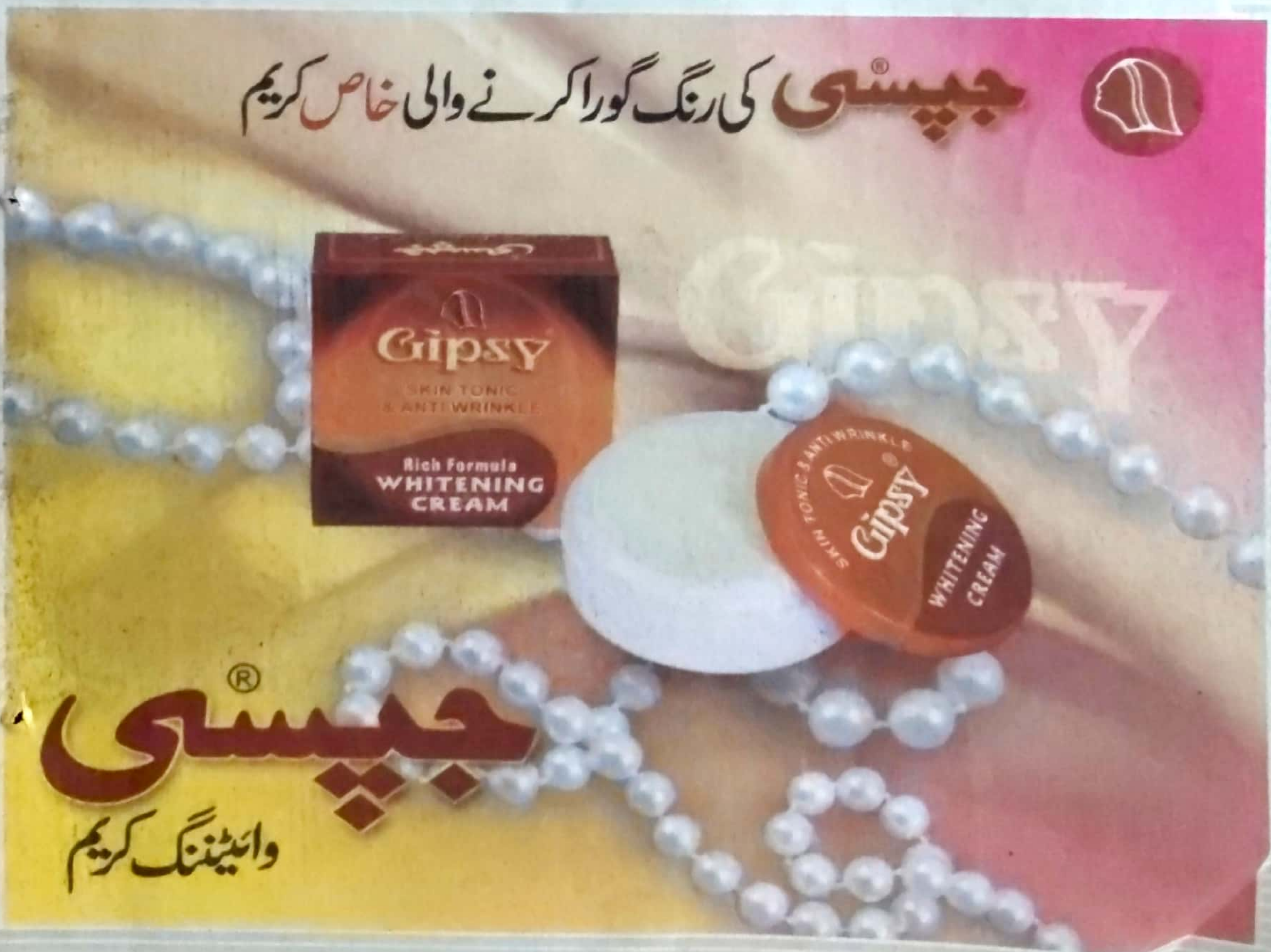

خواتین کا اسلام
339
18 رمضان 1430ھ
9 ستمبر 2009
مہذب کون؟
مغرب یا اسلام
رمضان المبارک کے جاتے لمحات
www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

خصوصیاتِ مؤمنین

پچھلے دنوں سورۂ فرقان میں مذکور مومنین کی تیرہ صفات کا بیان ہوا تھا۔ مومنین کی صرف یہی صفات یا خصوصیات نہیں ہیں جو باری تعالیٰ کو مطلوب ہیں بلکہ اور بھی بہت سی صفات ہیں جن سے متصف ہونا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ان میں سے کچھ کا بیان سورۂ فرقان کے آغاز میں ہوا ہے۔ اس سورت کی ابتدائی آیات کا ترجمہ یہ ہے:

''تحقیق کامیاب ہوگئے ایمان والے، جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں۔ اور جو لغو بات پر دھیان نہیں کرتے۔ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں کی حد تک، سو اس بارے میں ان کو کوئی ملامت نہیں۔ البتہ جو ان کے سوا کے خواہش مند ہوئے تو وہی ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے، اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔'' (المومنون ا تا ۱۱)

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ بیٹھ گئے اور یہ دعا کرنے لگے:

اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واٰثرنا ولاتؤثر علینا وارض عنا وارضنا (اے اللہ! ہمیں زیادہ دے، کم نہ کر اور ہماری عزت بڑھا، ذلیل نہ کر اور ہم پر بخشش فرما، محروم نہ کر اور ہمیں دوسروں پر ترجیح دے، ہم پر دوسروں کو ترجیح نہ دے اور ہم سے راضی ہوجا اور ہمیں بھی اپنی رضا سے راضی کردے) اس کے بعد فرمایا اس وقت مجھ پر دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ جو شخص ان پر پورا پورا عمل کرلے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا، پھر وہ آیتیں پڑھ کر سنائیں جن کا ترجمہ اوپر ہوچکا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت یزید بن بابنوس رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسا تھا اور کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا آپ کا خلق یعنی طبعی عادت وہ تھی جو قرآن میں ہے۔ اس کے بعد یہ دس آیتیں تلاوت کر کے فرمایا کہ بس یہی خلق وعادت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(مذکورہ آیات کے حوالے سے درس آیندہ شماروں میں ان شاء اللہ۔)

الحدیث

سحری میں تاخیر اور افطار میں تعجیل کا حکم

حدیث شریف میں ارشاد ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ اچھے حال میں رہیں گے۔ (بخاری ومسلم)

اسی مضمون کی حدیث مسند احمد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں سحری میں تاخیر کا حکم ہے۔ یعنی امت کے حالات اس وقت تک اچھے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا اس کا طریقہ اور طرزِ عمل رہے گا۔ اس کا راز یہ ہے کہ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا شریعت کا حکم اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ اور اس میں عام بندوں کے لیے سہولت اور آسانی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نگاہِ کرم کا ایک مستقل وسیلہ ہے اس لیے امت جب تک اس پر عامل رہے گی وہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم کی مستحق رہے گی۔ اور اس کے برعکس افطار میں تاخیر اور سحری جلدی کرنے میں چوں کہ اللہ کے تمام بندوں کے لیے مشقت ہے اور یہ ایک طرح کی بدعت اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اس لیے وہ اس امت کے لیے بجائے رضا اور رحمت کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے۔ اس لیے امت جب اس طریقے کو اپنائے گی تو اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم سے محروم ہوگی اور اس کے حالات بگڑیں گے۔ افطار میں جلدی کا مطلب یہ ہے کہ جب غروب آفتاب کا یقین ہوجائے تو پھر تاخیر نہ کی جائے اسی طرح سحری میں تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے بہت پہلے سحری نہ کھالی جائے۔ بلکہ صبح صادق کا وقت قریب ہو تو اس وقت کھایا پیا جائے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

آثارِ صحابیات

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی بدوی سے قرض لیا۔ ایک دن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بڑی سختی سے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ صحابہ کرام نے اس کو ڈانٹا کہ تو نہیں جانتا کس سے بات کر رہا ہے؟...... بدوی نے کہا میں تو اپنا حق طلب کر رہا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: یہ شخص اپنے مطالبے میں سچا ہے اس لیے تمہیں اس کی حمایت کرنی چاہیے تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کھجوریں ہیں تو اس شخص کا قرضہ ادا کرنے کے لیے مجھے ادھار دے دو۔ جب ہمارے پاس کھجوریں آئیں گی تو میں قرض لوٹا دوں گا۔

حضرت خولہ کو پیغام ملا تو انہوں نے کسی تامل کے بغیر کہا ''میرے ماں باپ رسول اللہ پر قربان، حضور کو جس قدر کھجوریں درکار ہیں، بخوشی لے لیں۔'' چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بقدر ضرورت کھجوریں لے کر اس بدوی کا قرض ادا کردیا اور اس کو کھانا کھلا دیا۔ جب وہ رخصت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں دے رہا تھا۔

یہ محترم خاتون مدینہ منورہ کی رہنے والی قبیلہ خزرج کے خاندان بنونجار سے تھیں۔ ان کا نکاح زمانہ جاہلیت میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سے ہوا تھا۔ غزوۂ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہوں نے حضرت نعمان بن عجلان انصاری رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا۔ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا خاصی آسودہ حال تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی تکلف کے بغیر ان سے قرض لے لیا کرتے تھے۔

جو نبی نے مانگا عطا کر دیے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگا اور ہم ان سب چیزوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ مانگی ہے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کے لئے سعی و حرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت و طاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔

فائدہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائی ہیں، ان کو ہم یاد نہیں رکھ سکتے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دعا بتا دیتا ہوں جس میں ساری دعائیں آجائیں، چناں چہ مذکورہ بالا دُعا کی آپ نے تعلیم فرمائی۔

تعمیرِ فکر

برابری کا خبط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

پچھلی مرتبہ کچھ گاڑھی قسم کی گفتگو پیش کی تھی...... میرا خیال ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہونا بھی چاہیے...... ہر وقت آسانی کی طلب انسان کو بے ہمت کر دیتی ہے...... وہ کم ہمتی کا شکار ہو کر علم کی باتوں سے صحیح فائدہ نہیں اٹھا پاتا...... پچھلی مرتبہ کی گفتگو میں آپ کے سامنے اہلِ مغرب کے 'عقیدۂ آزادی' پر کچھ عرض کیا گیا تھا...... اہل مغرب کا دوسرا اہم عقیدہ 'مساوات' ہے...... مساوات کتنا خوب صورت لفظ ہے...... اپنی دینی تعلیمات کی روشنی میں اس لفظ کو دیکھیں تو واقعی بہت خوش کن مناظر سامنے آتے ہیں مثلاً امیر و غریب قرآن کی نظر میں برابر ہیں کسی کو اپنے مال و دولت' جاہ و منصب اور دولت کی بنا پر فوقیت حاصل نہیں...... دونوں کا ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھانا، نماز میں ایک ہی صف میں امیر و غریب کا کھڑے ہونا وغیرہ...... لیکن اہل مغرب کے عقیدے میں یہ تفصیل نہیں بلکہ وہ سرے سے اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ ان کے ہاں 'مساوات' کا مفہوم اس سے ہٹ کر ہے...... ان کے ہاں مساوات کا مطلب ہے استاذ شاگرد، باپ بیٹا، ماں بیٹی، شوہر بیوی، گرل فرینڈ سب برابر ہیں، ایک ہی درجے کے ہیں...... برابری کے اس خبط نے یورپ میں ماں باپ کا احترام، اساتذہ کی عزت، بڑوں کے ساتھ ادب...... چھوٹوں پر شفقت...... یہ سب کچھ چھین لیا ہے...... اس 'مساوات' کا سب سے زیادہ شکار عورت ہوئی ہے...... عورت جو مرد کے ماتحت ہے، جب وہ مرد کے برابر آ کھڑی ہوئی...... اپنے آپ کو مرد کے برابر منوانے لگی اور گھر اور گھر سے باہر کے معاملات میں برابری کا حق جتانے لگی تو یورپی معاشرے اور خاندان تباہ ہونے لگے...... اس لیے کہ اللہ کا جو قانون ہے اسے توڑنے اور پامال کرنے پر یہی کچھ ہونا تھا...... جب کوئی انسان خود کو آزاد تصور کرے...... اپنے ماں باپ، استاذ یا اپنے مربی و سرپرست کے سامنے جواب دہ نہ سمجھے...... بلکہ خود کو ان کے برابر خیال کرنے لگے تو ممکن نہیں کہ تباہی نہ آئے...... یہ تباہی سب سے پہلے گھر کے اندر آتی ہے...... عورت خیال کرتی ہے کہ وہ کسی کی 'پابند' نہیں، وہ اپنی کوئی بھی رائے قائم کرنے اور اس پر اصرار کرنے اور اسے منوانے کے لیے آزاد ہے...... شوہر کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ اپنی بیوی پر بغیر اجازت گھر سے باہر جانے پر پابندی لگائے...... یہ ایسا نقطۂ جنگ ہے جس کے بعد گھر کی تباہی لازمی ہے...... برابری کا خبط بھی یہی نتائج لے کر آتا ہے...... شوہر کا احترام، والدین کا ادب دل سے رخصت ہو جاتا ہے...... اپنے سے چھوٹوں پر شفقت بھی دل سے نکل جاتی ہے...... اس صورت میں بھی سب سے پہلا شکار گھر ہی بنتا ہے...... اور اسی بنیاد پر گھر کے اندر تناؤ، کشمکش لڑائی فساد ہونے لگتے ہیں۔

آج گھر گھر میں ٹی وی ہے...... ٹی وی ڈراموں اور ٹاک شوز میں بحث مباحثے اور ڈائیلاگ کے ذریعے آج کی نسل کو اپنی معاشرت سے، روایات سے اور اپنے دین سے قطعِ تعلق کا زہر پلایا جا رہا ہے اور اس کی بنیاد بھی اہلِ مغرب کا نظریۂ آزادی اور مساوات ہے......

کفار کبھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے...... وہ کبھی بھی ہمارا بھلا نہیں چاہیں گے...... یہ حقیقت ہے جسے قرآن مجید میں جا بجا کھول کر بیان کر دیا گیا ہے...... ہمارے لیے لازم ہے کہ کفارِ مغرب کے ہاں سے آنے والی ویلیوز (اقدار۔ نظریات) کو بغور دیکھیں تا کہ آپ ان کے دھوکہ آمیز جملوں اور لوچ دار گفتگو سے مرعوب نہ ہوں۔ ان کی ظاہری خوش خلقی اور رکھ رکھاؤ سے متاثر نہ ہوں...... ورنہ آپ دیکھیں گے کہ آپ کا عمل ٹیڑھا اور عقیدہ و نظریہ کج روی کا شکار ہو چکے ہیں...... اور آپ ہولناک تباہی کی طرف بڑھ چکے ہیں۔ چناں چہ ضروری بات یہ ہے کہ اہلِ مغرب کے خوش نما نعروں سے بچا جائے...... اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی ہر ممکن صورت نکالی جائے، یہی تو ہماری متاع ہیں اگر یہ نہ رہیں تو کوئی عمل خواہ کتنا ہی وزنی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی نگاہ با جبروت میں نہایت بے وقعت رہتا ہے...... اللہ تعالیٰ ہمیں دشمن کی چالوں کو سمجھنے اور اپنے دین کی حفاظت کرنے کی ہمت عطا فرمائیں (آمین یارب العالمین)

والسلام

محمد احمد حافظ

صدف صدف موتی

حضرت لقمان حکیم کے آقا نے ان سے ایک مرتبہ کہا:

''بکری ذبح کر کے اس کے دو بہترین حصے میرے پاس لے آؤ'' انہوں نے بکری ذبح کی اور اس کے دل و زبان آقا کے پاس لے آئے۔ آقا نے پھر حکم دیا کہ ایک اور بکری ذبح کرو اور اس کے دو بدترین ٹکڑے میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے بکری ذبح کی اور اس بار بھی دل و زبان اس کے پاس لے گئے۔ آقا نے پوچھا، میں نے بہترین حصے طلب کیے تو تم یہی لائے، بدترین طلب کیے تو تب بھی تم یہی لائے۔ حضرت حکیم نے فرمایا، ''میرے آقا! دل و زبان اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی عضو نہیں...... اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی عضو نہیں ہو سکتا، یہ بہتر رہیں تو بہترین اور بدتر ہو جائیں تو بدترین ہیں۔''

خط و کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

شیر خوار کا پیشاب:

سوال: بعض کتابوں میں مسئلہ پڑھا ہے کہ شیر خوار بچہ چار ماہ تک کا کپڑوں پر پیشاب کردے تو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی، اور شیر خوار بچی پیشاب کردے تو کپڑا دھونا ضروری ہے کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟

(رضوانہ جبین، فرزانہ جبین، سمیرا۔ جھاڑیاں)

جواب: شیر خوار چاہے بچہ ہو یا بچی دونوں کا پیشاب نجاستِ غلیظہ ہے، دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بچی کا پیشاب لگ جائے تو اچھی طرح پانی بہا کر مل کر دھویا جائے، جبکہ بچے کے پیشاب میں اس قدر مبالغہ نہیں، پانی بہانے سے پاک حاصل ہو جائے گی، ملنا نچوڑنا ضروری نہیں: (ولم یغسلہ) ای لم یبالغ فی الغسل بالرش والدلک لان الغلام لم یاکل الطعام فلم یکن لبولہ عفونۃ یفتقر فی ازالتھا الی المبالغۃ ولم یرد ان لم یغسلہ بالمرۃ بل اراد بہ التفریق بین الغسلین والتنبیہ علیٰ انہ غسل دون غسل فعبر عن احدھما بالغسل وعن الأخر بالنضح...... (مرقاۃ المفاتیح ۲/۲۰۰)

تسبیحات کس ہاتھ پر کریں:

سوال: نماز کے بعد انگلیوں پر جو تسبیحات کرتے ہیں یہ دائیں ہاتھ پر ہی پڑھنا ضروری ہے یا بائیں ہاتھ پر بھی پڑھ سکتے ہیں؟ (ایضاً)

جواب: دائیں ہاتھ پر ہی ضروری تو نہیں، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر کی جاسکتی ہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ صرف دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر کی جائیں۔

روزہ دار کے لیے نمکین پانی کی کلی:

سوال: گلے کی خرابی کے باعث روزہ دار نمکین پانی سے کلی کر سکتا ہے؟ (ایضاً)

جواب: کلی کر سکتا ہے، لیکن غرغرہ کرنے سے احتراز کرے کہ اس میں روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔

معتکف کے لیے چارپائی کا استعمال:

سوال: بحالت اعتکاف چارپائی پر سونا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: عورت کے لیے کوئی حرج نہیں، اعتکاف کے کمرے میں چارپائی ڈال کر سو سکتی ہے۔ معتکف مرد کے لیے بھی فی نفسہ جائز ہے لیکن ادب کے احکام کا مدار چوں کہ عرف پر ہے اور عرف عام میں مسجد میں چارپائی بچھانے کو معیوب اور خلاف ادب سمجھا جاتا ہے، اس لیے اس سے احتراز ضروری ہے۔

ناپاکی کے ایام میں تعویذ باندھنا:

سوال: ایسا تعویذ جس میں قرآنی آیات تحریر ہوں، لکھ کر چمڑے میں سی کر گلے یا بازو میں باندھنا جبکہ عورت ایام میں ہو جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: جائز ہے۔

بنک ملازموں کو قرض دینا:

سوال: بنک ملازم یا کوئی سا ایسا شخص جس کا ذریعہ معاش ناجائز ہے، اگر قرض مانگے تو دینا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: قرض دینا تو ثواب ہے، لیکن اس کی کمائی

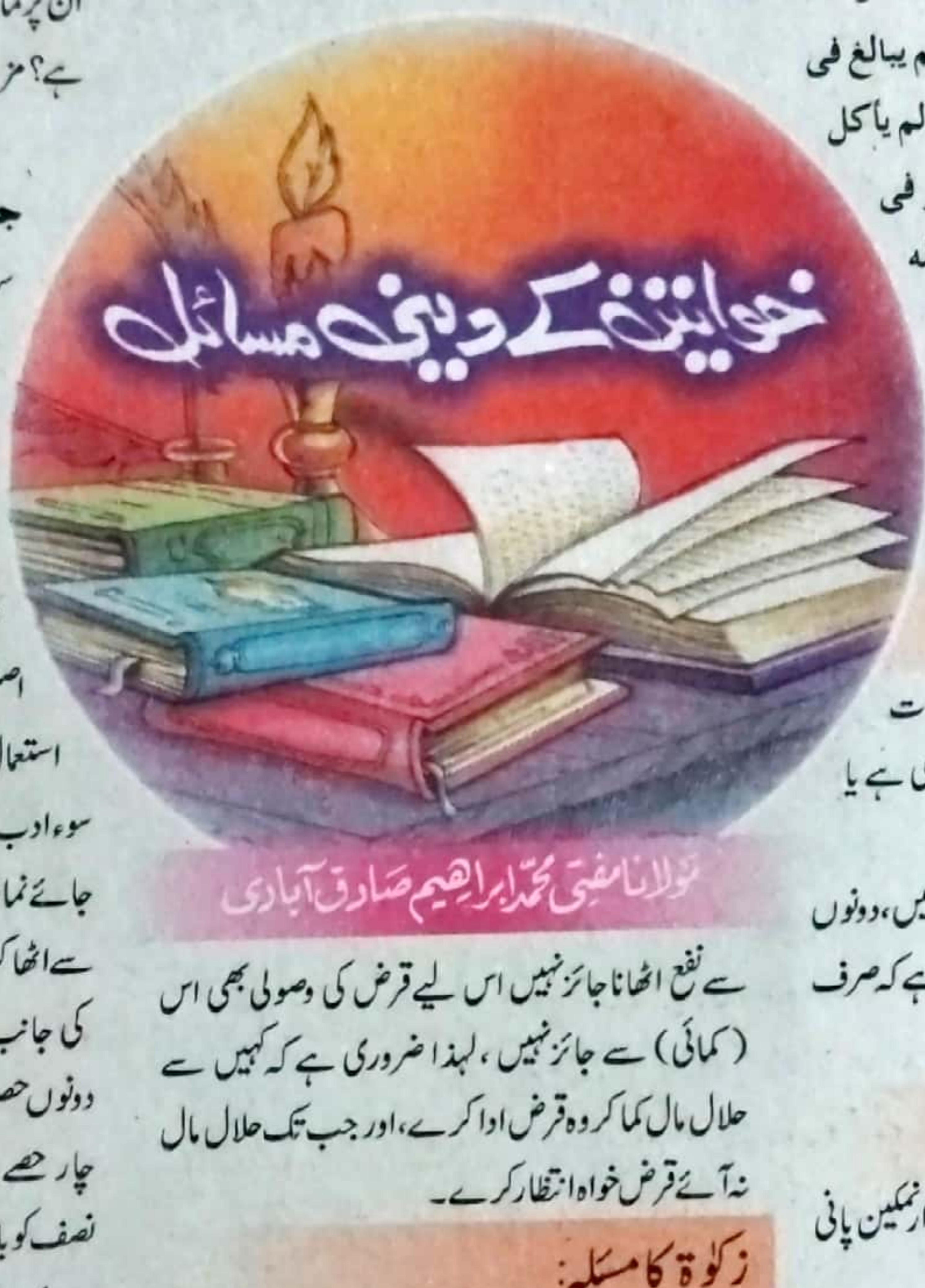

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

سے نفع اٹھانا جائز نہیں اس لیے قرض کی وصولی بھی اس (کمائی) سے جائز نہیں، لہذا ضروری ہے کہ کہیں سے حلال مال کما کر وہ قرض ادا کرے، اور جب تک حلال مال نہ آئے قرض خواہ انتظار کرے۔

زکوٰۃ کا مسئلہ:

سوال: (۱) کسی کے پاس ۲ تولہ سونا، ۲ تولہ چاندی اور ۲۰۰۰ روپے نقد ہیں تو زکوٰۃ اس پر فرض ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کون سے نصاب کا اعتبار کریں گے؟ (ایضاً)

(۲) ڈھائی تولہ سونا اور ۵۰۰۰ روپے نقد ہوں تو زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں؟ کیوں کہ سونے کا نصاب تو ساڑھے سات تولہ ہے۔

جواب: (۱) اس صورت میں زکوٰۃ فرض ہے اور نصاب چاندی کا معتبر ہے کہ یہ انفع للفقراء ہے۔ آئندہ چل کر کبھی چاندی مہنگی اور سونا سستا ہوگیا (یعنی ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی سے کم ہوگئی) تو سونے کا نصاب معتبر ہوگا۔

(۲) ۵۰۰۰ روپے تو بڑی رقم ہے اگر ڈھائی تولہ سونا اور ۵ روپے ہوں، تب بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ اس وقت معتبر ہے جب اس کے ساتھ دوسرے اموال زکوٰۃ (چاندی، مال تجارت، نقدی) میں سے کوئی مال کسی مقدار میں بھی نہ ہو، اگر ایسا مال ہے تو چاندی کا نصاب معتبر ہوگا۔ صورت سوال میں ڈھائی تولہ سونا اور ۵۰۰۰ روپے کی مجموعی مالیت چاندی کے نصاب سے بہت زیادہ بنتی ہے، لہٰذا زکوٰۃ فرض ہے۔

جائے نماز پر مقدس مقامات کی تصویر:

سوال: جن جائے نمازوں پر مقدس مقامات کی تصویریں چھپی ہوئی ہیں، جیسے خانہ کعبہ، مسجد نبوی شریف، ان پر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ نیز ان پر بیٹھنا یا پاؤں رکھنا کیسا ہے؟ مزید جائے نماز لپیٹنے کا صحیح طریقہ بتا دیجیے۔

(ام رمیشہ۔ صادق آباد)

جواب: منقش اور مصور جائے نمازوں کی بجائے سادہ جائے نمازوں کا استعمال بہتر ہے تاکہ نمازی کا دھیان بٹے نہ اس کے خشوع میں خلل آئے، لیکن مقدس مقامات کی تصویروں والی جائے نماز استعمال کرنے میں بھی مضایقہ نہیں، اس لیے کہ یہ چیزیں اس قدر عام ہوگئی ہیں کہ نمازی کا ان کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ گو تصویر کا وہ حکم نہیں جو اصل چیز کا ہے، تاہم ایسی جائے نماز کو بچھونا بنا کر استعمال کرنا یا قصداً مقدس مقام کی تصویر پر پاؤں رکھنا سوء ادب ہے۔ اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ باقی جائے نماز لپیٹنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ سجدہ کی جانب سے اٹھا کر درمیان تک ایک تہ لگائیں۔ پھر اسی طرح پاؤں کی جانب سے اٹھا کر درمیان تک دوسری تہ لگائیں، پھر دونوں حصوں کو تہ لگا کر ملا دیں (اس طرح جائے نماز کے چار حصے بن جائیں گے) یا لمبائی کے رخ یعنی دائیں نصف کو بائیں پر ڈال کر ایک تہ لگائیں اور چوڑائی کے رخ دوسری تہ لگا دیں۔ یہ نہ کریں کہ پوری جائے نماز کو چوڑائی کے رخ سجدہ کی جگہ موڑ کر پاؤں کی جگہ لا کر دوہرا کر کے ایک ہی تہ لگا دیں، اس میں سجدہ کا مقام اور پاؤں کی جگہ دونوں مل جاتے ہیں۔ یہ ادب اور نظافت کے خلاف ہے۔

رمضان المبارک میں فون کے اوقات

068-5800129 دن میں 11 بجے سے 12 بجے تک (پرانا وقت) 0334-7282766 دن میں 2 بجے سے 3 بجے تک (پرانا وقت) یہ اوقات صرف شرعی مسائل کے لیے ہیں۔ بالخصوص روزہ تراویح زکوٰۃ وفطرانہ یا رمضان المبارک سے متعلق دیگر مسائل۔

اس دوران عملیات وظائف خوابوں کی تعبیر یا اس قسم کی کوئی اور چیز دریافت کی نہ جائے۔ (مفتی محمد ابراہیم صادق آباد)

نبیٔ مہرباں کی خانگی زندگی

عامرہ احسان

اسلامی نظامِ زندگی میں گھر/ خاندان بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اکائی کے استحکام پر پورے نظام کے استحکام کا دارومدار ہے۔

اسلام کی کرنیں غارِ حرا سے پھوٹیں اور سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئیں۔ رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر لبیک کہا اور یوں یہ روشنی ایک گھر سے دوسرے گھر تک بڑھتی اور پھیلتی چلی گئی...... مکہ سے مدینہ...... مدینہ سے پورے جزیرہ نمائے عرب تک...... پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جا سکا!

بالعموم دنیا میں بڑے بڑے جغادری لیڈروں کا یہ عالم رہا کہ باہر بلند و بالا شخصیت، دھواں دھار تقاریر، لیکن خانگی زندگی ناکامیوں اور حسرتوں کی داستان...... باہر علم و حکمت کے گہر لٹائے جا رہے ہیں، گھر دو میٹھے بول اور مسکراہٹ کی ایک کرن کو بھی ترستا ہے، بلکہ اکثر و بیشتر گھر اور اہل خانہ اس کوڑے دان کی طرح استعمال ہوتے ہیں کہ جہاں دنیا بھر سے سمیٹی ہوئی تھکاوٹیں، الجھنیں، پراگندگیاں، گھر والوں پر اگل دی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کی ایک ایسی ارفع مثال لیے ہوئے ہے جو رہتی دنیا تک کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور پھر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا معجزہ ہے کہ گھر کے سارے در وا کر دیے کہ آؤ اور زندگی کے تمام شب و روز دیکھ لو۔ انگلی دھرنے کو پوری زندگی میں ایک لمحہ بھی نہ پاؤ گے۔ بڑے لوگ عموماً خلوت پسند ہوتے ہیں۔ قیادت کی ذمہ داری تھکا دیتی ہے، مزاج میں خشکی پیدا کر دیتی ہے، کبر طبیعت میں در آتا ہے اور بڑے لوگ عموماً عالم بالا ہی میں رہنے والے ہوتے ہیں، لیکن یہاں معاملہ ہی جدا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ تو یہ ہے کہ اللہ خود پکار اٹھتا ہے "بے شک آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں۔" اور جہاں قریب ترین گواہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی) یہ ہو کہ کان خلقه القرآن "آپ تو مجسم قرآن تھے۔"

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اقبال نے مومن کی جو تصویر کھینچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی دکھاتے ہوئے یہ فکر دامن گیر ہونے لگتی ہے کہ آج کی شکووں، شکایتوں کی ماری ہوئی عورت اس آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق خانگی زندگی کو دیکھ کر مزید ناشکری کی مرتکب نہ ہونے لگے۔ بہر صورت عورت کی یاد دہانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی میں ایک شفیق و حلیم نمونہ ہے شوہروں، باپوں اور بھائیوں کے لیے...... وہاں خواتین کے لیے بھی اسوۂ عمل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا ہے...... وہ شکوہ کریں گی تو مرد (شوہر) بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔

تجھ کو ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں

گھر بنتا ہے بیوی، بچوں اور والدین سے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی والدین تو نہ تھے۔ آپ سن شعور کو پہنچے تو قریب ترین رشتہ حضرت ابو طالب اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا تھا جو آپ کے نگران اور پشت پناہ تھے۔ حضرت ابو طالب سے بے پناہ محبت اور احترام کے مظاہر جا بجا نظر آتے ہیں...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر اسی لیے لے آئے تھے کہ حضرت ابو طالب کی عیال داری کا بوجھ بانٹ سکیں۔ حضرت ابو طالب سے محبت ہی کا تقاضا تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک میں ان کی ہدایت کے لیے بے قراری اور غم کی گھٹن پیدا کیے دیتا تھا۔ ان رشتوں سے سچی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی آخرت/ جنت کے لیے بے قرار رہا جائے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا جب تشریف لاتیں تو آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرتے...... اماں جان کہہ کر پکارتے، رشتے میں چچی تھیں، لیکن ان کی شفقت کے پیش نظر انہیں ماں جانتے تھے۔ ان کے لیے دعا فرماتے کہ الٰہی! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔ ان کے کفن میں اپنی قمیص شامل فرمائی۔ قبر میں خود اترے، خود لیٹ کر دیکھا، اپنے ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارا...... حضرت حلیمہ سعدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں! آئیں تو میری ماں، میری ماں کہہ کر استقبال کیا۔ اپنی چادر بچھائی، تکریم سے بٹھایا، رضاعت کے اسی رشتے کے واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بنو ہاشم نے بنو ہوازن کے تمام قیدی معرکۂ حنین کے چھوڑ دیے۔ رضاعی ماں سے محبت کا...... احترام کا یہ اظہار ہم سے بہت کچھ کہتا ہے۔ مگر آج ہم اس دور میں ہیں جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "لونڈی اپنی مالکہ جنے گی۔"

اولاد حاکم اور مالک ہے...... والدین محکوم اور فرماں بردار...... ! اللہ نے والدین کے لیے حکم دیا کہ...... اف تک نہ کہو...... آج اولاد کو اف کہنا مشکل...... معاشرے میں چہار جانب منہ زور اولاد والدین سے خراج اطاعت وصول کر رہی ہے...... باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت اور تعلق امتی کا ہے۔

ابولہب کی ایک کنیز ثوبیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز پیا تھا،

بہترین عید گفٹ

عید کے موقع پر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو

بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام تحفے میں دیجیے

تین ماہ تک ہر ہفتے کا تازہ میگزین صرف 100 روپے میں بھجوائیں۔

جتنے میگزین بھجوانا چاہتے ہیں ان کی مجموعی رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں

یا DAILY ISLAM کے اکاؤنٹ نمبر 1007-35297-001
(بینک اسلامی)

میں جمع کرانے کے بعد ڈپازٹ سلپ اور وہ پتے جن پر آپ میگزین بھجوانا چاہتے ہیں بذریعہ خط ہمیں ارسال کریں

نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور ایڈریس لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

مزید معلومات کیلئے: Ph:021-36688747 EXT 246-247
یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

ہمارا پتہ:
سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 1/11 G-4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

اس کا لحاظ اتنا تھا کہ ان کے لیے مدینہ سے کپڑے بھجوایا کرتے تھے۔ چند دن کی رضاعت پر یہ اسوۂ شکر گزاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے۔

حلیمہ سعدیہ کی بیٹی حذافہ (لقب شیماً) غزوۂ حنین کے موقع پر گرفتار ہو کر آئیں تو فوجی نگرانوں سے کہا۔ ''میں تو تمہارے قائد کی بہن ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مسرت سے استقبال کیا۔ اعزاز کے لیے چادر بچھائی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی...... (رقیق القلبی، شفقت و مہربانی دیکھیے!)

فرمایا: ''چاہو تو میرے پاس رہو...... چاہو تو تمہیں تمہارے قبیلے میں واپس پہنچا دیا جائے......'' انہوں نے واپس جانے کی درخواست کی۔ بہت کچھ دے کر رخصت کیا۔ اور اسلام لانے کی سعادت حاصل کر کے لوٹیں۔ یہ ہے محبت فاتح عالم۔

بعید ترین رشتوں کا احترام اور پاس دیکھیے...... کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تاکید کی جب تم مصر فتح کرو تو اس کے باشندوں سے حسن سلوک کرنا کیوں کہ ان کی طرف سے تم پر صلہ رحمی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پھر وضاحت فرمائی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انہی میں سے ہیں۔ بیٹیوں پر بے پناہ محبت نچھاور کی۔

حضرت زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن جوان ہوئیں۔ سب نے اسلام قبول کیا، ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تینوں بیٹیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ (جاری ہے)

☆☆☆

رمضان المبارک کے جاتے لمحات

آمنہ حبیب

الحمدللہ ایک بار پھر ہم پر رمضان المبارک کا مقدس مہینہ سایہ فگن ہے۔ کچھ دن گزر گئے، کچھ اور دن باقی ہیں وہ بھی گزر جائیں گے۔ اور ہم ایک بار پھر احساس محرومی سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ آخر کیا بات ہے کہ اس ماہ کی تمام برکات وفیوض سے مکمل طور پر ہم مستفید نہیں ہو پاتے یا ہم کوشش ہی نہیں کرتے۔ آج کل ہم نے رمضان کا مہینہ یا تو کھانے پینے کا مہینہ سمجھ لیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں نت نئی قسم کی ڈشیں ٹرائی کی جاتی ہیں، یا پھر عید کا پیش خیمہ سمجھ لیا ہے، کہ روزوں کے بعد عید آئے گی، اس کی تیاری کی جائے۔ امت کے ایک بڑے طبقے کے لیے تو یہ مہینہ کمائی کا مہینہ ہے، سیزن ہے۔ اس طبقے کا رمضان مارکیٹوں میں بھاؤ تاؤ کرتے اور دکانوں میں گاہکوں کو لبھانے میں گزر جاتا ہے۔ اگر ان میں کوئی روزہ رکھتا بھی ہے تو بس سحری افطاری کو روزہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ خصوصاً پندرہ رمضان کے بعد تو سب ہی عید کی زور وشور سے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ اور یوں اللہ کا یہ مہمان چپکے سے ہماری زندگی سے رخصت بھی ہو جاتا ہے اور ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم نے اللہ کے مہمان کی کتنی بے اکرامی کی ہے؟ اے کاش! کہ ہم رمضان کے انتیس تیس دن ان اللوں تللوں کی بجائے خدائے بزرگ وبرتر کے حضور گریہ وزاری اور عبادات میں گزاریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے گرمیوں کے روزے اور سردیوں میں فجر کی نماز بہت پسند ہے...... سبحان اللہ اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم پہلے سے ہی گھبرانا شروع کر دیتے ہیں کہ ہائے اس دفعہ تو گرمیوں میں روزے آرہے ہیں، کیسے رکھیں گے؟ روزہ رکھ کر صرف یہ بات مد نظر رکھیں کہ ربّ کی رضا کے لیے رکھا ہے۔ یہ بھوک اور پیاس صرف رب کے عشق کی چاشنی کو محسوس کرنے کے لیے ہم برداشت کریں گے۔ یہی بھوک اور پیاس ہمیں روز حشر کی پیاس کی یاد دلاتی ہے۔ چند بشارتیں ملاحظہ فرمائیے اور ان فضائل کے حصول کے لیے جتنا وقت بچا ہے' ان مقدس لمحات کو قیمتی بنا لیجئے، کہ ہو سکتا ہے کہ یہ رمضان ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو!!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رمضان المبارک میں اول سے آخر تک روزے رکھے، اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آیا گویا کہ ابھی ماں کے بطن سے نکلا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جو رمضان المبارک میں روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ایک مکان زمرد کا عطا کرے گا، اس مکان کے ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے آگے درخت ہوگا اگر سو برس تک سوار ہو کر اس درخت کے سائے میں پھرے تب بھی اس کے سائے سے باہر نہ آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایماندار ہو کر بغرضِ ثواب شب بیداری کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو شخص رمضان کے روزے بحالتِ ایمان ثواب سمجھ کر رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۲۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور پھر اس بندہ پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھ کر اللہ سبحانہ کا ذکر اور عبادت کرتا ہے پھر جب ان کی یعنی مسلمانوں کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ان بندوں کے سبب اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے فرشتوں! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پرودگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں ''اے میرے فرشتو! میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے فرض ادا کر دیا پھر وہ گھروں سے دعا کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے، قسم ہے اپنی عزت اپنے جلال، اپنی بخشش، اپنے کرم، اپنے بلند مرتبہ، اپنی بلند منزلت کی، میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا پھر اللہ سبحانہ فرماتا ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا...... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس واپس ہوتے ہیں مسلمان عیدگاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیے جائیں (بیہقی، مشکوٰۃ شریف جلد اول صحہ ۳۵۵)

لیلۃ القدر کی دعا: **اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی**

ہر پل ہر لحہ زبان کو ذکر خدا سے تر رکھیے اور دلوں کو اس کی یاد سے معمور رکھیے، اپنے نفس کو غالب نہ آنے دیں، اللہ رمضان المبارک کے ہر لمحے سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

کشکول

حفاظتِ قرآن:

ایک شخص نے یہ جانچنا چاہا کہ کون سا دین صحیح ہے وہ عمدہ اور خوش خط کاتب بھی تھا، اس کے لیے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ تورات، انجیل اور قرآن کریم کی انتہائی خوب صورت کتابت کی، تاہم درمیان میں کمی بیشی کردی، پھر تورات کو لے کر علمائے یہود کی خدمت میں پیش کیا، انہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور خوب صورت کتابت پر اسے انعام سے نوازا۔ انجیل کا نسخہ عیسائی پادریوں کے پاس لے گیا، انہوں نے اس کی محنت کو سراہتے ہوئے بڑی رقم دے کر اس خوش خط نسخے کو خریدا۔ اس کے بعد قرآن کریم کا نسخہ علماء اسلام کی خدمت میں لایا، انہوں نے جب اس میں کمی بیشی دیکھی تو پکڑ کر اس کی ٹھکائی کردی اور اسے حاکم کے پاس لے گئے۔ حاکم نے ''تحریفِ قرآن'' کے جرم میں اس کے قتل کا حکم دیا، تب اس نے اصل حقیقت بتائی اور کہا کہ میرا مقصد صرف یہ جاننا تھا کہ کون سا دین صحیح اور محفوظ ہے؟ اور میرے اس تجربے سے ثابت ہوگیا کہ دینِ اسلام ہی ایک محفوظ دین ہے، اللہ کی کتاب میں کوئی بھی تحریف نہیں کرسکتا۔ [کتابوں کی درس گاہ میں]

﴿اہلیہ کلیم اللہ جمیل۔ رائیونڈ﴾

مرنے سے پہلے اباجی کی زیارت:

حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کی بیٹی بیمار ہوئیں۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ جوان العمر بیٹی تھی۔ ماں نے پوچھا کوئی آخری تمنا؟ کوئی آخری خواہش؟ کہا، اباجی کی زیارت کو جی چاہتا ہے۔ ماں نے خط لکھوادیا، جوان العمر بیٹی کا خط پردیس میں ملا کہ بس اپنی عمر کی آخری گھڑیاں گن رہی ہوں، دل کی آخری تمنا ہے کہ ابا حضور آپ تشریف لائیں تو میں آپ کا دیدار کرلوں۔ کتنی بڑی بات تھی۔ حضرت کو خط ملا، حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے اس خط کے پشت پر دو شعر لکھ کر وہ خط واپس بھیج دیا۔

میں تو مجبور ہوں اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور ہوں وہ تو مگر دور نہیں
تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

﴿دانیہ بنت قاری نثار احمد۔ ملتان﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا خاص سبب:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ ہیں، میں بھی گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حاقہ شروع کی جسے سن کر مجھے اس کی پیاری فصاحت وبلاغت اور بندش مضامین پر تعجب ہونے لگا۔ آخر میرے دل میں خیال آیا کہ قریش ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے۔ ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت کیں:

''یہ قول رسول کریم کا ہے، شاعر کا نہیں ہے، تم میں ایمان ہی کم ہے'' (الحاقہ)

تو میں نے سوچا کہ اچھا! شاعر نہ سہی، کاہن تو ضرور ہیں!! اُدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''یہ کاہن کا قول بھی نہیں ہے، تم نے نصیحت ہی کم لی ہے۔'' (الحاقہ)

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ پوری سورت ختم کرلی۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر کر گیا، اور رونگٹے رونگٹے میں اسلام کی سچائی گھس گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے اسباب میں سے یہ بھی ایک سبب ہے۔ [بحوالہ تفسیر ابن کثیر: ۴۲۵/۵]

قرآنی معلومات:

۱ قرآن پاک میں لفظ ''اللہ'' ۲۶۹۷ بار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ''محمد'' چار مقامات پر آیا ہے۔

۲ قرآن پاک میں ۵۳۲۲۳ زبر، ۳۹۵۸۲ زیر اور ۸۸۰۴ پیش ہیں۔ اور یہ حجاج بن یوسف نے لگوائیں۔

۳ قرآن پاک کے حروف کی تعداد ۳۲۳۷۶۰ ہے۔

۴ قرآن پاک کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۷۵ صحابہ کرام نے مل کر کتابی شکل دی۔

۵ آیت الکرسی کو سردار الآیات کہا جاتا ہے۔

۶ سورۂ نمل میں بسم اللہ دو بار آتی ہے۔

۷ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو سب سے زیادہ نافرمان قرار دیا ہے۔

﴿آسیہ محمد رحیم۔ پٹھان کالونی منگھوپیر روڈ کراچی﴾

اللہ کی محبت ہر چیز پر غالب:

محمد بن معاذ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عبادت گزار عورت نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہونے جارہی ہوں وہاں سارے لوگ جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں، میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ یہ سب کے سب دروازے پر کیوں جمع ہوگئے ہیں؟ کسی نے بتایا، ایک عورت آرہی ہیں، جن کے آنے کی وجہ سے جنت کو سجایا گیا ہے، یہ سب ان کے استقبال کے واسطے باہر آگئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ عورت کون ہے؟ کہنے لگے کہ ایکہ کی رہنے والی ایک سیاہ باندی ہے، جن کا نام شعوانہ ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! وہ تو میری بہن ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ شعوانہ ایک نہایت عمدہ اور خوب صورت اونٹنی پر بیٹھی ہوا میں اڑی آرہی ہیں۔ میں نے ان کو آواز دی، میری بہن! تمہیں اپنا اور میرا تعلق معلوم ہے، اپنے رب سے دعا کردو کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ کردے۔ یہ سن کر وہ ہنسیں اور کہنے لگیں، ابھی تمہارے آنے کا وقت نہیں آیا، لیکن میری دو باتیں یاد رکھنا (آخرت) کے غم کو اپنے ساتھ چمٹالو اور اللہ کی محبت اپنی ہر خواہش پر غالب کردو اور اس کی پروانہ کرو کہ موت کب آئے گی؟ یعنی ہر وقت اس کے لئے تیار رہو۔ [فضائل صدقات] ﴿ام ساریہ۔ کراچی﴾

چار بادشاہ:

علامہ سلیمان الجمل رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وجملة من ملكها وكلها اربعة اثنان مؤمنان واثنان كافران فالمؤمنان سليمان وذوالقرنين والكافران نمرود وبخت نصر.

''کل روئے زمین پر حکمرانی کرنے والے چار بادشاہ ہوئے ہیں، جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر، مومن بادشاہ تو سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین تھے اور کافر بادشاہ نمرود اور بخت نصر تھے۔''

[حاشیۃ الجمل علی الجلالین ج۱/۲۱۰]

کامیابی کے تین گُر:

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان تینوں باتوں کا التزام کرلے تو ان شاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہے گا۔ گو جنید بغدادی رحمہ اللہ نہ بن سکے۔

۱ یہ کہ گناہ کو بالکل چھوڑ دے۔ کیوں کہ اس سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے، گناہ گار اگر عبادت بھی کرتا ہے تو اس کے نور کی مثال مثل نور فانوس کے ہوتی ہے کہ اس کا نور مخلوط باظلمت ہوتا ہے۔

۲ یہ کہ خلق خدا پر بدگمان نہ ہو کہ یہ (بدگمانی کا مرض کبر سے پیدا ہوتا ہے۔

۳ یہ کہ جب فرصت ہو تو کچھ دیر بیٹھ کر ذکر و شغل جس قدر ممکن ہو کرلیا کرے، اور حضرات صوفیاء کرام سے ملتا جلتا رہے۔ [از: مقالات حکمت]

﴿اہلیہ مفتی لطف الرحمٰن۔ شیخ لاہوری جھنگ صدر﴾

مہذب کون؟

[ایون روڈلی مغرب میں آزادیٔ نسواں کی علم بردار مشہور صحافی خاتون تھیں۔ طالبان کے دورِ حکومت میں، ان کی قید میں آئیں اور رہائی پانے کے بعد مسلمان ہوئیں، انہوں نے اسلام میں خواتین کے حقوق سے متعلق یہ فکر انگیز مضمون لکھا ہے۔]

افغانستان میں گرفتار ہونے سے قبل، میں نقاب پہننے والی عورتوں کو نہایت ہی کمزور، مظلوم اور ستم رسیدہ مخلوق سمجھتی تھی۔ امریکا پر دہشت گردانہ حملے کے صرف پندرہ روز بعد، ستمبر 2001ء میں میں افغانستان میں اس حلیے میں داخل ہوئی کہ سرتاپا نیلے رنگ کے برقع میں ملبوس تھی اور افغانستان میں موجود حکومتی جبر و ظلم کے دور میں گزرتی زندگی کے متعلق اخبار کے لیے ایک مضمون لکھنا چاہتی تھی، لیکن ہوا یہ کہ میرا بھید کھل گیا اور مجھے گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا۔

میں جن لوگوں کی قید میں تھی 10 دس دن تک ان پر برہم ہوتی رہی اور انہیں برا بھلا کہتی رہی۔ وہ مجھے ''بری'' عورت کہتے تھے۔ انہوں نے مجھے اس شرط اور وعدے پر رہا کر دیا کہ میں قرآن پڑھوں گی اور دینِ اسلام کا مطالعہ کروں گی۔ (صحیح بات یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ رہا کرتے وقت کون زیادہ خوش تھا؟ وہ یا میں)

لندن، واپس اپنے گھر پہنچ کر دین اسلام کے مطالعہ کے متعلق میں نے ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ نبھایا، اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا، اس نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ میں قرآن میں اس موضوعات پر ابواب کی توقع کر رہی تھی کہ اپنی بیوی کی کس طرح پٹائی کی جاتی ہے اور کیسے اپنی بیٹیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بجائے قرآن کی آیات کے مطالعہ کے ذریعے مجھے معلوم ہوا کہ دین اسلام نے عورت کے حقوق اور احترام پر زور دیا ہے۔ اپنی گرفتاری کے اڑھائی برس بعد میں نے اسلام قبول کیا تو کچھ دوست اور عزیز حیران اور مایوس ہوئے اور کچھ نے حوصلہ افزائی کی۔ برطانیہ کے سابق سیکرٹری خارجہ جیک سٹرا کا یہ تبصرہ نہایت افسوس ناک ہے کہ مسلمان عورتوں کی طرف سے پہنے جانے والا نقاب باہمی تعلقات کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ وزیراعظم ٹونی بلیئر، سلمان رشدی اور اطالوی وزیراعظم رومانوی پروڈی نے بھی جیک سٹرا کی حمایت میں بیانات دے دیے۔

اب جبکہ مجھے بغیر نقاب اور مع نقاب، دونوں صورت حوال کا تجربہ ہے، میں آپ کو یہ بتا سکتی ہوں کہ جو مغربی مرد سیاستدان اور صحافی، اسلامی معاشرے میں نقاب والی عورت پر جبر کے متعلق افسوس کا اظہار کرتے ہیں، انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ وہ کس چیز کے متعلق بات کر رہے ہیں؟ وہ نقاب، بچپن کی شادی، غیرت کے نام پر قتل اور زبردستی کی شادی کے متعلق، جو منہ میں آئے کہے جاتے ہیں اور وہ دین اسلام کو نہایت غلط طور پر ان سب امور کا قصوروار ٹھہراتے ہیں، ان کی رعونت پر مستزاد ان کی بے خبری ہے۔

ان تہذیبی مسائل اور رسم و رواج کا دین اسلام کے ساتھ قطعی کوئی تعلق نہیں ہے اگر قرآن مجید کا مطالعہ سمجھ بوجھ کر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مغربی دنیا میں آزادیٔ نسواں کے حامیوں نے 1970ء کے عشرے میں جس مقصد کے لیے جدوجہد کی، وہی چیز مسلمان عورتوں کو 1400 سو برس قبل عطا کر دی گئی تھی۔ اسلام میں دینی اور روحانی لحاظ سے عورتیں مردوں کے برابر ہیں، مردوں کی طرح علم کا حصول ان کے لیے فرض کی حیثیت رکھتا ہے اور عورت کی اہمیت مرد سے کسی طور کم نہیں ہے۔ بچے کی پیدائش اور بچے کی پرورش میں مہارت، مسلمان عورت کی مثبت خوبی گردانی جاتی ہے۔ اب جبکہ اسلام نے عورت کو بے شمار حقوق عطا کیے ہوئے ہیں تو پھر مغربی مرد مسلمان عورتوں کے لباس کے بارے میں کیوں متفکر ہیں؟ اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ برطانوی حکومت کے وزراء گورڈن براؤن اور جان ریڈ نے نقاب کے متعلق حقارت آمیز تبصرہ کیا ہے، جب کہ ان کا اپنا تعلق سرحد پار اسکاٹ لینڈ سے ہے، جہاں مرد اسکرٹ پہنتے ہیں۔

جب میں مسلمان ہوگئی اور سر پر اسکارف پہننا شروع کیا تو مجھے بہت زیادہ ردعمل کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے اپنا سر اور اپنے بال ہی ڈھانپے تھے، لیکن اس کے باعث میری حیثیت فوراً دوسرے درجے کے شہری کی سی ہوگئی۔ مجھے معلوم تھا کہ مجھے کسی اسلام دشمن سے کچھ سننا پڑے گا لیکن مجھے یہ توقع نہ تھی کہ اجنبیوں کی طرف سے بھی کھلے عام مخالفت کا اظہار ہوگا۔ رات کے وقت For Hire کے روشن الفاظ کے ساتھ ٹیکسیاں میرے آس پاس سے گزر رہی تھیں۔ میرے سامنے رکنے والی ایک ٹیکسی میں سے ایک سفید فام مسافر اترا۔ میں آگے بڑھی تو ڈرائیور نے گھور کر دیکھا اور گاڑی بھگا کر لے گیا۔ دوسرے ڈرائیور نے کہا کہ عقلی نشست پر بم رکھ کر نہ جانا اور مجھ سے یہ پوچھا کہ اسامہ بن لادن کہاں چھپا ہوا ہے؟

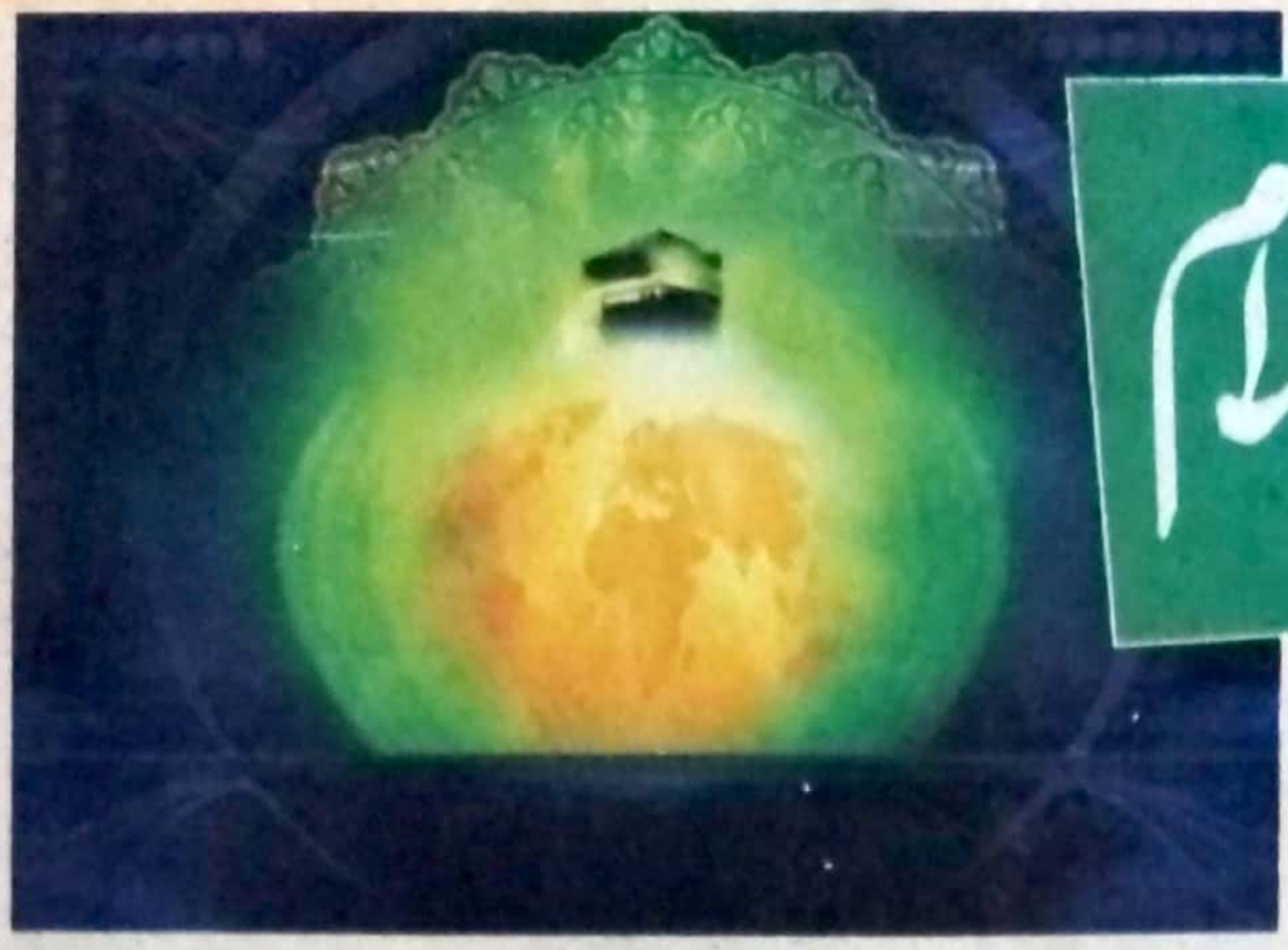

مغرب یا اسلام

یہ درست ہے کہ مسلمان عورت سے اس کے مذہب کا تقاضا ہے کہ اپنے لیے مناسب لباس استعمال کرے لیکن جن مسلمان عورتوں کو میں جانتی ہوں ان کی اکثریت حجاب پہننا پسند کرتی ہے، جس سے چہرہ کھلا نظر آتا ہے، جب کہ کچھ مسلمان خواتین نقاب کو ترجیح دیتی ہیں۔ یہ میرا ذاتی طریقہ اظہار ہے۔ میرے لباس سے آپ کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور میں خود کو عزت واحترام پر مبنی سلوک کی مستحق سمجھتی ہوں، جس طرح بینک کا ایک افسر بزنس سوٹ پہن کر یہ اظہار کرتا ہے کہ اسے ایک ایگزیکٹو سمجھا جانا چاہیے۔ خاص طور پر مردوں کا عورتوں کی طرف نامناسب اور ہوس بھری نظروں سے گھورنا میری جیسی نومسلم خواتین کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

میں برسوں تک مغرب میں خواتین کی آزادی کی علم بردار رہی لیکن اب مجھ پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ اسلامی معاشرے میں آزادئ نسواں کے حامی، اپنے سیکولر ساتھیوں کی نسبت زیادہ انقلابی ہیں۔ ہمیں ''مقابلۂ حسن'' سے کراہت ہوتی ہے۔ ہمیں اس وقت اپنی ہنسی روکنا پڑی جب 2003ء ''حسینہ عالم'' کے مقابلے کے موقع پر مختصر لباس میں ملبوس حسینۂ افغانستان دیدہ سمازئی کو آزادئ نسواں کی طرف سے ایک عظیم الشان قدم قرار دیا گیا۔ سمازئی کو حقوق نسواں کی فتح کی علامت کے طور پر مخصوص انعام بھی پیش کیا گیا۔

آزادئ نسواں کے حامی کچھ نوجوان حجاب اور نقاب کو سیاسی علامت بھی سمجھتے ہیں، جس کے ذریعے مغربی تہذیب کی لعنتوں، بے تحاشا شراب نوشی، آزادانہ تعلقات اور نشہ آور ادویات کے استعمال کو مسترد کیا جاتا ہے۔ آزادئ نسواں کا اظہار کس بات سے ہوتا ہے؟ اسکرٹ کی لمبائی اور چھاتی کے مصنوعی ابھار یا کردار اور ذہانت سے......؟؟

اسلام میں عزت کا معیار حسن، دولت، طاقت، عہدہ یا جنس نہیں، بلکہ تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ میں اٹلی کے وزیر اعظم پروڈی کے اس طرز عمل پر روؤں یا ہنسوں؟ جس کے تحت انہوں نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ نقاب استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ اس سے باہمی میل جول زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ کیا واہیات بات ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر موبائل فون، ای میل اور فیکس کے استعمال کا کیا جواز ہے؟ اور پھر جب ریڈیو پر سامع کو بولنے والے کا چہرہ نظر نہیں آتا تو وہ ریڈیو بند تو نہیں کر دیتا! اسلام نے مجھے عزت دی ہے، میرے دین نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کا حق بخشا ہے اور میں شادی شدہ ہوں یا کنواری، تحصیل علم میرے لیے فرض قرار دیا ہے۔

حال ہی میں کیے گئے ایک سروے (گھریلو تشدد کا قومی ہاٹ لائن سروے) کے مطابق چار لاکھ امریکی خواتین، اوسطاً بارہ ماہ کی مدت کے دوران اپنے ساتھی مردوں کی طرف سے شدید حملوں اور مار پیٹ کا نشانہ بنتی ہیں اور ہر روز تین سے زائد عورتیں اپنے خاوندوں اور اپنے مرد دوستوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ 9 ستمبر سے اب تک یہ تعداد تقریباً 5500 تک پہنچ چکی ہے۔

عورتوں پر تشدد کا یہ رجحان ایک عالمی المیہ ہے اور تشدد مردوں کا تعلق کسی خاص مذہب یا تہذیب سے نہیں ہے۔ ایک سروے کے مطابق دنیا بھر میں تین میں سے ایک عورت مرد کے ظلم وستم کا نشانہ بنتی ہے۔ اس میں مار پیٹ، جنسی زیادتی اور ذلت آمیز سلوک، سب شامل ہیں۔ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے، جس کا مذہب، دولت، طبقاتی امتیاز، نسل اور تہذیب وثقافت سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت اور سچ ہے کہ عورتوں کی طرف سے احتجاج کے باوجود مغرب میں مرد خود کو عورتوں سے برتر سمجھتے ہیں۔ وہ کسی شعبے میں بھی ہوں، عورتوں سے زیادہ بہتر معاوضہ اور تنخواہ پاتے ہیں اور عورتوں کو ابھی تک ایک جنسی شے سمجھا جاتا ہے، جن کی کشش اور اثر آفرینی براہ راست ان کی ظاہری حالت سے عیاں ہوتی ہے۔

اس طبقے کے لیے جو ابھی تک یہ کوشش کر رہا ہے کہ اسلام کو ایک ایسا دین ثابت کرے جو عورتوں پر ظلم وستم روا رکھتا ہے۔ 1992ء میں پادری پیٹ رابرٹ سن کی طرف سے دیے گئے ایک بیان کو یاد کریں، اس نے ''بااختیار'' عورت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا: ''آزادئ نسواں کی تحریک ایک خاندان مخالف سوشلسٹ سیاسی تحریک ہے جو عورتوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر چلی جائیں، اپنے بچوں کو ہلاک کر دیں، جادو ٹونا کریں اور سرمایہ داری کو تباہ کر دیں۔''

اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کون مہذب ہے اور کون غیر مہذب؟

کل قیمت 870 روپے

رعائتی قیمت 520 روپے

ملنے کے پتے:
- دارواشاعت الخیر، ملتان 0300-7301239
- ممتاز کتب خانہ، پشاور 0314-9696344-091-2580331
- قاسمی نیوز ایجنسی، بہاولپور 0333-6367755-062-2731947
- قرآن محل راولپنڈی 0321-5123698
- مکتبہ نقوش اسلامی شاپ نمبر 5 ... لاہور 0321-4538727
- فیصل آباد 0321-7693142
- السعید ہومیو اینڈ ہربل میڈیسن ساہیوال 0321-6950003
- مکتبہ انوار مدینہ دکان نمبر 56 گلبرگ لاہور۔ 0321-8888680
- کتب خانہ انوار دکان نمبر 60 صادق پلازہ لاہور۔ 0321-7150331
- اسلامی کتاب گھر دکان نمبر 4 شادمان پلازہ فیصل آباد۔ 0321-7693142
- مکتبہ الحسن دکان نمبر 83 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ۔ 0321-6418196
- مکتبہ عبداللہ بلاک 10 ... روڈ سرگودھا۔ 0321-6018171
- مکتبہ الحمد ... روڈ چوک گھنٹہ گھر ملتان۔ 0321-6397484
- مرال کتب خانہ اتفاق پلازہ آر جے روڈ کوئٹہ۔ 0321-8045039
- مکتبہ مدنی ... فاروقی مسجد کھارادر کراچی۔ 0323-3297447
- مکتبہ الخلیل خادم علی روڈ سیالکوٹ۔ 0321-7183040
- مکتبہ الامۃ متصل نیو صادق بازار رحیم یار خان۔ 0321-2647131

کراچی سے براہ راست منگوانے پر ڈاک خرچ مفت
صرف بذریعہ منی آرڈر اور آن لائن بینکنگ
ہول سیل والے بھی رابطہ کر سکتے ہیں

دوکان نمبر 8، امین مارکیٹ، نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی رابطہ نمبر 0314-2139797 (کراچی)

تجھ سا لاؤں کہاں سے؟

ڈھلتا سورج اپنی آخری کرنیں زمین پر بکھیر چکا تو بستی کے گھروں سے اٹھتے دھوئیں کی لکیریں بھی نیم تاریک فضا میں بکھرنے لگیں۔ بستی کے کچے مکانات اور ان کے کھلے صحنوں میں درختوں کے لرزتے ہیولے عجیب سے لگ رہے تھے۔ ان گھروں میں ''دنیا کا دھوکہ'' اور فریب نظر نہ ہونے کے برابر تھا۔ ہاں...... البتہ ایک چیز وہاں بہت وافر تھی جو 'ان' سب کی قیمتی ترین متاع تھی اور اس 'متاع عزیز' کو بڑھانے میں اہل بستی روز و شب مصروف تھے۔ 'ایمان' کی متاع......

انہی گھروں میں سے ایک میں وہ 'مہمان' تھے۔ گھر والوں کی تمام تر کوشش تھی کہ جس قدر بھی ہو سکے مہمانوں کو آرام اور سہولت پہنچائی جائے کہ جتنی سہولتوں بھری زندگی ان کے مہمان چھوڑ کر آئے تھے اس بستی میں ان کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ لیکن...... ارقم سعید...... ان کا مہمان ایک کمرے میں اپنی بیوی سے سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔ ''کتنا سکون ہے ناں یہاں امامہ!...... ایمان کی کیفیت میں کس قدر انقلاب انگیز تبدیلی محسوس ہو رہی ہے!؟''

امامہ طمانیت سے مسکرا دی تھی اور پھر جب سنگلاخ چٹانوں پر نئی صبح کے سورج نے اپنی کرنیں بکھیریں تو ارقم سعید...... اور...... امامہ اس خوب صورت منظر کو مبہوت ہو کر دیکھ رہے تھے۔ وہ صبح بہت پاکیزہ تھی...... پرنور اور روشن امنگوں اور ولولوں سے بھرپور، جستجو اور عمل مسلسل کا سبق دیتی ہوئی جاں فزا صبح...... بستی کے سرسبز کھیتوں میں چہل قدمی کرتے ہوئے ان کے بچے بھی خوشی سے چہکتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔

''ہم نے کتنا اچھا سودا کیا ہے ناں امامہ!...... تمہیں یاد ہے وہ واقعہ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کا......؟'' ارقم کہہ رہا تھا۔

''جی ہاں...... لیکن آپ دوبارہ سنائیں......''

''ابو دحداح رضی اللہ عنہ...... ابو دحداح رضی اللہ عنہ...... ارقم سعید کی آواز بھرا گئی۔'' وہی ابو دحداح رضی اللہ عنہ جنہوں نے کھجور کے ایک درخت کے عوض میں چھ سو کھجوروں کا اپنا باغ اللہ کے راستے میں دے دیا تھا...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ کون ہے جو جنت میں کھجوروں کا باغ حاصل کرنا چاہتا ہے؟......

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنے باغ کا سودا جنت کے عوض کر لیا جس میں ان کا گھر بھی تھا...... گھر کا سب سامان بھی...... اور...... ام دحداح رضی اللہ عنہا نے بچوں کو لیا اور خوشی خوشی اپنے مکان سے باہر آ گئیں...... کتنا عظیم تھا ان کا ایمان......!!''

امامہ نے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی اور گہرا سانس بھر کے اپنے عظیم شوہر کو دیکھنے لگی، جس سے وابستگی کے ہر ہر مرحلے پر وہ ایمان کے زینے پر چڑھتی جا رہی تھی اوپر اور...... اوپر...... اور جتنی بلندیوں پر وہ جا رہی تھی شاید پرکھ بھی ویسی ہی تھی۔

روبینہ نعیم

ارقم سعید پہلی مرتبہ اس بستی میں ایک میڈیکل ٹیم کے ہمراہ آیا تھا، تب یہاں پر زندگی موت سے گلے مل رہی تھی زخمی...... معذور...... لیکن عزم کے کوہ گراں تھے وہ لوگ...... وہ سب کے زخموں پر پھاہے رکھتا، لیکن اسے یوں محسوس ہوتا گویا ان زخمی جسموں کی روح بڑی توانا تھی...... اور اس کا دل اس کا دل بھی مچل رہا تھا کہ یہ توانائی کوئی اس کے اندر بھی انڈیل دے۔ وہ ایک تڑپ اور کرب کے عالم میں تھا...... اس انوکھی دنیا کی کشش کچھ اس طرح اس کو کھینچتی تھی کہ ہر مصلحت...... پر حاوی ہو جاتی...... ہر محبت کو بھلا دیتی...... لیکن شاید ابھی مس خام کو کندن بنایا جانا تھا...... یا پھر کسی کو یہ تڑپ بہت محبوب تھی...... ابھی کچھ اور تڑپنا اور تڑپانا باقی تھا...... یا...... یا پھر کوئی قرض...... تھا اس کے ذمہ......

وہ لوٹ آیا، واپس اسی دنیا میں جہاں دنیا اپنی بدصورتی پر مصنوعی غازہ ملے غرض کے بندوں کو لبھا رہی تھی...... تب اس پر ایک راز کھلا تھا اور وہ حیران رہ گیا...... ان چمکتے دمکتے شہروں میں آلودگی فقط ایک نوعیت کی نہیں ہوتی ایک اور طرح کی بھی آلودگی تھی...... جس کو گناہ کی آلودگی کہا جاتا ہے۔ یہ بات تو وہ جانتا تھا لیکن...... تجربہ...... گناہوں کی آلودگی سے پاک بستی سے لوٹ کر آنے کا تجربہ ایسا تھا کہ اس کا دل بے طرح بے چین ہو گیا...... یوں جیسے مچھلی کو پانی سے محروم کر دیا جائے...... وہ پاکیزہ فضائیں...... وہ ماحول کہ جس کی مقناطیسی کشش اسے کھینچ رہی تھی...... دل پر کچھ انوکھی سی کیفیت الہام ہونے لگی۔ تب ایک روز وہ امامہ سے کہہ رہا تھا...... ''وہاں جس کے ہاں سامان سب سے کم ہوتا ہے وہی گھرانہ سب سے معزز ہوتا ہے، قہوہ اور سوکھی روٹی کھانے میں اتنا لطف آتا ہے کہ میں بتا نہیں سکتا......''

امامہ پر شوق انداز میں اس کی باتیں سنتی۔ جتنے دن وہ اپنے شہر میں رہا اپنے دل کا درد اوروں کے دل میں منتقل کرتا رہا...... وہ ان کو امت کی بے بسی کی تصویریں دکھاتا...... وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کی منظر کشی اس طرح کرتا گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو...... وہ قرآن پاک کی آیات تلاوت کرتا اور اس کی آواز کپکپا کر رہ جاتی...... آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے...... وہ خود روتا اور حساس دلوں کو رلاتا...... وہ جنت کی خوشبو محسوس کرتا تھا...... پھر ایک دن جنت کی خوشبو اس کو کھینچنے لگی

اس بستی کی فضاؤں میں وہ دوبارہ لوٹ آیا...... یہ اس کا 'کیریئر' تھا...... دائمی کیریئر...... شاندار...... قابل رشک...... جس کو داؤ پر لگانا اسے ہرگز گوارا نہ تھا...... وہ جنتوں کی چاہتیں...... وہ یقین کا 'معجزہ تھا' سو ایک روز اس نے وہ سب کچھ پا لیا جس کی تمنا نے اسے دنیا کی رنگینیوں سے دور کر دیا تھا۔

ایک روز اس حسین بستی میں اس کی خوشبو مہک گئی...... ثاقب، بسام، عبید، طاہر...... نہ جانے کتنے ہی مخلص رفیق تھے جو اس کے قدم بہ قدم تھے...... اور امامہ اپنے لبوں سے وہ کلمات ادا کر رہی تھی جن میں رب کی رضا پر راضی رہنے کی دعا تھی...... وہ ارقم کی امانتوں کو سنبھالے سوچ رہی تھی ''آپ نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا ارقم!...... اب میں کس طرح آپ کی امانتوں کو ان آلودگیوں سے بچا پاؤں گی۔''

مہربان رب...... سب سہاروں سے بڑے سہارے نے اسے تھام لیا کہ وہ بہت قدر دان ہے...... ارقم اس کے آس پاس ہی تھا، اسے یوں لگا جیسے ہر طرف اس کی خوشبو پھیل گئی ہو...... اس کے لباس کی سرسراہٹ...... مگر ایک پردہ سا تھا جو حائل تھا...... امامہ کو تو وہ آس پاس ہی محسوس ہوتا تھا...... زندگی کے ہزاروں لمحے جو اس کی معیت میں گزرے تھے، وہ کبھی بھول نہ پاتی...... اس کی مسکراہٹ محبت...... کبھی راتوں کے آخری لمحوں کی سسکیاں اور ہچکیاں...... بولتے بولتے اچانک ہی کوئی شرارت بھرا جملہ کہہ دینا...... وہ کیا کچھ بھولتی...... کیا وہ اسے بھول سکتی تھی؟ جس نے اللہ سے محبت کرنا اسے سکھایا تھا...... انگلی تھام کر اسے چلایا تھا...... اور پھر اس کی پسندیدہ نظم...... اکثر وہ گنگناتا تھا......

زندگی میری فقط تیری رضا کے واسطے
اور جاں دے دوں میرے پیارے اللہ تیرے لیے
مال اور نہ جاں بس رب کی محبت چاہیے
حب دنیا راہ سے ہٹ، مجھ کو جنت چاہیے
اجنبی سارے جہاں میں بن گیا تیرے لیے
اے اللہ تیرے لیے بس اے اللہ تیرے لیے

پھر جس اللہ سے محبت کرنا ارقم نے اسے سکھایا تھا، وہ اسی محبت کے سہارے کو تھام کر زندگی کی کٹھن راہوں کو طے کرنے کا عزم کرنے لگی۔

آل پاکستان فقرا ایسوسی ایشن

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

آل پاکستان بیگرز (Beggars) ایسوسی ایشن کا سالانہ اجتماع گزشتہ دنوں شہر کے سب سے بڑے فائیو اسٹار ہوٹل میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ایسوسی ایشن کے صدر جناب سائل اعظم صاحب نے کی۔ اجلاس میں ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جنرل جناب فقیر نادار صاحب نے جو تقریر کی اس کا متن قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

"جناب صدر! سب سے پہلے میں آپ کے ساتھ والی کرسی پر رونق افروز مہمان خصوصی وزیر انسداد بجلی و پانی جناب خواجہ گلریز عشرت صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے ہمارے سالانہ اجتماع کو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے رونق بخشی۔ میں اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں (بھیک دینے والوں کی طرح) بخل سے کام نہیں لوں گا کہ اگر وزیر موصوف اپنی وزارت یعنی وزارتِ انسدادِ پانی وبجلی کو کامیابی سے چلانے میں شب و روز جانفشانی کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج ہم یہ کامیاب اور بھرپور اجلاس منعقد کرنے کے قابل نہ ہوتے۔"

اس کے بعد میں تمام شرکائے اجلاس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ پاکستان کے ہر حصے سے اتنے شارٹ نوٹس پر یہاں جمع ہوئے۔ اس سلسلے میں پی آئی اے اور دیگر فضائی کمپنیوں نے ہمارے ارکان کے ساتھ جو تعاون کیا اس کے لیے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب صدر، جناب مہمان خصوصی اور تمام شرکائے محفل! آپ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ چند سال پہلے ہماری ایسوسی ایشن ایک کمزور، بے جان اور گمنام سی تنظیم تھی، لیکن گزشتہ تین سال سے ہماری ایسوسی ایشن نے مالی اور تنظیمی لحاظ سے بہت تیزی سے اپنا سفر طے کیا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ چند سال پہلے ہمارا اجلاس ایک چھپر ہوٹل میں بے سرو سامانی کی حالت میں منعقد ہوا تھا، جس میں بہ مشکل دو تین درجن کے قریب شرکا، شامل ہوسکے تھے، جبکہ اللہ کے فضل سے ہم آج اس قابل ہو چکے ہیں کہ شہر کے سب سے بڑے فائیو اسٹار ہوٹل میں ہمارا اجلاس بڑی شان و شوکت سے منعقد ہورہا ہے۔ میں بڑے فخر سے اس امر واقعہ کا اعلان بلکہ انکشاف کرتا ہوں کہ جب سے لوڈ شیڈنگ میں اضافہ ہوا ہے ہمارے ارکان کی مالی حالت بہت بہتر ہوگئی ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے جب ہم اخبارات میں یہ خبریں پڑھتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ سے صنعتی شعبہ تباہ ہوگیا ہے۔ انڈسٹری ٹھپ ہوگئی ہے۔ معیشت روبہ زوال ہے۔ تعلیم کا نقصان ہو رہا ہے۔ ہر طرف یہی شور و غوغا ہو رہا ہے کہ لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے ہمیں نجات دلائی جائے۔ ہم اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ ہمارے لیے رحمتِ خداوندی اور نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئی ہے۔

ثنا آغا

جب لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی تھی اور بجلی کا کوئی بحران نہیں تھا تو گرمیوں کا سیزن ہمارے لیے ایک عذاب ہوا کرتا تھا۔ ہمارے ارکان بتاتے ہیں کہ کتنی مشکل سے وہ چلچلاتی دھوپ اور چوٹی سے ایڑی تک پسینے میں شرابور رہنے کے باوجود سارے دن میں چند روپے کمانے کے قابل ہوتے تھے۔ سخت گرمی میں لوگ اپنے گھروں میں پنکھے، کولر اور اے سی آن کر کے مزے سے محوِ استراحت رہتے تھے۔ ہم باہر گلیوں میں گلا پھاڑ پھاڑ کر اللہ کا واسطہ دے کر ان سے بھیک کی صدائیں بلند کرتے تھے لیکن اندر گھروں میں اے سی، کولر اور پنکھوں کے شور میں انہیں ہماری آواز ہی نہیں پہنچتی تھی اور اگر پہنچتی بھی تھی تو وہ یہ سوچ کر باہر آنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے تھے کہ کون اس آرام دہ خنک ماحول کو چھوڑ کر باہر دھوپ اور تپش میں جائے اور وہ بھی کچھ لینے کے لیے نہیں بلکہ دینے کے لیے۔ بعض مرتبہ تو ہمیں ڈاکیے کا سہارا لینے پڑتا۔ لوگ پوسٹ مین کی آواز سن کر باہر آتے اور ہم لوگ فوراً اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیتے، یوں ہمیں اپنی خون پسینے کی کمائی میں سے کچھ پرسنٹ (فی صد) ڈاکیے کو بھی دینا پڑتا۔ آہ! لوگوں کو باہر نکالنا کتنا مشکل کام تھا! اسی طرح ہمارے جو ساتھی سڑکوں اور چوراہوں پر بھیک مانگتے تھے وہ بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تھے کیوں کہ اول تو لوگ چلچلاتی دھوپ میں گھروں سے نکلتے ہی نہیں تھے اور جو نکلتے تھے وہ بھی ایئر کنڈیشنڈ کاروں میں نکلتے تھے۔ ہمارے جونیئر کارکنوں کی منت سماجت کے باوجود وہ گاڑی کا شیشہ کھول کر بھیک دینے کی زحمت گوارا نہیں کرتے تھے۔ غرض کیا گھر اور کیا باہر ہر طرف مندا ہی مندا تھا۔

جناب صدر اور جناب مہمانِ خصوصی!.....اس کے بعد ہمارا سنہری دور شروع ہوا۔

لوڈ شیڈنگ کیا شروع ہوئی ہمارے تو دن ہی پھر گئے۔ گھروں میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ہماری صدائیں مکینوں کو صاف سنائی دینے لگیں۔ تھک جانے کی صورت میں دروازہ کھٹکھٹانا بھی مناسب رہتا ہے کیوں کہ فوراً اہل خانہ باہر آجاتے ہیں اور ہمارے حال پر ترس کھا کر کچھ نہ کچھ دے ہی جاتے ہیں بلکہ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ لوڈ شیڈنگ کے وقت لوگ گھروں کے باہر دروازوں پر ہی مل جاتے ہیں تاکہ اندر کے حبس سے نجات ملے۔ جیسے ہمارے انتظار میں ہی کھڑے تھے۔ چناں چہ انہیں حبس سے نجات ملتی ہے اور ہماری ضرورت بھی پوری ہوتی ہے۔

جناب مہمانِ خصوصی! آپ کے محکمے یعنی واپڈا نے اس سلسلے میں ہمارے ساتھ کافی تعاون کیا۔ ہمیں اخبارات کے ذریعے ہر محلے کی لوڈ شیڈنگ کا شیڈول بآسانی مہیا ہوجاتا ہے اور ہم اپنا ٹائم ٹیبل اسی شیڈول کے مطابق ترتیب دے لیا کرتے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ گزشتہ دو تین سال سے ہمارے سیزن بہت اچھے گزر رہے ہیں۔ اس خوشی میں ہم اپنے مہمانِ خصوصی بلکہ مہربانِ خصوصی جناب وفاقی وزیرِ انسدادِ پانی وبجلی کی خدمت میں ایک گراں قدر امپورٹیڈ جنریٹر بطور تحفہ پیش کررہے ہیں۔ کیوں کہ وزارت تو آنی جانی چیز ہے۔ آج انہیں جنریٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے ہر طرف بجلی ہی بجلی ہے لیکن کل وزارت چلی جانے کے بعد تو ضرورت پیش آسکتی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جنریٹر کی عمدہ کارکردگی کی ہماری طرف سے گارنٹی ہے کیوں کہ ہمارے اکثر ارکان کے پاس اس ماڈل کے جنریٹر گزشتہ دو تین سال سے زیرِ استعمال ہیں اور آج تک خراب نہیں ہوئے۔

آپ تمام شرکائے محفل کی آمد کا بہت بہت شکریہ!!

بیٹی سب کی سانجھی

خوب صورت وسہانا بچپن گزار کر معصوم شرارتیں کرنے والی بھائیوں کی لاڈلی، ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، جان چھڑکنے والے چچا اور ماموؤں کے کندھوں پر جھولنے والی معصوم سی بیٹی، جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو دنیا کے متضاد رویے اس کے دل کی دنیا کو تہہ وبالا کیے دیتے ہیں۔ تیار ہو کر اجنبی لوگوں کی ایکسریز نظروں کے سامنے بیٹھنا کتنا تکلیف دہ اور مشکل ہوتا ہے؟ اور پھر رد کیے جانے کی توہین کتنی دل فگار ثابت ہوتی ہے یہ تو اللہ کے بعد یا تو اس ننھی جان کو پتا ہوتا ہے یا پھر اس کی ہم عمر لڑکیوں کو...... بعض مرتبہ عمل سے کہیں زیادہ ردعمل ہوتا ہے۔ شدید بے عزتی کا احساس چلتے پھرتے انسانی وجود کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے۔ بچی کی شخصیت کتنی ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے اور عزتِ نفس کس قدر مجروح ہوتی ہے؟ اس کی معمولی جھلک 'کیا گنوا دیا لوگو'، 'سویرا کی ڈائری' اور 'کوئی ہے جو......' میں ہم دیکھ ہی چکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے، دیکھا جائے کہ آخر غلطی کہاں ہے، کس کی ہے؟ تاکہ اس کا کوئی سد باب کیا جاسکے۔ میں نے اس بارے میں کافی سوچ وبچار کیا تو مجھے تو اسی بات پر شرح صدر ہوا کہ اس میں غلطی سراسر لڑکوں کے باپ کی ہے۔ مردوں کی غلطی سے حالات کا دھارا غلط سمت بہہ نکلا ہے۔ اور وہ غلطی ہے اپنی ذمہ داریوں کو عورتوں پر چھوڑ دینا!!

ابھی زیادہ دن نہیں گزرے، صرف چند عشروں کا فرق ہے...... کہ جب رشتے باہر مردوں میں طے کیے جاتے تھے۔ گھر کی عورتوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی تھی کہ دلہن یا اس کے گھر والے کون ہیں؟ کیسے ہیں؟ کیوں کہ بڑوں نے یہ بات شروع سے ذہنوں میں ڈالی تھی کہ 'بیٹی سب کی سانجھی ہوتی ہے' بیٹی سب کی برابر ہوتی ہے۔ دوسرے کی بیٹی کی عزت اپنی بیٹی کی طرح عزیز ہوتی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ بچیوں کو مہینوں پتا نہ چلتا تھا کہ ہماری نسبت طے ہوگئی ہے۔ ہم چار جیٹھانیاں اور پانچ نندیں شادی شدہ ہیں...... الحمد للہ کسی کو بھی دیکھنے کا تردد نہیں کیا گیا۔ ابھی چند دن پہلے ہمارے جیٹھ کے بیٹے کی شادی ہوئی، ہم نے (تمام عورتوں، بچیوں نے) دلہن کو شادی کے دن ہی دیکھا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف "آپ بیتی" میں 'تقریبات اور شادیاں' کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے، جس کو پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ ہمارے جملہ اکابر صرف دین داری کو ترجیح دیتے ہوئے کھڑے کھڑے نکاح کردیتے تھے۔ لڑکی کو دیکھنے کا مکروہ تردد بالکل نہ ہوتا تھا۔ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

اہلیہ محمد یوسف

"میں نے اپنی دو ہمشیرزادی اور ولد واسباط کی سولہ، سترہ شادیاں کیں اور ہر شادی میں اللہ نے مجھ پر وہ کرم فرمایا کہ کبھی یہ پتا نہ چلا کہ نکاح کیا یا دو رکعت پڑھ لیں۔"

اگر مرد حضرات بصیرت سے کام لیتے ہوئے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر اس مسئلے کو حل کرنا چاہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس مکروہ روایت کا خاتمہ ہوسکے۔ جب رشتے مرد آپس میں طے کرتے تھے تو بچی اس بات پر فکرمند ہوتی تھی کہ میرے باب بھائیوں پر کوئی آنچ نہ آئے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ فلاں کی بچی ایسی ہے اور سسرال کی سرد گرم بڑی خوش دلی سے سہہ جاتی تھی جو کہ آج خال خال ہی ہے۔ ایک مزید پہلو یہ بھی ہے کہ پہلے عموماً سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں بچی کی شادی کردی جاتی تھی۔ یہ وہ عمر ہے جس میں حسن اپنے جوبن پر ہوتا ہے۔ مگر آج حالات بگاڑنے میں اس کا بھی بڑا کردار ہے کہ بلاوجہ بچیوں کو بٹھائے رکھا جاتا ہے اور جب عمر نکل جاتی ہے تو خیال آتا ہے۔ کیا اندھیر نگری ہے کہ ایک جیتی جاگتی خوب صورت جذبات واحساسات سے گندھی پاکیزہ سیرت بچی کو بھیڑ بکریوں کی طرح بکاؤ مال میں شمار کرکے اپنی پسند وناپسند کے معیار پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور اس کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ 'اپنے اندر کچھ گن پیدا کرو'...... یہ "گن" پیدا کرنے کی رُو ان کے جذبات کی دنیا کو معصومیت اور درد دل کی راہ سے ہٹا کر مادیت پرستی کی راہ پر ڈال دیتی ہے۔ اور پھر جب "گن" پیدا ہونے کے بعد خوابوں کا شہزادہ ان کو لے جاتا ہے تو بعض نادان بچیوں کو یہ ہَوکا ہوجاتا ہے کہ ہم میں کچھ "گن" ہیں، جب ہی تو...... ورنہ......!!!

پھر ان پر بدتمیز، زبان دراز ہونے کا طعنہ کسا جاتا ہے، کیوں؟۔ کیا ہم وہی نہیں کاٹ رہے ہیں، جو ہم نے بویا ہے؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ انفرادی فیصلوں میں بہتری لائی جائے تاکہ اجتماعیت کو سنبھالا دیا جائے اور معاشرے کی اصلاح کی صورت نکالی جائے۔

ایک عجیب سوال کا مدلل جواب

ایک آدمی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور آکر ان سے ایک عجیب وغریب سوال کیا۔ وہ آدمی کہنے لگا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو:

۱) بن دیکھے گواہی دیتا ہو۔
۲) یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔
۳) اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہو۔
۴) مردار کھالیتا ہو۔
۵) جس کی طرف اللہ نے بلایا ہو اس کی پرواہ نہ کرتا ہو۔
۶) جس سے اللہ نے ڈرایا ہو اس کا خوف نہ کرتا ہو۔
۷) فتنے کو محبوب رکھتا ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "وہ شخص مومن ہے" سوال پوچھنے والا بڑا حیران ہوا۔ کہنے لگا "جی وہ کیسے؟" فرمایا "دیکھو تم نے پہلی بات کہی کہ بن دیکھے گواہی دیتا ہو، تو مومن اپنے پروردگار کی بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔ دوسری بات تم نے یہ کہی کہی یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔ تو قرآن پاک میں آیا ہے:" وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیء وقالت النصاریٰ لیست الیھود علی شیء "تو مومن ان دونوں کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے۔ تیسری بات یہ کہ اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہے۔ تو دیکھو بارش اللہ کی رحمت ہے۔ اور بارش سے تو ہر بندہ بھاگتا ہے کہ کہیں کپڑے نہ بھیگ جائیں۔" پھر فرمایا" چوتھی بات یہ کہ مردار کھاتا ہے۔ تو مچھلی مردہ ہوتی ہے، اس کو تو ہر بندہ مزے لے لے کر کھاتا ہے۔"

کہنے لگا یہ بھی ٹھیک ہے۔ فرمایا: پانچویں بات یہ ہے کہ جس کی طرف اللہ نے بلایا اس کی طرف رغبت نہیں کرتا پس وہ جنت ہے کہ اللہ نے اس کی طرف بلایا۔ واللہ یدعو الیٰ دار السلام مگر اس کو مشاہدہ حق اتنا مطلوب ہے، اللہ کی رضا اتنی مطلوب ہے کہ محبوب حقیقی کی طرف سے نظر ہٹا کر وہ جنت کی طرف نظر ڈالنا کبھی پسند نہیں کرتا۔

چھٹی بات یہ ہے کہ جس سے اللہ نے ڈرایا ہے اس سے وہ ڈرتا نہیں، تو وہ دوزخ ہے، اس کو اپنے محبوب کی ناراضی کی اتنی فکر ہوتی ہے کہ اس کے بالمقابل اسے جہنم میں جلنے کی پروا نہیں ہوتی۔

ساتویں بات یہ ہے کہ اسے فتنہ محبوب ہے۔ پس اولاد کو قرآن میں فتنہ فرمایا گیا ارشاد ربانی ہے: انما اموالکم واولادکم فتنة "اور اولاد سے ہر شخص کو طبعی محبت ہوتی ہے پس وہ شخص مومن ہے۔ سوال پوچھنے والا حیران رہ گیا۔ [دل چسپ حیرت انگیز واقعات]

﴿رمیصا، بنت فوز الحق۔ کراچی﴾

خط جو آپ نے لکھا

● خواتین کا اسلام پڑھتے ہی ہمارا ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ آیندہ کوئی گناہ نہ کریں گے۔ وقتی طور پر اس کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن پتہ نہیں کیوں کچھ دیر بعد پھر پہلے جیسے ہوجاتے ہیں۔ یااللہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور آپ ہمارے لیے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں عالم باعمل ساتھی عطا فرمائے کیوں کہ نیک بندوں کی دعائیں پہلے قبول ہوتی ہیں۔ ضرور دعا فرمائیں۔ شدید خواہش ہے۔

(چکوال سے ایک نامعلوم خاتون)

● یہ خط میں نے محترمہ ہمشیر شیر محمد صاحبہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے لکھا ہے کیوں کہ انہوں نے ''شمارہ نمبر 334'' میں ''اٹھو کہ پاسبان بنو'' عنوان کے تحت ایک خط کا جواب دیا اور خوب دیا، محترم یقین جانیے جب میں نے وہ خط پڑھا تھا تو کتنے دنوں تک اس تکلیف کو دل میں محسوس کیا، غالباً یاد پڑتا ہے کہ اس روز غم کی وجہ سے کھانا بھی حلق سے نہ اترا تھا، کہ عالمات کے بارے میں لوگ کتنے آرام سے من پسند تبصرہ کرلیتے ہیں حالاں کہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ''علماء کا اکرام کیا کرو کیوں کہ اللہ پاک کے ہاں ان کا بڑا مرتبہ ہے'' اسی طرح کی اور بہت ساری احادیث اور آیات مبارکہ میں ان کے فضائل بیان ہوئے ہیں لہٰذا لوگ اگر اسی طرح علماء اور مدارس کے خلاف تبصرے کرتے رہے اور عوام کو بدگمان کرتے رہے تو پھر لوگ اپنے بچوں کو دینی مدارس میں داخل کروانا بند کردیں گے پھر اس کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا......؟ ''محترمہ ہمشیر شیر محمد صاحبہ'' نے جو دل کی بات لکھی وہی میرے دل کی بھی بات ہے حرف بہ حرف دل کی آواز ہے۔

(بنت محمد جمیل اظہر۔ رحیم یار خان)

● میں ''خواتین کا اسلام'' کی محفل میں پہلی بار شرکت کررہی ہوں امید ہے خوش آمدید کہیں گے۔ شمارہ نمبر 331 دیکھ کر روح تک شاد ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو قبول فرمائیں۔ اور ہمارا پسندیدہ رسالہ اسی طرح ہرسو اپنی روشنیاں بکھیرتا رہے۔

(آکاش کشف فاطمہ۔ شادن لنڈ)

● رمضان المبارک آچکا ہے۔ قاریات بہنوں سے میری درخواست ہے کہ خلوص نیت سے روزے رکھیں، نیکیاں زیادہ سے زیادہ کریں دعاؤں میں اضافہ کریں جہاں اپنے لیے دعا کریں وہیں تمام مسلمانوں کے لیے جو مصیبت میں گرفتار ہیں ان کے لیے بھی ضرور دعا کریں اور ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اسی طرح جہاں آپ اپنے لیے قسم قسم کے کھانے پکیں وہیں اس مبارک مہینے میں غریبوں کا خیال بھی رکھیں، ان کے روزے افطار کرائیں۔ بھائی صاحب شمارہ نمبر 333 ہمیں نہیں ملا، بہت پریشان ہوئے جب ہاکر سے پتہ کرایا تو انہوں کہا کہ بنڈل گم ہوگیا ہے۔ شمارہ نمبر 333 اگر آپ کے پاس ہو تو منگوانے کا طریقہ کار اور قیمت ہمیں بتادیں، بڑی مہربانی ہوگی۔ (صائمہ خالد اعوان۔ میر ہزارکان)

☆ شمارہ منگوانے کا طریقہ اور ایڈریس ہر ہفتے ''ضروری اعلان'' کے نام سے شایع ہوتا ہے، حیرت ہے پھر بھی آپ طریقہ کار پوچھ رہی ہیں؟

● ''تمہیں بھول نہ پائیں گے'' یہ چند سطریں ہیں جو دل سے نکلی ہیں۔ بھرے ہوئے جذبات کے طوفان سے...... قابل اشاعت ہے یا نہیں؟ براہ مہربانی بتادیجیے گا۔ جواب کی منتظر......(ر۔ بنت افضل)

☆ جس موضوع پر آپ نے مضمون لکھا ہے اس حوالے سے ایک شایع ہوچکا ہے۔ مزید کوئی مضمون شایع کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔

● خواتین کا اسلام کی مستقل قاریہ ہوں۔ اللہ کی مہربانی سے خواتین کا اسلام دن بہ دن بہتر سے بہترین ہوتا جارہا ہے۔ شمارہ 333 میں عامرہ احسان کا ''پر'' بہت اچھا لگا۔ اللہ واقعی ہمیں اس دنیا کی اتنی فکر دے جتنا ہمیں یہاں رہنا ہے۔ اور آخرت کی اتنی فکر دے جتنا وہاں رہنا ہے۔ ہمارے دلوں میں بھی دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر ہوجائے (آمین)۔ یہی دنیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس بھی آئی تھی مگر وہ اس کے پاس سے اس طرح گزر گئے، گویا وہ کوڑے کا ڈھیر ہو۔ ان کی نظر آخرت پر تھی۔ اللہ ہماری آنکھوں میں دلوں میں آخرت بسادے۔ اور اسی کے لیے سعی کرنے والا بنادے۔ ڈاکٹر نزہت اکرام کی ''پرواز کی تڑپ'' بھی اچھی لگی۔ (ساجدہ بنت غلام حسین)

مزاحیات

☆ بیوی شوہر سے: یہ ذرا کچن سے مجھے چھری تولادیں۔
شوہر کافی دیر بعد چلا کر: بیگم مجھے نہیں مل رہی کہاں رکھی ہے؟
بیوی مسکرا کر: مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ آپ کو نہیں ملے گی، اسی لیے میں پہلے ہی لے آئی تھی۔

☆ لڑکی کا باپ: یہ عجیب بات ہے کہ جہیز بھی دوں اور لڑکی بھی دوں
لڑکے کا باپ: تو صرف جہیز دے دیں۔

☆ سڑک کے کنارے ایک بابا جی روتے ہوئے بچے کو اٹھائے کھڑے تھے، سامنے سے تیز رفتار بس آتی دکھائی دی تو انہوں نے اس کو روکا، ڈرائیور نے کہا جی بابا جی کہاں جانا ہے۔
بابا جی: جانا تو کہیں نہیں ہے بس ہارن بجادو میرا پوتا رو رہا ہے۔

☆ استاد: مرد کو انگلش میں کیا کہتے ہیں؟
شاگرد: میل
استاد: عورت کو؟
شاگرد: فی میل
استاد: مخنث کو؟
شاگرد: ای...... ای میل

(سعدیہ بلاول۔ بہاول پور)

ضروری اعلان

بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام اندرون اور بیرون ملک ہر ہفتے بذریعہ ڈاک بھی ارسال کیا جاتا ہے۔

ایک میگزین کا اندرون ملک سالانہ خرچ -/600 روپے ہے جبکہ بیرون ملک -/3700 روپے ہے۔ رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں یا Daily Islam کے اکاؤنٹ نمبر 1007-35297-001 (بینک اسلامی) میں جمع کرانے کے بعد ڈپازٹ سلپ اور وہ ایڈریس جس پر آپ کو میگزین چاہیے بذریعہ خط ہمارے پتے پر بھیج دیں۔

نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور پتہ لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

مزید معلومات کیلئے اتوار کے علاوہ صبح 9 بجے تا شام 5 بجے رابطہ فرمائیں۔ (وقفہ برائے نماز 12:30 تا 2:00 بجے)

Ph:021-36688747, EXT 246-247 یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔ ہمارا پتہ: سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام G-4 1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

Young's Mayo Recipe
Young's
مایو فرائیڈ چکن
Mayo Fried Chicken
Young's
FRENCH
MAYONNAISE
ینگز
مایونیز
1 Litre
ECONOMY PACK
Young's
FRENCH
MAYONNAISE
مایونیز
500ml، 200ml کی بوتل اور 925ml، 300ml
اور 1 litre کے پاؤچ پیک میں دستیاب ہے۔
ینگز مایونیز لذت و غذائیت کے ساتھ ... آج کا لائف اسٹائل اپنائیں۔
اجزاء:
ینگز مایونیز — آدھا کپ
چکن بریسٹ (بون لیس) — آدھا کلو (5 پیس)
میدہ — آدھا کپ
کارن فلور — آدھا کپ
انڈہ — ایک عدد
ادرک اور لہسن کا پیسٹ — ایک چمچ
کالی مرچ (پسی ہوئی) — آدھا چمچ
سفید مرچ (پسی ہوئی) — چوتھائی (1/4) چمچ
ہری مرچ (باریک کٹی ہوئی) — 4 عدد درمیانہ سائز
پانی — چوتھائی (1/4) کپ
بریڈ کرمز — 2 کپ
کوکنگ آئل — فرائی کرنے کیلئے
ترکیب:
چکن بریسٹ میں انڈہ، سفید مرچ، کالی مرچ، ادرک اور لہسن کا پیسٹ اچھی طرح ملا لیں۔ ایک علیحدہ برتن میں میدہ اور کارن فلور میں پانی شامل کریں اور گاڑھا پیسٹ بنا لیں۔ اب ایک چکن بریسٹ کے پیس پر ینگز مایونیز کی تہہ لگا لیں اور اوپر سے کٹی ہوئی ہری مرچ ڈال دیں۔ چکن کے پیس کو درمیان سے فولڈ کر کے پہلے میدہ اور کارن فلور کے پیسٹ میں اچھی طرح لپیٹ کر لیں تاکہ مایونیز باہر نہ نکلے اور پھر بریڈ کرمز لگا ڈیپ فرائی کر لیں۔ چکن بریسٹ کے باقی ٹکڑوں کو بھی اسی طریقے سے فرائی کر لیں۔ فرائڈ چکن بریسٹ کو ایک پلیٹ میں نکال کر درمیان سے کاٹ لیں اور اوپر سے ینگز مایونیز کی Pouring کر لیں۔ لیجئے گرما گرم ینگز مایو فرائڈ چکن تیار ہے۔ سلاد کے پتوں، کھیرے اور ٹماٹر کے ساتھ سجا کر کھانے کیلئے پیش کریں۔
Young's (Private) Limited
www.youngsfood.com
Young's Adds Taste to Life!

خواتین کا اسلام
351
بدھ 14 ذوالحجہ 1430ھ مطابق 2 دسمبر 2009ء
عشق کی چنگاری
حاجی صاحب
Delivery
Regulatory
Debt Retirement Charge
Your Total Electricity Charges
www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

بحر و بر میں فساد کا سبب

قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے: ”فساد چھا گیا ہے خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں، چکھنا چاہیے ان کو کچھ مزہ اپنے کرتوتوں کا تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ ان سے کہو زمین میں چلو پھرو اور دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو پہلے ہو گزرے ہیں، ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے۔“ (سورۂ روم۔ ۴۲،۱۴)

معارف: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنے عذاب اور پکڑ کا سبب ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی خطے میں فساد پھیلتا ہے تو وہ انسانوں کے اپنے ہی برے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ فساد سے مراد وبائی امراض، آگ لگنا، پانی میں ڈوبنا، چیزوں سے برکت ختم ہو جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم اور نقصان زیادہ ہو جانا، وغیرہ شامل ہیں۔ ان آفات کا سبب، شرک، معصیت یعنی منکرات ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی یہ ہے کہ وہ ان گناہوں پر پورا بدلہ نہیں دیتے کہ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر** یعنی تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کے سبب ہے اور بہت سے وہ معاف کر دیتا ہے...... مطلب یہ کہ اس دنیا میں جو مصیبت گناہوں کے سبب پہنچتی ہے وہ اصل کے مقابلے میں بہت کم ہوتی ہے...... اس کے باوجود آپ اندازہ کرلیں کہ اللہ پاک کے ہاں جو معمولی درجے کا عذاب ہے وہ بھی کس قدر سخت ہوتا ہے کہ انسان اسے برداشت نہیں کر پاتا اور جب وہ ابدالآباد دنیا میں جائے گا جہاں ہمیشہ کے لیے اسے رہنا ہے وہاں اگر اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم کا فیصلہ ہو گیا تو کس قدر رتباہی کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہلکے پھلکے عذاب اسی لیے بھیجتے ہیں تاکہ انسان اپنی بداعمالیوں سے باز آجائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے، منکرات اور معاصی کو چھوڑ دے اور اطاعت حق میں لگ جائے۔ اگلی آیت میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبرت حاصل کرنے کے لیے بدکردار قوموں کے آثار دیکھنے چاہییں تاکہ ان کے انجام سے عبرت حاصل ہو (مثلاً قوم عاد وثمود) اور ہماری جبینیں اللہ کے حضور جھک جائیں۔

الحدیث

مسواک نماز کو قیمتی بناتی ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ نماز جس کے لیے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک کے پڑھی جائے ستر گناہ فضیلت رکھتی ہے۔“ (بیہقی)

تشریح:

جب کوئی بندہ مالک الملک اور احکم الحاکمین کے دربار عالی میں حاضری اور نماز کے ذریعے اس سے مخاطب ہونے اور مناجات کا ارادہ کرے اور یہ سوچے کہ اس کی عظمت و کبریائی کا حق تو یہ ہے کہ مشک و گلاب سے اپنے دہن کو دھو کے اس کا نام نامی لیا جائے اور اس کے حضور کچھ عرض کیا جائے لیکن اس کریم مالک نے اپنی عنایت و رحمت سے صرف مسواک کا ہی حکم دیا ہے، اس لیے میں مسواک کرتا ہوں۔ بہرحال جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اس احساس اور ادب کے جذبہ سے نماز کے لیے مسواک کرے وہ نماز اس نماز کے مقابلے میں جس کے لیے مسواک نہ کی گئی ہو ستر یا اس سے بھی زیادہ گنا افضل ہے۔

خیال رہے کہ عربی زبان اور محاورے میں ”ستر“ کا عدد مطلق کثرت اور بہتات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف میں ”سبعین“ (ستر) کا لفظ اس محاورے کے مطابق کثرت اور بہتات کے لیے ہی استعمال ہوا ہے۔ اس بناء پر حدیث کا مطلب ہوگا کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز کے مقابلے میں جو بلا مسواک پڑھی جائے بدرجہا اور بہت زیادہ افضل ہے۔

ایک دوسری حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی منقول ہے کہ چار چیزیں پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں (۱) حیا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا...... اس کا مطلب ہے کہ مسواک کرنا دیگر انبیاء کی بھی سنت اور تقاضائے فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

گوشۂ سیرت

چہرۂ انور کی برکت سے بارش کی طلب

ابن عساکر جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں مکہ آیا، لوگ قحط سے دوچار تھے۔ قریش نے کہا:

”ابوطالب! وادی مکہ قحط سے دوچار ہے، بال بچے کال کی زد میں ہیں، چلیے بارش کی دعا کیجیے۔“ ابوطالب ایک بچہ ساتھ لے کر برآمد ہوئے۔ بچہ ابر آلود آفتاب معلوم ہوتا تھا، جس سے گھنا بادل ابھی ابھی چھٹا ہو۔ اس کے اردگرد بھی بچے تھے۔ ابوطالب نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی دیوار سے ٹیک دی۔ بچے نے ان کی انگلی پکڑ رکھی تھی۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ادھر ادھر سے بادل کی آمد شروع ہوگئی اور ایسی دھواں دھار بارش ہوئی کہ وادی پوری کی پوری جل تھل ہوگئی اور شہر و بیاباں شاداب ہوگئے۔

بعد میں ابوطالب نے اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا تھا

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

”وہ خوب صورت ہیں، ان کے چہرے (کی برکت) سے بارش کا فیضان طلب کیا جاتا ہے، یتیموں کے ماویٰ اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔“

نظر لگ جانے پر دعا

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَ مَرْضَھَا اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ (مسند احمد)

ترجمہ: ''الٰہی! تو اس کی گرمی وسردی اور اس کی بیماری کو دور کر دے، میں تجھ کو پناہ دیتی ہوں اللہ کے پورے پورے کلموں کے ساتھ ہر شیطان کی برائی سے اور ہر ایذاء دینے والے جانوروں کی برائی سے اور ہر نظر لگنے والی آنکھ کی برائی سے''۔ (بچوں کو عموماً نظر لگ جایا کرتی ہے، نظر لگ جانا برحق ہے، اگر کسی کو نظر لگ جائے تو بجائے شرکیہ افعال کرنے کے اس پر یہ دعا پڑھی جائے)۔

تعمیر فکر

طرزِ تعلیم کا فرق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مغربی تہذیب کا جادو کہاں کہاں سر چڑھ کر بول رہا ہے؟...... اس کا کچھ کچھ اندازہ آپ کو پچھلے ایک شمارے میں سعودی عرب سے متعلق ایک رپورٹ پڑھ کر ہوا ہوگا...... عالم کفر کی ایک عرصے سے کوشش ہے کہ وہ مسلمان کو مسلمان نہ رہنے دے...... اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی شعبہ تعلیم ہوتا ہے...... ہندوستان پر انگریز نے قبضہ جمایا تو اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے پہلا جو کام کیا وہ یہی کہ یہاں کے باشندوں کی تعلیم، طرزِ تعلیم اور ذرائع علم کو یکسر بدل دیا...... انگریز کی آمد سے قبل سرکاری سطح پر فارسی زبان رائج تھی...... بچے تعلیم حاصل کرنے کے لیے مدرسوں کا رخ کرتے جہاں وہ رائج شدہ نصاب کے مطابق تعلیم پاتے...... اس نصاب میں کسبِ معاش کے فنون کے علاوہ دینی علوم بھی شامل ہوتے...... اور کسی پر جبر نہ ہوتا کہ وہ ضرور ہی مولوی بنے...... اس دور میں رائج شدہ نصاب سے ایک طرف جہاں لوگ تعلیم پاتے تھے، وہیں عمدہ اخلاق اور صالح فکر بھی حاصل کرتے...... جب یہاں پر انگریز آیا تو اس نے قدیم طرز کے مدارس کو بند کر کے اپنا تعلیمی نصاب رائج کیا...... اس کے لیے اسکول اور کالج قائم کیے...... یونیورسٹیاں بنائیں...... جہاں مغربی نظریات کے مطابق تعلیم دی جاتی...... جب قدیم سے چلے آرہے سلسلۂ تعلیم کو بالکل بند کر دیا گیا اور ایک نئے طرز کی تعلیم کو جاری کیا گیا تو لامحالہ ہندوستانی معاشرے میں کچھ ہی عرصے میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا جو انگریزی معاشرت کا دلدادہ اور اپنے قدیم مذہبی مسلمات سے نفرت کرنے والا تھا...... اس طبقے میں نام نہاد مسلمان، ہندو سکھ سب شامل تھے...... آیندہ چل کر اس طبقے نے یہاں کی معاشرت، اخلاقیات اور تمدن کو تباہ کرنے میں جو کردار ادا کیا...... اور جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں، وہ سب کے سامنے ہے۔

یہ کھیل انگریز نے اپنے زیر قبضہ ہر مسلم خطے میں کھیلا...... اور یہی کھیل وہ سعودیہ میں بھی کھیل رہا ہے...... آج عالم اسلام کے مختلف خطوں میں سامراج کہیں بالواسطہ اور کہیں بلا واسطہ دخیل ہے...... اور اس کے ایجنڈے پر عمل کرنے والا وہی طبقہ ہے جو انگریزی کالج یونیورسٹیوں سے پڑھا ہے...... تعلیم بہت خاص شعبہ ہے...... آپ اس عرصے میں بچے کے ذہن میں جو کچھ بٹھا دیں گے وہی آگے چل کر اس کا مزاج بنے گا...... مقامِ فکر ہے کہ کہیں ہم آپ اپنے بچوں کو ایسی تعلیم تو نہیں دلوا رہے جو آگے جا کر انہیں نام کا مسلمان تو رہنے دے لیکن اس کے طور اطوار اور فکر و سوچ مکمل طور پر مغربیت میں ڈھل چکے ہوں!!

والسلام

محمد احمد حافظ

صدف صدف موتی

شرفِ صحابیت سے فیض یاب ان ہستیوں کا ایمان جتنا بلند تھا اسی قدر شدید انہیں اپنے اللہ سے محبت تھی۔ یوں تو محبت ہر مومن کا خاصہ ہے...... ''اور جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔'' (البقرہ)...... لیکن وہاں اس کا رنگ ہی جدا تھا۔ حالات جیسے بھی رہے ہوں، دلوں میں پیوست یہ محبت کبھی کمزور نہ ہوئی کہ اس کا محل بہت مضبوط بنیادوں پر قائم تھا۔ دل جو محبت کا محل ہے، آنکھ اور کان جو اس محل کی راہ داریاں ہیں' ان سب کی حفاظت کرنا وہ خوب جانتے تھے۔ طبعاً بے تکلف اور خوش مزاج تھے لیکن سنجیدگی ایسی تھی کہ مالک کی یاد اور اس سے منسوب چیزوں کو چھوڑ کر...... غیر ضروری باتوں میں منہمک ہو جانا انہیں قطعاً پسند نہ تھا، اسی کی انہیں ہدایت کی گئی تھی: ''اللہ کے ذکر کے سوا دوسری باتوں کی کثرت سے بچو، اس لیے کہ یقیناً ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام دل کی سختی کا سبب ہے اور بے شک لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل ہوتا ہے۔'' (راہِ حق کا ایک مسافر)

خط کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

کھانے کے بعد کی دعاء:

سوال: ہم نے ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ کھانا کھانے کے آخر میں جو دعا پڑھی جاتی ہے: الحمدلله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنامن المسلمین...... اس میں لفظ من ثابت نہیں، آپ اس کی مکمل تحقیق فرمائیں اور حوالہ دیں۔ (ایک بہن)

جواب: واقعی "من" ثابت نہیں، صحیح جملہ وجعلنا مسلمین ہے ملاحظہ ہو: جامع ترمذی ۱۸۴/۲، سنن ابی داؤد ۱۸۲/۲، سنن ابن ماجہ ۲۳۶، مسند احمد بترتیب جدید ۱۰۱/۱۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۹۱/۷، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ۲۶۵، الاذکار للنووی ۲۱۲، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ۲۲۰۔ ان تمام کتب میں وجعلنا مسلمین ہے، لہٰذا یہی صحیح ہے۔

اگر قرآن ہاتھ سے گر جائے:

سوال: قرآن مجید یا پارہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کے ہم وزن آٹا صدقہ کریں، اس کی کوئی اصل ہے؟ (عروج بنت گل زار۔ ملیر کراچی)

جواب: خاص آٹا صدقہ کرنے کی تو کوئی اصل نہیں، لیکن صدقہ کرنے میں حرج بھی نہیں۔ خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا گندم آٹے کی صورت میں۔ گندم یا آٹا وزن کرنے کی ضرورت نہیں، حسب حیثیت کچھ صدقہ کر دے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: 'یہ عادت بہت شایع ہے کہ اگر نعوذ باللہ قرآن مجید کی بے ادبی ہو جائے تو اس کے برابر اناج تول کر تصدق (خیرات) کرتے ہیں۔ اس میں اصل مقصود تو مستحسن وقرین مصلحت ہے کہ بطور کفارہ اور جرمانہ کے صدقہ دیا جاتا ہے، اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے، لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابل اصلاح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں اناج کے برابر کرنے کے لیے رکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کو واجب شرعی سمجھتے ہیں، اگر ایسا کریں کہ محض مصلحت مذکورہ کی بناء پر تخمینہ سے کچھ غلہ دے دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔' (اغلاط العوام ۸۲)

زکوۃ میں مستعمل چیز دینا:

سوال: اگر کوئی شخص زکوۃ کی مد میں اپنی مستعمل چیزیں دے دے مثلاً کپڑے، جوتے، بیگ وغیرہ تو زکوۃ ادا ہو جائے گی؟ (بنت حوا اٹک)

جواب: زکوۃ میں ہر مال دیا جا سکتا ہے، خواہ نیا ہو یا پرانا، قیمت وہ لگائی جائے جو بازار کی ہے: وجاز دفع القیمة فی زکوٰة وعشر کما صرح به فی جمیع کتب الفقه..... البتہ نیا اور عمدہ مال دینے کا زیادہ ثواب ہے، پرانا مال نکالنے کا کم ثواب۔

کپڑے پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: مشین میں کپڑے دھوتے ہوئے آخر میں بچوں کے ناپاک کپڑے بھی ڈال دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح کبھی پاک کپڑوں میں جنابت والے کپڑے بھی شامل کر دیے جاتے ہیں۔ اکٹھے سب کی دھلائی ہوتی ہے۔ یہ کپڑے ایک دفعہ مشین میں دھلتے ہیں اور دو دفعہ پانی

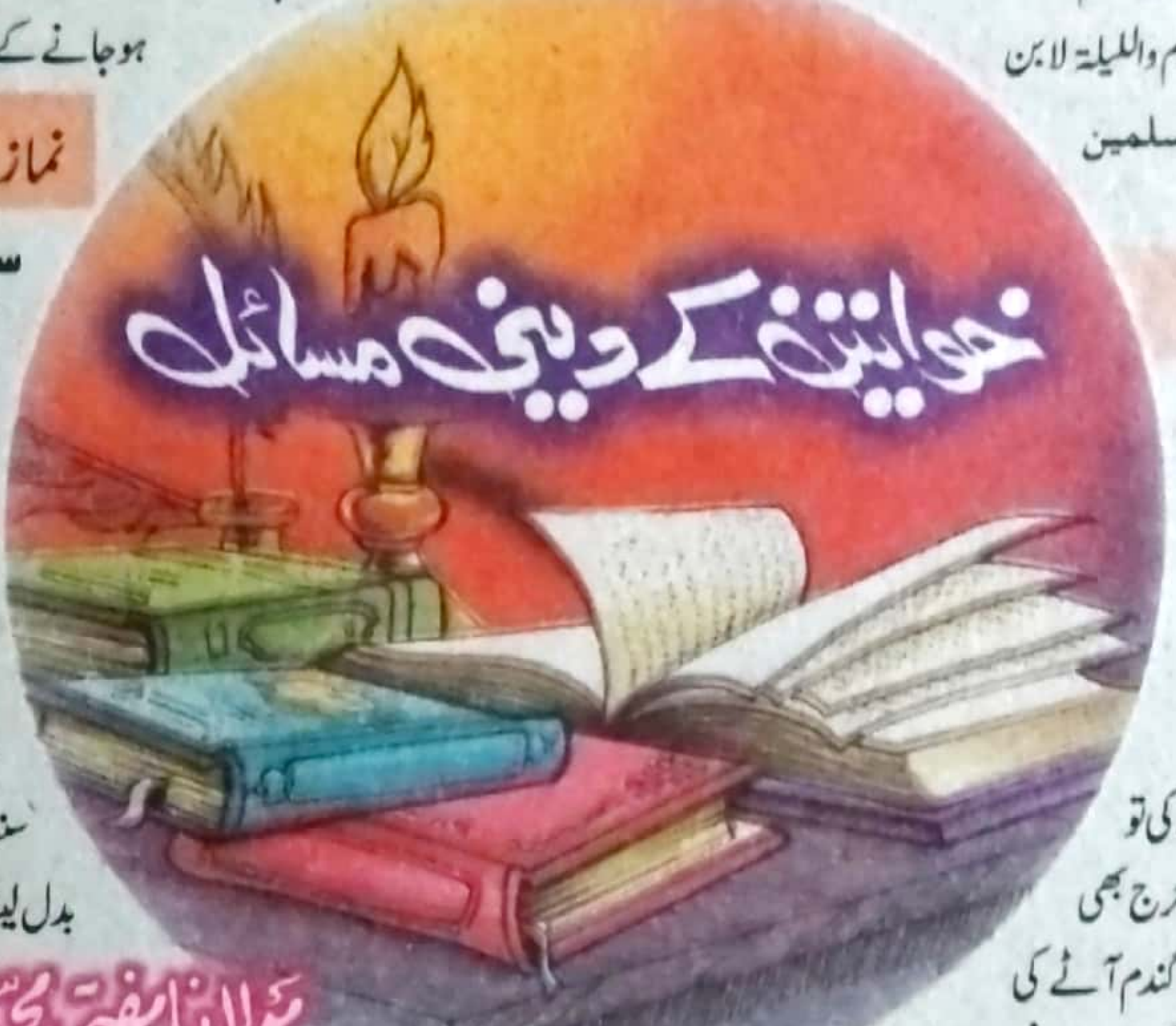

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

میں کھنگالے جاتے ہیں، کیا اس طرح پاک ہو جائیں گے یا نکال کر تین دفعہ کھنگالنا ضروری ہے؟ نیز کپڑے نکالنے کے بعد مشین پاک ہے یا اسے بھی تین دفعہ دھونا ضروری ہے؟ (ایضاً)

جواب: اگر دھلنے والے پاک کپڑوں میں ایک ناپاک کپڑا بھی شامل ہو گیا تو سب ناپاک ہو جائیں گے۔ اب ضروری ہے کہ مشین سے نکال کر پاک کریں جس کا طریقہ یہ ہے کہ ٹب یا بالٹی میں پاک پانی ڈال کر اس میں بھگو دیں۔ پھر نکال کر نچوڑیں، تین بار یہ عمل کریں اور تیسری بار پوری قوت سے نچوڑیں۔ دوسرا طریقہ یہ کہ نل یا ٹونٹی کے نیچے کپڑا رکھ کر اس پر پانی چلا دیں، جب اچھی طرح پانی بہ جائے اور دل مطمئن ہو جائے کہ نجاست زائل ہو گئی تو کپڑا پاک ہو گیا۔ کپڑے نکالنے کے بعد مشین کو ایک بار (اور احتیاطاً تین بار) پانی سے بھر کر پانی نکالیں تو مشین بھی پاک ہو جائے گی۔ سوال میں جنابت والے کپڑوں کو بھی ناپاک کپڑوں میں شمار کیا گیا ہے، یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ جنبی کے صرف استعمال کرنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا خواہ اس کا پسینہ بھی کپڑے کو لگ جائے۔ ہاں پلیدی لگنے سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔

اگر بچہ نمازی کی گود میں بیٹھ جائے:

سوال: چھوٹے بچے کے کپڑے پیشاب آلود اور نجس ہیں، وہ دوران نماز ہماری جائے نماز پر آ کر بیٹھ گیا یا گود میں آ گیا تو جائے نماز اور گود پاک رہیں گے یا ناپاک؟ نماز ہوگی یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: اگر بچے کے ناپاک کپڑے خشک ہیں تو جائے نماز اور گود پاک ہیں، نماز بھی صحیح ہے اور کپڑے گیلے ہیں تو اگر ان کا اثر جائے نماز اور گود میں ظاہر ہو گیا یعنی ان میں نمی آ گئی تو یہ ناپاک ہو جائیں گے، اور دامن ناپاک ہو جانے کے سبب نماز بھی نہ ہوگی۔

نماز میں نیت بدلنا:

سوال: چار رکعت فرض پڑھتے ہوئے سہواً دو رکعت پر سلام پھیر دیا، اور دل میں نیت کر لی کہ یہ دو رکعت سنت ہو گئیں۔ فرض دوبارہ پڑھ لیے، کیا دو رکعت سنت ہو گئیں؟ یا چار رکعت سنت پڑھتے ہوئے خیال آ گیا کہ وقت تنگ ہے لہٰذا یہ چار رکعت فرض ہیں۔ یہ چار رکعت سنت ہوں گی یا فرض؟ مختصر یہ کہ سنت اور فرض کو آگے پیچھے کر دینا یا دل میں نیت بدل لینا کیسا ہے؟ (ایضاً)

جواب: دونوں باتیں غلط ہیں، سنت اور فرض کو آگے پیچھے کرنا جائز ہے نہ ہی دل میں نیت بدلنے کا کوئی اعتبار۔ چار رکعت فرض پڑھتے ہوئے جب نمازی نے سہواً سلام پھیر دیا تو اس پر ضروری تھا کہ اٹھ کر دو رکعت مزید پڑھتا اور آخر میں سجدہ سہو کر کے فرض نماز مکمل کر لیتا، سلام پھیرنے کے بعد سنتوں کی نیت لغو تھی۔ اب یہ دو رکعت نفل ہو گئیں، فرض وسنت دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ نیت نماز کے شروع میں ہوتی ہے نہ کہ سلام پھیرنے کے بعد، نیز دو سنت فرضوں کے بعد ادا کی جاتی ہیں نہ کہ پہلے۔ اسی طرح چار سنت پڑھتے ہوئے جو دل میں نیت کر لی کہ یہ سنت کی بجائے فرض ہیں تو یہ نیت بھی لغو تھی، نیت تب معتبر ہوتی جب پہلی نماز ختم کر کے تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کی جاتی، دل میں نیت بدلنے کا اعتبار نہیں۔ لہٰذا یہ چار سنت ہی ہوئیں نہ کہ فرض۔ قال فی الدر ولا تبطل بنیة القطع مالم یکبر بنیة مغایرة (قوله ولا تبطل بنیة القطع) وکذا بنیة الانتقال الیٰ غیرها (قوله مالم یکبر بنیة مغایرة) بان یکبر ناویا النفل بعد شروع الفرض وعکسه اه (ردالمحتار ۴۴۱/۱)

کپڑوں کی مناسب دیکھ بھال

سعیدہ غنی

کپڑوں کا صاف ستھرا ہونا، بدبو سے مبرا ہونا اور اچھی سلائی کے ساتھ ساتھ شکنوں سے بالکل پاک ہونا بھی شخصیت کے حسن میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے لباس کی دیکھ بھال نہایت ضروری ہے۔ کچھ کام روزانہ کیے جاسکتے ہیں۔ بعض چند دنوں کے وقفے سے اور بعض کام موسمی تبدیلی پر کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے لباس کی حفاظت اور دیکھ بھال کے طریقوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ روزانہ دیکھ بھال، ہفتہ وار دیکھ بھال، موسمی حفاظت۔

روزانہ دیکھ بھال:

روزانہ استعمال کے بعد اگر کپڑوں کو بے ہنگم طریقے سے اور ادھر ادھر پھینک دیا جائے یا ویسے ہی لپیٹ کر کسی الماری یا صندوق میں رکھ دیں تو اس سے کپڑے میں بو پیدا ہوجائے گی۔ اس کے علاوہ ان کی رنگت بھی متاثر ہوگی اور میعاد بھی آدھی ہوجائے گی۔ ایسے کپڑوں پر ٹڈیاں جلد حملہ کرتی ہیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کپڑے آئندہ آپ کے پہننے کے قابل نہ رہیں۔ اس لیے مندرجہ ذیل باتوں پر روزانہ عمل کرکے کپڑوں کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا بلکہ تھوڑی سی توجہ سے کپڑوں کی میعاد اور خوب صورتی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے یا کم از کم انہیں دیرپا برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ یہ روزمرہ کے اقدامات مندرجہ ذیل ہیں:

کپڑوں کو ہوا کھانے دینا:

کپڑوں کو اتار کر ادھر ادھر پھینکنے کی بجائے انہیں ہینگر، کھونٹی یا کرسی کی پشت پر پھیلا یا لٹکا دیں تاکہ تھوڑی دیر کے لیے ان میں سے ہوا گزر سکے۔ اس سے جسم کی بو وغیرہ ختم ہوجاتی ہے اور کپڑے اگر پسینے کی وجہ سے نم دار ہوں تو سوکھ جاتے ہیں۔ اگر بغلوں میں پسینہ آتا ہو تو روزانہ قمیص سے بچنے کے لیے قمیص کو اتارتے ہی فوراً بغلوں والے حصے نل کے پانی سے دھوکر تھوڑی دیر کے لیے ہوا میں پھیلا کر خشک کرلیں۔ اس سے بغلیں باقی کپڑے کی طرح صاف ستھری اور بو سے پاک رہیں گی۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو پسینہ کپڑے کو خستہ اور خراب کردیتا ہے۔ اس کے علاوہ کپڑے کا وہ حصہ اکڑ جاتا ہے، کپڑے میں بو پیدا ہوجاتی ہے۔ نیز کیڑے مکوڑے اسے کھانے کو دوڑتے ہیں۔

مرمت کرنا:

چھوٹی چھوٹی مرمتیں فوراً کرلینی چاہییں۔ مثلاً کسی جگہ سے بٹن یا ہک کے ڈھیلے ہونے کا احتمال ہو یا ٹوٹ گیا ہو تو کپڑے اتارتے ہی فوراً اسے لگالینا چاہیے۔ اس کے علاوہ اگر کسی سلائی میں دھاگہ ٹوٹنے یا ادھڑنے سے سوراخ پیدا ہوگیا ہو تو اس پر سلائی لگالینا چاہیے۔ اس طرح کی معمولی مرمتیں روزانہ کپڑے اتارتے ہوئے ان کا جائزہ لے کر حسبِ ضرورت کرلینی چاہیے۔ اس کام پر چند منٹ سے زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا اور نہ ہی زیادہ محنت اور مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح کپڑا محفوظ رہتا ہے اور کافی عرصے کے لیے قابل استعمال ہوجاتا ہے۔

استری کرنا:

روزانہ کپڑے اتار کر انہیں ہوا کھانے یا دھونے کے بعد خشک ہونے پر استری کرکے تہہ لگائیں یا ہینگر پر لٹکا کر رکھیں تاکہ اگلی مرتبہ پہننے کے لیے کپڑے فوراً تیار ملیں۔ استری کا درجہ حرارت کپڑے کے ریشے کے مطابق رکھنا چاہیے تاکہ ریشے کو نقصان نہ پہنچے۔ ایسے کپڑے جنہیں روزانہ دھویا یا مرمت نہ کیا جاسکتا ہو، ان کی دیکھ بھال کے لیے ہفتہ میں اپنی آسانی اور سہولت کے مطابق ایک دن مقرر کرلینا چاہیے۔

ہفتہ وار حفاظت میں مندرجہ ذیل اقدامات پر عمل کرنا ضروری ہے:

داغ دھبے اتارنا:

کپڑوں پر چائے، شربت یا کسی بھی چیز کا داغ پڑ جائے تو داغ والے حصے کو فوراً دھوکر یا کوئی مناسب دوا استعمال کرکے رفع کردینا چاہیے۔ اکثر دھبے نل کے پانی اور صابن سے ہی صاف ہوجاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ذرا محنت طلب کام کو فوری کرنے سے گریز کیا جاتا ہے یا پھر دھبے کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا اور وہ کپڑوں پر لگا رہ جاتا ہے۔ اس صورت میں کپڑے دھونے سے پیشتر مختلف قسم کے دھبے اتار لینا چاہیے کہ دھلائی کے بعد ان کے نشان باقی رہنے کا اندیشہ نہ رہے۔

دھلائی:

ہفتہ بھر میں جمع شدہ مختلف قسم کے ریشوں سے بنے ہوئے کپڑوں کو ان کے خواص کے اعتبار سے الگ الگ کرلینا چاہیے۔ ویسے ریشے جنہیں دھلائی میں ایک جیسے عمل اور محلول درکار ہوں انہیں اکٹھا دھویا جاسکتا ہے۔ مثلاً کاٹن اور لینن وغیرہ۔ سفید اور رنگین کپڑوں کو الگ الگ کرکے حسبِ ضرورت ان کی دھلائی کرنی چاہیے۔ مختلف کپڑوں کو ان کے ریشے کی قسم، رنگ کے کچے یا پکے ہونے اور موٹے یا باریک ہونے کے اعتبار سے دھلائی کے مختلف عمل درکار ہوتے ہیں۔ کاٹن اور لینن کو سخت دھلائی کے بعد مروڑ اور نچوڑا جاسکتا ہے جبکہ ریشم، اون، ریے اون وغیرہ کو ہاتھوں میں دبا کر پھر تولیے میں لپیٹ کر اور دبا کر پانی نکالنا چاہیے۔ کاٹن، لینن، ریشم اور ریے اون کی طرح اون کو تار پر پھیلانا نہیں چاہیے۔ کیمیاوی اور معدنیاتی ریشوں کو محض جھٹکنے ہی سے ان کا سارا پانی بہہ کر خشک ہوجاتا ہے۔ اس لیے ریشوں کی خاصیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے لیے مطلوبہ اور مناسب طریقے اختیار کرنے چاہییں۔

موسمی دیکھ بھال:

ہمارے یہاں مختلف قسم کے موسم پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے وہ موسم خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن میں انتہائی تضاد پایا جاتا ہے اور جن کے دوران لباس کی ضرورت بالکل مختلف ہوجاتی ہے۔ مثلاً سردیوں میں اونی، موٹے اور زیادہ کپڑے پہنے جاتے ہیں جبکہ گرمیوں میں بے حد باریک، مختصر اور کم سے کم پہننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ باقی موسموں میں عموماً انہی سے ملتے جلتے کپڑے استعمال ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جب ایک موسم تبدیل ہوتا ہے تو گزرے موسم کے کپڑے زیر استعمال نہیں رہتے۔ چناں چہ موجودہ موسم کے لیے موزوں کپڑے نکال لیے جاتے ہیں اور گزرے موسم کے کپڑے فارغ کردیے جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پچھلے موسم کے کپڑوں کا کہیں پر ڈھیر لگا دیا جائے۔ خصوصاً سردیوں کے کپڑے تو اتنے مہنگے ہوتے ہیں کہ ان سے لاپرواہی برتنا اور انہیں کیڑے مکوڑوں کی خوراک بننے کے لیے چھوڑ دینا بڑی تکلیف دہ بات ہے۔ عام طور پر ہماری لاپرواہی، کوتاہی اور کم علمی کے باعث اتنے مہنگے کپڑے آنے والے موسم تک پہننے کے قابل نہیں رہتے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ موسم تبدیل ہوتے ہی گزرے موسم کے کپڑوں کو اس طرح سنبھال کر رکھیں کہ آنے والے موسموں میں بھی استعمال ہوسکیں۔

کشکول

ایثار کی عجیب مثال:

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور ابراہیم تیمی رحمہ اللہ یہ دونوں حضرات تبع تابعین میں سے ہیں۔ حجاج بن یوسف نے جس طرح وقت کے جید علماء و فضلاء کو جیل میں قید کیا اور کئی بزرگوں کو شہید کیا یا کرنا چاہا، ان میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بھی ہیں کہ حجاجی سپاہی آپ کی تلاش میں پھرتے تھے اور آپ اسی وجہ سے روپوش تھے۔

ایک روز کسی مخبر نے سپاہیوں کو خبر دی کہ فلاں جگہ ابراہیم ہیں۔ وہاں اتفاق سے دوسرے ابراہیم جو نخعی کے ہم عصر تھے اور ابراہیم تیمی کے نام سے مشہور تھے۔ سپاہی ان کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ ابراہیم کون ہیں اور کہاں ہیں؟ ابراہیم تیمی جانتے تھے کہ یہ لوگ میری نہیں ابراہیم نخعی کی تلاش میں ہیں لیکن آپ نے محیر العقل ایثار سے کام لیا اور یہ کہہ کر خود گرفتار ہوگئے کہ میرا نام ہی ابراہیم ہے اور حجاج کے حکم سے دنیاس نامی جیل خانہ میں قید ہوگئے۔ جس میں نہ دھوپ سے کہیں سایہ تھا، نہ سردی سے بچاؤ کی کوئی صورت...... پھر اس میں بھی دو دو آدمیوں کو ایک زنجیر سے جکڑا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ اس قید کی شدت سے اتنے کمزور اور لاغر ہوگئے کہ ان کی والدہ ان سے ملنے جیل آئیں تو دیکھ کر پہچانا نہیں...... آخر کار اسی جیل خانہ میں آپ کی وفات ہوگئی۔ کسی نے آپ سے عرض بھی کیا کہ جب سپاہی آپ کی طلب میں نہ تھے تو آپ خود کیوں گرفتار ہوگئے؟ فرمایا کہ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ جیسے امامِ وقت کو ظالم گرفتار کریں اس لیے میں نے خود ہی ان کی جگہ اپنا نام پیش کر دیا۔ [طبقات ابن سعد ۶/۱۹۹] ﴿اہلیہ مفتی فہیم اشرف۔ حیدر آباد﴾

چیز کی آس

تجھے کیوں صلے کی ہو جستجو کہ صلہ تو خود تیرے پاس ہے
تجھے ہو کسی سے گلہ ہی کیوں' ترا رب تو قدر شناس ہے
نہ وہ چہچہے، نہ وہ رونقیں، ہے سکوت بیکراں چار سو
وہ طیور نغمہ سرا ہوں کیوں کہ چمن میں خوف و ہراس ہے
ہیں ہزار تشنہ دہاں یہاں' ہیں ہزار سوئے جناں رواں
جسے دیکھئے ملے غم زدہ' جسے دیکھیے وہ اداس ہے
ہو تڑپ پھڑک ہوا منگ بھی' تو نکل ہی جائیں گے جال سے!
وہ ہزار ہم کو ذبح کریں ہمیں خود تو جینے کی آس ہے!
ہو ہزار رستے میں امتحان' راہِ حق پہ رواں رہیں سدا
جو ہمارا عہدِ الست تھا' ہمیں اپنے عہد کا پاس ہے
شب تار کتنی ہی طویل ہو' یہ کبھی تو بیت ہی جائے گی
صبح نو بھی ہوگی طلوع اب' تجھے کس لیے غم و یاس ہے

ڈاکٹر نزہت اکرام

سخاوت:

ابو مرثد رحمہ اللہ ایک مشہور سخی ہیں۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ اشعار ان کی تعریف میں پڑھے (کریم کی مدح ہمیشہ صورتِ سوال ہوتی ہی ہے) انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت تیرے دینے کے لیے بالکل کچھ نہیں ہے۔ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تو قاضی کے یہاں جا کر مجھ پر دس ہزار کا دعویٰ کر دے، میں قاضی کے سامنے اس کا اقرار کرلوں گا (اور آدمی کا کسی سے وعدہ کرلینا بھی قرض ہی جیسا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے العدة دين ، وعدہ قرض ہے)۔ قاضی تیرے قرضہ میں مجھے قید کردے گا تو پھر میرے گھر والے مجھے قید میں تو نہیں رہنے دیں گے، اتنی مقدار جمع کر دیں گے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ یہ قید ہوگئے اور شام تک دس ہزار قاضی صاحب کے حوالہ ہو کر یہ قید سے چھوٹ آئے اور وہ رقم اس شخص کو مل گئی۔ [اتحاف] ﴿ام ساریہ۔ کراچی﴾

امی عائشہ کی محبت رسول:

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مشاغل سے فارغ ہو کر رات کو گھر تشریف لاتے تو حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر یہ دو اشعار محبت بھرے لہجے میں فرماتی تھیں۔

لنا شمس وللآفاق شمس
وشمسی خير من شمس السمآء
فان الشمس تطلع بعد الفجر
وشمسی تطلع بعد العشاء

''ایک میرا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے
اور میرا سورج آسمان والے سورج سے بہت زیادہ بہتر ہے
آسمان کا سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے
اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے

اکثر یہ اشعار بھی فرماتی تھیں۔

لوامی زليخا لو رأين جبينه
لاثرن القطع بالقلوب على اليد

''اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھوں کو کاٹنے کے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔'' [تحفۂ دلہن]

﴿اہلیہ محمد یوسف۔ بھینس کالونی﴾

خدا پر نظر:

حضرت شفیق رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک رئیس نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ آپ کو بہت سا مال دوں تا کہ آپ بے فکر ہو جائیں۔'' آپ نے فرمایا: ''میں تو بے فکر ہی ہوں اور اپنے خدا پر نظر رکھتا ہوں، ہاں اگر تم سے کچھ لینا شروع کر دیا تو بڑی مشکل ہو جائے گی اور میں تم سے کچھ اسی لیے لینا نہیں چاہتا کہ پانچ عیب تم میں ایسے ہیں جو مجھے ڈراتے ہیں اگر وہ عیب تم میں نہ ہوتے تو شاید لے لیتا......''

- ☆ ایک تو یہ کہ مال دینے سے تیرا خزانہ کم ہو جائے گا۔
- ☆ دوسرے یہ کہ جو کچھ تو دے، ممکن ہے کہ اسے چور چرا کر لے جائیں۔
- ☆ تیسرے یہ کہ ممکن ہے کہ تو دے کر پھر پچھتائے۔
- ☆ چوتھے یہ کہ تم شاید میرا کوئی عیب دیکھ کر مجھ سے کہنے لگو کہ میرا مال واپس کرو۔
- ☆ پانچویں یہ کہ ممکن ہے کہ تم مر جاؤ اور میں تمہارے بعد مفلس ہو جاؤں۔

لیکن ہاں البتہ میرا جو خدا ہے وہ ان سب عیبوں سے پاک اور بے عیب ہے تو میں اسی سے کیوں نہ کچھ لوں؟

﴿طیبہ اسلام (ثانی)۔ اسلام آباد﴾

جہالت ہر خرابی کا پیش خیمہ ہے:

اتفاق سے چار مختلف ممالک کے چار آدمی ایک جگہ جمع ہوگئے جن میں ایک ایران' دوسرا ترک' تیسرا روم اور چوتھا بلاد عرب کا باشندہ تھا۔ مسافر سمجھ کر کسی نیک دل نے انہیں ایک چاندی کا ایک درہم عطا کر دیا۔ اب ہر شخص اس درہم سے اپنی پسند کی چیز مول لے کر کھانے کا خواہش مند تھا۔

عرب نے کہا: ''میری رائے میں اس درہم کے 'عنب' خرید لیں'، یہ عمدہ پھل ہے اور ہم چاروں کا پیٹ بھی بھر جائے گا۔''

ایرانی نے چلا کر کہا'' خدا کی قسم! میں یہ عنب عنب ہرگز خریدنے نہ دوں گا' میں تو 'انگور' ہی لوں گا' وہی پھل مجھے مرغوب ہے۔''

ترک نے ناراض ہو کر کہا'' ارے بے وقوف! کیا انگور ونگور کرتے ہو، اس درہم کے 'اوزم' خرید لو۔ یہ میرا پسندیدہ پھل ہے، تم بھی اسے کھا کر خوش ہو جاؤ گے۔''

رومی نے کہا'' میں تو 'استافیل' کھاؤں گا' اس کے سوا تم نے کوئی اور پھل خریدنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔''

نتیجتاً ان چاروں کے درمیان خوب دھینگا مشتی اور مار پٹائی ہوئی کیوں کہ جہالت علم پر غالب آگئی۔ اس موقع پر ایک صاحب علم شخص کا وہاں سے گزر ہوا' ماجرا جان کر اس نے کہا'' احمقو! یہ ایک ہی پھل کے چار الگ الگ نام ہیں' پھل وہی ہے جو تم سب کو مرغوب ہے 'عنب' یعنی انگور......!!'' ﴿نازیہ عامر شمشیر۔ ٹنڈو آدم﴾

ابو کی یاد میں چند باتیں

نادیہ وہاب

اللہ رب العزت نے انسان کو بہت خوب صورت انداز سے پیدا کیا یعنی انسان ہی اشرف المخلوقات ہے اس کا کوئی مقابل نہیں ہے مٹی سے بنا بلکہ تراشا ہوا خوب صورت بدن، ہڈیوں پر چڑھا ہوا گوشت اور رگوں میں دوڑتا ہوا خون۔ یہ سب خالق حقیقی کی کاری گری ہے۔ ہر جاندار کا وجود ایک اٹل حقیقت ہے۔ اسی طرح موت برحق ہے زندگی کی طرح موت بھی ایک حقیقت ہے۔ شروع دن سے موت کے بارے میں سنتے چلے آرہے ہیں کہ انسان جو پیدا ہوتا ہے وہ اللہ کی امانت ہے اور وہ جب چاہے اس امانت کو ملک الموت کے ذریعے سے اٹھالیں۔ پہلے تو موت کے نام سے میں بہت ڈرتی تھی، لیکن اب موت کی آرزو ہے۔ والد محترم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یوں لگتا ہے جیسے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ہر ایک چیز کھانے کو دوڑتی ہے۔ یوں لگتا ہے ایک مضبوط سائبان سر سے ہٹ گیا۔ کہیں چین وسکون نہیں آتا۔ ہر وقت والد صاحب کی میٹھی میٹھی باتیں یاد آتی ہیں۔ زندگی سے بے زار ہوگئی ہوں۔ یہ دنیا اور اس کی ہر چیز دھوکے باز لگتی ہے...... سوچتی ہوں کہ جب انسان کے سر پر موت ہے تو سہنے کا فضول گپیاں کرنے کا کیا فائدہ۔ اس زندگی کے لیے انسان کو تیار رہنا چاہیے جو کہ کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

> محترمہ نادیہ وہاب وقتاً فوقتاً خواتین کا اسلام کے لیے کچھ نہ کچھ لکھ بھیجتی رہتی تھیں۔ یہ ان کی آخری تحریر ہے جو انہوں نے اپنے والد مرحوم کی یاد میں لکھی۔ اب کبھی ان کی کوئی تحریر خواتین کا اسلام میں نہ آسکے گی اس لیے کہ اب وہ خود بھی اس دنیا میں نہیں رہیں اور ایک حادثے میں اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! قاریات بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا فرمائیں۔

والد محترم رحمہ اللہ حق گو عالم دین تھے۔ کھلابٹ میں جامع مسجد مدنی میں تقریباً پینتیس سال امامت وخطابت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتے رہے۔ حق بات کہنے سے کبھی بھی نہیں گھبرائے ہمیشہ توحید کے نعرے لگائے۔ آپ نے تیرہ رمضان المبارک کی آخری تقریر بڑے جوش وخروش سے کی اور موضوع ان کا "موت کی حقیقت" تھا۔ سننے میں آیا والد صاحب کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اور الفاظ بھی ایسے تھے کہ فوراً دل پر اثر کر رہے تھے۔ جمعہ کے بعد بالکل معمول کی طرح گھر واپس آئے۔ ہفتہ کے دن صبح سحری کے وقت والد صاحب اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ اٹھے کھانا وغیرہ کھانے کے بعد دل پر ہلکا سا درد شروع ہوگیا، پھر درد تیز ہوا صبح ہوتے ہی ہری پور ہسپتال لے کر گئے انہوں نے ایبٹ آباد بھیج دیا۔ جب ہمیں یہ اطلاع ہوئی تو میں رونے لگ گئی۔ مجھے یوں لگتا تھا شاید ابو جان بھی اپنے قدموں پر چل کر واپس نہیں آئیں گے۔ آج تک جو بھی ایبٹ آباد لیجایا گیا۔ سفید لباس میں لپٹا ہوا واپس ہوا ہے۔ میری دعائیں صرف ابو کی صحت کے لیے تھیں سحری اور افطاری کے وقت رو رو کے اللہ سے دعا کرتی تھی یا اللہ تو میری زندگی میرے والد صاحب کو لگادے، میں اپنے ابو سے بہت محبت کرتی ہوں ہر بات بآسانی ابو جان سے شیئر کرتی تھی۔ ہر مسئلے کا حل ان کے پاس موجود تھا۔ بھائی جان کو فون کر کے ابو کے بارے میں پوچھا انہوں نے تسلیاں دیں کہ ابو بالکل ٹھیک ہیں لیکن مجھے کسی کی بات پر یقین نہیں آتا تھا۔ لہٰذا ابو کو دیکھنے کے لیے میں باجی کے ساتھ ایبٹ آباد چلی گئی۔ وہاں ہم پہنچے تو ابو جان (I.C.U) وارڈ میں آرام فرما رہے تھے۔ ابو کی اس حالت پر بہت رونا آرہا تھا۔ ابو بغیر کسی مجبوری کے کبھی بھی گھر سے باہر نہیں نکلے۔ اکثر وقت مسجد اور مدرسہ میں گزرتا۔ ہم سب رو رہے تھے ابو نے آنکھیں کھولیں اور ہمیں تسلی دی کہ میں بالکل ٹھیک ہوں میں نے کہا اگر آپ ٹھیک ہیں تو گھر واپس کیوں نہیں آتے؟ دوسرے دن گھر واپس آنا تھا اچانک دل کا دورہ پڑا، ہاتھ میں تسبیح پکڑی ہوئی زبان سے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اٹھارہ رمضان المبارک ۹ ستمبر ۲۰۰۹ء بروز بدھ کو اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

عابد صدیق مرحوم

لکھی ہے جب سے نعت رسالت مآب کی
غایت سمجھ میں آئی قلم اور کتاب کی
لفظوں میں نور ہے ترے ذکرِ رفیع کا
ذرے میں آگئی ہے چمک آفتاب کی
ہے شش جہت میں ذات سے تیری ظہور خیر
پھیلی ہو جیسے باغ میں خوشبو گلاب کی
"سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا"
تعبیر کی غرض سے ضرورت تھی جواب کی
تقلید کو زبس ترا اسوہ ہو جب مثال
منزل ہے سہل قبر وسوال وجواب کی
ہم عاصیوں کو تیری شفاعت کی شکل میں
امید ہے ترے کرمِ بے حساب کی
تہذیب کے فریب کا انسان تھا شکار
ریگِ عرب نے کھولی حقیقت سراب کی
عابد خوشا درود کی کثرت، زہے شرف
تفریق اٹھ گئی ہے حضور و غیاب کی

بہترین گفٹ پیکیج

اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو

بچوں کا اسلام یا خواتین کا اسلام تحفے میں دیجیے

تین ماہ تک ہر ہفتے کا تازہ میگزین صرف 100 روپے میں بھجوائیں۔

جتنے میگزین بھجوانا چاہتے ہیں ان کی مجموعی رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں

یا DAILY ISLAM کے اکاؤنٹ نمبر 1007-35297-001

(بینک اسلامی) میں جمع کرانے کے بعد ڈیپازٹ سلپ اور وہ پتے جن پر آپ میگزین بھجوانا چاہتے ہیں بذریعہ خط ہمیں ارسال کریں

نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور ایڈریس لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

مزید معلومات کیلئے Ph:021-36688747 EXT 246-247

یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

ہمارا پتہ:

سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 4-G 1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

حاجی صاحب

بنت عادل

ہماری بلڈنگ کے حاجی صاحب بہت ہی شریف النفس، متقی، پرہیزگار انسان ہیں۔ پڑوسی ہونے کے ناطے ہم ہی نہیں پوری بلڈنگ والے بلکہ پورا علاقہ ان کو جانتا ہے۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شرکت، ہر کسی کے کام آنا ہر کسی کا مسئلہ حل کرنے میں اپنی پوری صلاحیتوں کو لگانا وہ گویا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اب تو خیر وہ ریٹائر ہو گئے ہیں لیکن اپنے دورِ ملازمت میں حتی الامکان ہر کسی کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ بڑی پوسٹ پر ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے ادارے ان کو جانتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے علاقے کے اکثر لوگوں کے جائز کاموں میں وہ بہت کام آئے لیکن بلڈنگ کے مکین......!! کوئی کس بھات کا، کوئی کس بھات کا!!

اللہ میری توبہ! 117 فلیٹوں کے مکین معلوم ہوتا کہ سب کے سب فلیٹوں میں رہنے کے قوانین سے قطعی نابلد ہیں۔

بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور پر چھوٹا سا کمرہ نماز کے لیے مختص تھا...... مسجد ہماری بلڈنگ سے کافی دور تھی۔ سب سے پہلے حاجی صاحب نے اس کمرے کو کشادہ کروایا اور باقاعدہ مسجد کا درجہ دیا...... اس کارِ خیر میں بلڈنگ کے دوسرے حضرات نے بھی کافی مالی مدد و دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اب بلڈنگ کے بچوں کے لیے مدرسہ کا بھی انتظام ہو گیا اور نمازیوں کی بھی کثرت ہوئی۔

دوسرا بڑا مسئلہ ہماری بلڈنگ کا یہ تھا کہ کچھ فلیٹ مالکان بلڈنگ کا مینٹیننس بل ادا کرنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ چالیس سے ساٹھ فلیٹ مالکان ایسے بھی تھے جن کا حساب وکتاب سالوں سے صاف نہ تھا جس کی وجہ سے بڑی پریشانی تھی...... اور جو بے چارے بل دیتے تھے ان کا پیسہ بھی کمیٹی ممبران کے رحم وکرم پہ تھا۔ کبھی چوکیداروں کو تنخواہ ملتی تو لفٹ مین رہ جاتے...... انتظار کرنے کو کہا جاتا۔ کچرے کے لیے دو دو ڈکٹ تھے لیکن باقاعدہ صفائی نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت ایک ناگوار بو پوری بلڈنگ کو گھیرے رہتی۔ بجلی کا بل ادا نہ ہونے کی وجہ سے ہر دوسرے دن واپڈا والے بجلی کاٹنے کی دھمکی دیتے۔ آخرکار ایک دفعہ تو بجلی کاٹ کر ہی چلے گئے، جس کی وجہ سے دونوں لفٹ بند ہو گئیں۔ مشین نہ چلنے کی وجہ سے گھروں میں پانی نہ آیا...... نومنزلہ بلڈنگ تھی، بے چارے بزرگ و بیمار حضرات نہ اوپر جا سکتے تھے اور نہ سیڑھیوں کے ذریعے نیچے آنا ان کے لیے ممکن تھا۔ ہر طرف افراتفری مچ گئی...... کمیٹی ممبران حضرات الگ پریشان، اسکول کے معصوم بچے بھی پریشان...... بے چاروں پر ویسے ہی وزنی کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہوتا تھا۔ مینٹیننس کی اتنی رقم جمع نہیں تھی کہ بجلی کا بل ادا کیا جا سکے۔ اسی پریشانی میں کچھ لوگ تو بلڈنگ سے شفٹ ہو چکے تھے...... پتہ چلا کہ پچھلی کمیٹی کے جنرل سیکرٹری اور فنانس سیکرٹری صاحبان مینٹیننس کی ساری رقم فضل ربی سمجھ کر ہضم کر چکے تھے اور اب ان کا کچھ پتا نشان نہ تھا۔ خیر یہ تو گزری داستان تھی۔ اب جو بجلی کٹنے کی افتاد سر پر پڑی تھی، اس سے کیسے نمٹا جائے؟ بلڈنگ کے چند بزرگ حضرات آگے آئے، ان میں حاجی صاحب بھی تھے۔ مشورہ ہوا کہ کسی بھی طرح جلد از جلد بجلی تو بحال کروائی جائے، اس کے بعد دوسرے مسائل کی طرف توجہ دیں گے...... اس موقع پر پھر حاجی صاحب کی خدمات کام آئیں...... ان کے KESC والوں کے کسی بڑے افسر سے دعا سلام تھی، ان کو سارا احوال بتا کر تین دن کے اندر پہلی قسط ادا کرنے کے وعدے پر بجلی بحال کروادی۔ اب مسئلہ رقم حاصل کرنے کا تھا...... فی الحال جو کچھ کمیٹی ممبران کے پاس رقم جمع تھی وہ رقم اور کچھ حاجی صاحب اور چند مخلص بزرگ حضرات نے دو دو تین تین ماہ کا ایڈوانس مینٹیننس دے دلا کر تین دن کے اندر پہلی قسط ادا جمع کرادی، یوں بہرحال کام چلنے لگا۔ اب پھر سب بڑے سر جوڑ کر بیٹھے اور نئے سرے سے بلڈنگ میں الیکشن کروائے گئے۔ ممبر چنے گئے، ممبران میں حاجی صاحب کو بھی زبردستی صدر چنا گیا۔ کچھ بزرگ حضرات نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا مثلاً جنرل سیکرٹری، فنانس سیکرٹری انتظامیہ وغیرہ......

کچھ نوجوان بھی چنے گئے جن کی ڈیوٹی تھی کہ ہر گھر سے مینٹیننس بل جمع کریں لیکن ان بے چاروں کو کبھی پیسے ملتے، کبھی جھڑکا جاتا کہ اب اگر ہمارے دروازے پر آئے تو اچھا نہ ہوگا۔ آخرکار لفٹ مین کو رسیدیں دے کر ہر گھر کے دروازے پر بھیجا گیا کہ پیسے لے کر رسیدیں دے دو لیکن یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ تین چار ماہ گزر گئے فلیٹ مالکان میں کافی پیسہ پھنسا ہوا تھا...... کریں تو کیا کریں؟ آخرکار کمیٹی ممبران کے مشورہ سے ایک میٹنگ رکھی گئی جس کے مقاصد خفیہ رکھے گئے۔

ہر فلیٹ مالک کو ضروری مشورہ کرنے کی دعوت دی گئی اور تاکید کی گئی کہ میٹنگ میں آپ کی شرکت بہت ضروری ہے۔ کھانے پینے کا انتظام بھی کیا گیا تاکہ سب لوگ اس کو دعوت ہی سمجھیں یہ میٹنگ بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور کے کمپاؤنڈ میں رکھی گئی۔ کرسیاں منگوائی گئیں۔ سب لوگ خوشی خوشی عشاء کے بعد شریک ہوئے۔ کمیٹی کے صدر صاحب حاجی صاحب سب سے پہلے تشریف لائے۔ کمیٹی کا ایک سرگرم رکن نوجوان، صدر صاحب اور ان کے بیٹے جو خود بھی اچھی پوسٹوں پر تھے شریک ہوئے۔ جب سب لوگ آ گئے تو کمیٹی کے صدر صاحب (حاجی صاحب) اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور مائیک قریب لاتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہوئے:

”معزز حضرات اس میٹنگ میں شرکت کا مقصد آپ تمام حضرات سے مشورہ کرنا بلڈنگ کے مسائل کی طرف توجہ دلانا ہے۔ آپ لوگوں کو دعوت اسی لیے ہی دی گئی تھی۔ مسئلہ یہ ہے کہ بعض فلیٹ مالکان مینٹیننس بل ادا نہیں کرتے، اور بعض ادا تو کرتے ہیں لیکن ٹائم پر ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے کافی مشکلات پیش آتی ہیں۔ آپ سب حضرات سے التماس ہے کہ وقت پر ہر ماہ مینٹیننس ادا کیا کریں تاکہ بلڈنگ کے سارے انتظام بخوبی ہوا کریں اور اب یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ جس جس نے ابھی تک بل ادا نہیں کیا ہے ان کو اس وقت نام لے کر بتایا جائے گا۔ یہ کہہ کر حاجی صاحب نے ایک نوجوان سے کہا، فرحان بیٹا! کہاں ہے وہ لسٹ جن میں ایسے حضرات کے نام ہیں جنہوں نے مینٹیننس بل ادا نہیں کیا ہے؟“

فرحان صاحب چپ خاموش سر جھکائے بیٹھے رہے۔

حاجی صاحب نے اب کے ذرا زوردار آواز میں کہا ”بھئی لسٹ کہاں ہے؟“

فرحان ابھی بھی خاموش ہی رہے۔ ”کیا ہوا بھئی میری آواز نہیں آرہی کیا؟؟“ (حالاں کہ مائیک تھا)

”فرحان! اٹھو اور نام بتاؤ سب کو......“ اب فرحان صاحب ہونٹ دبائے قدرے مسکرائے آہستہ آہستہ پرچہ لے کر مائیک کی طرف آئے۔

”ہاں! شاباش بیٹا ذرا زور سے نام لے کر سنا دیں۔“

فرحان مائیک ہاتھ میں لیے خاموش تذبذب کی کیفیت میں تھے۔

حاجی صاحب نے کہا ”بتاؤ بھئی، تم گھبرا کیوں رہے ہو؟ اچھا لاؤ مجھے دو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔“ انہوں نے فرحان کے ہاتھ سے لسٹ لیتے ہوئے کہا۔

اب جنرل سیکرٹری صاحب اٹھے۔ ”حاجی صاحب!

مہربانی کر کے آپ رہنے دیجئے، بیٹا فرحان! بتادو نام......"

اب فرحان نے جھجکتے ہوئے کہا "نادہندگان فلیٹ مالکان میں پہلے نمبر پر جو نام ہے...... !! وہ ہے جناب صدر کمیٹی صاحب کا نام...... جناب حاجی رفیق احمد صاحب......"

فرحان کے منہ سے یہ جملہ نکلنا تھا کہ سارے لوگ بے اختیار ہنس پڑے۔ خود حاجی صاحب کے بیٹے بھی جھینپ گئے، اور حاجی صاحب بے چارے حیران و پریشان کھسیا سے گئے اور جلدی سے مائیک کے قریب آئے۔

"اچھا تو میں نے بھی مینٹیننس نہیں دیا؟ تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ یار بتا دیا کرو کب سے نہیں دیا؟"

فرحان مسکراتے ہوئے بولا: "چار مہینے کا مینٹیننس بل ہے......" بزرگ حضرات، نوجوان اور تمام فلیٹ مالکان بہت محظوظ ہوئے، ایک شریری مسکراہٹ ہر ایک کے چہرے سے عیاں تھی...... سب ہی کو یہ آئٹم بہت پسند آیا تھا، حالاں کہ یہ کوئی پہلے سے طے شدہ مذاق نہیں تھا۔ اس کے بعد جنرل سیکرٹری صاحب اپنی جگہ سے اٹھے اور مائیک کے قریب گئے اور گویا ہوئے......

"حضرات! ہم آج کی محفل حاجی صاحب کے نام کرتے ہیں۔ حاجی صاحب تو وہ شخصیت ہیں جو ایک کال پر اگلے کئی مہینوں کا مینٹیننس ایڈوانس ادا کر دیتے ہیں۔ بجلی کا مسئلہ ہوا تھا تو انہوں نے ہی ایڈوانس رقم دے کر پہلی قسط جمع کروائی تھی، جب سے ہم نے ان کو کمیٹی کا صدر چنا ہے، آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ بلڈنگ کا ہر مسئلہ حل ہوتا نظر آتا ہے۔ ان کا مینٹیننس نہ دینا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے، ہم سب ان کی عادات سے واقف ہیں لیکن آپ کے لیے یہ مثال ہے کہ مینٹیننس لینے کے لیے آنے کو اپنی عزت پہ حرف نہ سمجھیں، اس کو انسلٹ نہ سمجھیں...... باقی حضرات کے نام میں نہیں سناتا، ہر ایک خود جانتا ہے، اس لیے برائے مہربانی مینٹیننس جلد از جلد جمع کروادیں اور ہر مہینے ہر گھر اپنا فرض سمجھ کر ٹائم پر ادا کر دیا کرے۔ اس میں آپ ہی کو سہولت مہیا ہوتی ہے۔ ہم آپ ایک ہی گھر کے فرد ہیں، مل جل کر ہی مسائل کرنے ہوں گے، ہم سب ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی ہیں، آپ اور ہمارے سوا کون اس بلڈنگ کے مسائل کرے گا۔ چند گھروں کے مینٹیننس نہ دینے سے تکلیف پوری بلڈنگ کے مکینوں کو ہی ہوتی ہے۔"

پھر ریفریشمنٹ کا دور چلا اور یوں ہلکے پھلکے انداز میں اس یادگار میٹنگ کا اختتام ہوا۔

اس یادگار میٹنگ نے سب کو مینٹیننس دینے کی راہ دکھائی...... اب بھی چند فلیٹ مالکان ایسے ہیں جو اکثر بہت سستی کرتے ہیں، لیکن اب ان کے نام نوٹس بورڈ پر آویزاں کیے جاتے ہیں، لیکن بہرحال مسئلہ بہت حد تک حل ہو گیا ہے۔ اس میٹنگ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں کے درمیان آپس میں تعلق قائم ہوا اور کئی لوگوں کے درمیان سلام دعا بھی شروع ہوئی جس سے آپس میں خیر سگالی اور بھائی چارگی کا رواج ہوا۔

حاجی صاحب اب بھی ہنس کر کہتے ہیں بھئی اس قسم کی قربانی تو میں بار بار دیا کروں اگر لوگ سدھریں تو......!!

مزاحیہ قطعات

کتاب

کتاب سے ہے عزیزوں کا رابطہ قائم
وہ اس سے اب بھی بہت فائدہ اٹھاتے ہیں

کبھی کلاس میں آتے تھے ساتھ لے کر اسے
اب امتحان کے کمرے میں لے کے جاتے ہیں

بیمہ

آپ کرائیں ہم سے بیمہ چھوڑیں سب اندیشوں کو
اس خدمت میں سب سے بڑھ کر روشن نام تمہارا ہے

خاصی دولت مل جائے گی آپ کی بیوی کو
آپ تسلی سے مر جائیں باقی کام ہمارا ہے

بیگم

جو دیکھا بیگم کو مصلّے پر
ہوئی حیرت یہ پوچھا ماجرا کیا ہے؟

تو بولی دعا کی ہے بس اتنی میرا شوہر
یہ پوچھے رات دن مجھ سے بتا تیری رضا کیا ہے؟

شاعر: انور مسعود

انتخاب: عافیہ عبدالرزاق۔ ڈیرہ اسماعیل خان

اسلامی صحافت میں عظیم انقلاب
ماہنامہ دعوۃ اعمال صالحہ
حضور اقدس ﷺ اور بعض صحابہ کرامؓ کے زیر استعمال چند نایاب اشیاء کی تصاویر سے مزین اسلامی کیلنڈر بھی دستیاب ہے
ہدیہ 30 روپے
ہر شہر میں ڈسٹری بیوٹرز درکار ہیں
ہر شمارہ میں ایمان افروز واقعات
حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ
فی شمارہ 15 روپے
سالانہ 180 روپے
بذریعہ VP 210 روپے
رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ دعوۃ اعمال صالحہ 195/1 رحمان نگر مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
0300-6679593
0301-7079940

خوشخبری
الیکٹروہومیو ڈاکٹر الیڈی ڈاکٹر و حکیم بنیئے
داخلہ جاری ہے
میٹرک پاس طلباء/طالبات کیلئے ایک سالہ/6 ماہ طب نبویؐ و الیکٹروہومیوپیتھی ڈپلومہ کورسز میں بذریعہ ڈاک/ریگولر داخلہ لیکر اپنا مستقبل روشن کریں۔
تجربہ کار حضرات ٹیسٹ انٹرویو دے کر رجسٹریشن حاصل کریں کورس کی تکمیل پر باقاعدہ رجسٹریشن کا اجراء
پراسپکٹس کیلئے فون کریں یا خط لکھیں
دینی طلباء کیلئے فیس میں خصوصی رعایت
علامہ اقبال الیکٹروہومیوپیتھک میڈیکل کالج (رجسٹرڈ) مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
0300-6629693 - 0333-8395105

طبی دنیا میں عظیم انقلاب
ماہنامہ فروغ الیکٹروہومیوپیتھی
طب نبویؐ اور الیکٹروہومیوپیتھی کو آسان انداز میں سمجھنے کیلئے منفرد میگزین اب آپ ہر ماہ گھر بیٹھے صحت کے راز اور الیکٹروہومیو نسخہ جات سے مستفید ہوں
فی شمارہ 25 روپے
سالانہ 300 روپے
بذریعہ VP 330 روپے
طب الیکٹروہومیوپیتھی سے علاج کیلئے فون پر بھی دوائی منگوائی جاسکتی ہے
دفتر ماہنامہ فروغ الیکٹروہومیوپیتھی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
0300-6679593

ضروری اعلان
بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام اندرون اور بیرون ملک ہر ہفتے بذریعہ ڈاک بھی ارسال کیا جاتا ہے۔
ایک میگزین کا اندرون ملک سالانہ خرچ -/600 روپے جبکہ بیرون ملک -/3700 روپے ہے۔ رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں یا Daily Islam کے اکاؤنٹ نمبر 1007-35297-001 (بینک اسلامی) میں جمع کرانے کے بعد ڈپازٹ سلپ اور وہ ایڈریس جس پر آپ کو میگزین چاہیے بذریعہ خط ہمارے پتے پر بھیج دیں۔
نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور پتہ لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔
مزید معلومات کیلئے اتوار کے علاوہ صبح 9 بجے تا شام 5 بجے رابطہ فرمائیں۔ (وقفہ برائے نماز 12:30 تا 2:00 بجے)
Ph:021-36688747, EXT 246-247 یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔
ہمارا پتہ: سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 4-G 1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

ساس آس نراس

سلمیٰ یاسمین نجمی

اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ وہ باورچی لوٹ کر نہ آیا۔ ایک مددگار لڑکا رہ گیا۔ باقی ایک عورت صفائی دھلائی اور استری کے لیے آئی تھی۔ زینب نے تاجور کو خط لکھ کر کھانا پکانے کی ترکیبیں منگوائیں۔ ہاتھ میں ذائقہ تھا چند مہینوں میں طاق ہوگئی۔ مسز سجاد کا موڈ ہوتا تو وہ بھی کبھی کبھار کچھ بھون بھان لیتی تھیں۔ مگر ان کی ایک عادت بڑی عجیب تھی وہ جب کچن میں آتیں مرچ مسالوں کی شیشیاں ڈبے بدل ڈالتی تھیں۔ آج جس ڈبے میں دھنیا ہے کل مرچیں ہوں گی۔ ہلدی والے ڈبے میں زیرہ ڈال دیا۔ اس وجہ سے کھانے میں بلنڈر ہوتا تھا۔ زینب نے کہا بھی کہ آپ کیوں اتنی گرمی میں کچن میں آتی ہیں۔ اب تو میں کچھ نہ کچھ کر ہی لیتی ہوں۔

"تو کیا اب باورچی خانے سے بھی دیس نکالا دلوانا چاہتی ہو۔ پہلے بیٹا قبھایا اب باورچی خانہ قبھاؤ گی۔ میں مہمان نہیں ہوں مالکن ہوں اس گھر کی۔ آؤں یا نہ آؤں تم کون ہوتی ہو مجھے روکنے والی۔"

"میں تو آپ کے آرام......"

"بس بس میں سب جانتی ہوں۔ اس بھولی شکل کے پیچھے کیا چھپا ہے۔ تم آہستہ آہستہ مجھے بے دخل کرنے کے خواب دیکھ رہی ہو۔ میرے جیتے جی تو ایسا ممکن نہیں۔ یہ جو تمہاری بلیوں جیسی آنکھیں ہیں نا ان میں مہر اور وفا نہیں ہوتی۔ بلیوں کو لاکھ دودھ پلاؤ چھیچھڑے کھلاؤ پر وہ اپنے مالک کی نہیں بنتیں۔ انہیں گھر سے لگاؤ ہوتا ہے گھر والوں سے نہیں، یہی تو فرق ہے کتے اور بلی میں......"

زینب اپنی نانی اور تاجور کی پروردہ تھی۔ ایک لفظ منہ سے نہ نکالتی۔ رو دھو کر چپ ہو جاتی۔

☆......☆......☆

مس ظہیر الدین آئی ہوئی تھیں۔ وہ مالٹوں کا جوس نکال کر ان کے لیے لے کر جا رہی تھی کہ اپنا نام سن کر دروازے پر ٹھٹھک گئی۔ مسز سجاد کہہ رہی تھیں......

"یہ جو چھوٹے گھر سے لڑکیاں آتی ہیں نا ان کا روپیہ پیسہ اور آسائشیں دیکھ کر ان کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں ہر چیز پر رال ٹپکتی رہتی ہے۔ شاپنگ کر کر کے دل نہیں بھرتا۔ جیسے ہوکا نہیں ہو جاتا ہے۔ اصل میں اپنے گھر میں تو کچھ میسر نہیں ہوتا۔ تو اب دل کی حسرتیں نکالنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور وہ جورو کا غلام اس کا بس نہیں چلتا کہ پوری دنیا لا کر قدموں میں ڈھیر کر دے۔ بھئی تم منع کرو گی تو وہ باز آئے گا نا۔ آدمی کی مستقبل کے لیے بھی کچھ جوڑ جمع کرنا چاہیے سچی بات یہ ہے کہ اب ہمیں کیا پتہ کہ یہ سارا مال و متاع جاتا کہاں ہے بکسوں میں یا میکے گھر میں۔ اب کل کی بات ہے میں نے دیکھا کہ کلائی میں ایک بریسلٹ کچھ نیا نیا سا لگ رہا تھا۔ میں نے پوچھا پہلے تو نہیں دیکھا کیا تمہارے جہیز کا ہے۔ بولی شادی کو ایک سال ہوگیا ہے تو یہ میرے لیے لائے تھے۔"

اے لو تو سال بھی ہوگیا۔ وقت کیسی تیزی سے گزرتا ہے۔ مگر یہ شادی کی سالگرہ کی بھلا کیا تک ہے۔ تم نے منع کیوں نہ کیا۔ جہیز بری کے زیور میں کیا کمی تھی۔ بیٹی گھر بنانا سنوارنا اور مستقبل کا خیال بھی عورت کرتی ہے۔ اور اسے اجاڑتی بھی عورت ہے۔ اب اگر میں بھی زیور کپڑے کے پیچھے لگ جاتی تو مزید گھر لیا جاسکتا تھا اور نہ جواد اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔ آج تم دو کل تین ہو جاؤ گے۔ بے شک اس کے پاس پیسے کی کمی نہیں مگر فضول چیزوں پر خرچ کیا جائے تو قارون کا خزانہ بھی خالی ہو جاتا ہے۔ کیوں محمودہ کیا میں نے کچھ غلط کہا۔ جواد نے کیسے پیار سے نیلم ہیرے کا یہ بریسلٹ اس کی کلائی میں پہنایا تھا۔ یہ میں اپنی نیلم پری کے لیے لایا ہوں اس میں ایمرلڈ جڑے تھے جو میں اتروا کے نیلم لگوائے ہیں اگلی سالگرہ پر ان شاء اللہ نیکلس ملے گا۔ اس نے کہا بھی کہ وہ کیوں لایا ہے۔ اس کے پاس پہلے ہی کافی زیور ہے۔ وہ بولا: پگلی وہ تو میری اور تمہاری اماں نے بنوایا ہے یہ تو میں نے بقلم خود خریدا ہے ایک یادگار کے طور پر خوش ہونے کی بجائے تم اس کی بے قدری کر رہی ہو۔

مس ظہیر الدین کہہ رہی تھیں۔ تو کیا ہوگیا اگر وہ اپنی بیوی کے لیے کوئی چھوٹا موٹا تحفہ لے آیا۔ تمہیں تو قدسیہ خوش ہونا چاہیے!

چھوٹا موٹا تحفہ! اری پگلی اس میں نیم ہیرا جڑا ہے اس بے چاری کو کیا خبر اور کیا قدر کہ ہیرا نیلم کیا ہوتا ہے۔ کچھ چھوٹا موٹا دیتا تو مجھے بھلا کیا اعتراض ہوتا۔ تم خود سوچو اس نے آج تک ماں کو کیا دیا ہے؟

اس کا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔ اور پھر آخر ماں اور بیوی میں فرق تو ہوتا ہے نا۔ مائیں دیتی ہیں اور بیویاں لیتی ہیں۔ اور تم خود تو کہہ رہی تھیں کہ ہر ماہ وہ تمہارے بینک اکاؤنٹ میں رقم ڈالتا ہے۔ تو جا کر جو جی چاہے لے لو۔ ہیرا موتی لعل یاقوت خود لینے میں اور تحفے میں فرق تو ہوتا ہے نا!

قدسیہ تم خوش نصیب ہو جو تمہیں زینب جیسی بہو ملی ہے۔ اس نے کبھی پلٹ کر تمہیں جواب نہیں دیا۔ تمہاری ساری باتیں مانتی ہے۔ تم اور کیا چاہتی ہو؟

زینب جوس لے کر اندر گئی تو دونوں خاموش ہوگئیں۔

زینب کی پریگنینسی کی خبر نے جہاں جواد کو بے تحاشہ خوش کر دیا۔ وہاں مسز سجاد بھی بہت خوش ہوئیں جیسے جیسے دیر ہو رہی تھی وہ خاصی فکر مند ہوتی جا رہی تھیں۔ ان کا اکلوتا بیٹا تھا وہ چاہتی تھیں کہ پوتا ہوتا کہ اس کی نسل آگے چلے اور وہ اکیلا نہ رہے۔ جواد نے پھر سے باورچی رکھ لیا۔ مسز سجاد نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ مگر جب ایک صبح فجر کی اذان کے ساتھ زینب نے پوتے کی بجائے پوتی کو جنم دیا تو ان کے ارمانوں پر جیسے اوس پڑ گئی۔ وہ بڑی بے دلی سے ہسپتال گئیں۔

"پہلا پوتا ہو جاتا پھر چاہے بیٹی ہی ہو جاتی، میرا جواد تو پھر اکیلا ہی رہ گیا۔"

تاجور بولیں: "اللہ نہ کرے کہ اکیلا رہے، جس نے بیٹی دی ہے وہ بیٹا دینے پر بھی قادر ہے۔ ابھی تو شروعات ہے اور سچ پوچھیں تو رونق تو بیٹیوں ہی سے ہوتی ہے۔"

"وہ تو صحیح ہے پر دیکھو نا لڑکیاں کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں، پھر ان کے رشتے ناطے کی فکر لگ جاتی ہے اور بے چارے باپ کے کندھے جھک جاتے ہیں، شروع میں تو لڑکے ہی ہونے چاہییں۔"

"اب یہ تو اللہ کی مرضی ہے، جو چاہے دے...... آپ کوئی نام تو بتائیں۔"

"میں نے تو سچی بات ہے کہ بیٹوں کے نام سوچ رکھے تھے، سوچا تھا کہ حماد نام رکھوں گی۔"

"فجر ہی نہ رکھ دیں۔" تاجور ہنس کر بولی۔

"نام تو اچھا ہے، ہماری زندگی میں صبح کی طرح ہی طلوع ہوئی ہے۔"

"نام تو دادا دادی ہی رکھتے ہیں، اتنی جلدی کیا ہے؟ کیا آج ہی رکھنا ضروری ہے، کچھ ذرا سوچنے کا موقع تو دو۔" وہ تلخی سے بولیں۔

اور پھر انہوں نے بچی کا نام سیدہ فاطمۃ الزہرہ رکھ دیا۔ "یہ جواد کی دادی کا نام تھا، بزرگوں کے ناموں میں بڑی برکت ہوتی ہے۔" (جاری ہے)

عشرۂ فنڈ

حضرت قاری طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں مدینہ طیبہ (زادھا اللہ شرفا و کرامۃ) میں حاضر ہوں اور حضرت ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آدمی میرے پاس پہنچا اور اس نے دس روپے دیے کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارسال فرمائے ہیں کہ یہ دارالعلوم میں داخل کر دیے جائیں۔ میں نے اس آدمی سے عرض کیا کہ یہ زکوۃ ہے یا عطیہ؟ اس نے کہا یہ عطیہ ہے۔ خواب ہی میں یہ بات دل میں جم گئی کہ میں اس مبارک رقم کو اجلاس صد سالہ کے سلسلے میں داخل کروں گا۔''

''چناں چہ میں نے صبح کو یہ مفصل خواب لکھ کر اور دس روپے کا نوٹ منسلک کر کے دفتر اجلاس میں بھجوا دیا۔ وہاں شہر کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے جو خواب سنا تو بہت سے لوگوں نے کسی نے ماں کی طرف سے، کسی نے بیوی کی طرف سے، کسی نے بہن کی طرف سے دس روپے دیے۔ جس سے دو ڈیڑھ سو روپے جمع ہوئے۔ اس کے بعد گھر میں تذکرہ ہوا تو میں نے بیان کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا تو میاں سالم، اسلم اور اعظم نے (تینوں حضرت کے صاحب زادے ہیں۔ مولانا اسلم صاحب راقم سے عمر میں چھوٹے تھے اور قدرے دوستی کا تعلق تھا) ایک ایک بچے اور ایک ایک عورت کی طرف سے دس دس روپے دے کر دو سو سے کچھ زائد انہوں نے جمع کر دیے۔''

''طلبا میں چرچا ہوا تو کچھ میرے پاس آئے کہ اس قسم کے خواب کا چرچا ہے۔ اس کی کیا اصلیت ہے؟ طلبا چاہتے ہیں کہ ان کے سامنے بھی بیان کر دیا جائے۔ چناں چہ طلبا کا اجتماع ہوا۔ ڈیڑھ دو ہزار طلبا جمع ہوئے۔ میں نے خواب بیان کیا پھر جو پیسوں کی بارش ہونا شروع ہوئی، حالاں کہ بے چارے غریب اور غریب الدیار طلبا مگر چودہ سو روپے انہوں نے اسی مجلس میں جمع کر دیے۔ کسی کے پاس کچھ نہیں تھا تو ہاتھ کی گھڑی اتار کر مجھے دے دی۔ اب شہر میں یہ چیز پھیلی، جو آ رہا ہے دس روپے کا نوٹ لیے آ رہا ہے۔ یہ امی صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام کی برکت ہے کہ نام آتا ہے تو لوگ امڈ پڑتے ہیں۔''

''میں نے دفتر اجلاس کو لکھا کہ جتنی بھی رقم آئے وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے داخل کی جائے اور دینے والے کا نام معرفت میں لکھ دیا جائے۔ اس طرح بہت سارو پیہ جمع ہو گیا۔ اس کے بعد میرا مدراس جانا ہوا وہاں لوگوں نے کہا کہ یہاں بھی خوب چرچا ہے۔ وہاں بیان کیا تو کوئی چھ سات ہزار روپے لوگوں نے دس دس روپے دے کر جمع کر دیے۔ تو میں نے کہا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا لاکھوں روپے دے سکتی تھیں۔ مگر دس روپے اس لیے دیے کہ ہر ایک کو دس دینے آسان ہیں۔ اس لیے دس روپے عنایت فرمائے۔ (اور تا کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس سعادت میں حصہ لے سکیں۔ راقم) تو اس کا نام ہم نے عشرہ فنڈ رکھ دیا۔''

(خطبات حکیم الاسلام۔ جلد ۷/ص ۲۳۷)

راقم عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کی رحمت سے اس کام کے اسباب بھی غیب سے جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے بندوں کے قلوب میں اس کام کی رغبت اور ارادہ بھی پیدا فرما دیتے ہیں۔ یہ قاری صاحب رحمہ اللہ کا ایک مبارک خواب تھا۔ اس زمانے میں بھی جہاں خود غرضی نے انسان کو بھیڑیا بنا دیا ہے، صرف پاکستان میں ہزاروں مدارس بغیر کسی سرکاری امداد کے چل رہے ہیں، جن میں دس لاکھ کے قریب طلبا مفت رہائش، مفت تعلیم، مفت کھانا اور (باقی صفحہ 14 پر)

BRIGHTO PAINTS (Pvt) LTD.
Kh. Riaz Ahmed Sikka Street, 8 km, Raiwind Road,
Lahore-54161-PRF, Pakistan.

UAN #: +92-42-111-00-1973
Phone #: +92-42-5323284~88
Fax #: +92-42-5323290
E-mail: mail@brightopaints.com, info@brightopaints.com.
Visit us at www.brightopaints.com

عشق کی چنگاری

''اف اللہ! میں کہاں نکل آئی ہوں؟ کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ اب میں گھر کیسے پہنچوں گی؟ شام بھی ہونے والی ہے پھر تو......اور ہی مسئلہ ہو جائے گا اللہ......!''

فاطمہ نے سخت پریشانی کی حالت میں ادھر اُدھر نظر دوڑائی اور وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔ اس کے پاؤں تھک کر چور ہو چکے تھے۔ وہ بہت دیر سے اس بیابان میں کوئی راستہ ڈھونڈ رہی تھی لیکن یوں لگ رہا تھا کہ سارے راستے بند ہو گئے ہوں۔ سب کچھ دھندلا دھندلا سا تھا۔ ایک یاسیت کی چادر تھی جو ماحول میں تنی ہوئی تھی۔ وہ سخت خوفزدہ تھی۔

اچانک درختوں کے جھنڈ سے ایک انتہائی بدشکل عورت نکلی اور دور ہی سے اس کو پکارنے لگی۔

''فاطمہ......او فاطمہ!! کیا ہوا؟''

فاطمہ اس بدشکل عورت کے منہ سے اپنا نام سن کر مزید خوفزدہ ہوگئی۔ ''یہ کون ہے اور میرا نام کیسے جانتی ہے؟''

اتنے میں وہ عورت قریب آچکی تھی۔ ''کیا ہوا؟ کیا راستہ کھو بیٹھی ہو؟'' اس نے بڑی شفقت سے پوچھا۔

''جی مگر آپ کون ہیں اور مجھ...... مجھے کیسے جانتی ہیں؟'' فاطمہ نے انتہائی خوف کے عالم میں دریافت کیا۔

''اس بات کو چھوڑو، وہ دیکھو راستہ وہاں سے چلی جاؤ۔'' عورت نے ایک طرف اشارہ کیا۔ وہاں راستہ نمودار ہو چکا تھا، فاطمہ نے راستے اور عورت کی طرف دیکھا، اسے یوں لگا جیسے وہ کسی جادوئی دنیا میں موجود ہے۔

فاطمہ اس راستے کی طرف چل پڑی مگر وہ تو کوئی پرانی بستی تھی، جیسے وقت تھم گیا ہو یا جیسے سراب ہو، صرف آوازیں سنائی دے رہی تھیں، لوگ نظر نہیں آرہے تھے۔ فاطمہ نے قدموں کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی عورت تھی مگر اب وہ نہایت خوب صورت لگ رہی تھی، حسین، شگفتہ ایسے جیسے جنت کی کوئی حور ہو......!!

''فاطمہ! میں نے سوچا تم کو راستہ سمجھ نہیں آئے گا، اس لیے ساتھ آگئی۔'' عورت نے وضاحت کی، اس کا رویہ ایسا تھا جیسے وہ فاطمہ کو اچھی طرح جانتی ہو، عورت فاطمہ کو ساتھ لے کر چلنے لگی۔

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے دیکھا کہ قد آدم چمڑے کی ٹنکیاں پانی سے بھری رکھی ہیں، ایک جانب آگ دہک رہی ہے اور داغنے کے اوزار اس میں تپائے جا رہے ہیں۔ پھر فاطمہ کو لگا جیسے دھندلی تصویر سے کردار ابھرنے لگے ہیں۔

تین افراد جن میں ایک پرنور چہرہ بوڑھی خاتون اور دو مرد...... ہاتھ پاؤں بندھے ایک جانب پڑے تھے......

زبان پر ذکرِ الٰہی جاری ہے۔ پھر اس نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوف ناک شخص نے اندھا دھند ان پر کوڑے برسانے شروع کر دیے، پھر کچھ دیر بعد اس نے تینوں کے جسموں کو جگہ جگہ آگ سے داغنا شروع کر دیا، پھر ان پر پانی سے بھری مشکیں انڈیل دیں، وہ بار بار اس عمل کو دہرا رہا تھا، مگر ان تینوں کی زبانوں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں نکلتی رہیں۔

بنت اعجاز احمد

پھر غصہ میں آگ بگولہ ہو کر وہی شخص خاتون کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''ہمارے معبودوں کو اچھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا نہیں کہے گی تو یونہی سسک سسک کر مر جائے گی، یاد رکھ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے خدا سے انکار نہ کیا تو آج شام دیکھنی نصیب نہ ہوگی۔''

فاطمہ یہ سب منظر دیکھ کر ایک طرف خوف زدہ ہو کر کھڑی ہوگئی۔

''ناس ہو جائے تیرے معبودوں کا! مجھے موت سے پیاری کیا چیز ہے؟ کم از کم تیری منحوس صورت تو نہ دیکھوں گی۔''

خاتون نے پرسکون مگر ٹوٹی پھوٹی کمزور آواز میں کہا تو پیچھے کھڑے اس بدبخت کے ہم منصب ہنسنے لگے۔ وہ شخص آپے سے باہر ہوگیا اور بڑھیا کے پیٹ پر بے تحاشہ لاتیں مارنے لگا مگر وہ خاتون برابر کہے جا رہی تھیں۔

''ناس ہو جائے تیرے معبودوں کا، میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو واحد لاشریک ہے، ظالم میری جان نکل جائے گی مگر کلمہ اب دل سے نہ نکلے گا۔''

وہ شخص اب غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے بے تاب ہو کر ہاتھ میں پکڑا نیزہ کھینچ کر بوڑھی خاتون کو مارا جس سے خاتون کی ہلکی سی چیخ بلند ہوئی اور ان کے خون سے زمین رنگین ہونے لگی۔

ان بندھے ہوئے مردوں میں سے ایک بوڑھے مرد چیخ کر بولے:

''او خدا کے دشمن! تو نے اسے شہید کر دیا......لعنت ہے تجھ پر اور تیرے معبودوں پر! اب اپنے غصے میں جل بھن جا کہ اللہ نے اس سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا وعدہ کس کا ہے؟''

اس بدبخت نے ان فرشتہ صورت بزرگ کو کچھ اور کہنے سے پہلے بڑھ کر پیٹ پر زور سے لات ماری، جس سے بزرگ بھی کلمہ پڑھتے ہوئے زمین پر گر گئے اور ہمیشہ کے لیے پرسکون نیند سو گئے۔

منظر ایک مرتبہ پھر دھندلا ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا...... فاطمہ کی آنکھیں خوف و دہشت سے جیسے پتھرا گئیں تھیں، خون بدستور زمین پر موجود تھا۔

''یہ سب کچھ کیا تھا؟'' اس نے عورت سے پوچھا جو کہ بے تحاشا رو رہی تھی۔

''یہ خون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو اپنے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ اور خاوند یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

الحجاز کراچی

رفقاء دار الافتاء جامعۃ الرشید کا موقف

متنازعہ اہم مسائل پر سیر حاصل بحث

رفقاء دار الافتاء جامعۃ الرشید کی عمدہ علمی تحقیق

دو سالہ بحث و مباحثہ، غیر سودی بینکوں کے دوروں، فقہی مباحث، عمیق مطالعہ اور تحقیقات کا خلاصہ

بینک کے اہم ایگریمنٹ کا اردو ترجمہ

کل قیمت ~~200~~ روپے

رعائتی قیمت 120 روپے

علاوہ ڈاک خرچ

ملنے کے پتے:

ادارہ اشاعت الخیر، ملتان 0300-7301239

ممتاز کتب خانہ، پشاور 0314-9698344، 091-2580331

کاشی نیوز ایجنسی، بہاولپور 0333-6367755، 062-2731947

قرآن محل راولپنڈی 0321-5123698

مکتبہ نقوش اسلامی، گلی منڈی، اردو بازار لاہور 0321-4536727

فیصل آباد 0321-7693142

السعید ہومیو اینڈ ہربل، پتی ساہیوال 0321-6950003

دوکان نمبر 8، اثین مارکیٹ، نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی رابطہ نمبر 0314-2139797

اسلام میں داخل ہوئیں، جس کی سزا میں ابوجہل نے ان کو تکلیفیں پہنچائیں، مگرانہوں نے سخت ترین تکالیف برداشت کیں اور بالآخر رب کائنات پر جان قربان کردی......"

اتنا کہہ کر وہ عورت کافی دیر خاموش رہی، پھر گرج دار آواز میں فاطمہ سے مخاطب ہوئی......

"تم کو تو زیور سے محبت ہے ناں، نت نئے کپڑوں کی تم عاشق ہو، فیشن کی دل دادہ ہو، تو مرو اسی فانی دنیا کے غم میں مرو...... یہ حضرت سمیہ تھیں، جن کو آخرت کا غم تھا اور تم مہندی مایوں کا غم کھاؤ، مردوں کے شانہ بہ شانہ چلو، اپنے حسن کے کرشمے دکھاؤ...... ہاں ہاں ستا مل گیا تم کو اسلام، اس لیے خوشیاں مناؤ، رت جگا کرو کہ ڈھولک کی تھاپ پر فاطمہ کی بیٹیاں کیا کیا کرتب دکھاتی ہیں؟" عورت غصے اور جوش سے کانپ رہی تھی۔

"تم کیا لینے آئی ہو یہاں، یہ تو عاشقوں کی بستی ہے یہ تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیارا نگر ہے، یہاں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیا کی داستانیں ہیں، اسماء کی کہانیاں ہیں، جاؤ جاؤ یہ بستی دیوانوں کی ہے، تمہارا یہاں کیا کام تمہارا یہ راستہ کہاں؟"

فاطمہ کو یوں لگا جیسے الفاظ تیر کی طرح اس کے دل میں پیوست ہو رہے ہیں۔ پھر وہ عورت آگے بڑھی اور بڑی بے دردی سے اس کو کھینچ کر اس بستی سے لے جانے لگی۔ اس نے دیکھا کہ جیسے جیسے وہ بستی سے دور ہو رہے ہیں عورت بد صورت ہوتی جا رہی ہے اور اس کا لباس بوسیدہ...... پھر اس عورت نے فاطمہ کو ایک ایسی بستی میں دھکا دے دیا، جہاں لوگ بدصورت ہیں، اکثر کی شکلیں بندر اور خنزیروں جیسی ہیں۔

"جاؤ اپنی بستی میں رہو، ان حیوانوں جیسے انسانوں میں......"

عورت نے فاطمہ کا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا، عورت کی شکل نہایت بدصورت ہو گئی تھی اور لباس تار تار تھا۔

فاطمہ نے روتے ہوئے کہا: "یہ میری بستی نہیں ہے"

"وہ دیکھو تمہارا گھر......" عورت نے اشارہ کیا واقعی وہ فاطمہ کا گھر تھا جس کے در و بام گانوں کی آواز سے ہل رہے تھے۔

"آپ کو کیا ہوا ہے؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ ایسی نہیں تھیں......؟" فاطمہ اب زار و قطار رو رہی تھی۔

"میں...... میں ہر دور کی عورت کا آئینہ ہوں، میرے گندے دل اور برہنہ بدن والے دشمنوں کو یہی غم لاحق تھا کہ میرے بدن پر سالم لباس کیوں ہے؟ چہرے پر نور کیوں ہے؟ ......بس چھین لیا مجھ سے میرا نور اور کھنچوا دیا میرا لباس...... تم قصوروار ہو فاطمہ...... تم...... تم قصوروار ہو...... تم......"

☆......☆......☆

فاطمہ چیخ مار کر اپنے بستر سے اٹھ بیٹھی...... وہ کہاں تھی اور کہاں ہے؟ آنسو اب بھی مسلسل اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ دل کے آسمان پر چھائی گندگی، توبہ کے پاکیزہ قطروں سے دھل رہے تھے۔

گھر کے دونوں پورشن روشنی میں ڈوبے ہوئے تھے اس کے بڑے تایا کی بیٹی کی شادی کے فنکشنز کا آغاز تھا، آج رت جگے کا پروگرام تھا، سارا گھر موسیقی کے بے ہنگم شور میں غرق تھا...... لڑکے لڑکیاں گھر کے مرکزی ہال میں جمع تھے۔

ٹھک ٹھک...... ٹھک...... کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی، فاطمہ نے جلدی جلدی آنسو صاف کیے اور دروازے کی طرف لپکی "کون؟"

"یار میں ہوں مہوش کیا ہو گیا کھولو بھی......"

دروازہ کھلتے ہی شوخ چنچل مہوش چست لباس اور برائے نام دوپٹے کو سنبھالتے ہوئے داخل ہوئی۔

"فاطمہ ڈیئر! تو ابھی تک تیار نہیں ہوئی، تھوڑی دیر آرام کا کہا تھا تو نے تو......؟"

"سوری مہوش میں شرکت نہیں کر سکتی۔" فاطمہ نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا

"کیا کہہ رہی ہو، ساری تیاری کی ہوئی ہے پوری رات کا فنکشن ہے اور آج ہی تو شادی کی Starting ہے تم ابھی سے سست پڑ گئی ہو۔"

"مہوش میں ایک بار کہہ چکی ہوں مجھے نہیں جانا تو پھر نہیں جانا......" فاطمہ نے دو ٹوک الفاظ میں کہا۔

مہوش حیرت سے فاطمہ کو دیکھنے لگی۔

"تم تو لگتا ہے اب تک سو رہی ہو، مگر میں تمہاری وجہ سے اپنا فنکشن مس نہیں کر سکتی۔" یہ کہتی ہوئی مہوش کمرے سے نکل گئی۔ مہوش کا غصہ دروازہ زور سے بند کرنے سے جھلک رہا تھا۔

"سو رہی ہوں!!...... نہیں میں ابھی تو جاگی ہوں۔"

فاطمہ نے خود کلامی کی اور دروازہ بند کر دیا اسے اندازہ تھا کہ ابھی بہت کچھ ہوگا...... مگر خود مجھے بھی تو ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اپنے قصور کو دھونا ہے، اس عورت کو خوب صورت سراپا دینا ہے، یہ تو صرف چنگاری تھی مگر اس سے ایک عالم کو روشن کرنا ہے۔

تم ہراساں ہو میری عشق کی چنگاری سے
ابھی اس آگ کو دنیا میں لگانا ہے مجھے

فاطمہ وضو کر کے جائے نماز پر سجدہ ریز تھی اپنے حال کو ماضی سے جوڑنے کے لیے اس کو آنسوؤں کی زنجیروں کی ضرورت تھی، کیوں کہ جہاں سے اس کا سفر شروع ہوا تھا، وہی اس کی منزل تھی۔

بقیہ: عشرہ فنڈ

جیب خرچ حاصل کر رہے ہیں، جن کا اگر مجموعی خرچ کا حساب کیا جائے تو کروڑوں روپے ماہانہ کا خرچ ہے۔ یہ اتنی بڑی رقم کہاں سے آتی ہے؟ مادہ پرست اور عقل زدہ لوگ یہ دیکھ کر حیران ہیں۔ ان پر غیر ملکی امداد کا الزام لگتا ہے کہ وہ ان ملکوں کے لیے کام کر رہے ہیں اور یہود و نصاریٰ تو ان کے وجود ہی کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں، لیکن حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرما رہے ہیں۔ وہ لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ وہ اس کار خیر میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لیں۔ سچ ہے

رحمت حق بہا نہ می جوید
رحمت حق بہا، نہ می جوید

﴿مولانا محمد ولی رازی کے "روشن جھروکے" سے انتخاب از **ماریہ ارسلان**، کراچی﴾

1987ء سے خدمت میں مصروف
پُھلبہری، برص
LEUCODERMA-VITILIGO
STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT
سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے
ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)
کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام
کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر
فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نزد بالمقابل K.F.C کراچی
فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)
پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: 2218215-19(091) موبائل: 8566188(0300)
ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔
فون: 4518061-62/4582803(061) موبائل 8566188(0300)
لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر
عامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور
فون: 7115015-19(042) موبائل: 8566188(0300)
اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری
مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 قطبی چوک (سرائے چوک) اسلام آباد
فون: 2255880-2854595(051) موبائل 8566188(0300)
E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

سنگترہ

سنگترہ سرد موسم میں قدرت کا ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ سنگترے کے مسلسل استعمال سے ذہن تیز اور حافظہ قوی ہوتا ہے۔ خون صاف ہوتا ہے اور رنگت نکھرتی ہے۔ جسم کا زہریلا مادہ خارج ہوتا ہے اور جسم اعتدال پر آتا ہے۔ سنگترہ میٹھا ہونا چاہیے کیوں اس کی کثرت مٹھاس ہی اس کی افادیت کی زیادتی کا سبب ہے۔ سنگترے کی غذائی قوت خالص دودھ جیسی ہے۔ پھر دودھ معدے پر بھاری ہوتا ہے جبکہ سنگترے کا رس نہایت زود ہضم ہوتا ہے سنگترے میں معدنی نمکیات پائے جاتے ہیں جس سے تیزابیت دور ہوتی ہے۔ اس میں وٹامن اے بی اور سی کافی مقدار میں ہوتا ہے۔ قلب کی کمزوری دور کرنے کے لیے اور معدے کے افعال درست کرنے کے لیے بھی سنگترے کا استعمال مفید ہے چوں کہ سنگترے کا مزاج سرد تر ہے اس لیے گرم مزاج والوں کے لیے مفید تر ہے۔ یہ خود بھی جلد ہضم ہوتا ہے اور بھوک بھی خوب لگاتا ہے۔ اطباء کی تحقیق کے مطابق سنگترے کی ہلکی ترشی ہے اس کی افادیت کا راز ہے۔ (تمام ترش پھل معدے کے لیے فائدے مند ہیں)۔ سنگترے کثرت سے استعمال کرنے سے چہرے پر داغ دھبے اور چھائیاں نہیں ہوتیں۔ غرض دوسرے تمام پھلوں کی طرح سنگترہ بھی بے مثال خوبیوں کا حامل ہے اور یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ غذا کے ساتھ پھلوں کا استعمال بہت سے بیماریوں سے بچاتا ہے۔

"فبای الآء ربکما تکذبان" **(ق۔ زوجۂ شاہ زیب)**

الحمد للہ مسلسل اشاعت کے 6 سال

دینی و اخلاقی اقدار پر مبنی معیاری رسالہ جس میں شامل ہیں دلچسپ کہانیاں، سائنسی مضامین، تاریخ اسلام کے روشن باب، اسلامی مشاہیر کے واقعات اور بہت کچھ جو آپ پڑھنا چاہیں

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین

weekly magazine for children & teenagers

The TRUTH International

A Value Based Education And Training Publication

اپنے بچوں کیلئے صاف ستھرے انگریزی میگزین کا انتخاب کیجئے!

اپنی کاپی ہاکر سے طلب کیجئے ...... یا ...... سبسکرپشن کیلئے رابطہ کیجئے:

0322-2740052

021-36881355

دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

www.thetruthmag.com

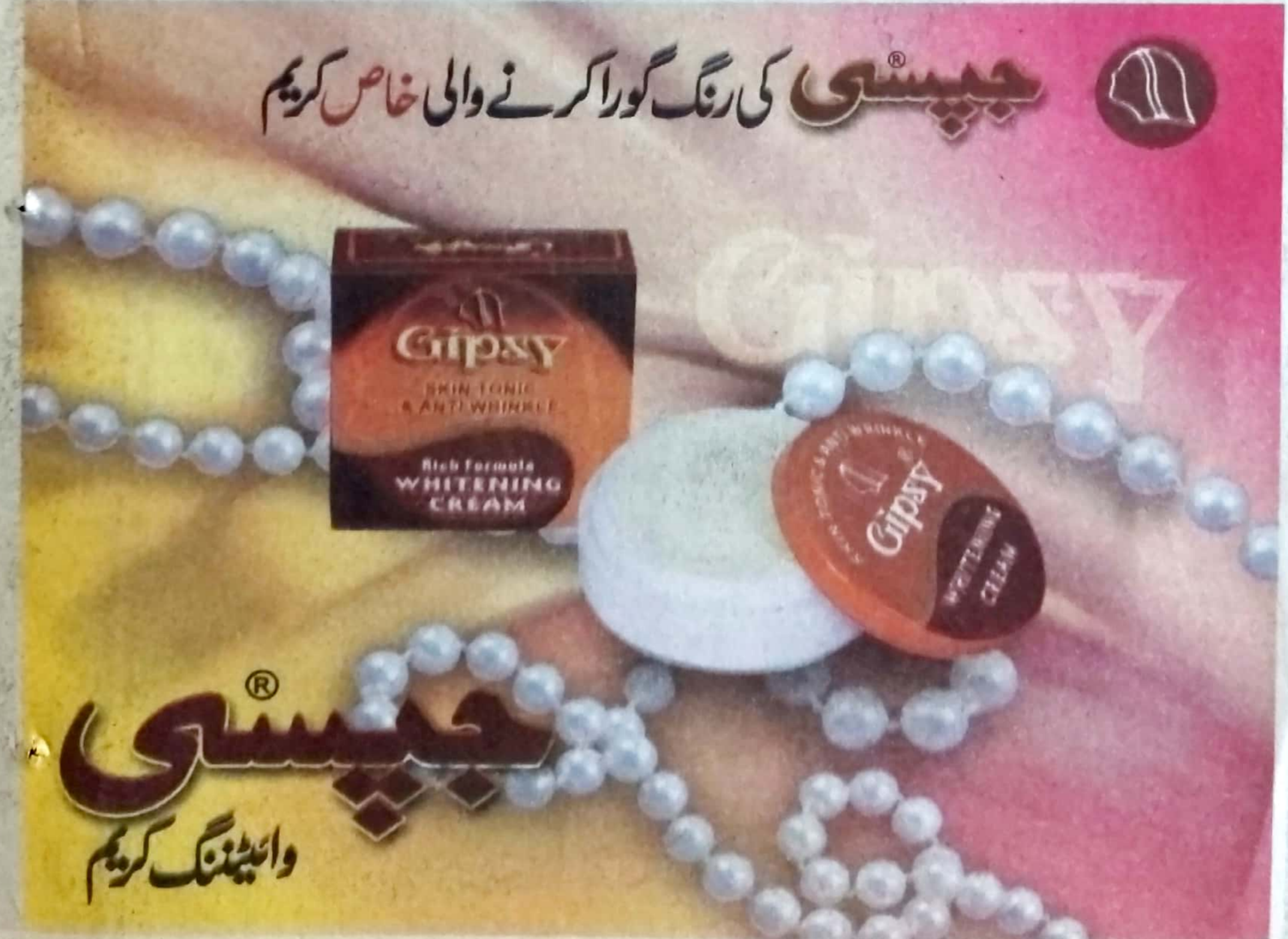

خواتین کا اسلام

371 بدھ 6 جمادی الاولیٰ 1431ھ مطابق 21 اپریل 2010

www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

تین بابرکت آیتیں

سورۂ مومن کی ابتدائی آیات میں ارشاد ہے:

''یہ حٰم ہے۔ اس کتاب کی تنزیل خدائے عزیز وعلیم کی طرف سے ہے۔ جو گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا اور بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹنا ہے'' [سورۂ مومن: ۱،۲،۳]

معارف: سورۂ مومن کی یہ ابتدائی آیات بہت بڑی فضیلت بھی رکھتی ہیں اور ان میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے سامان موعظت بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شروع دن میں آیۃ الکرسی اور سورۂ مومن کی (مذکورہ) آیتیں پڑھ لے وہ اس دن ہر برائی اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

ان آیات میں اصلاحِ خلق کی بڑی تاثیر پائی جاتی ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے بڑا بارعب اور قوی آدمی تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ کچھ عرصے تک وہ نہ آیا تو حضرت عمر نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا، لوگوں نے کہا ''امیر المومنین!...... اس کا حال نہ پوچھیے، وہ تو شراب میں بدمست رہنے لگا ہے۔'' حضرت عمر نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا'' یہ خط لکھو (خط میں حضرت عمر نے تیسری آیت کے الفاظ شامل فرمائے)''، مضمون خط کا کچھ یوں تھا:

''من جانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں، سلام علیک! اس کے بعد میں تمہارے لیے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

پھر حاضرین مجلس سے کہا، اب مل کر اس کے لیے دعا کرو کہ اللہ اس کے دل کو پھیر دے اور اس کی توبہ کو قبول فرمائے۔ جب حضرت عمر کا یہ خط اس آدمی تک پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی ہے، پھر رونے لگا اور شراب خوری سے باز آ گیا...... پھر اس نے ایسی توبہ کی کہ کبھی اس کے پاس بھی نہ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس تاثیر کی اطلاع ملی تو آپ نے دوسروں کو بھی نصیحت فرمائی کہ وہ بھی اس طرح کے معاملے میں ایسی ہی حکمت سے کام لیں۔

الحدیث

بیویوں سے اچھا سلوک

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا: ''لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے اللہ کی امان کے ساتھ ان کو اپنے عقد میں لیا ہے۔ اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا (گھر میں آنا اور) تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اسے وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں۔ اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو تم (تنبیہ کے طور پر) سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمے مناسب طریقے سے ان کے کھانے کپڑے (وغیرہ ضروریات) کا بندوبست کرنا ہے۔ (صحیح مسلم)

تشریح:

اس حدیث شریف میں پہلی بات تو یہ ارشاد فرمائی گئی کہ مرد جو عورتوں کے بااختیار اور صاحب امر سربراہ ہیں وہ اپنی سربراہی کو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور محاسبہ سے بے پروا ہو کر عورتوں پر استعمال نہ کریں۔ وہ ان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور یاد رکھیں کہ ان کے اور ان کی بیویوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی کے حکم اور اسی کے مقرر کیے ہوئے قاعدے کے مطابق وہ ان کی بیوی بنی ہیں اور ان کے لیے حلال ہوئی ہیں۔ اگر شوہر حضرات ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی کریں گے تو اللہ کی دی ہوئی امان کو توڑیں گے اور اس کے مجرم ہوں گے۔

یہ عورتوں کے لیے کتنا بڑا شرف ہے اور اس میں ان کے شوہروں کو کتنی بڑی آگاہی ہے کہ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ ان کی بیویاں اللہ کی امان میں ہیں۔ معاً بعد دوسری طرف بیویوں کو بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ شوہروں کی ایسی خواہشات جو جائز حدود میں ہوں، ان کا خیال رکھیں۔ مثلاً شوہر کو اگر کسی کا اپنے گھر میں آنا پسند نہ ہو تو اسے وہ منع کر دے اور اگر شوہر کے منع کرنے کے باوجود عورت ایسا نہ کرے تو شوہر مناسب انداز میں سزا بھی دے سکتا ہے۔ یعنی دونوں کو سمجھایا گیا ہے۔

گوشۂ سیرت

کفارِ مکہ کی محاذ آرائی

کفار قریش نے ایک مجلس یہ طے کرنے کے لیے بلائی کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین کا راستہ کیوں کر روکا جا سکتا ہے؟ کئی طرح کے مشورے ہوئے اور کئی انداز کی باتیں سامنے آئیں۔ چناں چہ ان کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ ہم نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بد دین اور جھوٹا ثابت کریں گے اور لوگوں کو بتائیں گے کہ یہ شخص جادوگر ہے۔ اس کام میں ابولہب پیش پیش تھا۔ وہ حج کے ایام میں، لوگوں کے ڈیروں اور چوپالوں میں، عکاظ، مجنہ، اور ذوالمجاز کے بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا رہتا۔ آپ اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے اور ابولہب پیچھے پیچھے یہ کہتا کہ اس کی بات نہ ماننا، یہ جھوٹا بد دین ہے، نعوذ باللہ!...... اس دوڑ دھوپ کا یہ نتیجہ نکلا کہ لوگ حج سے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ان کے علم میں آ چکا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوائے نبوت فرمایا ہے۔ اور یوں ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا چرچا پورے دیارِ عرب میں پھیل چکا تھا، لیکن یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل دعوت دین کا قلع قمع کرنے کی تدابیر سوچنا شروع کر دیں۔ جن تدبیروں کو بروئے کار لایا گیا، ان میں یہ بھی تھا کہ...... آپ کی بات کو ہنسی مذاق میں اڑا دیا جائے، آپ کی تحقیر کی جائے، استہزا کیا جائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی جائے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو بد دل کر کے ان کے حوصلے توڑ دیے جائیں، اس مقصد کے لیے مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناروا تہمتوں اور بے ہودہ گالیوں کا نشانہ بھی بنایا۔

سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا استغفار

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تُبْتُ اِلَیْکَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِیْهِ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا اَعْطَیْتُکَ مِنْ نَفْسِیْ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَکَ بِهٖ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِلنِّعَمِ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ فَتَقَوَّیْتُ بِهَا عَلٰی مَعَاصِیْکَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ بِکُلِّ خَیْرٍ اَرَدْتُّ بِهٖ وَجْهَکَ فَخَالَطَنِیْ فِیْهِ مَا لَیْسَ لَکَ، اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ" وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ. [رواہ الدیلمی]

"اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتی ہوں، ان گناہوں کی جن سے میں نے تیرے حضور توبہ کی ہو اور پھر پلٹ کر وہی گناہ دوبارہ کیے ہوں، اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتی ہوں اس عہد کے بارے میں جو میں نے اپنی ذات کی طرف سے تجھ سے کیا ہو اور پھر میں نے اسے وفا نہ کیا ہو اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتی ہوں ان نعمتوں کے بارے میں جن سے قوت و طاقت حاصل کر کے میں نے تیری نافرمانیاں کی ہوں۔ اور تجھ سے معافی اور بخشش کی سوالی ہوں ہر اس نیکی کے بارے میں جو میں نے تیری رضا جوئی کی نیت سے کرنی چاہی ہو، پھر اس میں تیرے ماسوا دوسرے اغراض کی آمیزش ہو گئی ہو۔ اے میرے اللہ! مجھے رسوا نہ کرنا، بے شک تو مجھے خوب جانتا ہے، تجھ سے میرا کوئی راز ڈھکا چھپا نہیں ہے اور مجھے عذاب نہ دینا، تجھے مجھ پر طرح قدرت حاصل ہے (اور میں بالکل عاجز اور تیرے قبضہ و اختیار میں ہوں)۔

تعمیر فکر

مخلوط نظامِ تعلیم کی تباہ کاری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

پچھلی مرتبہ کچھ باتیں تعلیم کے حوالے سے عرض کی تھیں...... ہمارے نظامِ تعلیم میں دیگر خرابیاں جو ہیں سو ہیں...... ایک بہت بڑی خرابی مخلوط نظام کی ہے...... ہم اپنے بچے بچیوں کو اسکول داخل کرانے جاتے ہیں تو یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ادارہ کن ہاتھوں میں ہے...... کون لوگ اس کے کرتا دھرتا ہیں...... بس شہرت و نام وری اور انگریزی ماحول کو ترجیح دی جاتی ہے...... اپنے بچوں کا "مستقبل محفوظ" بنانے کے لیے ایسے اداروں کا انتخاب کیا جاتا ہے جہاں پریپ اور نرسری سے مخلوط ماحول کا آغاز ہو جاتا ہے...... کچھ سمجھ دار یا اسلام پسند سمجھے جانے والے ادارہ مالکان پرائمری کے بعد بچے بچیوں کی کلاسیں علیحدہ کر دیتے ہیں لیکن ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا...... بچہ اگر داخلے کے وقت تین سال کا ہو تو پرائمری میں پہنچنے تک دس سال کا ہو چکا ہوتا ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم ارشاد فرمائی ہے کہ لڑکا لڑکی سات سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر علیحدہ کر دو...... یہ بھائی بہن کے بارے میں حکم ہے...... اور وہ جو بالکل اجنبی اور نامحرم ہیں ان کے بارے میں تو مزید احتیاط کرنا ہوگی...... مگر ہم "ابھی تو بچے ہیں!" کہہ کر ٹال دیتے ہیں...... بچپن ہی سے مخلوط نظام میں تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام نے مرد و عورت کے اختلاط سے متعلق ہمیں جن حدود و قیود کا پابند بنایا ہے وہ دماغ سے آہستہ آہستہ تحلیل ہونا شروع ہو جاتی ہیں...... شرم و حیا کے وہ فطری دائرے سمٹ جاتے ہیں جن کے اندر رہنے کا ہمیں پابند بنایا گیا ہے۔

آج آپ دیکھ لیں زندگی کے ہر شعبہ میں مرد و عورت برابری کی بنیاد پر براجمان نظر آئیں گے...... عورت (بے پردہ یا باپردہ) دفتروں میں، دکانوں میں، کارخانوں میں مرد کے برابر بیٹھی نظر آئے گی...... حتیٰ کہ بہت سے اسلامی اداروں میں بھی! (جن کا اسلام سے اتنا ہی تعلق ہوتا ہے جتنا کہ نور جہاں کا) حیرت و افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض مذہبی، سیاسی لیڈر اس بات میں بالکل شرم محسوس نہیں کرتے جو ٹی وی ٹاک شوز میں آتے ہیں اور ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت بیٹھی شریکِ گفتگو ہوتی ہے...... اس کی وجہ وہی مخلوط نظامِ تعلیم ہے جو ہمارے ہاں نہایت تیزی سے جڑ پکڑ چکا ہے...... اور جس نے ہماری اگلی پچھلی نسلوں سے حیا و شرم کے جذبات ختم کر دیے ہیں...... پریپ سے آغاز ہونے والا اختلاط جب کالج یونیورسٹی کے لیول تک پہنچتا ہے تو کیا کچھ گل نہیں کھلا چکا ہوتا...... ایسی ایسی لرزہ خیز اور شرم ناک کہانیاں ہیں کہ انسان سنے اور سر پیٹتے بیٹھ جائے...... اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ ہمارا خاندانی نظام ابھی اتنا مضبوط ہے کہ ہمارے ہاں میٹرک کلاس کی لڑکیاں بغیر شادی کے ماں نہیں بننے لگی ہیں...... لیکن ٹی وی چینلوں کا لایا ہوا طوفان کب تک اس بند کو قائم رہنے دے گا...... مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ طوفان کا مقابلہ ہی نہ کیا جائے...... معاملہ تو کرنا ہے اور اس کا آغاز اپنے گھر سے اور اپنے بچوں کے اسکول سے کرنا ہوگا...... یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم اپنے بچوں کو ہرگز مخلوط نظامِ تعلیم کے حوالے نہیں کریں گے۔

والسلام

محمد احمد حافظ

"خواتین کا اسلام"

شمارہ نمبر 375 'حجاب نمبر' ہوگا

قاریات بہنیں

نوٹ فرمالیں

خط کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 36609986 فون: 021 36609983

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

صوتِ مردود

۳

ہال کی زیبائش وآرائش دیکھ کر سلمیٰ بیگم نے اپنی انگلی منہ میں دبالی...... باپ رے! کیا خوب صورت سجایا گیا ہے ہال کو...... ہال کی چاروں دیواروں پر سندس کی سابقہ اور موجودہ تصویریں سجائی گئی تھیں...... جن میں وہ کسی ماڈل (موڈ گرل) سے کم نہیں لگ رہی تھی......

خدیجہ اور عالیہ بھی چاروں طرف نظریں گھما گھما کر دیکھ رہی تھیں کہ اچانک مصنوعی طور پر بجلی بند کردی گئی...... یک دم سب عورتوں کی چیخیں نکلیں...... پھر اچانک تمام لائٹیں روشن کردی گئیں تو تمام عورتوں نے تالیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اب حالت یہ تھی کہ ہال میں موجود کوئی خاتون ایسی نہ تھی کہ جس کے سر پر دوپٹہ ہو۔ اسی دوران اچانک میوزک کی آواز ابھری اور جونہی سب عورتوں نے اسٹیج کی طرف نگاہ اٹھائی تو وہاں انور چودھری، چار گلو کاروں اور مغربی لباس میں ملبوس سندس کو پایا۔ سلمیٰ بیگم نے بے اختیار نگاہیں جھکالیں تو ساتھ والی عورت فوراً بولی!

''اگر ملانی بنتی ہو تو یہاں آئی ہی کیوں ہو؟...... ملانی بہن! Enjoy کرو...... اللہ ایسے موقع بار بار نہیں دیتا۔''

اس عورت کی بات سن کر پہلی بار خدیجہ اور عالیہ کو احساس ہوا کہ انہوں نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ یہ تینوں ماں بیٹیاں دوپٹہ اوڑھنے کی کوشش کرتیں تو سب عورتیں ان پر آوازیں کستیں۔ سلمیٰ بیگم کو رہ رہ کر اپنے خاوند یاد آرہے تھے کہ کاش! ان کی باتوں پر عمل کرلیتی تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا...... اسی دوران ایک بہت بڑا کیک لایا گیا جس پر 20 عدد موم بتیاں روشن تھیں۔ سندس نے متعدد پھونکوں سے ان کو بجھایا تو سب نے ترنم سے ''Happy Birthday To You'' گانا شروع کردیا...... اس کے بعد محفل موسیقی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

ایک بات قابل غور تھی کہ ابھی دوپہر کے دو ہی بجے تھے۔ یعنی معلوم ہوتا تھا کہ سب عورتیں نماز پڑھے بغیر ہی پہنچ گئی ہیں...... سلمیٰ بیگم اور ان کی بچیاں اگرچہ نماز پڑھ کر آئی تھیں لیکن جلدی جلدی...... ایسی نماز کا کیا فائدہ؟ جو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر منہ پر ماردی گئی ہو۔ سالگرہ اور اس قسم کی دیگر رسومات میں عموماً وقت کا مذاق اڑایا جاتا ہے یعنی قیمتی وقت کو ضایع کیا جاتا ہے...... ایسی تقریبات عموماً تاخیر سے شروع ہوتی ہیں لیکن اس تقریب میں ذرا بھی تاخیر نہ ہوئی۔ پروگرام دیے گئے وقت کے مطابق شروع ہوا...... یوں دکھائی دیتا تھا کہ ایک منظم پروگرام ترتیب دیا گیا ہے...... کسی خاص مقصد کو سامنے رکھ کر......

☆......☆......☆

دوسری جانب مولانا عبدالہادی بڑے دردمندانہ انداز میں تقریر کررہے تھے کیوں کہ موضوع ہی ایسا تھا جس نے امت مسلمہ کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تقریر کے شروع میں انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اخت حافظ عبد الرزاق

میں نے دیکھا کہ میوزک میں الجھ کر اکثر
تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیے
نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیے
نہ میرے ذکر میں ہے صوفیوں کا سوز وسرود
نہ میرا فکر ہے پیمانۂ ثواب وعذاب
خدا کرے کہ اسے اتفاق ہو مجھ سے
فقیہِ شہر کہ ہے محرمِ حدیث وکتاب
اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نالے وچنگ ورباب!

☆☆☆

دل کے پھپھولے جل گئے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

باقاعدہ تقریر شروع ہوئی تو مولانا جذبات کے سمندر میں بہتے چلے گئے۔ کبھی کبھی ان کی آنکھوں سے آنسو بھی چھلک پڑتے...... مجمع پر بھی وجد کی سی کیفیت طاری تھی...... مولانا کہہ رہے تھے...... میرے نوجوان ساتھیو! اس موسیقی نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نوجوانوں کو تباہ وبرباد کردیا ہے...... آج اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی گانے سن سن کر ناچتے ہیں جس نے صرف بانسری کی آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لی تھیں کہ وہ منحوس آواز نہ آئے [ابن ماجہ] ہائے افسوس! آج اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نوجوانوں کے ہاتھوں میں آلات موسیقی آگئے جس نے فرمایا تھا کہ ''مجھے آلات موسیقی توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔'' [کنز العمال]

ارے میرے پیارو! ان فاحشہ عورتوں کے گانے سننا چھوڑو...... اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں حوروں کے گیت سنوائے گا...... اس موسیقی پر لعنت بھیجو کل کو اللہ تعالیٰ تمہیں خود اپنا کلام سنائے گا...... اور اگر ہم موسیقی سننے سے باز نہ آئے تو یہ بھی سن لو کہ ''پھر بروز قیامت موسیقی سننے والوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔'' [کنز العمال 220/15]

لہٰذا میرے جگر گوشو! چھوڑو ان خرافات کو اور دوڑو اپنے اللہ کی طرف جو نہ جانے کب سے ہماری توبہ کا منتظر ہے۔

خطائیں دیکھتا ہے پر عطائیں کم نہیں کرتا
نہ جانے اپنے بندوں پہ وہ اتنا مہرباں کیوں ہے؟

ابھی تقریر جاری ہی تھی کہ ایک جوان نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ مولانا صاحب! میرے اک شبہے کا ازالہ فرمادیں...... میرے یار احباب کہتے ہیں کہ ڈانس اور ورزش ایک ہی چیز ہیں۔ اس لیے ناچنے میں کوئی مضایقہ نہیں...... تو کیا ایسا کہنا درست ہے؟

مولانا مسکرائے اور بولے: ''بیٹا یہ تو ایک عام سا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ڈانس اور ورزش میں زمین وآسمان کا فرق ہے...... لیکن چلو...... میں تمہاری تسلی کے لیے دو بزرگوں کے اقوال تمہیں سناتا ہوں...... تمام حاضرین کان لگا کر سننے لگے...... مولانا گویا ہوئے: میرے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''رقص کرنے والے لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص وڈانس کو ''ورزش'' کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام شربت رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔'' (آپ کے مسائل اوران حل 339/7)

جبکہ قاری محمد سعید صدیقی صاحب اپنی تالیف ''شیطان کی اذان'' صفحہ 61 پر راقم ہیں کہ ''جو لوگ سرود وموسیقی سے شغف رکھتے ہیں، وہ کبھی ترنگ میں آکر ہاتھوں سے اشارے کرتے ہیں، کبھی انگلیاں بجاتے ہیں، کبھی پیر زمین پر مارتے ہیں، کبھی سر نچاتے ہیں، کبھی کندھے ہلاتے ہیں، کبھی پاس پڑی چیزیں بجاتے ہیں، کبھی گدھے کی طرح مستاتے ہیں، کبھی تالیاں بجاتے ہیں، کبھی اف واہ کرتے ہیں، کبھی پاگلوں کی طرح چیختے چلاتے اور بے سری آوازیں نکالتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ ورزش نہیں بلکہ سفلہ پن ہے اور حیوانیت ہے اور قرآن کے تعلیم کردہ اخلاق کے بالکل خلاف ہے۔'' تقریر ختم ہونے کے بعد خطبہ ہوا پھر نماز جمعہ ادا کی گئی۔ ادھر انور چودھری کے گھر میں محفل موسیقی کا رنگ جما......

(جاری ہے)

دوسری قرعہ اندازی کا نتیجہ

سرکولیشن منیجر عبداللہ خاور

الحمدللہ قرعہ اندازی کی اسکیم نے دوسری مرتبہ بھی بھر پور مقبولیت حاصل کی ہے پہلی دفعہ صرف ایک انعام دیا گیا تھا اور اس بار دو انعامات رکھے گئے۔ اس بار بعض قارئین نے اپنے دوستوں کو دس میگزین گفٹ کیے تاکہ وہ دوست اپنے دس دوستوں یا رشتہ داروں کو گفٹ کریں۔

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر صاحب کی خواہش تھی کہ اس بار انعام کراچی سے باہر کسی دور دراز علاقے کا نکلنا چاہیے۔

لیکن ہوا وہی جس کا ڈر تھا کہ دونوں انعام کراچی کے قارئین کے نکلے پھر کر بھی کیا سکتے تھے کیوں کہ معاملہ قرعہ اندازی کا تھا اپنی مرضی سے کسی کا انعام روک سکتے تھے نہ دے سکتے تھے لہٰذا دل ہی دل میں یہ دعا مانگتے ہوئے کہ انعام کراچی سے باہر دیگر کسی علاقے کا نکلے تیسری بار پھر قرعہ اندازی کی اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور تیسرا انعام فتح پور (لیہ) کے ایک قاری کا نکلا۔

واضح رہے کہ یہ تیسرا انعام اعزازی طور پر ادارہ کی طرف سے ہے اعلان صرف دو انعامات کا ہی تھا۔

ایڈیٹر روزنامہ اسلام، میگزین ایڈیٹر صاحبان اور روزنامہ اسلام کی پوری ٹیم کی طرف سے انعام حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو بہت بہت مبارک ہو۔

انعام حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کے نام:

1) سعدیہ ہارون صاحبہ گلیمر گارڈن کراچی۔
2) ناصر احمد خان نارتھ ناظم آباد کراچی۔
3) ڈاکٹر محمد رمضان نہا، فتح پور لیہ ہیں۔

انعام میں دی جانے والی کتب

1) سیرۃ النبی قدم بہ قدم
2) سیرۃ الانبیاء قدم بہ قدم
3) امہات المومنین قدم بہ قدم
4) خلافت راشدہ قدم بہ قدم
5) روشن ستارے
6) روشن قندیلیں
7) عمر ثانی قدم بہ قدم
8) ائمہ اربعہ قدم بہ قدم
9) قیامت سے پہلے/ قیامت کب آئے
10) عمرے کا سفرنامہ

اپنی مُطلقہ یا بیوہ لڑکی پر خرچ افضل ترین صدقہ

سراقہ بن مالک سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں۔ تیری وہ لڑکی (اس کا محل) ہے جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آ گئی ہو اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا وہ بہترین صدقہ ہے)۔ (مشکوۃ ۴۲۵۔ ابن ماجہ ۲۶۱)

لوٹ کر آ جانے سے مراد یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا، اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا یا خاوند نے طلاق دے دی یا کوئی اور عارضہ ایسا پیش آ گیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی پھر باپ کے ذمہ ہو گئی تو اس کی خبر گیری، اس پر خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔ اور اس کا افضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میں ایک صدقہ ہے، دوسرے مصیبت زدہ کی امداد ہے، تیسرے صلہ رحمی ہے۔ چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے، پانچویں غمزدہ کی دلداری ہے کہ اولاد کی ابتدا میں والدین کا ذمہ ہونا رنج کی بجائے خوشی کا سبب ہوتا ہے لیکن اس کا اپنا گھر ہو جانے کے بعد اپنا ٹھکانہ بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمہ ہو جانا زیادہ رنج کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے۔ اس کے لیے تہتر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں، جن میں سے ایک میں اس کے تمام امور کی اصلاح اور درستی ہے اور بہتر ۷۲ درجہ اس کے لیے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔

اس مضمون کے ذیل میں ایک روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے پہلے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی جو اولاد میرے پاس ہے، ان پر خرچ کرنے کا بھی مجھے ثواب ملے گا، وہ تو میری ہی اولاد ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان پر خرچ کیا کر، اس کا تجھے ثواب ملے گا۔'' [مشکوۃ]

اور اولاد پر رحمت اور شفقت تو بغیر اس کی احتیاج اور ضرورت کے بھی مستقل مندوب اور مطلوب ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں نواسے حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے ایک موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیار کیا۔ اقرع بن حابس قبیلہ تمیم کا سردار بھی وہاں موجود تھا۔ کہنے لگا کہ میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے کبھی بھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بدّو نے عرض کیا کہ تم بچوں کو پیار کرتے ہو، ہم تو نہیں کرتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس کا کیا علاج کروں کہ اللہ نے تیرے دل سے رحمت کا مادّہ نکال دیا۔ [ترغیب] اولاد ہونے کے علاوہ اس کا مصیبت زدہ مستقل اجر کا سبب ہے۔ [فضائل صدقات]

﴿**بنت مفتی نعیم اللہ**۔ گوجرانوالہ﴾

اس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی

اُن کی دہلیز چھو کر
جو پتھر تھا پل بھر میں پارس ہوا
اُن کے ہاتھوں سے جو ہاتھ بھی مس ہوا
چاند تاروں نے اس ہاتھ پر بیعت شوق کی
اس زمیں پر یہی ہاتھ سایہ رہا
یہ فلک بھی اسی سے کنایہ رہا
جس نے دیکھا انہیں
اس کی بینائی کے واہمے ڈھل گئے
اس پہ آفاق کے سب ورق کھل گئے
جس نے مانا انہیں
اپنے پیکر میں شہر یقیں ہو گیا
جس نے جانا انہیں
جہل بھی اس کا علم آفریں ہو گیا
جس نے ڈھونڈا انہیں
وہ سلیماں قدم، عالم راز کا سیر بیں ہو گیا
جس نے پایا انہیں
وہ فقیہِ حرم، معرفت کے حراء میں مکیں ہو گیا
جس نے لکھا انہیں
اس کا معجز قلم شہپر جبرئیل امیں ہو گیا
جس نے سوچا انہیں
وہ خدا کی قسم، ماورائے زماں و زمیں ہو گیا
جس نے چاہا انہیں
اس کی چاہت بقا کی نگارش ہوئی
اس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی
جس نے چاہا انہیں
اس کو چاہا گیا
اس کی دہلیز تک ہر دو راہا گیا

کشکول

آگ کا طوق:

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اصحاب صفہ کو قرآن شریف پڑھایا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک صاحب نے مجھے ایک کمان ہدیہ میں دی۔ میں نے سوچا کہ میں جہاد میں اس سے کام لوں گا، کیوں کہ یہ کچھ ایسا مال نہیں ہے لیکن پھر بھی خیال آیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت تو کرلوں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ آگ کا طوق تمہارے گلے میں ڈال دیا جائے تو لے لو۔“ [ماخوذ فضائل صدقات]

﴿نعمانہ قاسم۔ ملتان﴾

یہ سچ ہے:

☆......مکہ معظمہ ایک بنجر زمین ہے۔ وہاں نہ کھیتی ہوسکتی ہے نہ باغبانی پھر بھی وہاں غلہ پھل اور جانور بکثرت ملتے ہیں۔

☆......مکہ معظمہ میں کوئی شکار نہیں کرسکتا، اگر شیر، سانپ یا بھیڑیا وغیرہ بھی حرم کی حدود میں داخل ہوجائے تو اپنا شکار چھوڑ دیتا ہے۔

☆......حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جب کعبہ کا طواف نہ ہو رہا ہو۔ چاہے سردی ہو یا گرمی، انسان اور فرشتے شکلِ انسانی میں ہمہ وقت طواف کرتے رہتے ہیں۔

☆......حج کے موقع پر لاکھوں حجاج شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں، لیکن کبھی بھی کوئی کنکر کسی انسان کو نہیں لگا۔ اسی طرح کنکریاں مارنے کا سلسلہ ہزاروں سال سے قائم ہے، مگر آج تک وہاں کنکریوں کا پہاڑ نہیں بنا۔

﴿مرسلہ: حفصہ حنیف ہنگورا﴾

دل کی دوائیں:

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ صوفیائے کرام میں بڑے اونچے مرتبے کے بزرگ ہیں، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دل کی دوائیں پانچ ہیں:

☆......قرآن کریم کو تدبر کے ساتھ پڑھنا۔

☆......خالی پیٹ رہنا۔

☆......رات کو تہجد پڑھنا۔

☆......سحری کے وقت اللہ کے حضور گڑگڑانا۔

☆......صالحین کی صحبت اختیار کرنا۔

[ماخوذ: تراشے] ﴿ام عمر مجاہد۔ چنیوٹ﴾

سلف صالحین کا معمول:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی ایک پوری سورت جیسے سورۃ النساء کہتے ہیں اس میں مرد و عورت کی ازدواجی زندگی کے احکامات بتلائے۔ سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نکاح سے پہلے سورۃ النساء اور سورۃ النور کا ترجمہ ضرور پڑھا دیا کرتے تھے تاکہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔

بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ لکھ جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا، تو یہ بچی کے ذمہ لگاتے تھے کہ اپنے لیے ایک قرآن پاک لکھ لو تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی سے قرآن پاک لکھتی تھی اور جب قرآن پاک مکمل ہوجاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔ یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا، گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیٹی نے میرے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس کا فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزرا ہے۔ [ذاتی مطالعے سے انتخاب]

ذرا سوچیں:

ہم میں سے بعض نے قرآن شریف پڑھنے کا ایک مخصوص طریقہ اپنا لیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے کتابچے (پنج سورہ) ہر گھر میں موجود ہیں۔ ہم یہی اٹھا کر صبح سورہ یٰسین، بعد مغرب سورہ واقعہ، اور سوتے ہوئے سورۂ ملک پڑھ لیتے ہیں۔ بے شک ان کو پڑھنا بڑی برکتوں اور باعث اجر و ثواب ہے لیکن ذرا سوچیے کیا اس طرح صرف انہی سورتوں کو اپنا معمول بنا لینے سے ہم ختم قرآن شریف کے ثواب سے محروم نہ رہ جائیں گے۔ بعض لوگ مہینوں قرآن شریف کو اٹھانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے، جو کہ بڑی محرومی ہے۔ اس لیے مخصوص سورتوں کو ضرور پڑھیے اور ان کی مخصوص فضیلتیں حاصل کیجیے لیکن روزانہ ایک پارہ یا نصف پارہ ہی سہی مستقل اور ترتیب وار قرآن شریف کی تلاوت بھی جاری رکھیں۔ ﴿صفیہ حبیب قاضی۔ کراچی﴾

اپنی فکر:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں حضرت نے جواب دیا کہ اس شخص کے لیے جائز ہے جسے یقین ہو کہ وہ یزید سے بہتر ہو کر مرے گا۔ سائل نے کہا یہ بھلا مرنے سے پہلے کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا، بس پھر مرنے کے بعد جائز ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا، یزید کی مغفرت ہوگی کہ نہیں؟ آپ نے جواب دیا، یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرو۔

محبت کا غلبہ:

مقامات زواریہ میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے کہ خانقاہ فضلیہ میں دو بوڑھے آپس میں الجھنا شروع ہوگئے۔ دیکھنے والے بڑے حیران ہوئے کہ یہ دونوں بظاہر بڑے نیک اور متقی تھے۔ اتباع سنت بھی ان کے ظاہر سے واضح تھی مگر ایک دوسرے سے بیٹھے بیٹھے لڑ پڑے تھے۔ ایک دوسرے کو تھپڑ لگاتا اور دوسرا پہلے کو مارتا۔ وہ اسے کھینچتا اور وہ اسے......غرض ایک صاحب حقیقت حال جاننے کے لیے ان کے قریب ہوئے کہ جانیں آخر بات کیا ہوئی؟

قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں تو محبت الٰہی میں مستغرق تھے۔ بات یہ ہوئی کہ آپس میں بیٹھے ہوئے ان میں سے ایک نے کہہ دیا کہ ”اللہ میڈا اے“ یعنی اللہ تعالیٰ میرے ہیں جب دوسرے نے سنا تو پہلے سے الجھنے لگے کہ ”اللہ میڈا اے“ یوں غلبۂ محبت الٰہی سے جھگڑا شروع ہوگیا۔

[ماخوذ: تمنائے دل] ﴿سعدیہ بنت فرید احمد۔ حیدر آباد﴾

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

حرم کی فضاؤں میں

حرم کی مقدس فضاؤں میں گم ہوں
میں جنت کی ٹھنڈی ہواؤں میں گم ہوں
میں بیگانہ ہو کر ہر اک ماسوا سے
بس اک آشنا کی وفاؤں میں گم ہوں
میں کعبے کے بے آب و رنگ پتھروں سے
کرم کی امڈتی گھٹاؤں میں گم ہوں
کبھی سنگ اسود کی کرنوں سے حیراں
کبھی ملتزم کی دعاؤں میں گم ہوں
جو میرے گناہوں کو بھی دھو رہی ہے
میں رحمت کی ان انتہاؤں میں گم ہوں
یہ زم زم کے چشمے، یہ پیاسوں کے جھمگٹ
زمیں سے ابلتی شفاؤں میں گم ہوں
کھڑے ہیں بھکاری تیرے در کو تھامے
میں ان کی بلکتی صداؤں میں گم ہوں
یہ سینے سے اٹھتی ندامت کی آہیں
میں ان درد دل کی دعاؤں میں گم ہوں
تصور میں یادوں کی محفل سجی ہے
تخیل کی دلکش خلاؤں میں گم ہوں
ابھی شرح الفت کی منزل کہاں ہے
ابھی تو تقی ابتداؤں میں گم ہوں

﴿مرسلہ: منیبہ بنت منور علی﴾

چلا پھر سوئے گردوں

لبوں پر آہ بے ساختہ آجاتی ہے عدم
یہ دردِ دل ہے اس کو تم شکایت مت سمجھنا

بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ اس جہانِ فانی میں تشریف آوری سے لے کر اس کو الوداع کہنے تک خوش نصیبی وسعادت انہیں اپنے حصار میں لیے رکھتی ہے۔ اسی صف میں میرے والدِ ماجد کا شمار بھی ہوتا ہے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا، ابو جی کو سراپا شفقت ہی شفقت پایا، کبھی غصہ کرتے بھی تو جلد ہی کافور ہو جاتا۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ابو جی کا وطیرہ تھا...... کوشش یہی کرتے کہ گھر میں آنے والا بغیر ضیافت کے نہ جائے۔ غرض ابو جی پیکر شفقت اور مجسم محبت تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں رات دیر تک پڑھتی رہی، جب بستر پر لیٹی تو آنکھوں میں شدید جلن محسوس ہوئی، میں نے فریج سے کھیرا نکالا اور اس کے دو ٹکڑے آنکھوں پر رکھ لیے۔ ابو جی نے آکر دیکھا تو ایک دم چونک گئے۔ باجی نے ہنس کر کہا، یہ آنکھیں ٹھنڈی کر رہی ہے۔ ابو جی بغیر کچھ کہے کچن میں گئے اور دودھ کا گلاس لے آئے پھر میرے بستر کے قریب بیٹھ کر مجھے پورا گلاس اپنے ہاتھوں سے پلایا پھر مجھ پر دم کرتے رہے جب میں سوگئی تو اٹھ کر گئے۔

انہوں نے اپنا کام کروانے کے سلسلے میں ہمیں کبھی حکمأ نہ کہا کہ بیٹا یہ کردو، بلکہ آکر ہمیں دیکھتے، اگر مشغول ہیں تو خود ہی کر لیتے وگرنہ فرماتے اگر ایسا کر سکتی ہو تو کر دینا۔

سارا دن دین کی محنت کے لیے کوشاں رہتے، گویا پوری زندگی اسی مقصد کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ صبح سویرے گھر سے نکلتے اور رات بارہ بجے لوٹتے پھر جو مطالعہ کرنے بیٹھتے تو نصف رات بیت جاتی۔ اتنی مصروفیت کے باوجود گھر میں مسکراتے ہوئے داخل ہونا، ہماری ذرا ذرا سی ضرورت کا خیال رکھنا وہ اوصاف ہیں جو عصر حاضر میں خال خال ملتے ہیں۔ چوبیس گھنٹوں میں سے رات کا وقت ہی تھا جس میں کبھی کبھار ہمیں ابو جی کے ہمراہ کھانا کھانے کا موقع ملتا تھا اس لیے جب تک نہ لوٹتے ہم کھانا نہ کھاتے تھے، چاہے رات کے دو ہی کیوں نہ بج جائیں۔

فجر کے بعد قرآن مجید پڑھتے ہوئے گھر لوٹتے، پھر گھر میں بھی باآواز بلند تلاوت فرماتے...... اکثر مسجد سے نکل کر واک کرتے اور چہل قدمی کرتے ہوئے مدرسے سے متصل سائٹ کالونی یا فائر بریگیڈ کالونی کی سمت جاتے۔ اسی اثنا میں دو پارے تلاوت فرماتے۔ سائٹ کالونی کے افراد اپنے دروازوں پر کھڑے ابو جی کی آمد کے منتظر رہا کرتے اور اپنے بچوں کو دم کرواتے...... اپنی کیاریوں سے پھول توڑ کر ہدیہ دیتے اور اپنے مسائل دریافت کرتے۔

جو سب سے ملتا تھا جدا ہو کے وہ جا رہا ہے
سب کو رلا کر وہ مسکراتا جا رہا ہے

صبح جس کمرے میں ابو جی بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، میں بھی وہیں تلاوت کرتی تھی، اگر کبھی ابو جی کی پشت کی جانب بیٹھ جاتی تو ابو کو پسند نہ آتا اور خود میری طرف رخ موڑ کر جلوہ افروز ہوتے۔۔ فجر کے بعد شہد ملا ہوا پانی نوش فرماتے معمولات و وظائف پورے کرنے کے بعد اس پانی پر پھونکتے اور مجھ سے فرماتے تم بھی پھونک دو۔ میں قرآن پڑھتے پڑھتے اکثر کتب پر سر رکھ کر سو جاتی تو آہستہ سے قرآن پاک بند کرتے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ دیتے۔ ابو جی کی شفقت ومحبت بے مثالی تھی۔ روحانی علاج میں اللہ نے ملکہ عطا فرمایا تھا لیکن جتنا زیادہ علم وفضل میں مرتبہ تھا، اس سے دگنا عاجزی وتواضع کا خزینہ جمع کر رکھا تھا۔ نصف رات کو کوئی دم کے لیے بلاتا تو فوراً حاضر ہو جاتے، پھر للہیت کی وجہ سے اپنے کسی کام پر کسی سے کبھی معاوضہ طلب نہ کیا اس سلسلے میں یہی فرماتے...... لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ. الآیة

ہمیشہ اللہ سے تعلق جوڑنے کی ترغیب دیتے۔ ایک مرتبہ گھر آئے اور آموں کا تذکرہ کیا۔ میں نے عرض کیا 'گرمیاں شروع ہو چکی ہیں، ابھی تک آم نہیں آئے۔ فرمایا 'چلو اٹھ کر اللہ سے مانگو۔' مجھے دو تین بار کہا تو میں نے نفل پڑھے، دعا مانگ کر اٹھی تو دروازے پر خادم سات پیٹیاں آم کی لے کر کھڑا تھا پھر فرمایا 'چلو اب اٹھو اور شکرانے کے نفل پڑھو۔' ہر چیز گھر میں اسی طرح لاتے کہ پہلے اس کا تذکرہ کر دیتے، پھر کہتے کہ اٹھو اور اللہ سے مانگو۔

رحلت سے ایک ہفتہ قبل زمین سے سہارا لے کر اٹھنے لگے اور فرمایا 'میرے گھٹنوں میں درد رہتا ہے، میرے لیے دعا کیا کرو کہ اللہ مجھے محتاجی کی زندگی سے بچائے۔'

دس محرم کی سحر کے وقت ارشاد فرمایا 'جب میں سو کر اٹھا تو ایک شعر پڑھ رہا تھا۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

ایک بار حرم شریف کے مطاف میں بیٹھے تھے ایک لبنانی نوجوان آیا اور کہا مجھے آپ کی پگڑی بہت اچھی لگ رہی ہے۔ ابو جی نے فرمایا 'میں کل مدینہ منورہ جا رہا ہوں اور وہاں سے فلاں تاریخ کو واپسی ہوگی، لہٰذا آپ فلاں تاریخ کو مجھ سے ملنا۔' اگلے روز ہم مدینہ چلے گئے۔ دو ہفتے بعد لوٹے، فجر کا وقت تھا، عمرہ ادا کیا، سعی کر کے نکلے تو وہی لبنانی جوان وہاں کھڑا تھا، آگے بڑھا اور اس نے ابو جی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ ابو جی نے اپنی پگڑی اتار کر اس کے سر پر رکھ دی۔ یہی وہ مقامِ تواضع تھا جس نے ہر خاص وعام کو ابو جی کا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ بچپن ہی سے تصوف کی منازل طے کر کے اپنے باطن کا تزکیہ کیا۔ صغر سنی میں حضرت رائے پوری رحمہ اللہ سے تعلق قائم رہا۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا حکیم محمد اختر

صاحب دامت برکاتہم سے خوب خوب فیض یاب ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت نے دستارِ خلافت سے نواز دیا۔ حضرت والا کے صاحب زادے مولانا محمد مظہر صاحب سے بھی خصوصی دوستانہ رہا۔ پیر کی شب حضرت سے خصوصی ملاقات کرنے گئے اور دیر تک ان سے محوِ کلام رہے۔ منگل کو جب میں نے حضرت کو والد صاحب کی رحلت کے بارے میں بتایا تو وہ چونک اٹھے اور فرمانے لگے 'میری نظروں میں ان کا وہی مسکراتا چہرہ گھوم رہا ہے۔ ہر وقت لبوں پر تبسم کھیلتی تھی گویا اس چہرے پر مسکراہٹ ہی جچتی تھی۔

ظاہری وجاہت اور قلبی انابت دیکھ کر بیرون ممالک میں اکثر یہودی اور عیسائی پوچھتے 'کہیں آپ مسلمانوں کے خدا تو نہیں ہیں؟ ابو جی کا سینۂ مخزن علوم و معارف تھا۔ ہر مسئلے کا جواب کتاب کے حوالہ جات اور صفحہ نمبر سے دیتے، قرآنی آیات آیت نمبر سے بتاتے۔ میرے لیے تو ابو جی ایک کھلی کتاب تھے، جس میں ہر اشکال کا جواب پا کر میں مطمئن ہو جاتی تھی مگر اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ میری علمی کتاب بند ہو گئی۔

صبر کے سانچے میں ڈھلا ہوا وہ استقامت کا پیکر، زہد و اتقا کے مجسم ہمیں بہت کچھ سکھا گئے۔ لوہے کے چنے پستوں کی مانند چبا ڈالے، مگر باطل کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوئے۔

یہ سخت کوش و سخت جاں عجب پیام دے گئے
کہ زندگی سے بامزہ، اگر ہے تلخیاں لیے ہوئے

میرے قلم کی وہ طاقت کہیں کھو گئی ہے جس سے صبر و استقامت کی داستانیں رقم کی جا سکیں، ابو جی کی ہستی کا ذکر کرنا میرے لیے ممکن نہیں رہا...... ''تیری ہستی کو چند لفظوں میں سمیٹوں کیسے''

بنت مولانا عبدالمجید

منگل 3 صفر المظفر 19 جنوری کی صبح حسبِ معمول مسجد سے لوٹے اور بھائیوں کے کمرے میں چلے گئے۔ تلاوت قرآن کے بعد ان سے فرمایا 'تم نے اپنے بستر تہہ کیوں نہیں کیے؟ پھر خود ہی ان کے بستر تہہ کر کے الماری میں رکھ دیے۔ پونے آٹھ بجے میرے کمرے میں تشریف لائے اور فرمایا 'کون سا پرچہ ہے؟ میں نے عرض کیا 'تفسیر کا......' فرمایا 'اہم مقامات خوب ذہن نشین کر لو، پھر سورۂ توبہ اور سورۂ انفال کے چند مقامات کی نشاندہی کرنے کے بعد مجھے دیکھتے رہے۔ میں نے کتاب سے آنکھیں اٹھا کر پوچھا 'آج آپ مدرسے نہیں جائیں گے؟' فرمایا 'کیوں نہیں اب تو دیر ہو رہی ہے، جب مجھے جلدی ہے۔' پھر مسکرا کر سلام کیا اور کچن میں تشریف لے گئے پھر جلد ہی مدرسے روانہ ہوئے۔

گیارہ بجے کے قریب لوٹے، وضو کیا اور کپڑے تبدیل کر کے عطر لگایا۔ طبیعت میں بوجھ سا محسوس ہوا تو زم زم نوش فرمایا، پھر نفل ادا کرنے لگے۔ کون جانتا تھا کہ یہ عاشق رختِ سفر باندھ رہا ہے پھر دوبارہ زم زم نوش فرمایا، بھائی کے ہمراہ دروازے تک آئے، ایک نظر اندر کو دیکھا اور فرمایا 'اچھا اب میں جا رہا ہوں، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......'

یہ مہمانِ خدا اپنی دہلیز پر کھڑے مہمان کو دیکھ کر مسکرایا، آخری سیڑھی پر بھائی سے فرمایا 'مجھے ذرا سہارا دینا۔' بھائی نے بازوؤں سے کمر کے گرد حصار کیا اور...... اس عظیم انسان 'میرے مشفق والد کے قدم دھیرے سے سرکے، یکایک منہ سے اللہ اکبر کی با آواز بلند صدا نکلی۔

لب عبدالمجید پر اس شان سے اللہ اکبر تھا
زمین بے تاب و مضطر تھی، فلک حیران و ششدر تھا

دو تین بار کلمۂ شہادت پڑھا اور...... مبارک روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

جلا پھر صبر کا خرمن، پھر آہوں کا دھواں اٹھا
ہوا پھر نذرِ صرصر ہر نشیمن کا ہر تنکا
ہوئی پھر صبحِ ماتم، آنسوؤں سے بھر گئے دریا
چلا پھر سوئے گردوں کاروانِ نالۂ صہبا
ہر اک جانب فضا میں تھا کہرام یار برپا

عوام الناس کا ایک ہجوم امڈ امڈ آیا۔ بڑی خوش نصیب ہستیاں ہیں وہ جو اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد محبتیں سمیٹیں۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کیا ہو گیا؟ عقل ماؤف اور زباں خاموش تھی، بس ایک صدا سی گونجتی ہوئی محسوس ہوئی کہ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے، اچھا تو یہ وجہ ہے پھر فضا گونجی اور ندا ہوئی۔

پکار دو کہ اٹھی ہے میرے یار کی میت
زمانہ پیچھے چلے اور سر جھکا کر چلے

واللہ اگر پہاڑ بھی سمندر میں گرتا تو وہ سمندر کئی دنوں تک جھاگ پھنکارتا رہتا مگر...... ابو جی......! آپ کے کوچۂ جاناں روانہ ہونے سے قبل میں...... یہ نہ جانتی تھی کہ...... یہ خاک ایسے پہاڑوں پر بھی غالب آئے گی...... یہ مسلّم حقیقت ہے کہ خاک یا ہر وجود کو اپنے اندر سمیٹ لے گی، موت کا جرعۂ تلخ لامحالہ ہر ایک کو پینا پڑے گا مگر مبارک ہیں وہ جو زادِ راہ بھی جمع کر کے جائیں۔

تیرے جانے سے ہر شے میں کچھ کمی سی ہے
بس اک صدمہ زیادہ ہو رہا ہے

مجھے ہر لمحے ابو کی آہٹ سنائی دیتی ہے، ہر نظر ان کا دیدار کرتی ہے پھر بھی دل میں اک درد سا اٹھتا ہے...... یہ قیمتی علماء ہم سے یوں بچھڑ رہے ہیں جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ گئی...... اب میں ہی نہیں پورا عالم یتیم ہے...... محروم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا 'اللہ ہماری طرف سے اس موت کو بہترین جزا دے، جو ہمیں گھٹیا دنیا سے بری کر دیتی ہے اور ہماری جانوں کو دنیاوی مشقتوں سے بچا لیتی ہے پھر ہمیں ایسے گھر کے قریب کرتی ہے جو باقی رہنے والا اور بہت ہی اشرف ہے۔'

میرے ابو جی، میرے آفتاب و ماہتاب آج ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کی نصیحتیں، ان کی خوشبوئیں مجھے ہر جھونکے کے ساتھ یاد آتی ہیں، اور دل سے بے اختیار صدا نکلتی ہے...... رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا.

معیار

رومان فاطمہ

"اماں اتنی جلدی بھی کیا ہے......؟" عروبہ نے روتے ہوئے کہا۔

"نہیں میری بیٹی یوں نہیں کہتے، یہ وقت تو آتا ہی ہے، کوئی انتظار نہ کرے تب بھی...... بیٹیاں تو پرایا دھن ہوتی ہیں اور انہیں ایک دن تو دوسرے گھر جانا ہی ہوتا ہے۔" عروبہ کی ماں زینب نے عروبہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

عروبہ جو کہ مدرسے میں سال دوم کی طالبہ تھی اور مدرسہ سے ابھی گھر آئی ہی تھی کہ زینب نے اسے مہمانوں کے بارے میں بتایا اور تیار ہونے کو کہا۔

عروبہ کے لیے یہ سب کچھ نیا تھا۔ اسی لیے وہ گھبرائی ہوئی مہمانوں کے لیے چائے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔ عروبہ کو تو انہوں نے دیکھتے ہی پسند کر لیا، وہ تھی ہی اتنی پیاری اور معصوم سی، ہر ایک کا دل موہ لینے والی......

"بچی تو ماشاء اللہ آپ کی بہت پیاری ہے۔" خاتون نے بولنا شروع کیا جو کہ شاید لڑکے کی بڑی بہن تھی۔ بھائی نے چوں کہ واپس کینیڈا جانا ہے اور وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہے اس لیے ہم شادی جلدی کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں عروبہ کے باپ سے مشورہ کر کے ہی کچھ بتا سکتی ہوں۔" زینب نے کہا۔

"ٹھیک ہے! پھر آپ جلدی بتا دیجیے گا۔" خاتون نے کہا اور چلنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

☆☆☆

"باہر کے ممالک سے تو مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔" رات کو زینب نے خدشہ ظاہر کیا۔

"بھلی مانس! ساری دنیا کرتی ہے باہر رشتے......" دل شاد صاحب نے زینب کو مطمئن کرنا چاہا۔

"نہیں عروبہ کے ابا! مجھے بہت ڈر لگتا ہے، پتہ نہیں باہر جا کے کیسا سلوک کرے، میری بیٹی تو بہت معصوم ہے......نہیں عروبہ کے ابا انکار ہی کر دیں، اللہ عروبہ کے لیے اور کوئی اچھا رشتہ بھیج دے گا، ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔"

"جیسے تیری مرضی......" دل شاد صاحب نے کہا۔

"عروبہ بیٹا جلدی سے تیار ہو جاؤ، آج کچھ مہمان آنے والے ہیں۔" مہمانوں کا سنتے ہی وہ سمجھ گئی۔ اس دفعہ وہ کچھ سنبھل گئی تھی۔ خاموشی سے اٹھی اور تیار ہونے چل دی۔

دو ماڈرن سی خواتین اور ایک مرد گھر میں داخل ہوئے۔ دل شاد صاحب مرد کو ڈرائنگ روم میں لے آئے اور خواتین کو زینب نے کمرے میں بٹھایا جو کہ ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے ناک منہ بسور رہی تھیں۔

"السلام علیکم!" عروبہ چائے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

"وعلیکم سلام!" خواتین نے عروبہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا...... پھر ان میں سے ایک خاتون بولیں: "لڑکی تو خیر اچھی ہے لیکن......لیکن؟......" "لیکن آپ ہمارے 'معیار' کے نہیں" یہ کہہ کر وہ مروتاً بھی کچھ دیر نہ بیٹھیں اور چائے پینا بھی گوارا نہ کیا اور اٹھ کر چل دیں۔ زینب ہکا بکا انہیں دیکھتی رہ گئیں۔

"یہ رشتہ بھی گیا۔" زینب نے دل شاد صاحب سے کہا۔

"میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ پہلا رشتہ اچھا ہو تو انکار نہیں کرتے، خیر اب اللہ بہتر کرے گا۔" دل شاد صاحب نے زینب کو تسلی دی۔

☆☆☆

"معیار!" عروبہ سوچوں میں گم 'معیار' کے معانی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں گزرتے چلے گئے تھے۔ عروبہ نے دینی تعلیم مکمل کر لی تھی اور اب گھر داری میں اپنی ماں کی مدد کرنے لگی تھی۔ دن اس کے گھر داری میں گزرتے اور رات کے خاموش لمحات میں وہ 'معیار' کے معنی ہی خود کو سمجھاتی رہتی۔ اس دوران اس کے لیے کئی رشتے آئے لیکن کئی زینب کو پسند نہ ہوتے اور کچھ کے 'معیار' پر عروبہ نہ پورا اترتی۔

☆☆☆

"عروبہ بیٹا! آج عید والے کپڑے پہننا...... ماشاء اللہ میری بیٹی کتنی پیاری لگ رہی تھی۔" زینب نے کچھ اس انداز سے کہا کہ عروبہ سمجھ گئی کہ آج پھر مہمان آئیں گے۔ اب تو وہ اس معاملے میں کافی "ماہر" ہو گئی تھی۔

"یہ ہے میری بیٹی عروبہ! ماشاء اللہ بہت سلیقہ مند ہے۔" زینب نے کہا۔

"اچھا! آپ کی بیٹی کافی دین دار معلوم ہوتی ہے۔" خاتون نے سرتاپا عروبہ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"جی! مدرسہ کا ماحول تو اثر انداز ہوتا ہی ہے۔ عروبہ نے ماشاء اللہ عالمہ کا کورس کیا ہے۔"

"اچھا!!" خاتون نے اچھا کو کافی لمبا کیا اور عروبہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ "آپ کا مسلک کیا ہے؟"

"مسلک......!!" عروبہ کے لیے یہ سوال بالکل نیا تھا۔ اس لیے وہ گھبرا گئی۔

"جی! اہل سنت والجماعت، دیوبند......" اس نے آہستگی سے کہا۔

"دیوبند؟ اچھا اچھا آپ 'وہابی' ہوتے ہیں۔" خاتون نے آسان الفاظ استعمال کیے۔

"اچھا! آپ لوگ اذان کے شروع میں صلوٰۃ کیوں نہیں پڑھتے؟" خاتون نے کہا۔ شاید اسے بات بات پر اچھا کہنے کی عادت تھی۔

اب تو عروبہ کا دل دھک دھک کرنے لگا قریب ہی سے اس کی دھڑکنیں گنی جا سکتی تھیں۔

"اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔" عروبہ نے حوصلہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے آگے خاتون نے کوئی سوال نہ کیا اور یہ کہتے ہوئے چل دیں کہ ہم اپنے گھر میں "وہابن" نہیں لا سکتے سوری! آپ کا مسلک اور ہے اور ہمارا اور، اگر آپ مسلک تبدیل کر لیں تو ہم سوچ سکتے ہیں آگے آپ کی مرضی۔

مسلک؟ شاید اسے مسلک کے معنی کا ہی نہیں پتا تھا۔ مسلک یوں ہی تھوڑے تبدیل ہوتے ہیں۔ رات کو عروبہ نے سوچتے ہوئے اپنے آپ سے سرگوشی کی۔ پتا نہیں کب میں 'معیار' پر پورا اتروں گی۔

"عروبہ کے ابا! اب تو عروبہ کے بالوں میں چاندی بھی جھلکنے لگی ہے۔" زینب نے دل شاد صاحب سے کہا۔

"زینب کیا کریں، اپنی عروبہ کے نصیب ہی ٹھنڈے ہیں۔" دل شاد صاحب نے گہری سانس لی۔

اور پھر عروبہ 'معیار' پر پورا اتر ہی گئی۔ عروبہ کے لیے رشتہ آیا تو معلوم ہوا کہ لڑکا سعودی عرب میں رہائش پذیر تھا۔ زینب نے اس بار زیادہ نہ سوچا اور جلدی سے ہاں کر دی کہ کہیں عروبہ ساون کا انتظار کرتے یوں ہی بوڑھی نہ ہو جائے۔ اس نے کون سا عروبہ کو ساتھ لے کر جانا تھا۔

یوں عروبہ، عروبہ دل شاد سے عروبہ عمران بن کر کاشانہ عمران سدھار گئی۔ عمران تھا تو کچھ بڑی عمر کا لیکن دل کا بڑا اچھا تھا۔ عروبہ پر تو دل و جان نچھاور کرتا تھا۔

دن پر لگا کر یوں ہی اڑتے گئے اور عمران کی چھٹی پوری ہو گئی اور وہ سعودی عرب جانے کی تیاری کرنے لگا۔ عروبہ کے لیے یہ لمحہ بڑا دل سوز تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عمران کو روک لے۔ وہ کب سے آنکھوں کے پس پردہ آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی جو کہ بالآخر چھلک ہی پڑے۔ عمران نے اس کے آنسو صاف کیے اور اسے دوبارہ جلد آنے کی یقین دہانی کروائی۔

☆☆☆

آج عروبہ بہت خوش تھی، کیوں آج اس کا جیون ساتھی سعودیہ سے آ رہا تھا، جس کے لیے اس نے ایک ایک

گذشتہ سے پیوستہ

کیا آپ کا رویّہ اپنے شوہر کے ساتھ درست ہے؟

ام بریرہ

جین نے اپنی کتاب میں 12 پوائنٹس کی جانب نشان دہی کی ہے جو کہ کسی بھی خوش گوار ازدواجی تعلق کو ناخوش گوار اور تکلیف دہ تعلق میں بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں جو یہ ہیں:

☆ کیا آپ روزمرہ زندگی کے معاملات میں اپنے خاوند کی پسند ناپسند کو نظرانداز کررہی ہیں؟

☆ کیا آپ انہیں کہتی ہیں کہ ”میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہمیں فلاں جگہ ضرور جانا ہے“ یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کے آفس میں معاملات نہایت الجھے ہوئے ہیں؟

☆ کیا آپ اپنے خاوند کو بار بار یہ کہہ رہی ہیں کہ گھر کو رنگ کروانے کی ضرورت ہے اور ایک مرد ہونے کے ناتے یہ اس کی ڈیوٹی ہے کہ وہ ایسا کرے یا کروائے؟ کیا آپ ان کو کسی نئی چیز کرنے یا خریدنے پر ٹوکتی یا طنز کرتی رہتی ہیں جو وہ بہت شوق سے محض اپنی اور آپ کی خوشی کے لیے کررہا ہو؟

☆ آپ کسی مسئلے کے درپیش ہونے پر بات چیت کرنے کے بجائے اپنے شوہر پر اور اس کی پلاننگ پر تنقید کرنے لگتی ہیں؟

☆ کیا آپ اپنی بات ذات اور گھر سے متعلق معاملات کے فیصلوں میں اپنے شوہر کے عمل دخل کے بغیر فیصلے کرنے کی عادت اپنا چکی ہیں۔ یہ سوچتے ہوئے کہ انہیں بھلا ان باتوں کی کیا سمجھ؟

☆ کیا آپ اسے انہیں ان کا جائز حق یا Space دیتی ہیں، جہاں وہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق جو کرنا چاہیں کرسکیں۔ اور کیا آپ ان سے بلاوجہ سوالات تو نہیں کرتیں؟

☆ کیا آپ اپنی فیملی (میکے) کے معاملات میں ان سے مشورہ کرنا ضروری نہیں سمجھتیں؟ یہ سوچ کہ وہ ایک Outsider ہیں؟

☆ کیا دوسروں کی موجودگی میں آپ کا رویہ ان کے ساتھ مختلف ہوتا ہے؟ یا پھر کسی اور شخص کے مقابلے میں انہیں کم تر ہونے کا احساس دلاتی ہیں؟ مثال کے طور پر خاندان کے کسی اور مرد کی مثال دے کر مطعون کرتی ہیں؟

☆ کیا آپ ان کی ہر ممکن ضرورت کا مکمل طور پر خیال رکھتی ہیں کیوں کہ آپ کی غیر موجودگی میں وہ خود کے لیے کچھ نہیں کرپاتے؟

☆ کیا آپ ان سے کوئی توقع نہیں رکھتیں؟ اور اگر رکھتی ہیں تو اگر وہ ان توقعات کو پورا نہ کرسکیں تو کیا آپ اپ سیٹ ہوجاتی ہیں؟

☆ کیا بعض چیزوں کے معاملے میں آپ ان سے سخت نالاں ہیں کہ جو باتیں آپ با آسانی کرلیتی ہیں وہ ٹھیک طرح نہیں کرپاتے؟

جین کے بیان کردہ ان تمام پوائنٹس کو پڑھنے کے بعد اس کی صلاحیت و ذہانت کا معترف ہونا پڑتا ہے کیوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بیش تر خواتین اپنے شوہروں کے بیٹھنے کے انداز، اخبار پڑھنے کی عادت جیسے معاملات کو اس وقت سخت ناپسندیدہ تصور کرتی ہیں جب انہیں فون سننے گھر کے دروازے پر بجنے والی بیل کا جواب دینے، کھانا پکانے اور صفائی وغیرہ کے لیے پورے گھر میں بھاگ دوڑ کرنا پڑتی ہے۔

بجائے اس کہ ایسی صورت حال میں خواتین اپنے شوہروں پر غصہ کریں جین کونز کہتی ہیں کہ ”رکیے اور Reflect کریں“ ایسے شوہر حضرات جو اپنی بیویوں کو ”Butter fingers“ تصور کرتے ہیں، بیویوں کو اس وقت ان کے ہاتھ سے استری لے لینی چاہیے جب وہ اپنے کپڑے استری کرنے کھڑا ہو اور یا پھر اس وقت اس کے لیے ڈبل روٹی کے سلائس کاٹ کردیں جب وہ ناشتے کے لیے بیٹھے تاکہ اسے معلوم ہوسکے آپ اس کی سوچ سے بہتر معاملات کو ہینڈل کرسکتی ہیں۔

اب اگر ایسا کرنے میں آپ بہت زیادہ تھکن یا ایسے کاموں کو اضافی سمجھتی ہیں اور نظر انداز کرتی ہیں ساتھ ہی آپ کا شوہر بھی آپ کی حالت کو دیکھ بے جا خواہشات کا اظہار کرتا ہے اور چھوٹے بچے کی طرح ضد کرتا ہے تو پھر آپ دونوں ہی اس بات کے برابر ذمہ دار ہیں کہ خوش گوار ازدواجی تعلق کو اختلاف و رنجشوں کے حوالے کردیں۔

اپنی کتاب میں جین نے کم عمر بیویوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ ”اگر آپ کے شوہر کو اپنے اور آپ کے لیے چائے بنانا اچھا لگتا ہے تو اس بات پر اصرار نہ کریں کہ چائے بنانا آپ کا کام ہے بلکہ وہ جو چاہتا ہے اسے کرنے دیں۔ ایسی ہی دیگر بے شمار چھوٹی چھوٹی باتوں کا اگر خیال رکھا جائے تو ازدواجی زندگیوں میں خوشیوں کی بہار مہکتی رہتی ہے جو کہ نہ صرف حال بلکہ مستقبل کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔“

جین کونز اپنی کتاب میں شادی شدہ جوڑوں سے اس بات پر بار بار اصرار کرتی نظر آتی ہے کہ اپنی ازدواجی زندگیوں کو مثالی و کامیاب بنانے کے لیے برابری کے اصول اپناتے ہوئے پریکٹیکل یعنی عملی انداز میں زندگی بسر کریں...... کچھ ذمہ داریاں آپس میں بانٹ لیں اور پھر پوری کوشش کریں کہ اپنے حصے کی ذمہ داریاں آپ اچھی طرح نبھا سکیں بیماری یا پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کا اضافی طور پر خیال کریں اور انہیں بھرپور توجہ دیں، انہیں ان کی اہمیت کا احساس دلائیں۔ لڑائی جھگڑا یا ایک دوسرے کے کام میں نقص نکالنا خوش گوار ازدواجی تعلق کو اختلافات میں بدل سکتا ہے۔ اس لیے اس بارے میں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں۔

جین کے مطابق Good Wives اور loving wives کے درمیان واضح فرق ہے اچھی بیوی وہ ہوتی ہے جو گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے کھانا وقت پر تیار کرتی ہے کپڑے دھونا و صفائی کے معاملات کا خیال رکھتی ہے جبکہ پیار کرنے والی بیوی وہ ہوتی ہے جس کی موجودگی سے یہ تمام معاملات اور مکان گھر لگتا ہے۔

پل گن کر گزارہ تھا۔ وہ صبح سے تیاری میں لگی ہوئی تھی۔ سب کچھ تیار کرنے کے بعد وہ خود بھی تیار ہوگئی۔ سرخ کپڑے پہنے وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ بالوں میں موجود چاندنی اس طرح غائب تھی جیسے سیاہ رات دن کو اپنے اندر لپیٹ لیتی ہے۔ عروبہ نے عمران کو کہنے کے لیے بہت سی باتیں سوچ رکھی تھیں۔

”ابھی تک نہیں آئے!...... راستہ میں دیر تو لگ ہی جاتی ہے اور انہوں نے آنا بھی تو پہلے اسلام آباد اور پھر لاہور سے ہے۔“ اس نے اپنے آپ کو تسلی دی۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔

”عمران ہی ہوں گے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے سوچا اور دروازہ کھولا، دروازہ کھولتے ہی وہ ایک دم سہم کر پیچھے ہٹی۔ ایمبولینس تھی اور محلے کے چند لوگوں نے ایمبولینس کو گھیرے ہوئے تھا۔ چند آدمیوں نے اسٹریچر کو لاکر صحن میں رکھ دیا اور خاموشی سے چلے گئے۔ وہ بالکل سن ہوگئی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ یا پھر وہ سمجھنا نہیں چاہ رہی تھی...... لاشعور سے آتے ایک انجانے سے اندیشے سے وہ لرز اٹھی۔ وہ اس کے نیچے سوئے ہوئے وجود کو دیکھنا چاہتی تھی لیکن ہوا کی بے رحم تھپیڑوں نے چادر کو سرکا دیا اور اس کا شک یقین میں بدل چکا تھا۔ چادر کے نیچے سویا ہوا وجود کوئی اور نہیں بلکہ اس کا اپنا عمران تھا، جس کے لیے اس نے آنکھوں میں جانے کتنے سہانے سپنے سجائے تھے۔ جو دن رات اس کے خوابوں کی زینت تھا، آج وہ ہمیشہ کے لیے سویا ہوا لاہور میں ہونے والے بم دھماکے کی نذر ہوگیا تھا جو یقیناً بلیک واٹر کی کارروائی تھی۔ عمران کی سفید قمیص پر لگا خون اس کے کپڑوں کے ساتھ خوب میچ ہورہا تھا...... عروبہ تو رونا بھی بھول چکی تھی اس کے سارے سہانے خواب کرچی کرچی ہوگئے تھے اور ایک بار پھر ماں کی چوکھٹ پر دور خلاؤں کو گھورتے ہوئے وہ اپنا 'معیار' تلاش کررہی تھی کہ شاید اس بار بھی وہ عمران کے 'معیار' پر پورا نہ اتری تھی۔

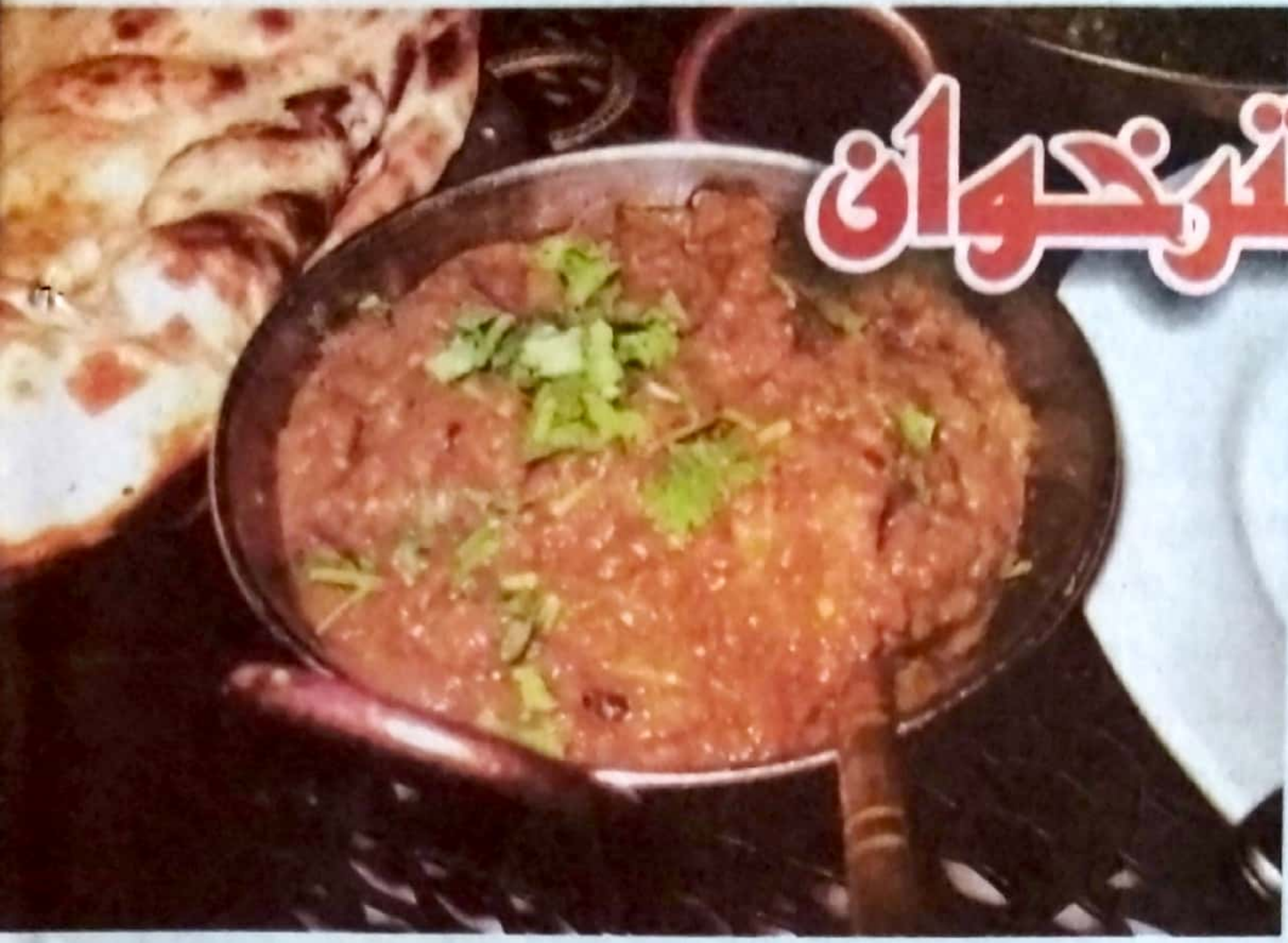

اُپکا دسترخوان

بیسن کے بیلے

اجزاء:
بیسن ایک پیالی، خشک پودینہ ایک چچ، سفید زیرہ ایک چچ، آئل ایک چچ، لال مرچ پسی ہوئی آدھی چچ، ہلدی چوتھائی چچ، نمک آدھی چچ۔

اجزاء گریوی کے لیے:
دہی ایک پیالی، سرسوں کا تیل ایک پیالی، پسا ہوا دھنیا ایک چچ، لال مرچ پسی ہوئی ایک چچ، ادرک لہسن پیسٹ دو چچ، سفید زیرہ ایک چچ، نمک آدھی چچ۔

ترکیب: بیسن میں نمبر ایک اجزاء ملا کر سخت آٹا گوندھ لیں، پھر چھوٹے پیڑے بنا کر چکلے پر پنسل جتنے لمبے گول بیلے بنالیں۔ اب ایک برتن میں دو پیالی پانی بوائل کرلیں، اب اس میں بیلے ڈال کر دس منٹ پکائیں پھر باہر نکال کر تین انچ لمبے کاٹ لیں۔

گریوی: ایک برتن میں سرسوں کا تیل پکائیں، پھر اس میں زیرہ ڈال کر لہسن، ادرک کا پیسٹ ڈال دیں پھر دہی ڈال کر بھونیں۔ جب مصالحہ تیل چھوڑ دے تو بیلے اور اس کا پانی ڈال کر ابال آجائے تو چولہا بند کردیں۔ چاول یا نان کے ساتھ تناول فرمائیں۔

﴿**ارم شہزادی** بنت چاند محمد۔ میرپورخاص﴾

سکے ہوئے بینگن

اجزاء: ایک کلو بینگن اور ایک کلو پیاز گول کاٹ لیں۔ ایک کلو ٹماٹر، ہرا دھنیا حسبِ ضرورت، کٹی ہوئی لال مرچ دو ٹی اسپون، ثابت دھنیا ایک چچ، ہلدی آدھی چچ، ہری مرچ چار عدد، آدھا کلو آئل، نمک حسب ضرورت۔

ترکیب: بینگن کو دھو کر خشک کرلیں اور ثابت بینگن ہلکی آنچ پر سینک لیں اس کے بعد تمام چھلکے اتار دیں اور بینگنوں کو گول گول کاٹ لیں۔ پھر دیگچی میں آئل گرم کر کے اس میں زیرہ اور پیاز ڈال کر فرائی کرلیں۔ اب ٹماٹر، ہری مرچ، ہلدی، کٹا ہوا دھنیا اور نمک ڈال کر مصالحے کو بھون لیں۔ دس منٹ بعد بینگن ڈال کر کم آنچ میں بھونیں، پھر ہرا دھنیا اور پسا ہوا گرم مصالحہ ڈال کر دم لگا دیں۔ کچھ دیر بعد گرم گرم پیش کریں۔

﴿**سبین مولوی حارث**﴾

خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری

اگر آپ اصلاحِ معاشرہ کے لئے فکرمند ہیں تو بچوں کا اِسلام اور خواتین کا اِسلام گھر گھر پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیں

تازہ شماروں کے تحفے دیں اور نئے قارئین بنائیں

تیسری انعامی قرعہ اندازی

28 مئی 2010ء

4 انعامات

- صرف 10 میگزین مسلسل 4 ہفتے لیں اور جیتیں ہر ماہ عبداللہ فارانی کی کتابوں کا سیٹ بذریعہ قرعہ اندازی۔
- اگر آپ حصہ لینا چاہتے ہیں تو اپنا نام اور پتہ دیے گئے موبائل نمبر پر SMS کریں۔
- چوتھے ہفتے دس نئے قارئین کے نام اور ایڈریس اپنے ہاکر کو دیں کیونکہ اس کی تصدیق سے ہی آپ کا نام قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔
- ایک ''بچوں کا اسلام'' اور ایک ''خواتین کا اسلام'' لینے والے قارئین اپنا نام اور ایڈریس SMS نہ کریں۔
- پرانے قارئین کو جمع کر کے قرعہ اندازی میں شامل ہونے کی زحمت نہ فرمائیں، ورنہ تصدیق کے بعد نام خارج کر دیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لیے صبح 9 بجے تا شام 5 بجے 021-36688747 Ext: 246, 213 یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

کراچی کے لیے ہوم ڈیلیوری کی سہولت موجود ہے

اخبار فروش موجود نہ ہونے کی صورت میں

کسی ایک میگزین کے لیے -/300 روپے جب کہ دونوں کے لیے -/580 روپے منی آرڈر کریں یا بینک میں ڈیپازٹ کرائیں اور سلپ فیکس کریں یا نمبر اور تاریخ SMS کریں۔

منی آرڈر اور چیک ڈیپازٹ سلپ پر اپنا نام، پتہ، فون نمبر اور لفظ ''قرعہ اندازی'' ضرور لکھیں۔ ہمارا پتہ: سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 4G1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

ڈاکٹر اُم محمد

آپ کی صحت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● میری عمر 17 سال ہے اور میرے ساتھ بہت سے مسائل ہیں۔سب سے پہلے تو یہ کہ میری امی کو جتنی بیماریاں تھیں، وہ اہلکتا ہے کہ مجھ میں بھی منتقل ہو رہی ہیں۔ایک تو میرا حافظہ بہت کم ہے۔اتنا کمزور ہے کہ میرے سامنے بھی چیز پڑی ہوتی ہے اور میں ادھر ادھر ڈھونڈ رہی ہوتی ہوں۔بعض اوقات تو مجھے چیزوں کے نام بھی یاد نہیں آرہے ہوتے۔گھر میں ذرا بھی شور ہو تو دماغ پھٹنا شروع ہو جاتا ہے، یہی مسئلہ امی کے ساتھ بھی ہے۔امی نے اپنے معدے کا خیال نہیں رکھا، اب ان کے معدے کا یہ حال ہے کہ اگر کھانا نہ کھائیں تو بھی مسئلہ اور اگر کھالیں تو بھی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔اگر امی کو شدید بھوک لگی ہو اور اس وقت کسی وجہ سے فوراً کھانا نہ ملے تو درد شروع ہو جاتا ہے۔ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ معدے کی بیماری اگر لگ جائے تو کبھی بھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوتی۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے بال اس بری طرح گر رہے ہیں کہ مجھے لگتا ہے میں چند دنوں میں گنجی ہو جاؤں گی۔اگر میں عرق گلاب اور جو کا آٹا مکس کر کے مساج کروں تو کتنے دنوں میں افاقہ ہوگا۔کلونجی، میتھی اور اجوائن کو نہار منہ کھانے سے بھی کہتے ہیں افاقہ ہوتا ہے۔مجھے ڈاکٹرز کے پاس جانا اچھا نہیں لگتا۔اس لیے اپنے تمام مسائل آپ کو بتا رہی ہوں اور امید کرتی ہوں آپ میرے مسئلوں پر جلد غور کریں گی۔(بنت محمد ریاض۔ضلع چکوال)

☆ محترمہ بنت محمد ریاض صاحبہ! آپ اور آپ کی والدہ دراصل اعصابی کمزوری کا شکار ہیں۔اس کے لیے Kaliphos6x کی 4-4 گولیاں دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ویسے حافظہ کے لیے 200Aracardiua کے 4-4 قطرے صبح اور رات بھی لے سکتی ہیں۔والدہ صاحبہ معدے کی تکلیف کے لیے Rafhanus 30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔آپ عرق گلاب اور جو کا استعمال کریں۔اجوائن والا نسخہ آپ کو نقصان کرے گا۔

● محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری آنکھوں کے گرد سفید دانے ہیں اور سخت ہیں اور ناخن سے بھی نہیں پھوٹتے۔یہ گرمی کے دانوں کے مانند ہیں۔کبھی بہت واضح ہو کر چمکنے لگتے ہیں تو کبھی مدھم ہو جاتے ہیں مگر بالکل ختم نہیں ہوتے اور ان پر ہلکی ہلکی خارش بھی ہوتی ہے۔دوسرا مسئلہ ڈاکٹر صاحبہ میری چھوٹی بہن کا ہے اس کے چہرے پر بہت بال ہیں، تھریڈنگ وغیرہ سے اسے بہت ڈر لگتا ہے۔بال اتنے ہیں کہ وہ پریشان رہتی ہے۔برائے مہربانی کوئی گھریلو ٹوٹکہ بتا دیں جس سے یہ ختم ہو جائیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گی۔

(سعدیہ سعیدہ بنت محمد ایوب۔میاں چنوں)

☆ محترمہ سعدیہ سعیدہ صاحبہ! آپ دانوں کو زیادہ دبایا نہ کریں۔دوا Kalibrom30 کے 4-4 قطرے لے لیا کریں۔سادہ دہی کا ہلکا سا چہرے پر مساج کر لیا کریں۔بہن کو آپ Ollium jec.Q بالوں پر لگانے کے لیے اور یہی 5-5 قطرے دن میں دو مرتبہ ایک گھونٹ پانی میں ملا کر دیں۔

● میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے بال بہت تیزی سے گر رہے ہیں۔ان کی جڑیں کافی کمزور ہو چکی ہیں۔اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں۔سر میں درد بھی رہتا ہے اور لیکوریا کی بیماری بھی لاحق ہے۔برائے کرم اس مسئلے کے حل کے لیے میرے لیے کوئی اچھی سی دوا تجویز فرما دیں اور جلد از جلد جوابی لفافے میں جواب ارسال کر دیں۔(بنت محمد حسین۔شاہدرہ)

☆ محترمہ بنت محمد حسین صاحبہ! آپ کے سر میں درد ہے، لیکوریا ہے اور بال بھی گرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ آپ کی مجموعی طور پر صحت اچھی نہیں ہے۔آپ اپنی غذا پر بھی توجہ دیں۔سر میں لگانے کے لیے تل کا تیل 200 ملی گرام اور سیکا کائی پوڈر ½ کپ دونوں چیزیں پکا کر اور ٹھنڈا ہونے پر چھان لیں۔اس تیل کو بالوں میں لگائیں، اس سے جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔لیکوریا کے لیے Cimiciznga30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ استعمال کر لیا کریں۔

● میری عمر 26 سال ہے۔شادی کو دو سال ہو چکے ہیں اور دس ماہ کا ایک بیٹا بھی ہے۔اس کی پیدائش کے بعد میرا وزن بہت کم ہو گیا ہے۔صرف دو ماہ فیڈ کروا سکی ہوں۔اس حمل سے قبل مجھے ڈاکٹروں نے Progyluton گولیاں دی تھیں۔میرا اپنا اندازہ یا قیاس ہے کہ شاید ان ہارمونز کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔مجھے لیکوریا کا مسئلہ بھی ہے، جو پچھلے چند ماہ سے بڑھ گیا ہے۔اگر آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے تو وہ ضرور بتایئے گا۔میں آپ کی مشکور رہوں گی۔(کوثر علی۔چکوال)

☆ محترمہ کوثر صاحبہ! آپ کے مسئلے کا تعلق میرے خیال میں اس دوا سے نہیں، وہ تو آپ کو شاید ڈاکٹر نے حمل کی حفاظت کے لیے دی ہوگی۔سائز کے لیے Chawaphilla 200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات لے لیا کریں۔لیکوریا کے لیے Bovista30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔

● ڈاکٹر صاحبہ! میرا یہ مسئلہ ہے کہ میں دن بدن موٹی ہوتی جا رہی ہوں۔میری عمر تقریباً 17 سال ہے۔میں صبح فجر کے بعد درس پر جاتی ہوں تو اس وقت ہی ورزش ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ میں کوئی ورزش نہیں کر سکتی۔میں اکثر ڈائیٹنگ بھی کرتی ہوں۔دوپہر کے وقت......ڈاکٹر صاحبہ! مجھے لیکوریا بھی بہت زیادہ ہے اور مینسز سے ایک ہفتہ پہلے اور ایک ہفتے بعد تک درد رہتا ہے۔درد بہت سخت اور ناقابل برداشت ہوتا ہے اور میرا پیٹ بہت آگے کو بڑھا ہوا ہے۔پلیز کوئی گھریلو اور سستا نسخہ بتا دیجیے۔(حافظ سمیرا ذوالفقار۔جھنگ سٹی)

☆ محترمہ سمیرا ذوالفقار صاحبہ! بیٹھے بیٹھے پڑھنے کی وجہ سے بعض لڑکیوں کے ساتھ یہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔آپ Sipia200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات لے لیا کریں۔گھریلو طریقے سے آپ اس طرح وزن کنٹرول کر سکتی ہیں کہ عرق مہزل اور زیرے کا عرق صبح نہار منہ ایک ایک گھونٹ لے لیجیے۔کانوں کے لیے بادام کا تیل بہت مفید ہوتا ہے۔بادام چبا کر بھی استعمال کر سکتی ہیں، اس طرح دماغی کمزوری بھی دور ہوتی ہے۔

● ڈاکٹر صاحبہ! میری امی کی دو انگلیاں ایک انگوٹھا اور ایک چھوٹی انگلی کے ساتھ والی انگلی انتہائی خراب ہیں۔امی کوئی گرم چیز کھالیں یا صابن والا کوئی کام کریں، مثلاً کپڑے، برتن وغیرہ دھوئیں تو ناخن جہاں سے نکلتا ہے وہاں صابن، پانی چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے جلن اور خارش بہت زیادہ ہوتی ہے دونوں ناخن بڑھتے بھی نہیں ہے اور بدوضع بھی ہو گئے ہیں۔امی جی نے ہر طرح کا علاج کروایا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر داغ دھبے بہت ہیں۔خاص کر ناک پر بہت زیادہ ہیں۔میرے چہرے پر دانے نہیں نکلتے گرمیوں میں کبھی کبھار کوئی ایک آدھ نکل آتا ہے جو نہ چھیڑنے کی بنا پر داغ نہیں چھوڑتا۔میری رنگت پہلے سفید تھی، اب ذرا سانولی ہو گئی ہے۔میں کھانے کی دوا نہیں لینا چاہتی آپ کوئی ایسی کریم بتائیں کہ میری رنگت بھی سفید ہو جائے اور دھبوں سے بھی جان چھوٹے۔(فاطمہ چندا۔نارووال سٹی)

☆ محترمہ فاطمہ چندا صاحبہ! آپ اپنی والدہ کو دوا Siliceal کے صبح اور رات 4-4 قطرے دے دیا کریں اور Calc.flour12x کی 4-4 گولیاں دن میں تین مرتبہ دے دیا کریں پانی یا صابن کا کام کر کے ہاتھ فوراً خشک کر لیں۔گائے کا گوشت بالکل نہیں استعمال کریں۔

☆ آپ رنگت نکھارنے اور داغ دھبوں سے نجات کے لیے بیسن کو عرق گلاب میں گھول کر دن میں 3-4 بار چہرے پر مل لیا کریں پھر سادے پانی سے منہ دھولیں صابن وغیرہ نہ استعمال کریں۔پانی کثرت سے استعمال کریں۔ویسے ہومیو پیتھک کی کریم ہے Face Care وہ استعمال کر کے دیکھیں، اچھی ہوتی ہے۔

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین
The TRUTH

Subscription Charges
Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 issue free)
Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

رقم میزان بینک کی کسی بھی برانچ میں جمع کرائیں اور ٹرانزیکشن سلپ کا سیریل نمبر دیے گئے مرکزی رابطہ نمبر پر بتائیں

کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528
کوئٹہ: 0333-7805339 | سرگودھا: 0321-6018171 | تربت: 0321-2140814
لاہور: 0300-4284430 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0300-7332359
پشاور: 0314-9007293 | فیصل آباد: 0333-4365150

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052, 021-36881355
www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com

کیا آپ جانتے ہیں؟

☆ دنیا میں گلاب کے پھول کی 1500 قسمیں پائی جاتی ہیں۔

☆ دنیا کا پہلا ٹوتھ برش 1498ء میں ایک چینی دندان ساز نے چین کے بادشاہ کے لیے تیار کیا تھا۔

☆ سانپ، مور کی مرغوب غذا ہے۔

☆ گونگا پرندہ سارس کو کہتے ہیں۔

☆ ایک سیکنڈ کے اربویں حصے کا، اربواں حصہ Attosecond کہلاتا ہے۔

☆ خالص آکسیجن سے پھیپھڑے تباہ ہوجاتے ہیں۔

☆ سورج کے قطر کا اندازہ 1392000 کلومیٹر ہے۔

☆ الو کی آنکھ اس کے سر کا 1/6 حصہ ہوتی ہے۔

☆ دودھ دینے والے جانوروں میں ہتھنی سب سے کم دودھ دیتی ہے۔

☆ بھاری پانی 214.66 فارن ہائیٹ پر ابلنے لگتا ہے۔ اور 36.68 فارن ہائیٹ پر جم جاتا ہے۔

ماریہ حبیب خان بزدار۔ لیہ

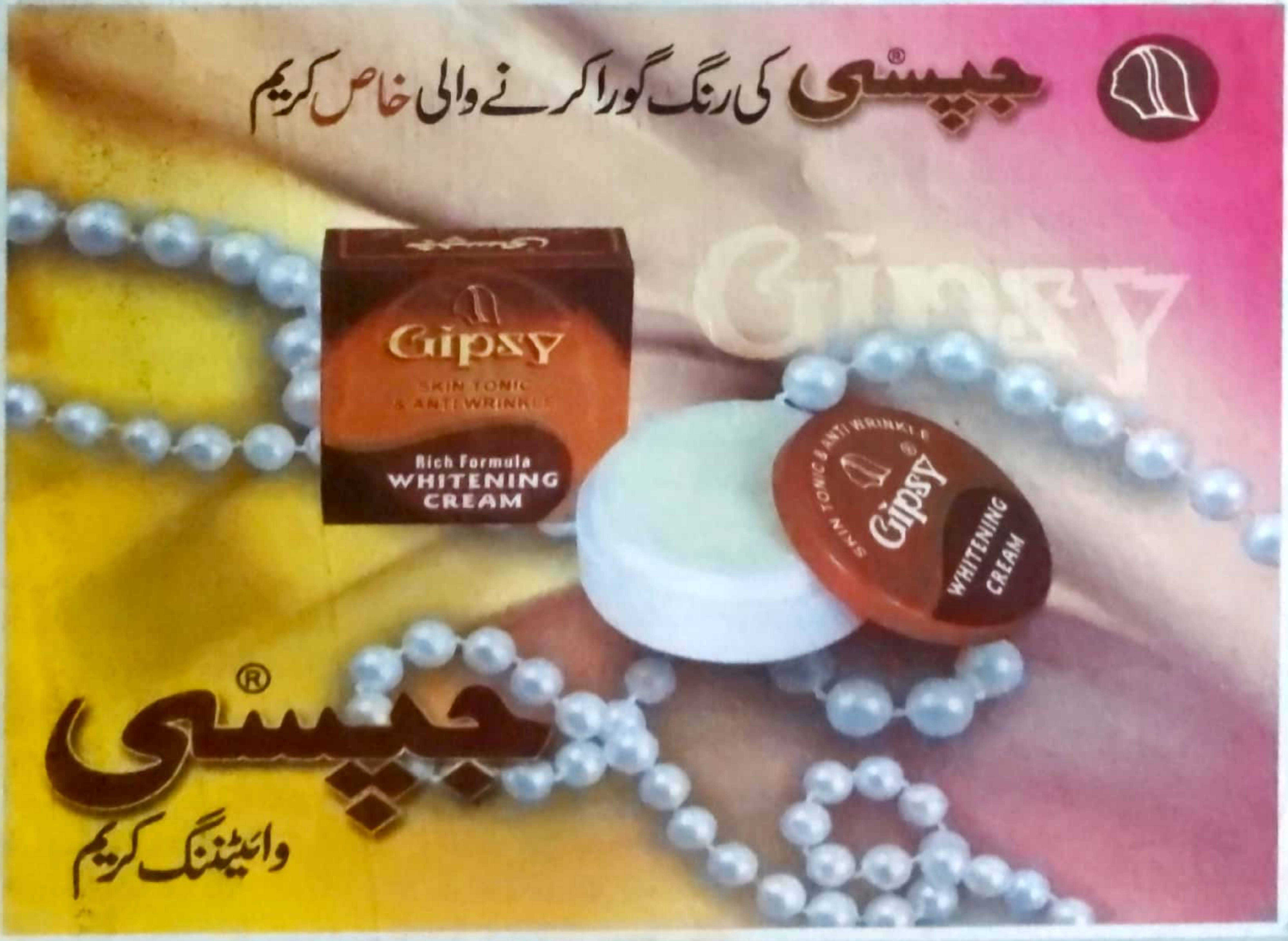

خواتین کا اسلام

372 بدھ 13 جمادی الاولیٰ 1431ھ مطابق 28 اپریل 2010ء

ٹیرس میں پھولوں کی بہار

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

دُنیا کی لذتوں سے دُور رہو

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اور (اس دن کو یاد رکھو) جس دن کفر کرنے والے جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (اوران سے کہا جائے گا) تم اپنے حصے کی اچھی چیزیں دنیا کی اپنی زندگی میں لے اور برت چکے تو آج تم ذلت کا عذاب بدلے میں پاؤں گے، بوجہ اس کے کہ تم زمین بغیر کسی حق کے گھمنڈ کرتے رہے اور بوجہ اس کے کہ تم نافرمانی کرتے رہے۔'' [سورۂ احقاف:۲۰]

معارف: قرآن مجید کی اس آیت میں اگرچہ کفار مخاطب ہیں لیکن اہلِ ایمان کے لیے بھی ایک بہت بڑی حقیقت بیان فرمادی گئی ہے۔ لذات دنیا سے متمتع ہونا اصلاً کفار ہی کا مشغلہ ہوتا ہے۔ کافر چوں کہ غافل ہوتا ہے، اس کے نزدیک یہی دنیا ہوتی ہے جس میں اس طرح رہنا اور وقت گزارنا ہوتا ہے۔ آخرت اور یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا اس لیے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس دنیا میں زیادہ سے زیادہ لذات سے متمتع ہو خواہشاتِ نفسانیہ کو زیادہ سے زیادہ پورا کرسکے، چناں چہ وہ اسی دنیا کو جنت بنانے کی تگ ودو میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی رسی دراز کردیتے ہیں تاکہ یہ کافر جتنا کھل کھیل سکتا ہے کھیل لے، دنیا کا یہ مختصر وقت گزار کر بالآخر اسے روز جزا کو حاضر تو ہونا ہی ہے لیکن ایک مسلمان کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ دنیا کی لذتوں میں منہمک ہونے کی بجائے یادِ الٰہی اور فکرِ آخرت میں وقت صرف کرنے کی کوشش کرتا ہے، دنیوی لذات کی فراوانی اور فکرِ آخرت سے غفلت میں بہت بڑا تعلق ہے اسی طرح ترک دنیا اور فکرِ آخرت میں بھی بڑا تعلق ہے۔ ایک مسلمان عقیدۃً سمجھتا ہے کہ وہ جتنا زیادہ دنیا میں ملوث ہوگا اتنا ہی اس کا تعلق مع اللہ کمزور ہوگا۔ چناں چہ صحابہ وتابعین دنیوی ساز وسامان سے صرف اتنا تعلق رکھتے تھے کہ ضروریاتِ زندگی پوری ہوتی رہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت وصیت فرمائی تھی کہ دنیا کے تنعم سے بچتے رہنا، اس لیے کہ اللہ کے بندے تنعم والی زندگی میں نہیں پڑتے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑا رزق لینے پر راضی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوجاتے ہیں۔

الحدیث

نماز کس طرح پڑھی جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک جانب تشریف فرماتھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ نماز دوبارہ جاکر پڑھو تم نے ٹھیک سے نماز نہیں پڑھی وہ واپس گیا اور اس نے پھر سے نماز پڑھی اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پھر فرمایا کہ تم جاکر نماز پڑھو تم نے ٹھیک نماز نہیں پڑھی۔ اس آدمی نے تیسری دفعہ میں یا اس کے بعد عرض کیا حضور! مجھے بتادیجیے سکھادیجیے کہ میں نماز کس طرح پڑھوں؟ (جیسی مجھے پڑھنا آتی تھی وہ تو میں نے پڑھ لی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کا ارادہ کروتو پہلے خوب اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ کی طرف اپنا رخ کرو، پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرو اس کے بعد (جب قراءت کا موقع آجائے تو) جتنا قرآن تمہیں یاد ہو اور تمہیں پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو، پھر قراءت کے بعد رکوع کرو یہاں تک کہ مطمئن اور ساکن ہوجاؤ رکوع میں۔ پھر رکوع سے اٹھو، یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوجاؤ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ مطمئن ہوکر بیٹھ جاؤ، پھر اپنی پوری نماز میں یہی کرو (یعنی ہر رکعت میں رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ اور تمام ارکان اچھی طرح اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر ادا کرو)۔

تشریح:

حدیث شریف میں جن کا واقعہ مذکور ہے، وہ مشہور صحابی حضرت رفاعہ بن رافع کے بھائی خلاد بن رافع تھے۔ اس حدیث کی خاص ہدایت یہی ہے کہ پوری نماز ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان سے پڑھی جائے۔ اگر کسی نے اس طرح جلدی جلدی نماز پڑھی کہ ارکان پورے نہ ہوسکے تو نماز واجب الاعادہ ہوجاتی ہے۔

گوشۂ سیرت

ابولہب کی دُشمنی

نبوت کے چوتھے سال جب پہلی بار اسلامی دعوت منظر عام پر آئی تو مشرکین نے اسے دبانے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیے۔ لیکن جب یہ دیکھا کہ یہ دعوتِ ایمان وتوحید کو روکنے میں مؤثر ثابت نہیں ہورہیں تو ایک مرتبہ پھر جمع ہوئے اور پچیس سرداران قریش کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا سربراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب تھا۔ اس کمیٹی نے باہمی مشورے اور غور وخوض کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف ایک فیصلہ کن قرارداد منظور کی۔ یعنی یہ طے کیا کہ اسلام کی مخالفت پیغمبر اسلام کی ایذاء رسانی اور اسلام لانے والوں کو طرح طرح کے جور وستم اور ظلم وتشدد کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی جائے۔ مسلمانوں خصوصاً کمزور مسلمانوں کے اعتبار سے تو یہ کام بہت آسان تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے بڑی مشکلات تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی لحاظ سے نہایت پرشکوہ، باوقار اور منفرد تھے۔ دوست دشمن سبھی آپ کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپ کے خلاف کسی نیچ اور ذلیل حرکت کی جرأت کوئی رزیل اور احمق ہی کرسکتا تھا۔ اس کے علاوہ ابوطالب کی حمایت بھی آپ کو حاصل تھی جو مکے کے ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذاتی اور اجتماعی حیثیت سے احترام کیا جاتا تھا۔ اس صورت حال سے مشرکین مکہ شدید پریشان تھے البتہ ابولہب جو اپنی ذلیل حرکتوں میں جری تھا اس نے اپنے ناپاک منصوبوں پر عمل درآمد شروع کردیا۔ بعثت سے پہلے عتبہ اور شیبہ کے نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیوں سے کیے تھے۔ بعثت کے بعد زبردستی ختم کرادیے۔ ایام حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا رہتا اور آپ کی تکذیب کرتا۔ ابولہب کی بیوی بھی شوہر سے کم نہ تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھادیا کرتی تھی۔ بدزبانی کرنا، فساد پیدا کرنا، فتنے کی آگ بھڑکانا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

میرے بہترین عمل پر خاتمہ فرما

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ قُدْرَتِکَ وَ اَدْخِلْنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَاقْضِ اَجَلِیْ فِیْ طَاعَتِکَ وَ اخْتِمْ لِیْ بِخَیْرِ عَمَلِیْ وَاجْعَلْ ثَوَابَہٗ فِی الْجَنَّۃ [بیہقی]

اے اللہ مجھے اپنی قدرت سے عافیت عطا فرما، اور مجھے اپنے سایۂ رحمت میں لے لے اور میری زندگی اپنی اطاعت و بندگی میں پوری کرادے اور میرے بہترین عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اس کے صلے میں مجھے جنت عطا فرما۔

تعمیر فکر

مخلوط تعلیم کا زہر

گزشتہ ہفتے مخلوط تعلیم کے حوالے سے چند گزارشات پیش کی تھیں...... یہ ایسا موضوع ہے کہ اس پر ہر پہلو سے گفتگو کی ضرورت ہے...... مذہبی جماعتوں کا کام ہے کہ وہ مخلوط تعلیم کے خلاف جدوجہد کو اپنے ایجنڈے میں شامل کریں...... علماء و مشائخ اور مساجد کے خطباء حضرات اس حوالے سے وعظ و نصیحت کا فریضہ انجام دیں...... والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ تھوڑے سے دنیوی فائدے کے لیے اپنے بچے بچیوں کو اس ناسور کے سپرد نہ کریں...... ابھی پچھلے دنوں ایک سروے رپورٹ سامنے آئی کہ ستاسی فی صد والدین اپنے بچوں کو مخلوط نظام میں تعلیم نہیں دلوانا چاہتے...... یہ بالکل درست بات ہے...... کوئی بھی ذی ہوش باپ اپنی پاکباز بیٹی کو بھیڑیوں کے سپرد نہ کرنا چاہے گا...... لیکن مسئلہ صرف بچے بچیوں کے اختلاط کا نہیں بلکہ مخلوط اسٹاف کا بھی ہے...... کئی اسکول ایسے ہیں جہاں بچے بچیوں کی علیحدہ کلاسیں ہیں مگر میل، فی میل ٹیچرز پڑھا رہے ہیں...... اور ان کا آپس میں گپ شپ کا مشغلہ چلتا رہتا ہے...... پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیمی نظام ہے...... تقریباً ہر یونیورسٹی میں اسلامیات کا شعبہ ہوتا ہے...... جہاں پی ایچ ڈی تک کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں...... ہمارے دینی مدارس کے بعض فضلاء بھی ''ڈاکٹر'' بننے کے شوق میں لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں...... کتنی بے حیائی کی بات ہے کہ جس دین کو اتنے عرصہ تک مدرسے کے پاکیزہ ماحول میں رہ کر حاصل کیا گیا...... اسے یونیورسٹی کے غارت گر ایمان ماحول میں ضائع کر دیا جاتا ہے...... اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

کالج، یونیورسٹی کے مخلوط ماحول سے تعلیم حاصل کرنے کے بے شمار مفاسد ہیں...... (۱) عورت کا بلا ضرورت شرعیہ روزانہ گھر سے نکلنا جو اجنبیوں کو مائل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ یہ چاہے برقع و حجاب میں ہی کیوں نہ ہو، آپس کی بات چیت بھی بہت بڑے فتنے کا سبب بنتی ہے۔ (۲) ماحول پر فتنوں کا غلبہ جس میں انسان اپنی عصمت، عقیدے اور کردار کی حفاظت مشکل سے ہی کر پاتا ہے۔ (۳) کالج یونیورسٹی کی غیر شرعی تقریبات میں شرکت۔ (۴) بغیر کسی پردے کے مرد اساتذہ سے مردوں کے ساتھ مل کر پڑھنا۔ (۵) کالج یونیورسٹی میں پڑھانے والی اکثر خواتین بے حیا، بے دین اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے والی ہوتی ہیں، ان سے تعلیم حاصل کرنا۔ (۶) کفار اور بے دین لوگوں کی نقالی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ (۷) فاسقہ عورت کے سامنے کھلے منہ جانا حالاں کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ باپردہ عورت کے لیے مناسب ہے کہ وہ فاسقہ عورت سے بھی پردہ کرے۔ (۸) عورت میں شوہر کی خدمت، اولاد کی تربیت، گھر کی دیکھ بھال، صفائی وغیرہ جیسی فطری اور بنیادی ذمہ داریوں سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے جو خاندانی بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ (۹) عورت کی دفتر فیکٹریوں میں ملازمت دین و دنیا دونوں کی تباہی کا سبب ہے۔ اور بھی بہت سے مفاسد ہیں مخلوط تعلیم کے...... ان کا حل یہی ہے کہ ہم اسلام کے دیے ہوئے فطری شرم و حیا سے متعلق احکام کو بدل و جان قبول کریں۔ اور ہر ایسے طریقے کو رد کر دیں جو ہمارے دین کو پامال کرنے والا ہو۔

والسلام

محمد احمد حافظ

صدف صدف موتی

جب ہم نے دعوت الی اللہ اور اس کے تقاضوں کو بھلا دیا، غیروں کے تصورات و معیارات کو اپنا لیا، ان کی اقدار کو قبول کر لیا، اسلام کے ذریعے عزت حاصل کرنے کی بجائے دنیوی ترقیات کو غم دلوں میں بسا لیا تو اس کے نتیجے میں دلوں کے ساتھ ساتھ ہماری زمینوں اور جسموں پر بھی ان کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہمیں ہماری اصل بیماریوں اور ان کے نتائج کے بارے میں آگاہ کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم عینہ کے مطابق (سودی) سودے کرنے لگو گے اور گائے بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے، زراعت اور باغبانی (کی زندگی) پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دیں گا جو اس وقت تک نہ ہٹائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ آ جاؤ۔''

کیا لسانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ذلت کے مسلط ہونے کی جو خبر دی گئی ہے، ہماری موجودہ حالت کی اس کے علاوہ کوئی اور تعبیر ہو سکتی ہے؟ [راہِ حق کا ایک مسافر]

خط کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 36609986 فون: 021 36609983

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

سالانہ زر تعاون اندرون ملک: 600 روپے، بیرون ملک: 3700 روپے

صوتِ مردود

4

چاروں گلوکار معروف و مشہور تھے۔ ان میں ایک خاتون بھی تھی۔ وہ ان تینوں سے ایسے چہک چہک کر باتیں کر رہی تھی کہ جیسے اس کے سگے بھائی ہوں یا جیسے خاوند سے مذاق کیا جاتا ہے ویسے ہی ان کے ساتھ ہنسی مذاق میں مشغول تھی۔ اتنے میں یہ لوگ اپنا تعارف کرانے لگے...... ہیلو اینڈ ہائے! لیڈیز! آئی ایم داجی...... اینڈ آئی ایم ناجی...... اینڈ آئی ایم دھوراجی...... اینڈ ڈیئر لیڈیز آئی ایمیو رماجی...... خدیجہ کو ہنسی آ گئی وہ عالیہ سے کہنے لگی...... لگتا ہے یہ سارے سندس کے رشتہ دار ہیں۔ کوئی دادا جی، کوئی نانا جی، کوئی ماں جی...... عالیہ یہ سن کر مسکرا دی۔

پھر انور چودھری کی آواز ابھری: معزز خواتین! میں اس پر وقار تقریب میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں...... آج میری بیٹی سندس کا 20واں جنم دن ہے...... اللہ کرے ہم یونہی سالہا سال اس کی خوشیاں مناتے رہیں...... اب موسیقی کا باقاعدہ آغاز کیا جاتا ہے...... چند لمحوں کے بعد داجی بولے: ڈیئر لیڈیز! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ جس طرح آدمی بغیر خوراک کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح روح کی بھی ایک غذا ہے اور وہ ہے Music...... کیا آپ مانتے ہیں؟ تمام حاضرین نے ان تینوں کے علاوہ اثبات میں سر ہلا دیا۔ ''چناں چہ! آج سندس کی خوشی میں ہم اتنا گائیں گے، اتنا ناچیں گے کہ ہماری روح جھوم اٹھے گی...... یہ کہتے ہی پس پردہ موسیقی بجی اور انہوں نے مل کر گانا شروع کر دیا۔ اور تو اور...... ہال میں موجود اکثر خواتین بھی رقص کرنے لگ گئیں ایسے لگتا تھا کہ نہ جانے کتنے عرصے سے ناچنے کے لیے بے تاب تھیں لیکن موقع آج ملا تھا۔ اب ان تینوں کا یہاں پل بھر رکنا بھی عذاب تھا لیکن باہر کیسے جاتیں؟ ہال کے تمام دروازے بند تھے...... شکیلہ چودھری ان پر برابر نظریں جمائے ہوئے تھی...... ان ماں بیٹیوں کے سامنے بس دو ہی صورتیں تھیں...... یا تو خود بھی ''جیسا دیس ویسا بھیس'' کا لبادہ اوڑھ لیتیں یا من ہی من میں پکی سچی توبہ کر لیتیں تا کہ اللہ تعالیٰ کوئی سبیل نکالے...... چوں کہ انہوں نے یہاں سے نکلنے کا سوچا تھا اس لیے رب ذوالجلال نے ان کے دلوں پر نظر رحمت فرما دی...... کرم ہو گیا...... ان کے دل میں گناہوں سے نفرت ڈال دی گئی...... ان کے دل ان کے پہلو میں مچلنے لگے...... اب انہیں گانا گانے والے انسان نہیں بلکہ شیطان...... نظر آ رہے تھے...... خدیجہ کی نظروں کے سامنے کتاب کا وہی ورقہ پھر گیا جس پر لکھا تھا کہ ''محافل موسیقی میں شیاطین کثرت سے موجود رہتے ہیں اور گانا گانے والا شیطان کا مؤذن ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بلا کر حق سے گمراہ کرتا ہے''...... اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے شیطان ہر عورت پر مسلط ہے اور وہ اسے ناچنے پر مجبور کر رہا ہے۔ کیوں کہ اکثر عورتوں کا ڈانس کرنا اسی بات کی علامت تھی۔''

☆......☆......☆

مولانا عبد الہادی جمعہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو نوجوانوں کے ہجوم نے انہیں گھیر لیا اور سوالات کی بھرمار کر دی...... عبد الہادی بولے: آپ سب آرام سے بیٹھ جائیں اور باری باری پوچھیں...... میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ مدلل جواب دوں...... ایک نوجوان جس کا نام عامر تھا وہ بڑا متفکر نظر آتا تھا...... نے کہا! مولانا صاحب آج آپ نے بڑے ہی اہم موضوع پر بات کی ہے...... میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ شریعت نے موسیقی کو جو حرام قرار دیا ہے تو اس کی کوئی ظاہری وجہ تو ہو گی...... ذرا بتائیں گے تو دل مطمئن ہو جائے گا؟

اخت حافظ عبد الرزاق

مولانا عبد الہادی بولے: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ جو کہ ہمارے بہت بڑے بزرگ عالم دین ہیں۔ انہوں نے اسرار شریعت پر ایک جامع کتاب لکھی ہے جس کو مسلم دنیا ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے نام سے جانتی ہے۔ اس میں شاہ صاحب موسیقی کی حرمت کی ظاہری وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (گانے باجوں) کی وجہ سے نفس دنیا و آخرت سے بے فکر ہو جاتی ہے اور اوقات ضائع ہوتے ہیں...... کیوں کہ انسان جب ان چیزوں میں مشغول ہوتا ہے تو پھر اس کو کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی فکر نہیں رہتی۔ بلکہ بسا اوقات پیشاب پاخانہ روکے بیٹھا رہتا ہے اور وہاں سے نہیں ٹلتا۔ پھر اگر ایسی چیزوں میں مشغول رہنے کا دستور عام ہو جائے تو تمام شہر والوں پر بھاری پڑ جائیں اور اپنی جان کی درستی کی ان کو خبر نہ رہے...... (حجۃ اللہ البالغہ 611)

ایک نوجوان نے پوچھا: مولانا صاحب! کیا سورۂ لقمان کی وہ آیت جو آپ نے خطبے میں پڑھی اس کے علاوہ بھی کسی اور آیت میں گانے باجے کی حرمت کا ذکر ہے؟

وہ بولے: بالکل ہے مثال کے طور پر سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ **واستفزز من استطعت منھم بصوتک** (بنی اسرائیل :46)

''اور (اے شیطان) ان میں سے جس پر تو قابو پائے اسے اپنی آواز کے ذریعے (راہ راست) سے ہٹا دے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''گانے اور مزامیر اور لہو و لعب کی آوازیں یہ سب شیطان کی آواز ہے جس سے وہ لوگوں کو حق سے قطع کرتا ہے۔'' (قرطبی)

سورۂ نجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

افمن ھذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون (النجم: 41,40,59)

(باقی صفحہ پر)

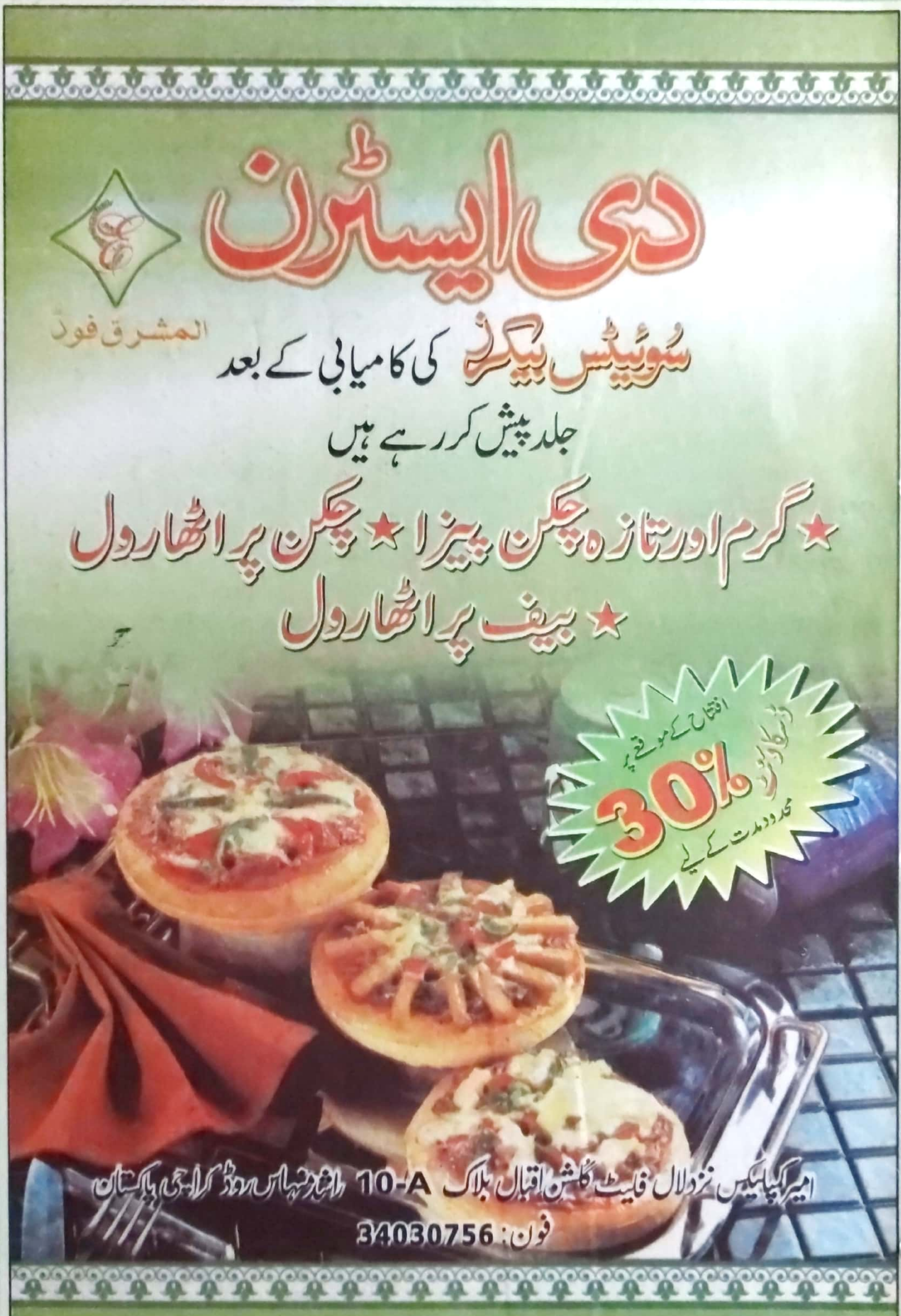

دی ایسٹرن
المشرق فوڈ
سوئیٹس بیکرز کی کامیابی کے بعد
جلد پیش کررہے ہیں
★ گرم اور تازہ چکن پیزا ★ چکن پراٹھا رول
★ بیف پراٹھا رول
افتتاح کے موقع پر
30%
محدود مدت کے لیے
امیر کمپلیکس نزد لال فلیٹ گلشن اقبال بلاک 10-A راشد منہاس روڈ کراچی پاکستان
فون: 34030756

دانائی

اہلیہ ممریز خان ۔ شکر درہ اٹک

حضرت لقمان کی نسبت منقول ہے۔ مکحول فرماتے ہیں کہ لقمان حکیم نوبی قوم کے ایک سیاہ رنگ کے غلام تھے اور اللہ تعالٰی نے ان کو حکمت و دانش سے نوازا تھا۔ یہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے غلام تھے۔ جس نے ان کو ساڑھے تین مثقال کے عوض خریدا تھا۔ یہ اس کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ یہ شخص چوسر کھیلتا تھا اور اس پر بازی لگایا کرتا تھا اور اس کے دروازہ کے قریب ایک نہر جاری تھی۔

ایک دن اس شرط پر چوسر کھیلی گئی کہ جو ہار جائے گا اس کو اس نہر کا سارا پانی پینا پڑے گا یا اس کا فدیہ ادا کرے گا۔ مکحول کہتے ہیں کہ لقمان کا آقا ہار گیا۔ اب جیتنے والے نے مطالبہ کیا کہ یا تو سارا پانی پیو ورنہ فدیہ ادا کرو۔ اس نے پوچھا: کیا فدیہ؟ اس نے کہا کہ تیری دونوں آنکھیں، جن کو میں پھوڑوں گا یا جو کچھ بھی تیری ملک ہے وہ سب فدیہ ہوگا۔

لقمان کے آقا نے کہا مجھے آج کی مہلت دو۔ اس نے منظور کر لیا۔ کہتے ہیں کہ وہ بہت غمگین اور آزردہ تھا۔ کہ لقمان لکڑیوں کا گٹھا پشت پر اٹھائے ہوئے آ پہنچے اور آقا کو سلام کیا، پھر گٹھا رکھ کر اس کے پاس آئے اور اس کی عادت تھی کہ جب بھی حضرت لقمان کو دیکھتا تھا تو ان سے دل لگی کیا کرتا تھا اور ان سے کلمات حکمت سنتا اور تعجب کیا کرتا تھا۔ انہوں نے اس کے پاس بیٹھ کر کہا کہ کیا بات ہے؟ میں تم کو غمگین دیکھ رہا ہوں تو اس نے ان سے اعراض کیا۔ پھر دوبارہ سوال کیا تو پھر بھی اس نے جواب سے گریز کیا، تیسری مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ مجھے بتائیے کہ ہوسکتا ہے کہ میں آپ کی مشکل حل کر دوں۔ اب اس نے پورا قصہ سنا دیا۔ لقمان نے کہا کہ غم نہ کیجئے۔ میرے پاس اس کا حل موجود ہے۔ اس نے کہا، وہ کیا؟

آپ نے فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آ کر نہر کا پانی پینے کا سوال کرے تو تم اس سے یہ پوچھنا کہ دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پیوں یا نہر کی لمبائی کا...... تو وہ تم سے یقیناً کہے گا کہ دونوں کنارے کے درمیان کا...... تو تم اس سے کہنا کہ (میں پانی پینے پر آمادہ ہوں) تو لمبائی سے پانی بہنے کو روکے رکھ۔ جب تک میں دونوں کناروں کے درمیان کا پانی نہ پی لوں۔ اور یہ اس کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ پانی روکے رکھے۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص آیا اور اس نے کہا کہ میری شرط پوری کر۔ آقا نے جواب دیا کہ یہ بتاؤ کہ دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پیوں یا لمبائی کا؟ اس نے کہا کہ کناروں کے درمیان کا۔ اب انہوں نے کہا کہ بہت اچھا، لمبائی کے پانی کو روک لو۔ اس نے کہا کہ یہ تو ناممکن ہے۔ اس طرح عدم ایفاء کی ذمہ داری اس پر جا پڑی اور یہ غالب آ گیا۔ مکحول کہتے ہیں کہ اس نے حضرت لقمان کو آزاد کر دیا۔ [کتاب الاذکیاء]

اِک آرزو جو شاد کام ہوئی

زاہدہ خان

حدیث پاک ہے

خیر کم من تعلم القرآن و علمہ

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے"

اس حدیث پاک کے مصداق ہمیں بچپن سے ہی قرآن مجید کو ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنے کا شوق تھا۔ قرآن مجید ناظرہ تو دوسرے مسلمان بچوں کی طرح ہم نے بھی بچپن ہی میں پڑھ لیا تھا لیکن جب میں قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتی تھی تو میری دلی خواہش ہوتی تھی کہ اے کاش! میں عربی زبان جانتی تو قرآن پاک کے مفہوم کو بخوبی سمجھ پاتی ترجمہ پڑھنے سے خاطر خواہ تسلی نہ ہوئی قرآن پاک کے صفحات کے حاشیے میں لکھی گئی تفسیر بڑی توجہ سے پڑھتی کچھ کچھ سمجھ آتی لیکن وہ نہایت مختصر ہوتی میری طلب تشنہ ہی رہ جاتی۔ میرا دل شدت سے چاہتا کہ میں کسی عالمہ سے قرآن پاک تفسیر کے ساتھ پڑھوں لیکن گھر کا ماحول ایسا تھا کہ کہیں آنے جانے کی اجازت نہ تھی بہر حال یونہی زندگی کے بہت سے ماہ و سال بیت گئے لیکن کہتے ہیں ناں کہ اگر طلب صادق ہو تو کبھی نہ کبھی پوری ہو ہی جاتی ہے۔

زندگی کا پہیہ حسب دستور گھومتا رہا وقت کی ترجیحات بدل گئیں ہم والدین کی سرپرستی سے نکل کر شوہر کی ذمے داری ٹھہرے اپنے گلشن کی آبیاری کرتے رہے یہاں تک کہ ننھے پودے تناور درخت بن گئے اب جب ہم فارغ البالی کے مرحلے میں ہیں اللہ نے ہماری سن لی۔ ہمارے گھر کے قریب ایک مدرسے میں کہ پہلے وہاں حفظ قرآن اور ناظرہ کا انتظام تھا اب قرآن پاک کو تفسیر و ترجمہ سے پڑھانے کا اہتمام کیا گیا۔ میری تو گویا دیرینہ مراد بر آئی۔ میری بیٹی جو بی اے کے بعد فارغ تھی اور پڑھنے کا شوق بھی رکھتی تھی۔ سو ہم دونوں نے اس مدرسے میں تفسیر و ترجمہ کے شعبہ میں داخلہ لے لیا۔ بڑے شوق و ذوق کے ساتھ قرآن پاک بمعہ ترجمہ و تفسیر پڑھنا شروع کر دیا ابھی ہم نے دو پارے ہی پڑھے تھے کہ میری بیٹی کی شادی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یوں وہ تو اپنی تعلیم ادھورا چھوڑ کر پیا دیس سدھار گئی لیکن ہم نے بڑے شوق و ذوق کے ساتھ یہ دو سالہ کورس مکمل کیا۔ الحمد للہ اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا، اس میں دیے گئے احکامات کو سمجھنا اور عمل کرنا ہمارے لیے آسان ہو گیا ہے۔ ترجمہ و تفسیر کا سب سے زیادہ فائدہ ہمیں حج بیت اللہ کے دوران محسوس ہوا کہ جب مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے قیام صلوٰۃ کے دوران امام صاحبان قرآن پاک کی قرأت کرتے اور قرأت کے دوران ان پر رقت طاری ہوتی تو چوں کہ اب ہم اس قابل ہو گئے تھے کہ قرآن پاک کا کچھ مفہوم سمجھ میں آنے لگا تھا تو ہم پر بھی یہ کیفیت طاری ہو جاتی اور نماز میں بہت کیف و سرور محسوس ہوتا۔ پہلے اکثر اوقات نماز کے دوران دھیان ادھر ادھر بھٹک جایا کرتا تھا لیکن اب چوں کہ نماز میں پڑھی گئی آیات کا مفہوم و معنی سمجھ آنے لگا ہے۔ اس لیے نماز میں یکسوئی کی کیفیت پیدا ہونے لگی ہے۔ آیات کے معنی و شان نزول پیش نظر ہوتا ہے تو دھیان قرآن مجید کی آیات پر ہی رہتا ہے۔ ادھر ادھر بھٹکنے نہیں پاتا الحمد للہ، اللہ تعالٰی ہماری نمازوں میں خشوع و خضوع کی کیفیت دو چند کرے اور ہماری نمازوں کو قبول فرمائے آمین۔

کشکول

مومن اور منافق میں فرق:

محمد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''مومن کی قوت دل میں ہوتی ہے اور کافر و منافق کی طاقت ہاتھ میں'' حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مومن کی علامت یہ ہے کہ عبادات بجالائے اور اس کے باوجود روتا رہے اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ عمل بھول جائے اور ہنستا رہے''

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''مومن درخت خرما لگاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کھٹا نہ ہو اور منافق کانٹے بوتا ہے اور خواہش کرتا ہے کہ اس پر چھوہارے لگیں۔''

اے دوست اس کو یاد رکھ اور موت سے پہلے اپنی تلاشی لے۔ اگر منافقوں کی عادات ہوں تو افسوس کر اور رو۔ اور بکثرت استغفار کر۔ (انتخاب دل چسپ ایمان افروز واقعات 183)

﴿شاہین ارشاد۔ جامعہ خاتم النبیین للبنات کراچی﴾

عالمانہ فراست:

حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ دونوں جامع مسجد میں تھے کہ ناگہاں ایک اجنبی مسجد میں داخل ہوا تو حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میری فراست یہ کہتی ہے کہ یہ شخص ''لوہار'' ہے لیکن میری فراست یہ بھی کہتی ہے کہ یہ شخص ''بڑھئی'' ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ شخص جب نماز سے فارغ ہو گیا تو لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ سال گزشتہ تک تو میں ''بڑھئی'' کا کام کرتا رہا مگر اس سال سے میں نے ''لوہاری'' کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ (نزہۃ المجالس 120)

﴿دانیہ بنت قاری نثار احمد۔ ملتان﴾

ساری دوڑ دھوپ عبادت ہوگئی:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں ''سچ تو یوں ہے کہ اصل مقصد تو آخرت ہے اور بندہ عبادت اور بندہ پن ظاہر کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے مگر مشکل یہ ہوئی کہ یہ قالب انسانی کھانے پینے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا تو اس کے لیے سامان مہیا کرنا ضروری ہوا۔ پھر کھانے کے بعد بول وبراز اور شہوت لازم ہوئی تو اس کا سامان واجب ہوا اور ہم جنسوں سے ملے بغیر یہ سامان ہو نہیں سکتا۔ لباس وغیرہ امور کا تقاضا ہوا کہ گرمی سردی سے بچے تو اس کو حاصل کرنا ضروری ہوا۔ اب ایک عبادت کے واسطے یہ سب اہتمام کرنا پڑا جس کا اگر حساب کیا جائے تو اکثر اوقات انہی اسباب میں خرچ ہوتے ہیں اور اصل مقصود جو تھا وہ کچھ بھی نہ رہا۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مجبور جان کر فقط پانچ وقت کی نماز مقرر کر دی اور اس تھوڑی سی عبادت کو قبول کر کے قائم مقام دن رات کے ٹھہرا دیا۔ اب اگر بندہ عقل مند ہوا تو اس نے جانا کہ یہ سب کمانا اور محنت کرنا بندگی کے لیے سامان عبادت ہے اور اسی نیت سے کام کرتا ہے کہ عبادت کے لیے فراغت حاصل ہو تو اس کا یہ سارا کام اور ساری دوڑ دھوپ عبادت ہوگئی اور اگر بندہ بے وقوف کوڑھ مغز نکلا وہ سمجھا کہ یہ سب کام اور اسباب میری راحت اور عیش کو ملے ہیں تو اس کا سارا کمانا محنت، سونا، جاگنا، کھانا، پینا محض دنیا اور لذت دنیا ہے۔''

(از: مکتوبات رشیدیہ)

﴿مرسلہ: اہلیہ مفتی لطف الرحمٰن۔ شیخ لاہوری جھنگ صدر﴾

چار باتوں کی پابندی:

ہمارے اکابر اصلاح کے ساتھ ساتھ ادب کا بھی خوب اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ''میں نے ہمیشہ چار باتوں کی پابندی کی:

1) ایک تو یہ کہ میری لاٹھی کا جو سرا زمین پر لگتا تھا اس کو کبھی میں نے بیت اللہ شریف کے احترام میں کعبے کی طرف کر کے نہیں رکھا۔

2) دوسری بات یہ کہ میں اپنے رزق کا اتنا احترام کرتا تھا کہ چار پائی پر بیٹھتا تو خود ہمیشہ پائنتی کی طرف بیٹھتا اور کھانے کو سرہانے کی طرف رکھتا، اس طرح بیٹھ کر کھانا کھاتا۔

3) تیسری بات یہ کہ جس ہاتھ سے طہارت کرتا تھا، میں اس ہاتھ میں پیسے نہیں پکڑتا تھا، کیوں کہ یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے۔

4) چوتھی بات یہ کہ جہاں میری کتابیں رکھی ہوتی ہیں، میں اپنے استعمال شدہ کپڑوں کو ان دینی کتابوں کے اوپر کبھی بھی نہ لٹکایا کرتا تھا۔

(انتخاب: دل چسپ انوکھے واقعات 139)

﴿نمرہ محمد ارشاد۔ جامعہ خاتم النبیین للبنات﴾

وقت کی قدردانی:

ابن عقیل رحمہ اللہ چھٹی صدی کے مشہور عالم اور حنابلہ کے ائمہ میں سے ہیں اللہ جل شانہ نے ان کو وقت کی قدر و قیمت کا احساس اور علم و مطالعہ کا غیر معمولی شوق عطا فرمایا تھا۔ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی ضایع نہیں کیا، یہاں تک کہ جب علمی بحث کرتے کرتے میری زبان تھک جائے اور مطالعہ کرتے کرتے آنکھیں جواب دینے لگیں تو میں لیٹ کر مسائل سوچنے لگ جاتا ہوں۔ بیس سال کی عمر میں علم کے شوق کا جو جذبہ میرے اندر تھا یہ جذبہ اس وقت کچھ زیادہ ہی ہے جبکہ اب میں اسی کے پیٹے میں ہوں۔ میں مقدور بھر کوشش کرتا ہوں کہ کھانے میں کم سے کم وقت لگے بلکہ اکثر اوقات روٹی کی بجائے چورہ کو پانی میں بھگو کر استعمال کرتا ہوں کیوں کہ دونوں کے درمیان وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کافی تفاوت ہے، روٹی کھانے اور چبانے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جبکہ ثانی الذکر (چورہ) کے استعمال سے مطالعہ کے لیے کافی وقت نکل آتا ہے۔''

یہ وقت کی قدردانی ہی کا نتیجہ تھا کہ ابن عقیل نے ابن الجوزی کے بیان کے مطابق کئی مختلف فنون میں کتابیں لکھیں اس میں ان کی سب سے بڑی تصنیف ''الفنون'' ہے۔ یہ کتاب آٹھ سو جلدوں میں تھی کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس عظیم مصنف کا جب انتقال ہوا تو بدن کے کپڑوں اور علم کی کتابوں کے سوا ترکہ میں کچھ اور مال و متاع نہ تھا۔

(بحوالہ متاع وقت اور کاروان علم)

﴿نازیہ منصور علی۔ لانڈھی کراچی﴾

اشک ندامت:

جس شخص کے گھر میں آگ لگ جائے تو وہ آگ بجھانے کے لیے فائر بریگیڈ والوں کو بلاتا ہے، اڑوس پڑوس کو مدد کے لیے پکارتا ہے، خود بالٹی لے کر دوڑتا ہے اور مقدور بھر آگ بجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ گناہ بھی ایک آگ ہے، صغیرہ گناہ چھوٹی چنگاری ہے اور کبیرہ گناہ بڑا انگارہ ہے مگر ہیں دونوں آگ...... اور آگ مسجد میں لگے یا مندر میں اپنا کام کر کے رہتی ہے اور گناہ تو ایک ایسی متعدی آگ ہے کہ افراد سے قوموں تک سرایت کر جاتی ہے اور گھر سے نکل کر محلوں، بستیوں، شہروں اور ملکوں تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے مگر اس آگ کو بجھانے کے لیے اڑوس پڑوس کو بلانے کی ضرورت نہیں، فائر بریگیڈ کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے لیے براہ راست حاکم اعلیٰ کے حضور ندامت کے ساتھ آنسو بہانے کی ضرورت ہے، اشک ندامت کے دو قطرے اس آگ کو بجھانے کے لیے کافی ہو سکتے ہیں۔

(ندائے منبر و محراب) ﴿اہلیہ مفتی فہیم اشرف۔ حیدر آباد﴾

اِک ستارہ تھا میں

''اماں میں جارہاں ہوں میں نے جان لیا ہے کہ اصل زندگی کیا ہے۔ میرے دین، میری امت کو میری ضرورت ہے'' حنظلہ نے اماں کو الوداع کہا اور اماں نے اس کی پیشانی پر بوسہ ثبت کرتے ہوئے اسے مسکراتی آنکھوں اور مسکراتے چہرے کے ساتھ الوداع کیا۔

''جاؤ میرے بیٹے اللہ کی امان میں، میں نے اسی دن کے لیے تو تمہیں پالا تھا۔ لوری میں صحابہ کرام کے واقعات سنائے تھے۔''

حنظلہ ایک عام سے گھرانے کا پیارا لاڈلا بیٹا تھا۔ وہ بظاہر عام تھا لیکن کسے معلوم تھا کہ ہم میں ایک خاص ہستی چل پھر رہی ہے۔ بچپن ہی سے بے حد محبت کرنے والا، دردمند دل رکھنے والا تھا۔ کسی کی بھی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والا تھا۔ اماں کو کبھی ناراض نہ رہنے دینے والا۔ ''سوری اماں!'' کی رٹ لگا کر معافی مانگ کر چھوڑتا۔ جس دن سے اسکول جانا شروع کیا یعنی تقریباً 4 سال سے تو نماز کا عادی بنتا گیا۔ ذرا بڑا ہوا تو سارے محلے کے بچوں کا لیڈر بن کر جماعت سے نماز کے لیے لے جاتا۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سن کر بچپن ہی سے ان سے بے حد محبت کرنے والا حتی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو شدید دکھ میں مبتلا ہو گیا۔

نام نہیں لکھا

ملکی اور بین الاقوامی حالات سے ہمیشہ آگاہ رہتا۔ اخبار کا مطالعہ اماں سے بھی پہلے کرنا چاہتا۔ امت کے درد میں مبتلا بچہ ہمیشہ اپنی گلک کے اور عیدی کے جمع شدہ پیسے فلسطین اور کشمیر کے بچوں کے لیے بھیج دیتا۔ گھڑ سواری، تیراکی کا شوقین تھا کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا ہے۔ ذرا بڑا ہوا تو اصرار کیا کہ رمضان میں روزے کی حالت میں گھڑ سواری کروں گا غزوہ بدر کو محسوس کرنے کے لیے۔ آخر اجازت دینی پڑی۔

نشانہ بازی اور بندوق پستول کا شوقین تو بچپن ہی سے تھا۔ لیکن جوں جوں بڑا ہوتا گیا ماحول کے اثرات غالب آتے گئے۔ موبائل، موویز اور گاڑی تیز چلانا، اماں بابا پریشان کہ یہ تو ہم نے کبھی نہ چاہا تھا۔ بس اللہ کے فضل سے اللہ سے کی ہوئی دعائیں کام آگئیں کیوں کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ حنظلہ کے دل میں بچپن سے جو چنگاری چھپی تھی وہ اس کے تمام بزرگوں اور محبت کرنے والے افراد کی دعاؤں سے بھڑک اٹھی اور شعلہ بن گئی۔ یوں حنظلہ اس دیس کو چلا گیا جہاں قرونِ اولی کی داستانیں آج بھی رقم ہو رہی ہیں۔

اب تو وہ اماں اور بابا کو سمجھا رہا تھا بچوں کو موویز نہ دیکھنے دیں۔

زندگی میری فقط تیری رضا کے واسطے
اور جاں دے دوں میرے پیارے خدا تیرے لیے

اس نے اپنے تمام بزرگوں بابا، ماموں، چچا اور کزنز کو لکھا کہ قافلہ چل پڑا ہے کہیں آپ اپنی دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے قافلہ چھوڑ نہ بیٹھیں۔

اس نے بڑے ادب سے اپنے بزرگوں اور ناصحین کو بتایا کہ جہاد فرضِ عین ہے۔ نماز، روزہ کی طرح، اور کسی اور کا جہاد میرے کام نہ آئے گا۔ مجھے خود کرنا پڑے گا۔ آخر میں معذور تو نہیں ہوں۔ کل اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ اور اگر جہاد فرضِ کفایہ ہے تو۔ کیا اتنے افراد جہاد کے لیے نکل پڑے ہیں کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو جائیں (کفایت کریں)۔ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں تو ہم پر فرض باقی ہے۔ ویسے بھی اللہ نے بیٹھنے والوں سے جہاد کرنے والوں کے درجے زیادہ رکھے ہیں (القرآن) اور اس امت کا تو رزق ہی جہاد میں ہے۔ (الحدیث)

اس نے آخری خط میں شادی کی خواہش ظاہر کی جو بخوشی پوری کی گئی کیوں کہ یہ اللہ کا فیصلہ تھا۔ روئے زمین کی بہترین دلہنوں میں سے ایک اسے ملی اور وہ بھی اسی جیسی تھی۔ دلہن کو اپنے اصلی گھر لے گیا۔ لیکن جانے سے پہلے بڑے اعتماد سے ایک دن کہا کہ مجھے پتہ نہیں کب لیکن یقین ہے کہ مجھے شہادت ضرور ملے گی۔ ان شاء اللہ!

ایک دن بیٹھا ہوا اپنی حوریں گن رہا تھا ہر مومن کی اتنی، شہید کی اتنی اور میری یہ دلہن ان کی سردار ہوگی۔ اور یہی ہوا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی سنت پوری کرتے ہوئے (جو اپنی شادی کے اگلے دن شہید ہوئے تھے جنہیں غسل بھی فرشتوں نے دیا تھا) شادی کے چند دنوں بعد ہی اللہ کی رحمت اس پر چھا گئی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے خوشبو کا تحفہ چھوڑ گیا۔

میں نے سوچا تھا یہ

گر نہ دینِ مبیں پر یہ ہوتی فدا
اور کس کام آنی تھی یہ زندگی

یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ اپنے بعض بندوں پر اپنا فضل کرتا ہے اور انہیں توفیق دیتا ہے۔ ورنہ یہ تو فرض ہے اس کو بندے کی طرف سے قربانی بھی نہیں کہہ سکتے۔ اگر اللہ نہ چن لیتا تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

تقدیر پر ہمارا ایمان ہمیں بتاتا ہے کہ جو دنیا میں آیا ہے اس نے لازم اپنے وقت پر واپس چلے جانا ہے۔ کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اتنی جلدی چلا گیا۔ اللہ کے حکم سے کوئی لمحہ آگے نہ کوئی پیچھے۔ تو خوش نصیب ہے وہ جو بہترین دروازے سے واپس جائے۔

اک ستارہ تھا میں کہکشاں ہو گیا

ہم کس طرف جا رہے ہیں؟

چند دنوں سے میرے میاں کے کمپیوٹر میں ایک ٹیکنیکل فالٹ آیا ہوا تھا۔ اور باوجود کوشش کے وہ اسے ٹھیک نہ کر سکے تھے۔ تو سوچا کہ اسے اپنے ایک انجینئر دوست کو دکھایا جائے۔ وہ جمعہ کا دن تھا جب وہ اپنا کمپیوٹر لے کر دوست کی دکان پر پہنچے۔ واپس آ کر انہوں نے جو کہانی سنائی وہ میں آپ کو بھی سنا رہی ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ ابھی میں نے دکان میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک لمبی سی گاڑی میرے قریب آ کر رکی۔ گاڑی رکتے ہی پچھلی سیٹ کے دونوں دروازے کھلے اور دو الٹرا ماڈرن خواتین کھٹ کھٹ کرتی برآمد ہوئیں۔ ان میں سے ایک نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور ڈرائیور پسنجر سیٹ پر موجود ٹی وی اتارنے لگا۔ ٹی وی چوں کہ کافی وزنی تھا اس لیے ایک راہ گیر کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اور اس طرح مل کر ٹی وی دکان میں پہنچایا گیا۔ میں خواتین کے احترام میں دکان کے ایک گوشے میں چلا گیا۔ اب خواتین کے جانے کے بعد ہی اپنے دوست سے بات کر سکتا تھا۔

ہاں تو بات ٹی وی کی ہو رہی تھی۔ ٹی وی کیا تھا ایک منی سینما سکرین تھا۔ شاید 65,60 انچ کا ہوگا۔ میں نے اتنا بڑا ٹی وی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ٹی وی رکھوانے کے بعد ڈرائیور اپنی سیٹ پر چلا گیا۔ جبکہ دونوں خواتین ٹی وی کے قریب کھڑی ہو گئیں۔ اتنی دیر میں دوست عاصم بھی ان کے احترام میں کھڑا ہو چکا تھا۔

''عاصم بھائی! آپ سب کام چھوڑیے، اور سب سے پہلے ہمارا ٹی وی چیک کر لیں۔ نوجوان خاتون بولی۔ ہم اسے ابھی اپنے ساتھ واپس لے جانا چاہتے ہیں۔''

ام جیا

''میں اسے ابھی چیک کر لیتا ہوں لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ اسے یہیں چھوڑ جائیں اور شام کو ڈرائیور بھیج کر منگوا لیں۔'' عاصم نے جواب دیا۔

''ویسے تو گھر میں اور بھی ٹی وی ہیں لیکن یہ ٹی وی ابو کا ہے۔ ابو کی نظر خراب ہے نا۔ وہ صرف یہی ٹی وی دیکھتے ہیں۔'' نوجوان خاتون نے کہا۔

''ہاں بیٹے یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ یہ ٹی وی اس کے ابو کا ہے۔ وہ تو صرف اس کو ہی بھیج رہے تھے، لیکن میں نے سوچا حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ اس کا اکیلے جانا مناسب نہیں۔ اس لیے میں بھی اس کے ساتھ آ گئی۔'' ادھیڑ عمر خاتون جو غالباً لڑکی کی والدہ تھی کہنے لگی۔ ویسے بھی آج جمعہ کا دن ہے، اس کے ابو کہہ رہے تھے کہ تم لوگ میرا ٹی وی ٹھیک کروا کر لاؤ جب تک میں صلاوات التسبیح (وہ خاتون صلوٰۃ کو بار بار صلاوات کہہ رہی تھی) ان کا ٹی وی کے بغیر گزارہ نہیں۔ اور ہر جمعہ کو صلاوات التسبیح بھی ضرور پڑھتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور خاتون ٹیپ ریکارڈر اٹھائے دکان میں داخل ہوئیں اور والدہ صاحبہ نے اپنا رخ ان کی طرف کر لیا۔

''اللہ جھوٹ نہ بلوائے، فجر سے لے کر یہ وقت ہو گیا ہے درود شریف مسلسل پڑھ رہی ہوں۔ حالات بہت خراب ہیں۔ آئے دن بم دھماکے اور خودکش حملے ہوتے رہتے ہیں۔ میں تو اپنے میاں کو گھر میں بند کر کے آئی ہوں۔ کہہ رہے تھے باہر سے دروازہ بند کر دو، میں اٹھ کر نہیں کھول سکتا۔ صلاوات التسبیح پڑھ رہے ہیں وہ اس وقت۔''

''ہاں بھئی اب اس عمر میں ہمارا اور کام ہی کیا ہے اللہ اللہ کرنے کے سوا۔'' نو وارد خاتون بولی۔

''اچھا بیٹے میں چلتی ہوں۔ تمٹی وی جلدی ٹھیک کر دینا۔'' انہوں نے یاد دہانی کروائی۔ اور خدا حافظ کہتی ہوئی دونوں خواتین روانہ ہو گئیں۔ اب نو وارد خاتون کی سنیے! عاصم بیٹے یہ میرے بیٹے کا ٹیپ ریکارڈر ہے۔ وہ خود تو کالج گیا ہے اور مجھے کہہ گیا ہے کہ یہ عاصم بھائی سے کہہ کر جلد ٹھیک کروا لیں۔ کیوں کہ میرے ایگزام نزدیک ہیں۔ رات کو پڑھائی کرتا ہوں اور میوزک کے بغیر پڑھائی ہو نہیں سکتی۔

''اچھا خالہ جی یہ آپ رکھ دیں، میں بعد میں دیکھ لوں گا۔'' ہم دونوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور جلدی جلدی وضو کر کے مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔

تیرے الطاف آقا بے شمار

اک تو ہے جسے حال اپنا میں سناؤں
غم دنیا میں تیری یاد سے سکون پاؤں
فقط تجھ سے یارب! میں مانگوں مدد
گردشِ دوراں سے جب میں گھبراؤں
تو ہی معاف کرتا ہے میری خطائیں
عصیاں کی سیاہی لیے جب پاس آؤں
تو ہی ہے جو پوری کرتا ہے میری تمام حاجتیں
بن کے سوالی جو تیرے سامنے ہاتھ پھیلاؤں
تو ہی لاتا ہے کشاں کشاں مجھے اپنی طرف
ہو کے غافل جب میں تجھ سے دور ہو جاؤں
تیری عنایتیں اور تیرے الطاف آقا! بے شمار
میں شمار کرنا چاہوں تب بھی کر نہ پاؤں

سیّن تاج

عام قیمت 200
رعایتی قیمت 120
حروف تہجی کی ترتیب پر
ہر پریشانی اور بیماری کا علاج
• دعاؤں سے متعلق اہم مباحث • ہر موقع کی مسنون دعائیں • جنات کی مکمل تاریخ
• جادو آسیب، نظر بد کا آسان علاج • ہر پریشانی اور بیماری کا آسان علاج
• عذاب کی مختلف شکلیں اور انکے اسباب • ماں باپ کی عظمت • بے پردگی تباہ کار ہے
• تربیت 10 کی اہمیت • سود کی برائی
ترتیب
مولانا محمد الیاس
ولد مولانا زکریا صاحب (مین)
پسند فرمودہ:
حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن
حضرت مولانا ڈاکٹر منظور مینگل صاحب مدظلہ
استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

ملنے کے پتے
سکھر 0321-5628333 | لاہور 0321-4538727
ٹنڈو الہ یار 0321-2341181 | سرگودھا 0321-6018171
میرپور خاص 0333-2953808 | ملتان 0300-7301239
صادق آباد 0333-7417605 | ساہیوال 0321-6950003
رحیم یار خان 0321-2647131 | راولپنڈی 0321-5123698
بہاولپور 0333-6367755 | پشاور 0314-9696344
فیصل آباد 0321-7693142 | کوئٹہ 0321-8045069
سیالکوٹ 0345-6778683
ناشر: مکتبہ الیاس کراچی 0321-2069945
523 ... فون 34931044 موبائل 0321-2220104

قصور

پہلا رنگ

سارا کے غصے سے بھرے لال بھبھو کا چہرے کو دیکھ کر فاطمہ فوراً سمجھ گئی کہ بھابھی سے کوئی کھٹ پٹ ہوئی ہے۔

"کیا ہوا سارا؟"

"کیا ہوگا، ایک تو احسان کیا کہ جھونپڑی سے اٹھا کر محل میں لے آئے تو اب یہ محترمہ اپنے آپ کو سچ مچ رانی سمجھنے لگی ہیں۔" غصے سے سارا کی آواز لرز رہی تھی۔

"کیوں سارا کیا ہوا؟"

"یار کب سے چائے بنانے کا کہا تھا، ابھی تک چائے تیار ہی نہیں ہوئی۔"

"کیوں خالہ رشیدہ آج کام پر نہیں آئی کیا......؟"

"اس کو امی نے فارغ کردیا۔"

"اوچ...... اب کیا ہوگا؟ اب اتنی جلدی دوسری ماسی کہاں سے ملے گی، پہلے کوئی ماسی دیکھ لیتے پھر فارغ کرنا چاہیے تھا۔" فاطمہ نے کہا۔

"کیوں کسی اور کی کیا ضرورت ہے؟ بھابھیاں بھلا کس لیے ہوتی ہیں اور پھر یہاں تو تمام سہولیات موجود ہیں میرے خیال میں تو اسے خوشی خوشی تمام کام کرنا چاہیے۔"

☆☆☆

"دادی جان! جب مجھے کاتب تقدیر سے کوئی شکوہ نہیں تو آپ کیوں روتی ہیں؟ اسی وجہ سے تو میں امی جان کو بھی کچھ نہیں بتاتی کیوں کہ وہ پہلے ہی گھر کے مسئلوں میں پھنسی ہوئی ہیں، اب یہ میرے دکھ ان کو اور بھی کمزور کردیں گے۔"

"بس بچی کیا بتاؤں، میں نے تو یہ سوچ کر عباد سے تیرا رشتہ مانگنے کا کہا تھا کہ فرہاد سے تھوڑا بوجھ کم ہو جائے گا۔"

"چھوڑیں دادی ان باتوں کو، اب اگر چچی نے کچھ سن لیا تو پھر ایک نئی مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔"

☆☆☆

"حبیبہ کہاں مرگئی ہو، جلدی ادھر آؤ......" چچی کی آواز سن کر حبیبہ جلدی سے باہر نکل گئی۔ جب ڈرائنگ روم پہنچی تو مسز جمال کو دیکھ کر سلام کیا اور حال احوال پوچھ کر کچن کی طرف مڑی لیکن چچی کی آواز اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

"بہن میرا تو ایک ہی بیٹا ہے، اس کے لیے تو میں اپنی ہی اسٹیٹس میں لڑکی ڈھونڈوں گی، یہ تو ویسے ہی پلے آپڑی ہے۔" رات گئے تک یہ زہریلا جملہ اس کے دماغ میں گونجتا رہا...... اسے لگا جیسے اس کا جسم ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔

دوسرے دن ہی اس نے راشد سے بڑی لجاجت سے اپنی امی کے گھر جانے کا کہا تھا۔ وہ اس دن کچھ اچھے موڈ میں تھا، اس لیے فوراً اجازت دے دی۔ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فوراً ہی رکشہ پکڑ کر چھوٹے عمیر کے ساتھ امی کے گھر آگئی۔

"امی دیکھیے تو کون آیا ہے؟" عروبہ کی پرمسرت آواز پر مہناز بیگم کچن سے باہر نکلیں تو حبیبہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ حبیبہ دوڑتی ہوئی ماں کے پاس آئی اور ان کے گلے لگ کر بے اختیار ہی رونے لگی۔

ہمشیر فیضان اعظم

"کیا ہوا بیٹی! تو اس طرح رو کیوں رہی ہے، کوئی مسئلہ ہے کیا؟" مہناز بیگم فکرمند ہو کر پوچھنے لگیں۔

"ارے کچھ نہیں امی! بس کافی دنوں بعد آپ کو دیکھا تو رونا آگیا۔" اس نے ہتھیلیوں سے اپنے آنسو صاف کیے اور مسکرا دی۔

"تو نے تو ڈرا ہی دیا تھا، اچھا چل ہاتھ منہ دھو کر فریش ہو جا، آج میں تیرے لیے بریانی پکاؤں گی۔"

"سچ امی!" حبیبہ خوش ہوتے ہوئے غسل خانے چلی گئی، وہ ایسی ہی تھی ذرا ذرا سی بات پر خوش ہو جانے والی ...... لیکن لگتا تھا کہ زندگی میں اب یہ ذرا ذرا سی باتیں بھی اس سے روٹھ گئی ہیں۔ اس نے سوچا اور باتھ روم میں گھس گئی۔ مہناز بیگم نے کچن کی راہ لی، لیکن عروبہ گم صم بڑی بہن کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اسے بہن کے اس طرح رونے پر لگا تھا کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے، لیکن اس وقت مناسب موقع نہیں تھا کہ وہ بہن سے کچھ پوچھتی۔

حبیبہ کے آنے سے پورے گھر میں خوب رونق تھی۔ سارا دن ہنستے مسکراتے گزر گیا لیکن عروبہ کو رات کا شدت سے انتظار تھا۔

رات کو جب حبیبہ عروبہ کے کمرے میں آئی تو وہ دونوں بہت دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہیں۔ ایک مناسب موقع پر عروبہ نے کہا" آپی مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے؟"

"پوچھو، خیریت تو ہے؟"

"ہاں آپی میں تو خیریت سے ہوں، لیکن مجھے آپ خیریت سے نظر نہیں آرہیں، بس آج آپ نے مجھے سچ سچ بتانا ہے کہ آپ کے ساتھ گھر والوں کا رویہ کیسا ہے؟"

"کیا مطلب، میرے ساتھ تو سب کا رویہ ٹھیک ہے۔" حبیبہ گڑبڑا گئی تھی۔

"نہیں آپی بس بہت چھپا لیا آپ نے، آج مجھے سب کچھ صاف صاف بتائیے۔"

"عروبہ چھوڑو ان باتوں کو، ویسے ہی اپنے آپ کو ٹینشن میں نہ ڈالو۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ اپنے مسئلوں کو کسی اور کے سامنے بیان کروں، جب خوشی نہیں دے سکتی کسی کو تو غم کیوں دوں؟"

"آپی! آپ کو یاد ہے شادی سے پہلے آپ یہی کہتی تھیں کہ مجھے تو نندیں بہت اچھی لگتی ہیں، اللہ کرے کہ میری آٹھ دس نندیں ہوں اور وہ عورتیں جن کو اپنی نندوں سے شکایت ہوتی ہے مجھے دیکھ کر انہیں پتہ چل جائے گا کہ بھابھیاں کیسی ہوتی ہے؟ ویسے آپی! آپ نہ بتائیں لیکن مجھے پتہ چل چکا ہے کہ سارا مسئلہ سارا کا ہے، ورنہ چچی تو پھر بھی دل کی بری نہیں، وہ تو سارا ان کے کان بھر دیتی ہے، پتہ نہیں اس کو کیوں آپ سے اتنی دشمنی ہے۔"

"نہیں عروبہ اس کو کوئی دشمنی نہیں، مجھ میں ہی کچھ کمی ہے، تم بس میرے لیے دعا کیا کرو۔"

"کیوں نہیں آپی، ضرور کروں گی۔" اس کی آنکھیں بھر آگئی تھیں۔ لیکن اس نے دوسری منہ پھیر لیا۔

حبیبہ دائیں کروٹ پر لیٹ گئی لیکن عروبہ کی باتوں سے نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور ہو چکی تھی اس کو چچی کی یہ بات بار بار یاد آرہی تھی کہ میرا تو ایک ہی بیٹا ہے اس کے لیے تو میں اپنے ہی اسٹیٹس میں لڑکی ڈھونڈوں گی، اگر میں غریب گھرانے کی لڑکی ہوں تو اس میں میرا کیا قصور؟ خاندان تو ایک ہی ہے۔ دادی نے بابا جان کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے میرے رشتے کا کہا اور چچا جان نے دادی کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے چچی جان اور سارا کو بمشکل

طلبہ و طالبات کے لیے بے بدل تحفہ

وفاق المدارس کے پوزیشن ہولڈر
مولانا محمد زبیر عباسی کے قلم سے

پرچہ کیسے حل کریں....؟

☆ امتحان کی تیاری سے پرچے کے حل تک رہنمائی
☆ عربی میں پرچہ حل کرنا انتہائی آسان
☆ وفاق المدارس کے حل شدہ پرچوں کے معیاری نمونے
☆ امتیازی نمبروں سے یقینی اور حیرت انگیز کامیابی

110 روپے کا منی آرڈر بھیج کر گھر بیٹھے کتاب کا رجسٹرڈ پیکٹ حاصل کریں

تاجران کتب رابطہ کریں

براہ راست رابطہ کے لیے: 0333 2013118

حقی پی سی او
متصل جامع مسجد جہانگیری جہانگیر روڈ کراچی

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
021 34927159 0333 2119713

تعدد ازدواج

ماریہ مھابت خان

شمارہ نمبر 364 میرے ہاتھوں میں ہے اور تعمیر فکر کی ہر ہر بات فکر کرنے پر مجبور کر رہی ہے کیوں کہ موضوع ہی کچھ ایسا ہے یعنی ''تعدد ازدواج'' جیسا کہ حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ شوہر کا گھر اور اس کا دل عورت کی راج دھانی ہوتی ہے اور وہ اس کی ملکہ...... وہ کبھی نہیں چاہتی کہ اس راج دھانی میں کوئی دوسری، تیسری یا چوتھی عورت بھی حکمرانی کرے...... یہ سب باتیں اپنی جگہ بجا ہیں مگر اسلام کا قانون کچھ اور کہتا نظر آتا ہے اور وہ کیا ہے۔ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربع ''اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں، نکاح کر لو دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے۔'' (سورۂ نساء 3)

اس آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد اس حکم سے انکار وانحراف تو کفر وعناد کا ذریعہ ہے۔ اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس آیت کے ذریعے فتنے میں پڑنے والی زیادہ تعداد عورتوں کی ہی ہوتی ہے کیوں کہ اکثر عورتیں ہر بات سوچے سمجھے بغیر کرنے کی عادی ہوتی ہیں اور ہر بات کی تصدیق کرنا بھی وہ ضروری نہیں سمجھتیں اور جس عورت کا شوہر دوسری شادی کر لے تو وہ اسے مظلوم ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتی ہیں یوں ایسی ایسی باتیں بھی کر جاتی ہیں جو کہ اس آیت کریمہ کے انکار کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس لیے خاص کر دینی معاملے میں بات کرنے سے پہلے تحقیق کر لینا چاہیے اور پہلے تولو پھر بولو کا عملی نمونہ بننا چاہیے۔

لیکن اگر اس آیت کریمہ کے مفہوم کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ اسلام نے تعدد ازواج کو کوئی فرض واجب قرار نہیں دیا اور نہ ہی حکم دیا ہے بلکہ محض اجازت دی ہے اور وہ بھی سخت شرائط کے ساتھ (کیوں کہ فانکحوا میں امر للوجوب نہیں ہے) اور شرائط نہ پوری کرنے کی صورت میں عنداللہ سخت مواخذہ کی وعید فرمائی ہے اور حکومت وقت کو بھی اختیار ہوگا کہ وہ عدم انصاف اور ظلم وزیادتی کی صورت میں مداخلت کر سکتی ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کئی نکاح فرمائے اور امت کو بھی ترغیب دی اور خود اپنے عمل کے ذریعے بھی اس کو واضح کیا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان معاملات میں بھی مساوات فرماتے تھے جن میں مساوات لازم نہیں۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور وہ ان کے حقوق میں برابری اور انصاف نہ کر سکے تو وہ قیامت میں اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگا۔

اگر دیکھا جائے تو یہ بات بھی سچائی پر مبنی ہے کہ عورتوں میں دوسری شادی پر شدید ردعمل مردوں کا ہی پیدا کردہ ہے کیوں کہ عام طور پر ہمارے معاشرے میں صاحب حیثیت مرد جب وہ ادھیڑ عمر کے ہو جاتے ہیں اور اولادیں جوان ہوتی ہیں تو وہ اپنی بہویں لانے کی بجائے کم عمر خوب صورت لڑکیوں سے شادی رچا لیتے ہیں۔ اور پھر لوگوں کی استہزائیہ باتیں پہلی بیوی بچوں کو ذہنی کوفت کے ساتھ ساتھ شدت پسند بھی بنا دیتی ہیں لیکن اگر مرد اپنے بچوں کی ناسمجھی کے دوران ہی دوسری شادی کر لیں اور پھر انصاف کا دامن بھی نہ چھوڑیں تو بہت سی پریشانیوں سے نجات حاصل کر سکیں گے۔

اور اگر اس حکم کو پورا کرنے کے لیے صرف کنواری لڑکیاں جو کہ اپنے جمال میں طاق ہوں کو ہی نہ دیکھا جائے بلکہ غریب، بیوہ، مطلقہ سے بھی منہ نہ موڑا جائے تو وہ اس سنت کے ساتھ اللہ کا بھی حکم پورا کرنے پر قادر ہو جائیں گے یعنی وانکحوا الایامیٰ منکم جیسا کہ تعدد ازواج مردوں کا ہی کام ہے تو مرد اپنی مردانگی کو ظاہر کرتے ہوئے ان باتوں کو مدنظر رکھیں تو زیادہ بہتر نتائج ملیں گے۔

اس ضمن میں ایک ضروری بات یہ کہ مرد حضرات دوسری شادی بھی اپنی پہلی شادی کی طرح اعلانیہ طور پر کریں کیوں کہ اگر وہ اپنی شادی کے بعد خود ہی دوسروں سے منہ چھپاتے پھریں گے یا اس عمل کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کریں گے تو ان کا یہ بات چھپانا اس بات کی علامت سمجھا جائے گا کہ ان کا یہ عمل عمل سوء ہے کیوں کہ اچھا کام چھپایا نہیں پھیلایا جاتا ہے بغیر ڈر اور ندامت کے۔

اسی طرح ایک مرد کو چاہیے کہ وہ دوسری تیسری یا چوتھی شادی سے پہلے اپنے پہلی بیوی بچوں کو اعتماد میں لے لے۔ اور ان کو یہ بات خود بتائے نہ کہ وہ کسی اور کے منہ سے سنیں...... ورنہ یہ بات ان کے لیے باعث اذیت ہوگی۔ اور مرد اپنا ذہن اس بات کے لیے بھی اچھی طرح تیار کر لے کہ اگر اس کی پہلی بیوی کی طرف سے اچھا ردعمل نہیں آیا تو اس کا بھی قصور نہیں کیوں کہ اس خطے میں جہاں ہم رہ رہے ہیں مرد کا ایک سے زائد شادی کرنے کا رواج نہیں اس لیے مرد اس کو خوش اسلوبی سے سمجھا دے نہ کہ شادی سے پہلے بھی دھمکیوں کی آڑ میں ہر وقت اس کو ڈراتا رہے کہ دیکھ لینا اب میں تمہیں دوسری شادی کر کے ہی دکھاؤں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے کہ پھر تو یہ اتباع سنت نہ ہوا بلکہ بیوی کو زچ کرنے کا بہانہ ہوا۔

تعدد ازواج کی وجہ سے اپنی پہلی بیویوں اور بچوں کے نان نفقہ سے پہلو تہی نہ کریں۔ اور پہلے بچوں پر بھی پوری توجہ دیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر مرد اس عمل کو محض اللہ کی رضا اور اس کے حبیب کی سنت سمجھ کر کرے تو اسلامی معاشرہ بہت سی برکتوں سے مالا مال ہو سکتا ہے اور بہت سی برائیوں سے بھی بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو عقل سلیم عطا کرے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔ آمین

راضی کیا۔ سب نے تو اپنی چلائی اور پھانسی کے پھندے پر مجھے چڑھنا پڑا لیکن اب تو نہ دادی کی کوئی سنتا ہے اور نہ چچا جان کی کچھ چلتی ہے۔'' وہ چپ چاپ آنسو بہاتی رہی۔

☆☆☆

''بیگم او بیگم! کہاں ہو بھئی؟'' فرہاد صاحب جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو تیز تیز آواز میں حبیبہ کی امی کو بلانے لگے۔ مہناز بیگم جلدی سے کچن سے باہر نکلیں۔ فرہاد صاحب کو اس قدر پریشان دیکھ کر گھبرا گئیں۔

''کیا ہوا خیریت تو ہے؟!''

''چھوڑو سب کام، اور جلدی سے حبیبہ کو لے کر میرے ساتھ چلو، ہسپتال جانا ہے وہ...... وہ عبادا اپنی بیگم کے ساتھ کسی فنکشن میں جا رہا تھا تو راستے میں ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس کی وجہ سے دونوں کی حالت کافی خراب ہے۔''

حبیبہ نے کمرے سے نکلتے وقت جیسے ہی یہ بات سنی تو سکتے میں آ گئی۔ تینوں جیسے ہی ہسپتال پہنچے تو سارا اور ارشد کو بے چینی کی حالت میں پایا۔ سارا مسلسل رو رہی تھی۔ حبیبہ اس کی طرف بڑھی لیکن سارا تیزی سے دور ہو گئی۔

''دفع ہو جا یہاں سے منحوس! تیری وجہ سے تو ہمارے گھر کا سکون تباہ ہو چکا ہے، جب سے اپنے منحوس قدم رکھے ہے ہمارے گھر میں، تب سے ہم نے کوئی خوشی نہیں دیکھی اور اب اگر امی اور بابا کو کچھ ہوا تو میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گی۔''

حبیبہ تو سارا کی اس قسم کے باتوں کی عادی تھی لیکن اس وقت ماں جی اور بابا جان کے سامنے سارا کے اس قسم کی باتوں پر وہ سن ہو گئی۔ پھر وہ جیسے لاشعوری طور پر سارا کی صفائی میں ماں سے کہنے لگی۔ ''امی! آپ کو تو پتہ ہے کہ سارا چچی کی اکلوتی بیٹی ہے، اسی وجہ سے کافی خود سر اور ضدی ہو گئی ہے اور اب ٹینشن میں بھی ہے۔'' حبیبہ مسلسل بول رہی تھی جبکہ مہناز بیگم حبیبہ کو دیکھ رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ان کو آج حبیبہ کے پھول جیسے چہرے کا مرجھانے کا سبب معلوم ہوا تھا۔ (جاری ہے)

ٹیرس میں پھولوں کی بہار

عفیفہ عمرانی

گھر کی خوبصورتی میں ٹیرس کی سجاوٹ بہت اہم ہوتی ہے، لیکن اس کو سجانے سے پہلے یہ دیکھیں کہ ٹیرس کی تعمیر کس طرح ہوئی ہے اور آیا اس میں آیندہ چل کر پانی کا رساؤ تو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ ٹیرس پر گارڈن بنانے کے خواہش مند ہوتے ہیں لیکن پھر پورے منصوبے کو ہی ترک کر دیتے ہیں، کیوں کہ انہیں اس میں کوئی پیچیدگیاں نظر آتی ہیں، چھت اور دیواروں پر رساؤ کے بدنما نشانات نمودار ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اگر فرش کی عمدہ طور پر واٹر پروفنگ کی گئی ہے اور رساؤ کا پہلے سے ہی بندوبست کر لیا گیا ہے تو پھر روف گارڈن کے لیے آپ کو ٹیرس پر براہ راست مٹی کی ایک تہہ بچھا دینی چاہیے۔ اس کے بعد آپ اپنا کام کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ ٹیرس کی تیاری میں استعمال کیے جانے والے تعمیراتی ساز و سامان سے بخوبی واقف نہیں ہیں تو پھر بہتر یہ ہوگا کہ آپ خطرہ مول نہ لیں اور ٹیرس پر براہ راست مٹی بچھانے کے بجائے گملوں میں پودے لگائیں، جنہیں ٹیرس پر اس انداز سے رکھا جائے کہ وہ دیکھنے میں ایک باغ کا منظر پیش کریں۔ اگر آپ کا ٹیرس چھوٹا ہے تو پودوں کو دیوار کے ساتھ ساتھ رکھیے۔

گلاب کے پودوں کو آپ سدا بہار پودوں کے ساتھ لگا سکتی ہیں اس کے علاوہ گلاب کی بیلیوں بھی لگا کر انہیں دیواروں پر پھیلا سکتی ہیں۔ یہ سدا بہار پودے آپ کے گارڈن کو تمام موسموں میں سرسبز رکھیں گے۔ اس میں کچنار، بوگن ویلیا، لونڈر، کوچا ڈینو گملوں میں لگا سکتی ہیں۔ پودوں اور ان کی نگہداشت کے بارے میں چند مفید باتیں مدنظر رکھنا ضروری ہیں۔ مثلاً موسم کے پھولوں اور پودوں میں ٹیوب روز، فٹ بال، للی، ٹھنڈر للی، سرخ للی، کاسموس، زینیا اور پورٹولا کاوینو گرمیوں کے موسم میں کھلتے ہیں، ان پھولوں کے طرح طرح کے رنگ ہوتے ہیں۔ اکتوبر کے مہینے میں گل داؤدی پوری طرح کھل اٹھتے ہیں۔ موسم سرما میں تو آپ کسی بھی قسم کے پھول اپنے گملوں میں لگا سکتی ہیں۔ رنگ برنگے پنیزی، نازک گل لالہ، ایرس، پٹونیا، ڈیلیا، کروکس اور بینا، سناو یریا، موتھ، مم، نستور شیم، کارنیشن، بربیرا، مرمیلیم وغیرہ سارے پھول آپ کی توجہ کے مستحق ہیں۔ آپ کو احتیاط کے ساتھ پودوں کی دیکھ بھال کرنی ہوگی۔ تاہم پودوں کو کھاد دینا بہت ضروری ہے۔ خصوصاً موسمی پودوں کو گملوں میں لگاتے وقت ان میں کھاد ڈالنا چاہیے اور سدا بہار پودوں کے گملوں میں وقتاً فوقتاً کھاد ڈالتے رہنا چاہیے۔

اگر ایک بار آپ اپنے گھر کے ٹیرس پر پودے اگانے میں دلچسپی لینے لگیں تو جلد ہی یہ آپ کا پسندیدہ مشغلہ بن جائے گا۔ پھر آپ کو خوبصورت گلابوں کو دیکھنے اور ان کو سراہنے کے لیے کسی گل فروش کی دکان کا رخ نہیں کرنا پڑے گا۔ آپ ان کو گھر میں بھی اگا سکیں گی۔ ان گلابوں کی مہک سے پورا گھر مہک اٹھے گا۔

ٹیرس کے باغ کو تر و تازہ اور شاداب رکھنے کے لیے آپ بہت سارے چھوٹے کٹے ہوئے درخت بھی استعمال کر سکتی ہیں۔ بھاری بھرکم برگد اور شیشم کے درختوں سے لے کر انار اور چائنیز اورنج تک کے درختوں کو گملوں میں لگا کر رکھ سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ گملوں میں پھلوں کے پودے بھی اگا سکتی ہیں، جو پھلوں کی فصل دینے کی بجائے آرائشی مقاصد کے لیے زیادہ ہوں گے۔ اس میں آپ چیکو اور چکوترے کے پودے اگانے کی کوشش کیجئے۔ بچے اور بڑے سب ہی پھل دار باغ میں جانا پسند کرتے ہیں۔ وہاں جا کر ایک انوکھی خوشی محسوس ہوتی ہیں اور گملوں میں لگی ہوئی پکی ہوئی اسٹرابیریاں توڑتے ہیں۔

کوئی پودا خریدنے سے پہلے کئی نرسریوں کو دیکھ لینا بہتر ہوتا ہے۔ پودوں کی کوالٹی کو دیکھیے، ان کی ظاہری شکل و صورت کو دیکھیے، ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور اس کے بعد ہی پودے کا انتخاب کیجیے۔ ایسے پودے کبھی مت خریدیے جو لٹک رہے ہوں یا جن کے پتے پیلے ہو رہے ہوں۔

آہستہ آہستہ آپ صحت مند پودوں کی زبان سمجھنے لگیں گی۔ ایک بار جب آپ ان سے ٹھیک طرح سے واقف ہو جائیں گی تو آپ خود بھی ان کو بو سکتی ہیں۔ پھر آپ اپنی آنکھوں سے ایک پودے کو زمین سے جنم لیتے ہوئے دیکھ سکیں گی۔ یہ بے حد اچھا احساس ہوگا۔ نئی کھلتی کلی، دیکھنے والے کو زبردست مسرت عطا کرتی ہے۔ آپ کو ایسا لگے گا، جیسے آپ کسی اور ہی دنیا میں ہیں۔ یہ پھولوں کی فطری خوبی ہے جو انسان کو مسرور رکھتی ہے۔

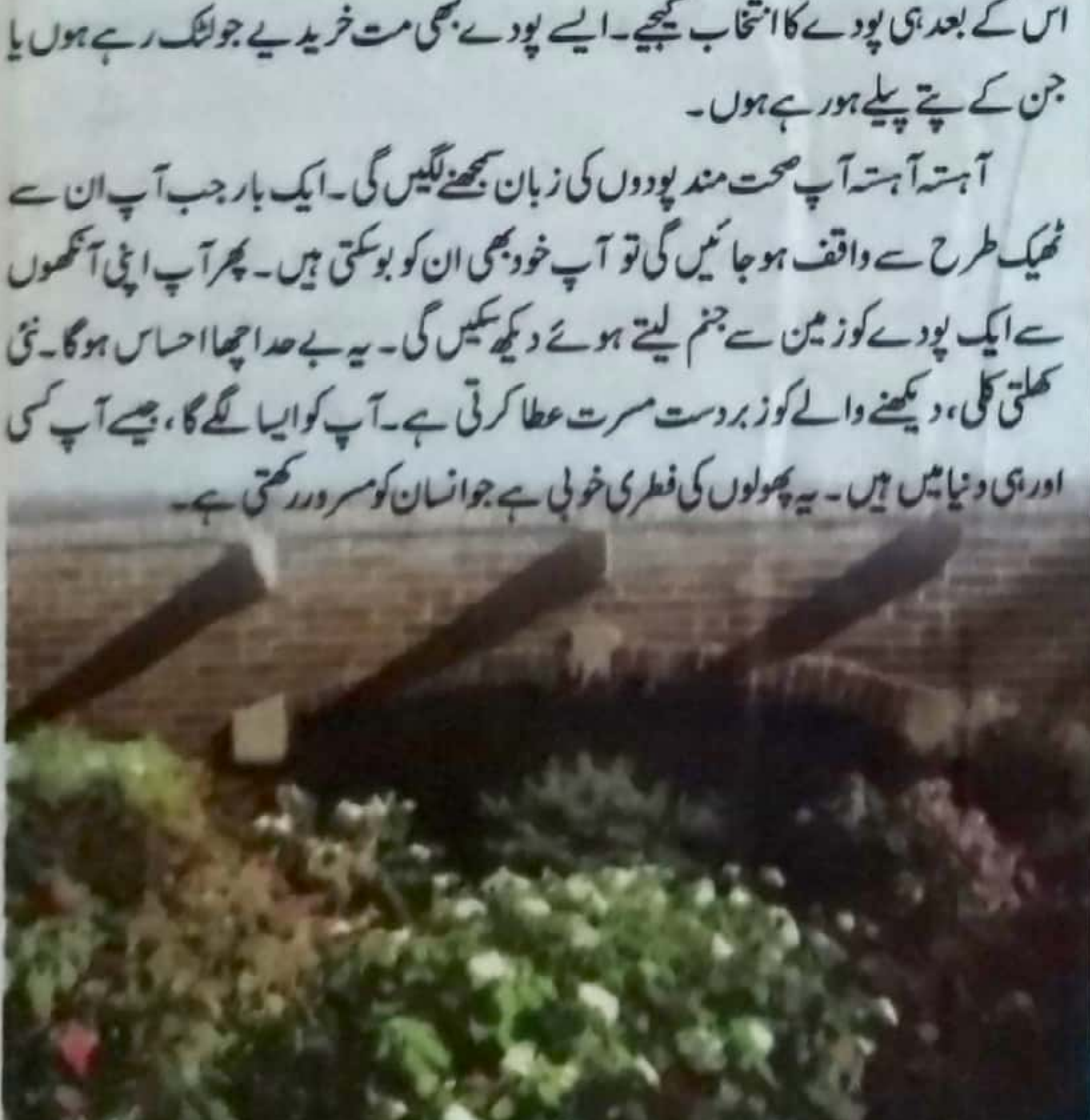

بچوں کا اسلام
کا مقبول سلسلہ اب کتابی صورت میں منظر عام پر

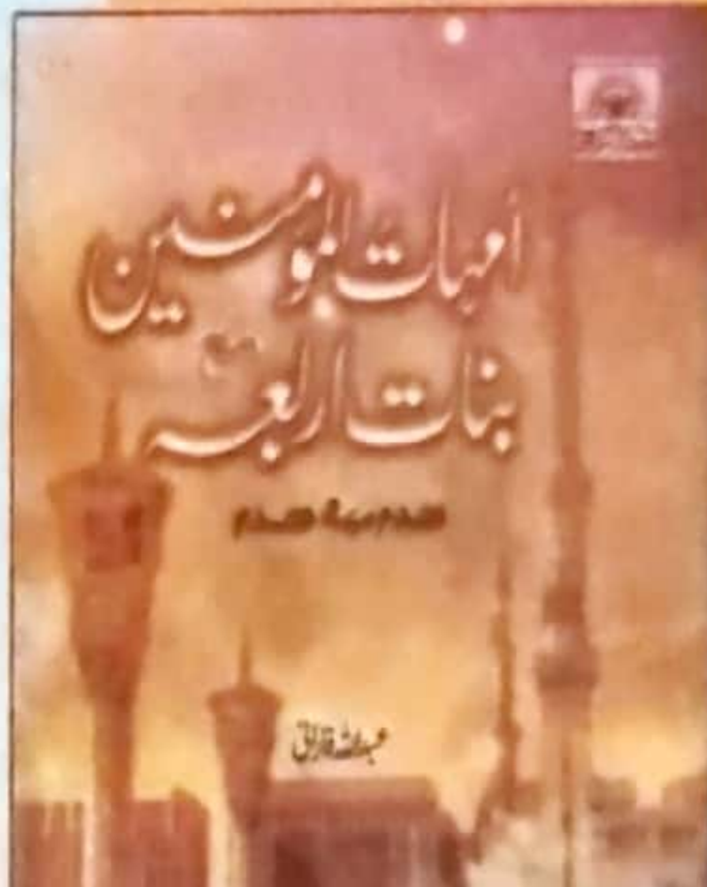

حقائق کی دریافت و طویل جدوجہد کی کڑی
سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کی داستان حیات کی صداقتوں کی کھوج پر مبنی
دلچسپ سرگزشت مع رنگین تصاویر

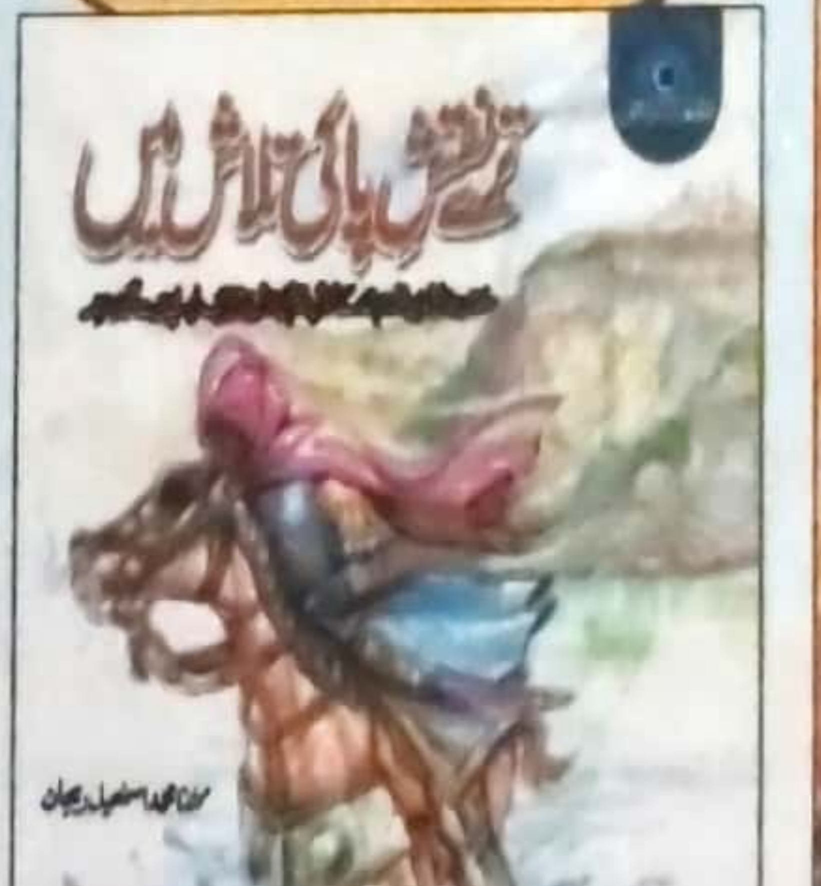

رعایتی قیمت 350 روپے
براہ راست منگوانے پر ڈاک خرچ مفت

0300-7301239
0314-9696344، 091-2580331
0333-6367755، 062-2731947
قرآن محل، راولپنڈی 0321-5123698
0321-4538727
0321-8045069
0321-7693142
0302-5475447
0321-2647131
0321-6950003
0333-5141413
0321-6018171

دکان نمبر 11، اسلام کتب مارکیٹ، نزد جامعہ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ رابطہ نمبر 0314-2139797

ذائقہ دار یادیں

کئی کھانے ایسے ہوتے ہیں جن کے پکنے کی خبر سن کر تمام گھر والے بے تاب ہوجاتے ہیں۔ کہ کب بن کر تیار ہو اور ہم دو دو ہاتھ کریں۔ آج ہم آپ کو جن دو لوازمات کے متعلق بتائیں گے یہ چائے کے ساتھ بننے والے ایسے لوازمات ہیں کہ جب بھی جتنی بھی مقدار میں آپ بنالیں ان کی کمی کا شکوہ آپ کو ضرور سننے کو ملے گا۔

بوٹی اسٹک(Boti Stick)،

پیزا اسنیکس(Pizza Snacks)

اسماء عامر ۔ کراچی

ہم نے اپنی شادی سے پہلے گھر میں رمضانوں میں افطار کے ساتھ بوٹی اسٹکس بھی بنائیں سب نے شوق سے کھائیں۔ اتفاق سے ایک دن مہمانوں نے آنا تھا ہم نے بوٹی اسٹکس بنانے کا پروگرام بنایا۔ مہمانوں کو بے انتہا پسند آئیں۔ یہی حال پیزا اسنیکس کا ہے یہ دونوں ڈشز بچوں بڑوں دونوں ہی بے انتہا شوق سے کھاتے ہیں اگر آپ چاہتی ہیں کہ خوب داد سمیٹیں تو ان کو بنا کر دیکھیں، آزمائش شرط ہے تو پھر جلدی سے ترکیب نوٹ کر لیں۔

بوٹی اسٹک

اجزاء:

گوشت چھوٹی بوٹیاں آدھا کلو، پیاز درمیانی دو عدد (چوکور ٹکڑے کاٹ لیں)، آلو دو عدد (چوکور باریک ٹکڑے کاٹ لیں)، نمک ایک ٹی اسپون، ہری مرچ تین عدد باریک چاپ کی ہوئیں، لہسن پسا ہوا ایک ٹی اسپون، انڈے دو عدد، کالی مرچ اور نمک حسب ضرورت، Sticds، آئل تلنے کے لیے۔

ترکیب:

گوشت کو اچھی طرح دھو کر اس میں نمک، ہری مرچ، لہسن اور ڈیڑھ گلاس پانی ڈال کر گلنے کے لیے رکھ دیں جب گوشت گل جائے تو چولہا بند کردیں۔ اب ایک اسٹک لیں (بازار میں بآسانی مل جاتی ہیں نہ ملیں تو Toothpick لے لیں) اس میں ایک چوکور باریک ٹکڑا آلو کا پروئیں پھر پیاز، پھر ایک بوٹی پھر دوبارہ پیاز (پیاز چوکور کاٹ کر پرتیں الگ کریں ایک ایک پرت پروئیں گے) اس کے بعد آلو پروئیں اسی طرح تمام اسٹک تیار کریں۔ اب انڈے میں کالی مرچ اور نمک ڈال کر پھینٹ لیں تمام اسٹکس انڈے میں ڈبو ڈبو کر تل لیں، مزیدار بوٹی اسٹکس تیار ہیں کیچپ کے ساتھ گرما گرم پیش کریں۔

پیزا اسنیکس

اجزاء:

آلو آدھا کلو، گاجر ایک عدد باریک چاپ کرلیں، شملہ مرچ ایک عدد باریک چاپ کرلیں، نمک ایک ٹی اسپون، اجینوموتو آدھائی اسپون، سرکہ ایک ٹیبل اسپون، سویا ساس ایک ٹیبل اسپون، کیچپ ایک ٹیبل اسپون، کالی مرچ چوتھائی ٹی اسپون، پنیر حسب ضرورت، ڈبل روٹی، انڈے، آئل تلنے کے لیے۔

ترکیب:

آلو ابال کر چھیل لیں اس کا کانٹے کی مدد سے پیس لیں، آئل، انڈے اور ڈبل روٹی کے علاوہ تمام اجزاء آلو میں ملادیں، ڈبل روٹی کے ایک سلائس کے چار پیس کرلیں، ہر ٹکڑے پر آلو کا مصالحہ لگائیں۔ انڈے میں ڈبو کر تل لیں اسی طرح حسب ضرورت اسنیکس تیار کرلیں مزیدار پیزا اسنیکس گرما گرم کیچپ کے ساتھ پیش کریں۔ یہ اسنیکس بچے لنچ میں بھی بہت شوق سے لے کر جاتے ہیں۔ آج ہم نے اپنی ذائقہ دار یادیں اور ان کی ترکیبیں آپ سے شیئر کی ہیں، ہمیں امید ہے کہ آپ کو پسند آئی ہوں گی، دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں۔

"خواتین کا اسلام" شمارہ نمبر 375

"حجاب نمبر"

19 مئی 2010ء کو آرہا ہے

آپ اپنا کردار ادا کریں اور دس ایسی خواتین جو کسی کمپنی یا دفتر میں ملازم ہیں یا لڑکیاں جو کالج، یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں اور حجاب کی نعمت سے محروم ہیں یا خواتین کا اسلام نہیں پڑھتیں کو تحفہ دیجیے۔ صرف -/300 روپے جمع کرائیں اور دس خواتین کو چار ہفتے تک بذریعہ ڈاک بھجوائیں یا اپنے پتے پر منگوائیں۔

رقم ادا کرنے کے طریقے:

کیش، منی آرڈر یا بینک میں جمع کرائیں۔ بینک میں جمع کرانے کی صورت میں رقم جمع کرانے کی تاریخ اور ڈپازٹ سلپ کا نمبر 0321-8212550 پر SMS کریں۔

نوٹ: ڈاک خرچ مفت

منی آرڈر پر اپنا نام، پتہ، فون نمبر اور لفظ "حجاب نمبر" ضرور لکھیں۔

نام قرعہ اندازی میں بھی شامل کیا جائے گا

مزید معلومات کے لیے صبح 9 بجے تا شام 5 بجے

021-36688747 Ext: 246, 213 یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں

ہمارا پتہ: سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 4G1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

میں بھول گئی

ام ھانی

''محترمہ آج پھر دودھ گر گیا! شاباش! آپ ضرور بھول گئی ہوں گی رکھ کر......''

یہ آوازیں کچن سے آرہی تھیں لہٰذا سارہ بھاگی ہوئی کچن میں گئی اوہ انا للہ!...... دیکھا تو دودھ ابل ابل کر گر چکا تھا برابر میں سجاد صاحب کھڑے گھور رہے تھے۔

'' وہ واقعی میں بھول گئی تھی۔'' سارہ شرمندگی سے بولی۔

'' اپنی اس بھول کا علاج کرا لو، بہت مہنگی پڑتی ہے مجھے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اندر چلے گئے۔ اور سارہ لگی چولہا صاف کرنے......

بچوں اور سجاد صاحب کو بھیج کر سارہ اپنے کاموں میں مصروف ہوگئی کہ ایسے میں فون کی گھنٹی بجی ٹرن ٹرن...... جی دوسری طرف سجاد صاحب تھے۔

''بیگم وہ میں نے کل آپ کو ایک فائل دی تھی وہ دھیان سے رکھ دی تھی نا!''

''جی جی بالکل رکھ دی تھی۔'' سارہ بولی۔

''اچھا اس کو نکال کر رکھیں، میں آدھے گھنٹے میں لینے آتا ہوں اور ہاں شام کو سب تیار رہنا امی کے گھر جانا ہے۔'' سجاد صاحب بولتے چلے گئے۔

''اچھی بات ہے میں امی جان کے لیے کسٹرڈ بنالوں گی ان کو بہت پسند ہے لیکن وہ میں تو کسٹرڈ مہینے کے سودے میں منگانا ہی بھول گئی۔'' سارہ کو یاد آیا۔

''اچھا بابا تو خزیمہ سے منگالو۔ بس فائل نکال کر رکھو، میں آتا ہوں۔'' یہ کہہ کر سجاد صاحب نے فون بند کر دیا اور سارہ فائل نکالنے کے لیے چلی گئی۔

''یا اللہ! میں نے رکھی تو سنبھال کر تھی پر رکھی کس جگہ؟ اللہ تو ملوادے میں تو بھول گئی، ارے ماسی سے پوچھتی ہوں۔'' یہ بڑبڑاتی ہوئی سارہ ماسی کے پاس گئی جو کمرے کی جھاڑو نکال رہی تھی۔

'' وہ خالہ بات سنو! تم نے کل اپنے بھائی کی کوئی فائل تو نہیں دیکھی۔'' سارہ نے پوچھا۔

''نا باجی جی! آپ نے خود اس دراز میں رکھی اے۔'' ماسی خفگی سے بولی۔ ''باجی جی تو اک بات تو بتا! تو اتنا بھولتی کیوں اے، تو بادام کھا۔'' ماسی نے خود ہی تجویز دی۔

''ارے خالہ! کیا کروں بس میں تو خود پریشان ہوگئی ہوں اپنے بھولنے سے، تمہارا شکریہ جو تم نے فائل کا بتا دیا ورنہ یہ تو خواہ مخواہ ناراض ہوجاتے۔''

☆☆☆

''السلام علیکم بچو! چلو جلدی جلدی نہالو کھانا کھالو شام کو دادی امی کے گھر جانا ہے۔'' بچے اسکول سے آئے تو سارہ نے انہیں بتایا۔

''ارے واہ دادی امی کے گھر جائیں گے۔ امی آپ نے آج بریانی پکائی ہے نا!'' گڑیا نے پوچھا۔

''کیا مطلب بھئی بھنڈی بنائی ہے میں نے تو......!'' سارہ نے حیران ہوکر کہا۔

''امی آپ نے کل کہا تھا میں بریانی پکاؤں گی۔'' بچوں نے منہ بنایا۔

''ارے میری جان میں تو واقعی بھول گئی، سوری چلو کل پکالیں گے خوش؟!''

''اچھا خزیمہ بیٹا آپ ذرا مجھے کسٹرڈ کا ڈبہ تو لادو، امی کے گھر لے کر جانا ہے۔''

''ماما! آپ پہلے ہی سوچ لیں کچھ بھول تو نہیں رہیں؟'' خزیمہ نے کہا۔

'' ارے نہیں بھئی!''

خزیمہ دروازے تک پہنچا تو سارہ نے آواز لگائی ''اچھا آلو بھی لیتے آنا۔''

'' دیکھا ماما میں نے کہا تھا نا کہ آپ ہی ہی ہی...... '' خزیمہ ہنستا ہوا بھاگا۔

''چل بدتمیز......'' سارہ نے وہیں کھڑے کھڑے اسے ڈانٹ لگائی اور سوچنے لگی کہ اب تو بچے بھی میرا مذاق اڑانے لگے ہیں، آخر کیا کروں؟

بچوں سے فارغ ہوکر سارہ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئی ''اللہ اکبر!'' ابھی سارہ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ اس کو خیال آیا کہ شاید وہ چولہا بند کرنا بھول گئی۔

''نہیں نہیں میں نے تو بند کر دیا تھا...... اوہ شاید نہیں نہیں......'' یہ سوچتے سوچتے سارہ یہ بھی بھول گئی کہ کتنی رکعت نماز پڑھی۔

''ارے مجھے تو یاد ہی نہ رہا کہ کتنی رکعت ہوئیں، اچھا پھر سے نماز پڑھتی ہوں'' اور سارہ نے پھر سے نماز شروع کر دی۔

☆☆☆

السلام علیکم! چلو بھئی سب تیار ہیں سجاد صاحب نے گھر میں آکر آواز لگائی اور خود تیار ہونے چلے گئے۔ چلو بھئی جلدی کرو، میری نماز کا ٹائم ہوگیا ہے۔ اور سب گاڑی میں بیٹھنے لگے۔ ''ارے ایک منٹ میں آئی۔'' اچانک سارہ بولی اور گیٹ کھول کر گھر میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو سجاد نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ ''اب کیا رہ گیا تھا؟''

''کسٹرڈ رہ گیا تھا، وہ دراصل میں فریج سے نکالنا بھول گئی تھی، شکر کہ یاد آگیا۔'' سارہ آہستہ سے بولی اور سجاد بڑبڑاتے ہوئے گاڑی چلانے لگے۔

''السلام علیکم امی جان!'' سب نے یک زبان ہوکر کہا۔

''وعلیکم السلام بیٹا!'' امی جان نے اپنے چشمے کے اوپر سے جھانکتے ہوئے جواب دیا جو کہ تخت پر بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھیں۔ اور پھر بڑی محبت سے اپنے پوتے پوتی کا ماتھا چوما۔

کھانے وغیرہ کے بعد سارہ نے بڑی رازداری سے امی جان سے کہا۔ ''امی جان آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔''

''ہاں بیٹا بولو......'' امی جان نے پیار سے کہا۔

''امی! مجھے جانے کیا ہوگیا ہے؟ ہر بات بھول جاتی ہوں، جتنا بھی دھیان سے کرنا چاہوں، پھر بھی جلد ہی سب کچھ ذہن سے نکل جاتا ہے۔ میں تو بیزار ہوگئی ہوں

بقیہ: صوتِ مردود

''کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔''

امام عبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لغتِ حمیر میں ''سمود'' گانے کو کہتے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔ (روح المعانی)

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "سمود" کے معنی گانے کے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حمیری لغت ہے۔ چناں چہ "اسمدی لنا" کے معنی ہیں "غنی لنا" اور جب کسی گانے والی سے کہا جائے "اسمدینا" تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ ہمیں گانا سنا کر مست کردو۔'' (لسان العرب 204/4)

اسی طرح سورۂ فرقان میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ والذین لا یشھدون الزور...... (الفرقان 72)

''اور وہ (رحمٰن کے بندے) بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔''

''حضرت مجاہد رحمہ اللہ اور حضرت محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے ''الزور'' کی تفسیر ''غنا'' (گانے بجانے) سے کی ہے۔''

(جاری ہے)

ہنرکاری

ام سفیان ۔ قصبہ کالونی کراچی

گھر میں بہت سارے پرانے رسالے اور استعمال شدہ گفٹ پیپرز ہوتی ہیں۔ اگر آپ تخلیقی ذہن کی مالک ہیں، تو فالتو چیزوں سے آرٹ کے خوب صورت نمونے بنائیں۔ بے جان اشیاء کی تصاویر کاٹ کر کپڑے پر چپکائیں۔ ایک شاہکار نمونہ بن جائے گا۔ اس کے علاوہ مختلف اشیاء ڈیزائن کر سکتی ہیں۔ مثلاً شوپیس، فرنیچر وغیرہ کو خوب صورت بنا سکتی ہیں۔ اس طرح کے آرٹ ورک کو ''ڈیکو پیچز آرٹ'' کہتے ہیں۔

ڈیکو پیچز آرٹ، کا آغاز سترھویں صدی میں فرانس سے ہوا۔ ''ڈیکو پیچز'' فرانسیسی لفظ ڈیکو سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہے کاٹنا اور چپکانا۔ اس آرٹ کے ذریعے ہم بہت ساری بے کار اشیاء سے جاذب نظر تصاویر اور اشیاء تیار کر سکتے ہیں۔ کم وبیش ہر گھر میں بہت ساری بے کار چیزیں ہوتی ہیں، مثلاً اخروٹ، بادام کے چھلکے، دھاگے کی نلکیاں، گفٹ پیپرز اور خالی بوتلیں، ڈبے وغیرہ۔ یہ چیزیں بظاہر بے کار نظر آتی ہیں، لیکن آپ انہیں کام میں لا سکتی ہیں۔ مثلاً کسی پرانے رسالے سے رنگین پھول کاٹ لیں، گفٹ پیپر سے خوب صورت ڈیزائن کاٹ لیں۔ یا آپ کو کسی پرانے نیپکن پر سے کوئی ڈیزائن مل جاتا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے کہ آپ کو کتنی مختلف قسم کے پیپر ڈیزائن مل جاتے ہیں اور آپ اس سے کتنے نئے ڈیزائن بنا سکتی ہیں۔

آیئے! اب ہم آپ کو ڈیکو پیچز بنانے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ اس کے لیے درج ذیل اشیاء درکار ہوں گی۔

اپنی پسند کی تصاویر، پھول، پتے وغیرہ، قینچی، گوند، واٹر کلر حسب خواہش، برش، وارنش اور کالا کپڑا۔

طریقہ: کپڑے پر رنگ کرنے سے پہلے اسے (کپڑا) ایک لکڑی کے بورڈ پر لگائیں۔ برش کی مدد سے کپڑے پر تین دفعہ پینٹ کریں۔ ڈیکو پیچز آرٹ میں بنائے جانے والے نمونے بہت زیادہ صفائی سے بن جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو یہ عام پینٹ کی گئی تصاویر کی طرح ہی لگتے ہیں۔

☆ کپڑے پر برش سے حسب خواہش رنگ کر لیں، ایسا، جس طرح کی پینٹنگ کا آپ سوچ رہی ہیں۔ الگ کرنے کے بعد اسے خشک کر لیں۔

☆ احتیاط سے مطلوبہ ڈیزائن کاٹ لیں۔

☆ جو پینٹ آپ نے کیا ہے، خشک ہونے کے بعد اسے دیکھ لیں، وہ کناروں سے ایک جیسا نظر آئے۔

☆ گوند کی مدد سے تصاویر چپکائیں۔

بہت سے ممالک میں ایسی آرٹ گیلریاں ہیں، جہاں ایسے آرٹسٹوں کے شاہکار رکھے گئے ہیں، جنہوں نے خراب ہو جانے والے آرٹ کے نادر نمونوں کو زندہ کر دیا ہے اور اس آرٹ میں آرٹسٹوں نے کمال حاصل کر لیا ہے۔

لباس خریدتے ہوئے احتیاط کیجیے

امّ ساریہ

بعض بچوں کے کپڑوں پر انگلش یا دیگر زبانوں میں مختلف عبارات لکھی ہوتی ہیں، بچوں کے سلے ہوئے کپڑے خریدتے وقت اس کو پڑھ بھی لینا چاہئے کہ کیسا لباس ہم اپنے بچے کو بدن کی زینت بنا رہے ہیں۔ بعض کپڑوں پر نامناسب غلط اور بعض پر کفریہ جملے تک لکھے ہوتے ہیں اور ہم نادانی میں بڑے فخر سے اپنے مسلمان بچوں کو یہ لباس پہنا دیتے ہیں۔ میں نے ایسے کپڑے پہنے ہوئے مسلمان بچوں کو دیکھا ہے جس میں انگلش میں لکھا تھا ''میں گنیش بھگوان دیوتا کا پجاری ہوں۔'' گنیش ہندوؤں کے دیوتا کا نام ہے، اسی طرح چھ کونوں والا ستارہ اور یہودیوں کی وہ مخصوص علامات والے کپڑے بھی نہ ہوں جن کا ذکر حضرت مفتی صاحب کے کالم 'بولتے نقشے' میں آتا رہتا ہے۔ ایک اور بچے کی شرٹ پر میں نے یہ الفاظ پڑھے، آئی کل یو، یعنی میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اسی طرح ہر ایسی شے سے بھی بچا جائے جس میں عیسائیت کی علامت یعنی صلیب وغیرہ کی مشابہت محسوس ہوتی ہو۔

ان چیزوں سے بچنے کی آسان ترین تدبیر یہی ہے کہ چوں کہ یہ مشتبہ عبارات سلے سلائے مغربی طرز کے کپڑوں پر لکھی ہوتی ہیں، تو اس طرح کے کپڑے تو سنت کے خلاف بھی ہوتے ہیں اور عموماً ساتر بھی نہیں ہوتے۔ ان سے جسم کا اکثر حصہ جھلکتا ہے اس لیے ہمیشہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی سنت کے مطابق مکمل کپڑے پہنایئے اور بہتر ہے کہ کپڑے لے کر خود سینا جانتی ہوں تو گھر پر خود سی لیجیے، اس طرح بچت بھی ہو سکے گی ورنہ کپڑا درزی کو دے کر اہتمام سے سنت کے مطابق کپڑے سلوایئے۔

اعتذار

شمارہ نمبر 370 میں ''صوتِ مردود'' کی دوسری قسط کے دوسرے کالم میں عبارت یوں چھپ گئی ہے:

''سال گرہ منانا انگریزوں کی رسم ہے اور اس میں شرکت کرنا جائز ہے۔''

درست یوں ہے: ''سال گرہ منانا انگریزوں کی رسم ہے اور اس میں شرکت کرنا ناجائز ہے۔'' قارئین وقاریات تصحیح فرمالیں۔ جن قارئین کو اس پر کوفت ہوئی، ان سے معذرت ہے۔

اپنے اس عادت سے......'' سارہ روہانسی ہو کر بولی۔

امی جان تھوڑا مسکراتے ہوئے گویا ہوئیں۔ ''بے شک کام کی زیادتی یا بچوں کی وجہ سے انسان ذہنی طور پر کچھ کمزور ہو جاتا ہے لیکن اس کی ایک اور وجہ بھی ہے۔'' امی جان نے بات ادھوری چھوڑی۔

''ایک اور وجہ وہ کیا؟'' سارہ نے تجسس سے پوچھا۔

''وہ ہے نماز کا خشوع وخضوع......'' امی جان بولیں۔

''کیا مطلب میں سمجھی نہیں کہ نماز کا کیا تعلق میری بھول سے......؟'' سارہ حیران ہو کر بولی۔

''ہاں بیٹا! تعلق ہے۔ تم نے وہ حدیث تو سنی ہوگی جس کا مفہوم ہے کہ ''قیامت والے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا جس کی نماز درست ثابت ہوئی اس کے باقی سب اعمال درست ہوں گے اور جس کی نماز خراب ہوگی اس کے باقی اعمال بھی خراب ہوں گے۔'' اور ہمارے بڑے بزرگ تو فرماتے ہی یہ ہیں کہ ''جس کی نماز جان دار اس کی زندگی شان دار'' اور بات یہ ہے کہ جتنی اول وقت کر کے نماز پڑھو گی اتنی ہی اچھی اور دھیان سے نماز ہوگی اور یقیناً جب نماز میں دھیان تمہارا رہے گا تو ان شاء اللہ ہر چیز میں دھیان رہے گا اور یکسوئی حاصل ہوگی۔'' امی جان کہتی جا رہی تھیں اور سارہ یہ سوچتی جا رہی تھی کہ واقعی یہ میرے اپنے ہی ہاتھ میں ہے کہ میری نماز میں دھیان ہی نہیں اور پھر وہ پکا عزم کر کے اٹھی کہ اب کوئی نماز بغیر دھیان اور توجہ کے نہ ہوگی تا کہ اس کی زندگی بھی شان دار ہو جائے۔

میں بچ گئی

آج میری دوست کی منگنی تھی۔ منگنی چوں کہ بہت سادگی سے ہونی تھی اس لیے میرے شوہر صاحب لے کر جانے پر راضی ہو ہی گئے۔ میں تیار ہو کر اپنے بیٹے عمر کو تیار کرنے لگی۔ ہینڈ بیگ میں عمر کی چھوٹی موٹی چیزیں ڈالیں۔ عمر کے بابا نیچے سے آواز دینے لگے تو میں جلدی جلدی نیچے اتری۔ کندھے پر شولڈر بیگ لٹکایا۔ دوسرے ہاتھ میں آٹھ ماہ کے بیٹے کو لیا اور گیٹ سے باہر نکل آئی۔ عمر کے بابا نے طنز کیا، شاباش بھئی بڑی جلدی آگئیں!!

میں نے موقع کی نزاکت سمجھتے ہوئے خاموش رہنا ہی غنیمت سمجھا، بائیک تیزی سے چل پڑی۔ جو لوگ کراچی میں رہتے ہیں انہیں تو معلوم ہی ہے کہ شام کے اوقات میں سڑکیں کتنی جام ہو جاتی ہیں؟ کچھ دیر بعد ہماری موٹر سائیکل بھی ٹریفک میں پھنس گئی۔ ٹریفک بالکل جام تھی۔ تھوڑی دیر گزری تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کسی نے میرے بائیں کندھے کی طرف ہاتھ لگایا ہے۔ میں سمجھی کہ شاید میرا وہم ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر محسوس ہوا۔

اب میں سوچنے لگی کہ اتنی ٹریفک میں کون ہوسکتا ہے؟ مجھے بے حد غصہ آیا لیکن میں نے دیکھا نہیں...... بہت وسوسے آنے شروع ہو گئے۔ اب جب تیسری مرتبہ محسوس ہوا تو غصے سے میں نے جیسے ہی اپنا سر بائیں جانب گھمایا تو بے اختیار ایک زوردار چیخ ماری اور تیزی سے بائیک سے چھلانگ ماری اور نیچے کھڑی ہو گئی۔

عمر کے بابا گھبرا گئے۔ ''کیا ہوا؟ کیا ہوا؟'' میری تو جیسے زبان گنگ ہو گئی تھی اور پورا بدن لرز رہا تھا۔ بمشکل میری زبان سے نکلا۔ وہ...... گدگد...... گدھا ہے جی!'' انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دراصل وہ گاڑی میں جتا بدتمیز گدھا تھا جو شاید ہمیں گھاس سمجھ کر چکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمر کے بابا کا چہرہ سرخ ہو گیا، شاید وہ ہنسی روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اور ہم اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ ہم نے فوراً دیکھ لیا ورنہ تو وہ بدتمیز ہمیں موٹر سائیکل سمیت ہی گرا دیتا۔ آپ بہنیں بھی اب ہنسنا بند کریں اور جب بھی سفر کریں تو ہوش میں رہا کریں...... اور ہاں حفاظت اور سفر کی دعا بھی ضرور پڑھ لیا کریں۔

اہلیہ جمال ناصر۔ لیاری کراچی

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS

New and Unique Jewellery Collection

S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

کافۃ للناس

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا، سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔'' (سورۂ سبا 28)

معارف:

اس آیت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تمام اقوام عالم موجودہ وآئندہ کے لیے عام ہونا بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں، ان کی رسالت ونبوت کسی خاص قوم اور خاص خطۂ زمین کے لیے تھی۔ یہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی فضیلت ہے کہ آپ کی نبوت ساری دنیا کے لیے عام ہے۔ اور صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں جنات کے لیے بھی اور نہ صرف ان لوگوں کے لیے جو آپ علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھے بلکہ قیامت تک آنے والی انسانی نسلوں کے لیے عام ہے۔

صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں۔ ایک یہ کہ میری مدد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا رعب دے کر فرمائی کہ ایک مہینہ کی مسافت تک لوگوں پر میرا رعب چھا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے لیے پوری زمین کو مسجد اور طہور قرار دے دیا گیا ہے (پچھلے انبیاء کی شریعتوں میں ان کی عبادت خاص عبادت گاہوں ہی میں ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لیے پوری زمین کو اس معنی میں مسجد بنا دیا کہ ہر جگہ نماز ادا ہو سکتی ہے۔ اور زمین کی مٹی کو پانی نہ ملنے کی صورت میں پاک کرنے والا بنا دیا کہ اس سے تیمم یعنی پاکی حاصل کی جا سکے)۔ تیسرے یہ کہ میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا، مجھ سے پہلے کسی امت کے لیے یہ مال حلال نہیں تھا۔ چوتھے یہ کہ مجھے شفاعت کبریٰ کا مقام دیا گیا ہے (یعنی حشر کے میدان میں جس وقت کوئی پیغمبر شفاعت کی ہمت نہ کرے گا، مجھے اس وقت شفاعت کا موقع دیا جائے گا)۔ پانچویں یہ کہ مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، مجھے تمام اقوام عالم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ [ابن کثیر]

اس آیت سے ختم نبوت کا استدلال بھی ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا تاقیامت باقی اور مسلسل رہنا اس کا متقاضی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ کیوں کہ دوسرا نبی اس وقت مبعوث ہوتا ہے جب پہلے نبی کی شریعت اور تعلیمات مسخ ومحرف ہو جائیں۔ تب دوسرا نبی اصلاح خلق کے مقصد کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اور حق تعالیٰ شانہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حفاظت کا تاقیامت خود ذمہ لے لیا ہے، اس لیے وہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں قائم رہے گی اور کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

الحدیث

اللہ کے رزق کی قدردانی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ:

''تمہارے ہر کام کے وقت، یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی، شیطان تم میں سے ہر ایک کے ساتھ رہتا ہے، لہٰذا جب (کھانا کھاتے وقت) کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اس کو صاف کر کے کھا لے اور شیطان کے لیے چھوڑ نہ دے۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو بھی چاٹ لے کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس جز میں خاص برکت ہے۔'' (صحیح مسلم)

تشریح: حدیث کے ابتدائی حصہ میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کھاتے وقت کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس کو مستغنی اور متکبر لوگوں کی طرح نہ چھوڑ دے، بلکہ ضرورت مند اور قدردان بندہ کی طرح اس کو اٹھا لے، اور اگر نیچے گر جانے کی وجہ سے اس پر کچھ لگ گیا ہو تو صاف کر کے اس لقمہ کو کھا لے، کیوں کہ گرا ہوا لقمہ چھوڑ دیا جائے گا تو وہ شیطان کے حصہ میں آئے گا۔

فرشتے اور شیاطین اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہیں جو اکثر اوقات ہمارے ساتھ رہتے ہیں لیکن ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ایک دن ہمارے ایک دوست (شاگرد یا مرید) ہمارے ہاں آئے، ان کے لیے کھانا لایا گیا۔ وہ کھا رہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے ایک ٹکڑا گر گیا اور لڑھک کر زمین پر گر گیا۔ انہوں نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ ان سے دور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ جو لوگ وہاں موجود تھے انہیں اس پر تعجب ہوا۔ بالآخر ان صاحب نے جدوجہد کر کے اس کو پکڑ لیا اور اپنا نوالہ بنا لیا۔ چند روز کے بعد کسی آدمی پر ایک جن شیطان مسلط ہو گیا اور اس آدمی کی زبان سے باتیں کہیں اور (ہمارے اس مہمان دوست کا نام لے کر) یہ بھی کہا کہ فلاں آدمی کا کھانا مجھے اچھا معلوم ہوا تھا مگر اس نے مجھے نہیں کھلایا تو میں نے اس کے ہاتھ سے اچک لیا لیکن اس نے مجھ سے پھر چھین لیا۔

اسی طرح بہت سی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھاتے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینے سے بھی اس میں شیاطین کی شرکت ہو جاتی ہے۔

حدیث کے آخری حصہ میں کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ کر صاف کر لینے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کھانا عطیۂ خداوندی ہے۔ اس کے ایک ایک ذرہ کی قدر کی جائے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس جز میں اللہ تعالیٰ نے خاص برکت اور خصوصی نافعیت رکھی ہے۔ اس لیے کھانے کے جو اجزاء انگلیوں پر لگے رہ جائیں یا جو کچھ برتن میں لگا رہ جائے، اس کو اللہ تعالیٰ کا رزاق سمجھ کر صاف کر لیا جائے۔ اس میں اللہ کے رزق کی قدردانی بھی ہے اور رب کریم کے سامنے اپنے عمل سے اپنی محتاجی کا اظہار بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسنون طریقے سے کھانا کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دورِ تابعین کی ایک نامور خاتون

ایک تابعی ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''میں نے حضرت ہند بنت المھلب سے زیادہ کوئی عقلمند خاتون نہیں دیکھیں۔''

یہ عقلمند خاتون جن کی تعریف اپنے دور کے فقہاء کے سردار، درویش صفت تابعی، گوشہ نشین عابدو زاہد حضرت ایوب سختیانی کررہے ہیں، یہ خاتون ہند بنت المھلب البصریہ ہیں۔ یہ کمال علم معرفتِ الٰہی، ادب اور اخلاق میں بہت بڑا درجہ رکھتی تھیں۔ ان کے والد سردار اور جنگی سالار تھے۔ جب وہ بڑی ہوئیں تو اپنی بے مثال فصاحت و بلاغت، ادبی کمال اور اپنی بلند ہمتی کی وجہ سے ایک عقلمند اور جرأت مند خاتون کے حوالے سے پہچانی گئیں۔ ان کی شادی حجاج بن یوسف الثقفی سے ہوئی۔

حضرت ہند علم کے اونچے مقام پر فائز تھیں۔ انہوں نے بہت بڑا ذخیرہ علم کا ایسے علماء واکابر تابعین سے حاصل کیا تھا جنہوں نے صحابہ سے براہِ راست علم حاصل کیا اور ان فیضان کو مشرق و مغرب تک پھیلایا۔ انہوں نے اپنے والد مہلب رحمہ اللہ سے، حسن بصری رحمہ اللہ سے اور جابر بن زید سے روایت کی ہے۔

وہ باوجود اس کے کہ ایک امیر کی بیوی تھیں اور ایک امیر کی بیٹی...... اور باوجود اس کے کہ وہ نعمتوں کی گود میں پلی بڑھی تھیں مگر یہ تمام چیزیں انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے سے مانع نہ تھیں۔ اپنے تفقہ بالدین، حدیث نبوی کی روایت اور عالمہ وزاہدہ ہونے کے باوجود وہ اپنے اور اپنے شوہر کے کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں۔

عبداللہ القرشی کہتے ہیں کہ میں ہند کے گھر گیا تو ان کے ہاتھ میں سوت تھا۔ میں نے کہا آپ سوت کاتتی ہیں حالانکہ آپ امیر المومنین کی زوجہ ہیں۔ انہوں نے کہا ''میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے طاقتور اور زیادہ اجر والا وہ ہے جو شیطان سے بچتا ہے اور وساوس نفسانیہ کو دور کرتا ہے۔''

[تاریخ دمشق]

وہ سچ بولنے میں بھی بہت ممتاز تھیں۔ قول حق کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں رکھتی تھیں اور نہ ہی کسی کی جھوٹی تعریف کرتی تھیں۔

ان کے اقوال میں عورتوں اور مردوں کے لئے نصائح ملتے ہیں۔ ان کے خوبصورت اقوال میں عورتوں کے بارے میں یہ ہے کہ ''دو چیزیں ایسی ہیں جن سے عورت کو امن حاصل نہیں ہوتا، ایک مرد اور دوسرے خوشبو......''

اخت شیر محمد چشتی

یہ قاعدہ حکمت پر مبنی ہے دین نے اختلاط (مردو زن) کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح عورت پر خوشبو کو اس کے باہر نکلنے کے وقت حرام قرار دیا ہے۔ یہ قول ہند کی فقہی سمجھ بوجھ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور عورت و مرد کی نفسیات سمجھنے کی مہارت پر دلیل ہے۔ ہند عورتوں کی فضیلت ان کے ستر (پردہ) کو سمجھتی تھیں۔ وہ فرماتیں کہ میں عورت کی بھلائی اس کی محبت اور اس کی خرابی اس کی زبان میں سمجھتی ہوں۔ محبت اسے خاوند سے جوڑے رکھتی ہے اور زبان درازی اسے اپنے خاوند سے جدا کر دیتی ہے۔

فرماتیں ''عورتیں جتنا چاہیں اچھا لباس زیب تن کر لیں مگر اس کے نیچے ادب کامل ہونا ضروری ہے۔ انہی کا قول ہے کہ حیا و ادب عورت کا حسن ہے۔ انہی کے ذریعے وہ اپنے شوہر، اردگرد کے اقرباء کے لئے نیک بخت بنتی ہے اور اسی کے ذریعے اپنی اولاد کی پرورش کرتی ہے۔

ان کی بزرگی کے قصے بھی کتابوں میں مذکور ہیں، جو ان کے زمانے کی خواتین میں ان کے برگزیدہ ہونے کی علامت ہیں۔ وہ اپنے سے ملاقات کے لیے آنے والی خواتین کا خوب اکرام کرتیں اور یہ سمجھتی تھیں کہ بھلائی اور کرم والا ہاتھ غنیمت ہے جہاں بھی ہو۔

فرماتیں ''جب تم نعمتیں آتی دیکھو تو ان کو ان کے زائل ہونے سے پہلے پہلے جلد شکر ادا کر کے حاصل کرلو۔ یہ بھی فرمایا کہ اطاعت محبت سے متصل ہے۔ اس لئے مطیع محبوب ہوتا ہے اگرچہ اس کا گھر دور ہو اور آثار تھوڑے ہوں اور معصیت نفرت سے ملتی ہے تو گنہ گار سے نفرت کی جاتی ہے اگرچہ اس کا رحم تجھے ملے اور فائدہ بھی حاصل ہو۔

کہا جاتا ہے عورت مرد کے مقابلے میں غم پر کم صبر کرنے والی ہوتی ہے۔ ثابت قطنہ جو اموی شاعر تھا۔ ہند بنت مہلب کے گھر ان کے بھائی مفضل بن مہلب کے قتل کے بعد آیا۔ ان کے گرد عورتیں بیٹھی تعزیت کر رہی تھیں۔ ثابت نے پردے میں تعزیت کے طور پر کچھ شعر پڑھے۔ حضرت ہند نے کہا ''ثابت بیٹھ جاؤ تم سچ کہہ رہے ہو مصیبت سے کوئی بچتا نہیں اور بہت سے مرنے والوں کی موت زندوں کی زندگی سے اچھی ہوتی ہے اور اس شخص کے قتل میں کوئی مصیبت نہیں جو اپنے دین کا دفاع کرتے ہوئے اپنے رب کا فرمانبردار ہو کر شہید ہوا، مصیبت تو اس میں ہے جس کی بصیرت کم ہو جائے اور جس کا ذکر اس کی موت کے بعد گم ہو جائے، مجھے امید ہے کہ مفضل اللہ تعالیٰ کے ہاں گم گشتہ نہیں ہوگا۔''

آخر میں ان کے شوہر حجاج بن یوسف کی مجلس میں عورتوں کا ذکر چلنے پر اپنی بیویوں کے بارے میں مختصراً ذکر پڑھیے، جبکہ اس وقت ہر ایک نے اپنی بیویوں کی تعریف کے انبار لگا دیئے تھے اور ان کے فضائل اور اچھی صفات بیان کیں۔

حجاج بن یوسف نے بھی کہا ''میری چار بیویاں ہیں (۱) ہند بنت المھلب (۲) ہند بنت اسماء بنت خارجہ (۳) امّ الجلدس بنت عبدالرحمٰن بن امیہ (۴) امۃ الرحمان بن جریر......

تو دوستو! مری زندگی ہند بن المھلب کے پاس ایسی ہے جیسی نوجوان کی نوجوانوں میں کہ وہ کھیلتے ہیں اور میری رات ہند بن اسماء کے پاس ایسی ہے جیسے بادشاہوں کی رات بادشاہ کے پاس اور میری ام الجلدس کے ساتھ زندگی ایسی ہے کہ ایک دیہاتی کی دوسرے دیہاتی کے ساتھ اور میری زندگی امۃ الرحمٰن کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک عالم کی علماء وفقہاء کے ساتھ گزرے۔

[ماخوذ: برگزیدہ خواتین]

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 36609986 فون: 021 36609983

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

سالانہ زرِ تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

حقوقِ زوجین

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

انسانی معاشرے میں حقوق زوجین کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی ذی شعور سے مخفی نہیں۔ قرآن مجید نے ازدواجی تعلق کی حکمت و مصلحت یہ بیان فرمائی کہ تمہیں راحت وسکون نصیب ہو۔ اگر میاں بیوی باہمی حقوق کی پوری رعایت کریں اور ان کے تعلقات خوش گوار ہوں تو یہ چیز فقط ان کی ذات کے لیے ہی باعث راحت واطمینان نہیں بلکہ دونوں خاندانوں کے لیے ربط و تعلق اور قربت ومحبت کا سبب ہوگا جبکہ زوجین میں اختلاف وانتشار صرف ان کی زندگیوں کو ہی تلخ نہیں کرتا بلکہ جانبین سے عزیز واقارب، خاندان اور برادریوں میں عداوت وخصومت کے بیج بوتا ہے...... گویا کامیاب ازدواجی زندگی میاں بیوی کے لیے راحت وچین، ان کے خاندانوں کے لیے محبت والفت اور بالواسطہ پورے معاشرے کے لیے امن وسکون کی ضمانت ہے۔ اس لیے شریعت مطہرہ نے حقوق زوجین کو خاص اہمیت دی، اور ان کی ادائیگی پر بہت زور دیا...... ذیل میں میاں بیوی کے حقوق کی تفصیل درج کی جاتی ہے، ان احکام کی ترتیب میں مختلف کتابوں سے استفادہ کیا گیا جن میں بنیادی کتاب شیخ ابومالک اسامہ بن کمال بن عبدالرزاق کی...... النساء من الالف الی اولیاء ہے۔ اب بیوی کے حقوق کی تفصیل ملاحظہ ہو:

حسن سلوک کا حکم

بیوی سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین نصیحت اس سے ہمدردی، خیر خواہی اور حسن سلوک کا معاملہ ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہ پہنچائے اور بیویوں سے حسن سلوک کے معاملے میں میری وصیت مان لو...... اس لیے کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر کا حصہ ہے، اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر (اپنے حال پر) چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی، پس بیویوں سے حسن سلوک کے معاملے میں میری وصیت مان لو۔'' (بخاری، مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''عورت پسلی کی مانند ہے اگر اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اس سے نفع اندوز ہونا چاہو گے تو اس حال میں نفع اٹھاؤ گے کہ اس میں ٹیڑھ پن بھی ہوگا۔'' (بخاری ومسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''میں دو ضعیف وناتواں انسانوں...... یتیم اور عورت...... کی حق تلفی کو تم پر حرام قرار دیتا ہوں۔'' (ابن ماجہ، احمد، ابن حبان، حاکم علی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''عورت (ٹیڑھی) پسلی سے پیدا کی گئی، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے، لہٰذا (توڑنے کی بجائے) اس کی مدارات (دل جوئی کا معاملہ) کرو، اس طرح اس کے ساتھ زندگی گزار سکو گے۔'' (احمد، حاکم، ابن حبان)

''مسلمانوں میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق وعادات میں سب سے اچھا ہو، اور بیوی پر سب سے بڑھ کر شفیق ومہربان ہو۔'' (ترمذی عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

''تم میں سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو بیوی کے حق میں سب سے اچھا ہو، اور میں اپنی بیویوں کے حق میں تم میں سب سے اچھا ہوں۔''

(ترمذی، دارمی، ابن حبان عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

ان ارشاداتِ مبارکہ میں شوہروں کے لیے متعدد ہدایات ہیں۔ ایک یہ کہ بیویوں کی دل جوئی اور ان سے حسن سلوک ایسا عظیم اور مہتم بالشان شرعی حکم ہے کہ اسے مدار ایمان ٹھہرایا گیا ہے، گویا مسلمان ہے ہی وہ جو بیوی سے حسن سلوک اختیار کرے اور یہ کہ کجی اور ٹیڑھ پن عورت کی سرشت میں ہے، اسے بالکل سیدھا کر دینا ناممکن ہے، اگر بزورِ قوت اسے جھکانے کی کوشش کی گئی تو طلاق وتفریق کی نوبت تو آسکتی ہے مگر عورت کی کامل اصلاح ممکن نہیں۔ اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ کج روی کا اظہار عموماً جسم کے بالائی حصہ یعنی زبان ودل سے ہوگا۔ لہٰذا مرد کو عورت کی زبان درازی، ناشکری اور بے جا شکوہ وشکایت پر صبر وبرداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اور یہ کہ یتیم اور عورت جیسی کمزور ولاچار مخلوق کی حق تلفی کرنا اور ان پر ظلم وزیادتی کرنا کوئی بہادری نہیں بلکہ شرعاً واخلاقاً ہر پہلو سے مذموم ناجائز اور حرام کام ہے۔ اور آخری دو حدیثوں میں یہ حقیقت اجاگر فرمائی کہ ایک مسلمان کے لیے شرف وکمال اور فضیلت وبزرگی کا معیار کثرتِ عبادت ہی نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق واقدار کا مظاہرہ اور بیویوں سے اچھا سلوک بھی ہے۔ اسے مزید واضح اور دل نشین کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال پیش فرمائی کہ میرا سلوک اور برتاؤ اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے اچھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گیارہ بیویاں رکھنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عدل ومساوات اور دل داری کا وہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ جس کی نظیر ازدواجی دنیا میں ملنا ممکن نہیں۔

بیوی کا راز افشا نہ کرے

بیوی کا حق ہے کہ خاوند اس کا راز افشا نہ کرے۔ میاں بیوی کا مخصوص معاملہ راز ونیاز کا معاملہ ہوتا ہے، اس پر دوسروں کو مطلع کرنا غیرت وحمیت کے خلاف ہے۔ شریعت کی نگاہ میں بھی یہ ناپسندیدہ ترین حرکت ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں وعید سنائی: ''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہوگا، جو بیوی سے ہم بستر ہو اور بیوی اس سے ہم بستر ہو، پھر (صبح اٹھ کر لوگوں کے سامنے) بیوی کا راز فاش کرے۔'' (مسلم وغیرہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ) (جاری ہے)

خاص نمبر گفٹ پیکیج

13 جون 2010ء کو 52 صفحات پر مشتمل بچوں کا اسلام کا خاص الخاص شمارہ

''بچوں کا اسلام نمبر''

اپنے ایسے دوستوں اور رشتے داروں کو تحفے میں دیں جو پہلے نہیں پڑھتے

پہلا پیکیج:	7 میگزین	Rs. 100/-
دوسرا پیکیج:	15 میگزین	Rs. 200/-
تیسرا پیکیج:	25 میگزین	Rs. 300/-

رجسٹرڈ ڈاک کا خرچ مفت

(1) رقم منی آرڈر کریں اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر، پتہ اور لفظ ''خاص نمبر'' ضرور لکھیں۔
(2) بینک میں جمع کرانے کی صورت میں ڈیپازٹ سلپ کا نمبر اور تاریخ SMS کریں۔
(3) تیسرا پیکیج لینے والے کا نام قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔

رقم 31 مئی سے پہلے کراچی دفتر میں موصول ہو جائے

مزید معلومات کے لیے صبح 9 بجے تا شام 5 بجے
0321-8212550 یا 021-36688747 Ext: 246, 213 پر رابطہ فرمائیں
ہمارا پتہ: سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 4G1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

جب ایک ہنستا کھیلتا آشیانہ بکھر گیا

بنت حاجی صدیق

ہر وصال کا انجام فراق ہے۔ طبعی صدمہ انسان کی فطرت بھی ہے اور جانے والوں کا حق محبت بھی ہے، چند مہینے پہلے ایک ایسا حادثہ جانکاہ ہوا جس سے کسی ایک فرد یا خاندان کو صدمہ نہیں ہوا بلکہ پورے ملک کے لیے یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔ ہر آنکھ اس حادثہ پر اشکبار تھی۔ ایک ہنستا کھیلتا گھرانا پل میں بکھر گیا۔

یہ المناک سانحہ 31 جولائی 2009ء جمعہ کی شب کراچی کے علاقے جونا مارکیٹ میں اس وقت رونما ہوا جب ایک پانچ منزلہ مضبوط عمارت اس طرح اچانک زمین بوس ہوگئی کہ کسی کو گمان بھی نہیں تھا کہ عمارت کے رہائشیوں میں سے کوئی زندہ بچا ہوگا۔ لیکن قدرت کا کرشمہ ہے کہ اللہ نے تین معصوم بچوں کو نئی زندگی دی۔ اس غم کا اظہار الفاظ میں کیا ہی نہیں جا سکتا۔ حادثے میں جاں بحق ہونے والے پچیس افراد میں سے ہمارے مشفق و مربی استاذ محترم حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا گھرانہ بھی تھا، جس میں ان کی اہلیہ محترمہ، تین صاحب زادیاں (جو ہماری چہیتی شاگردات میں سے تھیں)، ایک چار سالہ بیٹا اور ان کے برادر نسبتی جو درجہ سادسہ کے طالب علم تھے۔

ان کی اہلیہ محترمہ ان ماؤں میں سے تھیں جن کی آغوش بچے کے لیے صرف ایک گہوارہ ہی نہیں بلکہ تعلیم و تربیت کا مرکز ہوتی ہے۔ انہوں نے سب بچوں کو کتابوں کی بجائے عمل کے ذریعہ آدابِ زندگی سکھائے اور اپنا معیار زندگی بہت ہی سادہ رکھا۔ ہر ایک سے محبت، مصائب پر صبر، ہر حال میں قناعت و خودداری اور سادگی ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ اپنی اولاد کے لیے عصری تعلیم کے بجائے دینی تعلیم کو ترجیح دی۔ ان میں سے پیاری سعدیہ اور ہنس مکھ حفصہ قرآن کریم کی حافظات تھیں۔ معصوم سی سلمٰی تربیتی کورس کر رہی تھی جبکہ سعدیہ نے درس نظامی کے تین سال کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ یہ ہماری سلیقہ شعار اور ہر دل عزیز طالبات تھیں جن سے ہمیں قلبی لگاؤ تھا۔ یہ بچیاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی ہنر سے بھی آراستہ تھیں۔

یہ سانحہ عظیم ہمارے مشفق و مربی استاذ پر پہاڑ بن کر ٹوٹا لیکن انہوں نے صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اللہ نے ان کو رضاء بالقضاء کی عملی تصویر بنا کر اس آیت کا مصداق بنا دیا۔

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

تمام قاریات سے درخواست ہے کہ وہ ان شہداء کے لیے دعائے مغفرت اور حسب مقدور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان کے پسماندگان اور لواحقین کو اس حادثہ پر صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

ذوقِ تن آسانی

صدف جاوید

"سعد بیٹا! بازار سے سودا لا دو۔"

"امی بائیک پنکچر ہے کیسے جاؤں؟"

"اف اللہ! ماسی ابھی تک نہیں آئی، گھر کا کام کیسے ہوگا؟"

"اوہ! بجلی چلی گئی، اب کپڑے کیسے دھلیں گے؟"

یہ وہ جملے ہیں جو اکثر و بیشتر روزمرہ کے معمولات میں سننے میں آتے رہتے ہیں۔ جس طرح مشین سائنس کی ایجاد ہے، اسی طرح انسانی جسم بھی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی عجیب صنعت ہے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی مادیت پرستی آرام طلبی اور سائنس کی ایجاد کردہ مشینی سہولتوں نے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس مشین کو کاہل اور لاچار کر دیا ہے۔

کبھی وہ زمانے بھی تھے جب لوگ کم وسائل کے باوجود بھرے پڑے کنبوں میں رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے ادا کرتے تھے۔ اب ہم اس دور میں رہ رہے ہیں، جہاں اکیلا خاندان زندگی آسان نے، زندگی کو اور دشوار کر دیا ہے۔ زندگی کو سہل بنانے کی جدوجہد میں بڑے کنبے چھوٹے خاندان میں سمٹ گئے۔ روزمرہ کے کام کاج میں گھریلو ملازمین کے عمل دخل، مشینی آلات کے استعمال اور بازاری غذاؤں کے استعمال نے انسانی مشین منجمد اور اس کے پرزہ جات کو زنگ آلود کر دیا ہے۔

پہلے زمانے میں خواتین کھانا پکانے کے لیے قدرتی مسالہ جات کا استعمال کرتی تھیں۔ جنہیں سل پر پس لیا جاتا تھا۔ زمانہ بدلا، قدریں بدلیں، سل کی جگہ چوپر (Chopper) نے لے لی۔ قدرتی مسالہ جات کی جگہ پیکٹ کے مسالے اور گھر کے پکے کھانوں کی بجائے بازاری غذائیں (Tin Pack اور Junk Foods) کے بے تحاشا استعمال نے انسانی صحت کو کھوکھلا کر دیا۔ زندگی جتنی سہل ہوتی چلی گئی، مسائل اور بیماریاں اتنی ہی بڑھتی گئیں۔ موٹاپا، جوڑوں کا درد، تھکن، گھبراہٹ، چکر آنا، سردرد، بلڈ پریشر...... کبھی یہ بیماریاں امیروں کو بھی خال خال ہی ہوتی تھیں، لیکن اب یہ موجودہ دور کی پیدا کردہ آسانیوں کا تحفہ ہیں، جن کی لپیٹ میں غریب بھی آچکے ہیں۔

آج بھی ہمارے بزرگ ہم سے زیادہ باہمت اور چاق و چوبند نظر آتے ہیں۔ جب میں اپنی والدہ کو دیکھتی ہوں کہ جنہوں نے کم وسائل میں رہتے ہوئے بہت ہمت اور محنت کے ساتھ آٹھ بچوں کو پروان چڑھایا۔ اور آج بھی بڑھاپے میں وہ مجھ سے زیادہ چاق و چوبند اور زندگی سے بھرپور نظر آتی ہیں تو مجھے ان پر رشک آتا ہے۔

اس کے برعکس جب میں خود پر اور اپنی ہم عمروں پر نظر ڈالتی ہوں، جنہیں زندگی کی تمام سہولیات میسر آنے کے بعد بھی چار بچوں کی پرورش محال لگتی ہے تو اقبال کا یہ شعر لب پہ آجاتا ہے۔

رہزنِ ہمت ہوا ذوقِ تن آسانی ترا

کشکول

آنسو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا: اے لوگو! روؤ اور رو نہ سکو تو رونے کی صورت بناؤ۔ کیونکہ دوزخ میں دوزخی اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسوان کے چہروں پر نالیاں سی بنادیں گے، روتے روتے آنسو نکلنے بند ہوجائیں گے تو خون بہنے لگے گا جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہوجائیں گی، آنسو اور خون کی اتنی کثرت ہوگی کہ ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں۔ [بحوالہ موت کا منظر] ﴿اخت مولانا زاہد۔ بھکر﴾

تاریخ کے جھروکوں سے:

☆ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے والوں میں تیرہ ہزار اشخاص کے حالات قلم بند کیے گئے۔ [حوالہ: سیرۃ النبی]

☆ اسلامی دور میں چار اشخاص ایسے گزرے ہیں جن کی اولادوں کی تعداد کم از کم ایک سوتھی...... (۱) خلیفہ بن بواء سعدی (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک (۳) عبداللہ بن عمر لیث (۴) جعفر بن سلیمان ہاشمی۔ عباسی خلیفہ المتوکل کی ستر اولادیں تھیں، پچاس بیٹے اور بیس بیٹیاں۔

☆ فنِ اسماء الرجال میں پانچ لاکھ اشخاص کے تذکرے موجود ہیں۔ [حوالہ: تاریخ الحدیث]

﴿اہلیہ مریز خان۔ شکر درہ اٹک﴾

آدابِ نشست:

☆ آلتی پالتی مار کر، دوزانو یا چارزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔

☆ اگر پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو بعد میں آنے والوں کو ان کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہیے، بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔

☆ اگر جگہ تنگ ہو تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہیے کہ تھوڑا کھسک جائیں تاکہ نئے آنے والوں کے لئے جگہ بن جائے۔

☆ مجلس میں امیر و غریب اور گورے یا کالے کی تمیز نہ کی جائے جو پہلے آئے وہ آگے بیٹھے جو بعد میں آئے وہ پیچھے بیٹھے۔

☆ آدمی کو اس طرح بیٹھنا چاہیے کہ بدن کو راحت اور ذہن کو سکون ہو، اس کا بیٹھنا ہم نشینوں کے لئے تکلیف دہ نہ ہو اور نہ ہی کسی بداخلاقی کا مظاہرہ ہو۔ ﴿ام مولانا فیصل ندیم۔ کراچی﴾

جواہر پارے:

- قول بے عمل اور عمل بے اخلاص ناقابل قبول ہیں۔
- موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں۔
- سب سے اچھا کلام وہ ہے جس کی حسنِ فعل تصدیق کرے بلند آواز سے رونا بے صبری اور قہقہہ مار کر ہنسنا سفاہت (بیوقوفی) کی دلیل ہے۔
- ہر عمل جو موافق شریعت ہے، ذکر میں داخل ہے، اگرچہ خرید و فروخت ہی کیوں نہ ہو۔
- ہر بات جو ذکر سے خالی ہو لغو ہے، ہر خاموشی جو فکر سے خالی ہو سہو ہے اور ہر نظر جو عبرت سے خالی ہو لہو ہے۔
- بچوں کی اصلاح مکتب میں ہے اور عورت کی گھر میں۔
- جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے، اس میں بندوں کا خوف نہیں کرنا چاہیے۔

﴿بیگم نسیم بانو۔ میانوالی﴾

مومنوں کی صفات:

حاتم طائی جو سخاوت میں بے مثل شہرت کا مالک ہے، قبل از اسلام کا بہت بڑا شاعر بھی تھا۔ یہ عرب کے قبیلے بنی طے سے تعلق رکھتا تھا۔ باپ کا نام باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام عتبہ تھا۔ باپ بچپن ہی میں مرگیا اور دادا سعد نے اس کی پرورش کی۔ ہوش سنبھالنے پر دادا نے اونٹوں کی نگرانی اس کے سپرد کی، اس نے 297 اونٹ عبید بن ابرص، بشیر بن ابی حازم اور نابغہ دیبانی نام کے تین آدمیوں میں بہ حصہ مساوی تقسیم کردیے۔ اس جرم میں دادا نے گھر سے نکال دیا۔ قسمت ہمیشہ مہربان رہی اور اس کے حالات بگڑ بگڑ کر بنتے رہے۔

ظہورِ اسلام سے تقریباً پانچ برس پہلے فوت ہوا۔ ایک جنگ میں اس کی بیٹی گرفتار ہوکر آئی اور یہ جس خیمے میں قید کی گئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے قریب ہی تشریف رکھتے تھے۔ اس نے کرب کے عالم میں رات کو بلند آواز میں کچھ اشعار پڑھے جن میں اس کے باپ حاتم کی سخاوت اور اعلیٰ خصوصیات کا ذکر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”یہ کون ہے؟“

لوگوں نے بتایا: ”مشہور مخیر حاتم طائی کی بیٹی سفانہ......“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت لے کر اس کے خیمے میں گئے اور سفانہ سے کہا: ”تیرے باپ میں مومنوں کی صفات تھیں۔“ اس کے بعد اسے رہا کردیا۔

سفانہ مسلمان ہوگئی اور بعد میں اسی کی ترغیب اور کوشش سے اس کے بھائی عدی نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔ عدی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی: ”تم وہ پہلے شخص ہوگے جو کسریٰ کے خزانوں کو کھولے گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب ایران فتح ہوا تو حاتم کا بیٹا عدی واقعی وہ پہلا شخص تھا جس نے ایران کے خزانوں کو کھولا۔ [از...... حاتم کا دیوان]

﴿ام ساریہ۔ کراچی﴾

جواب:

بادشاہ نے چند جنگی قیدیوں کو بطور سزا یہ حکم دیا کہ وہ قلعے کی چھت سے نیچے کود جائیں۔ ایک کے سوا سارے قیدیوں نے چھلانگ لگا دی اور مر گئے لیکن ایک قیدی بار بار قلعے کی منڈیر تک جاتا اور واپس آجاتا۔ بادشاہ کو اس کی کم ہمتی اور تذبذب پر سخت غصہ آیا۔ اس نے طیش میں کہا۔ ”عجیب کم ہمت اور بزدل انسان ہو، سپاہی تو اتنے ڈرپوک نہیں ہوتے، ہم تمہیں ایک آخری موقع دیتے ہیں۔“

سپاہی نے جسے یقین تھا کہ موت تو اس کی ہر حال میں یقینی ہے، ہمت کر کے جواب دیا۔ ”جہاں پناہ......! اگر کم ہمتی، بزدلی یا بہادری کے لیے فصیل پھاندنا یا نہ پھاندنا ہی معیار قرار دیا گیا ہے تو میں آپ کو ایک کے بجائے ایک ہزار موقعے دیتا ہوں، آپ پھاند کر دکھا دیجیے۔“

بادشاہ سپاہی کے اس پھڑکتے اور جرأت مندانہ جواب سے بہت خوش ہوا اور اسے چھوڑ دیا۔

﴿درّ عدن۔ ٹاؤن پلازہ، کراچی﴾

معلمین و معلمات درکار ہیں
شعبہ جامعہ دارالعلوم کراچی کو باصلاحیت و مستند معلمین و معلمات درکار ہیں
جو کہ قرآن کریم (حفظ و ناظرہ) پڑھانے کا تجربہ رکھتے ہوں۔
حرا فاؤنڈیشن اسکول (اولیول)
پتہ: حرا فاؤنڈیشن اسکول جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی۔ پوسٹل کوڈ نمبر ۷۵۱۸۰
فون نمبر 35049774-38578811-38572866-35040933-35123040-35123007 Ext:374, ای میل hirafoundationschool@gmail.com

آشیاں کسی شاخِ چمن پہ بار نہ ہو

ماں تو خیر ماں ہوتی ہے...... ایک ایسا شجر جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں انسان اپنے سارے دکھ بھول جاتا ہے لیکن ماں باپ کی ماں یعنی نانی اماں اور دادی اماں جن بچوں کو نصیب ہو جائے وہ یقینا خوش نصیب ہوتے ہیں۔ زمانہ بھر کے تجربے سے فیض یافتہ، ہر پریشانی کو اپنی بوڑھے وجود پر سہہ کر چھوٹوں کو بے فکر کر دینا انہی بزرگ خواتین کا خاصہ ہوتا ہے۔

میں ان خوش نصیبوں میں شامل نہیں کیوں کہ میں نے اپنی دادی اماں کو کبھی نہیں دیکھا لیکن اللہ کی شان یہ کمی اللہ نے شادی کے بعد اپنے شوہر کی دادی اماں سے پوری کر دی۔ انہیں پہلی بار دیکھ کر ہی مجھے لگا کہ میری دادی اماں بھی ایسی ہی ہوں گی۔ شفیق، بردبار، باوقار اور بے حد محبت کرنے والی...... وہ اب تو دنیا میں نہیں ہیں لیکن جب سوچو تو لگتا ہے یہیں تخت پر بیٹھی ہیں اور تسبیح پڑھ رہی ہیں۔ وہ ہر وقت ذکر کرتی رہتی تھیں۔ نماز وقت پر ادا کرتی تھیں۔ کوئی اگر پاس آ کر بیٹھ جائے تو خوب کمپنی دیتی تھیں۔ ہنسی مذاق کی باتیں کرتیں۔ ان کے پاس سب کا دل لگا رہتا تھا۔ اگر کوئی ادھر ادھر کی بات ہو جائے تو اسی وقت توبہ توبہ...... ہم نے سن رکھا تھا کہ بڑھاپے میں چڑچڑاہٹ غالب آ جاتی ہے، کچھ لوگ ایسے دیکھے بھی تھے لیکن دادی اماں کو دیکھ کر یہ کلیہ غلط ثابت ہوتا تھا کہ ان کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر سب دکھ بھول جاتے تھے۔

اہلیہ سید ساجد حسین

ان کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب کے گھروں میں باری باری جاتی تھیں۔ پوتیاں، پوتے، نواسے، نواسیاں اور پڑپوتیاں، پڑپوتے سب ان سے بے حد محبت کرتے اور ان کی راہ دیکھتے تھے۔ وہ بھی بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتیں اور ہنسی ہنسی میں دین کی باتیں سمجھا دیتیں۔ اللہ کا خوف ہر وقت انہیں لگا رہتا تھا۔ سو سال کی عمر میں انتقال ہوا لیکن چلتے پھرتے اپنی آخری آرام گاہ چلی گئیں۔ خود چل کر باتھ روم جاتیں۔ نہانے جاتیں تو اپنے کپڑے دھو کر نکلتیں۔ دروازہ بجاتے رہو کہ دادی جان! کپڑے نہ دھویئے گا، دھل جائیں گے...... مگر نہیں بھئی کپڑے دھو کر ہاتھ میں لیے ہوئے ہنستی ہوئی نکل رہی ہیں۔ ہم کہتے جاتے کہ جایئے ہم نہیں بول رہے آپ سے...... کوئی کیا کہے گا کہ ان کے کپڑے بھی کوئی نہیں دھو سکتا! لیکن وہ بڑی باہمت تھیں، کہتیں ہمیں کام ہی کیا ہے بھلا؟ جو جوڑا اتارا، وہ بھی نہ دھوئیں اور تم لوگوں کے تو اپنے بھی اتنے کام ہیں۔

کسی کے گھر جاتیں تو بیگ تیار ہوتا...... بیگ میں اپنی دوا، اپنا کنگھا، سرمہ دانی، کمر بند ڈالنے کی اسٹک، اپنے کپڑے، اسپغول کی بھوسی، (کبھی سینے میں جلن ہو تو) پسا زیرہ چینی ملا ہوا اور مغزیات کی پڑیاں...... روزانہ رات کو ایک پڑیا نکال کر دیتیں کہ یہ بھگو دو، صبح نہار منہ پییں گے۔ ان کا بچپن سے یہی معمول تھا، بعد اس کے ناشتہ کرتیں۔ وہ زیادہ ڈاکٹر کے یہاں نہیں جاتیں تھیں، نہ کبھی انجکشن لگوایا۔ اور ہمیشہ دعا کرتیں کہ یا اللہ! کسی کا محتاج نہ کرنا، چلتے پھرتے ہی اٹھانا...... اس عمر میں عموماً ہاتھ پاؤں جواب دے جاتے ہیں لیکن شاید ان کی دعاؤں کا ہی اثر تھا کہ چلتے پھرتے ہی اس دنیا سے گئیں۔

وہ بہت سادہ مزاج تھیں۔ ویسے دیکھو تو ہر کسی کو اس کی پریشانی میں ایسا مشورہ دیتیں جو تیر بہدف ہوتا لیکن

سادگی دیکھو تو ہماری سسرال میں نیا نیا ٹی بی (ٹی وی) آیا۔ ملنے آئیں تو ٹی بی پر خبریں آرہی تھیں۔ دادی کی نظر جو پڑی تو تیزی سے دوپٹہ منہ پر ڈال کر پیٹھ موڑ لی اور بولیں: ''اے ہے بند کرو، مردوا دیکھ رہا ہے۔''

سب ہنسنے لگے کہ دادی یہ تصویر ہے...... یہ آپ کو دیکھ تو نہیں رہا! کہنے لگیں ''یہ نہیں دیکھ رہا تو ہم تو دیکھ رہے ہیں، بند کردو بھئی......''

انہوں نے کبھی تصویر نہیں کھنچوائی۔ ایک دفعہ بیٹے نے شناختی کارڈ بنوانے کے لیے ان کی تصویر کھینچنا چاہی تو دیکھ کر کہنے لگیں ''یہ کیا چیز ہے؟ اس میں کیا جھانک رہے ہو؟''

انہوں نے بہانہ کردیا کہ دوربین ہے۔ جب منہ پر لائٹ پڑی تو گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں کہ یہ کون روشنی منہ پر پھینک رہا ہے۔ بیٹے تصویر ہی نہ کھینچ سکے کہ شناختی کارڈ بن جائے۔ قسمت کی بہت اچھی تھیں اور اس کا برملا اظہار بھی کرتی تھیں۔ کبھی ناشکری نہیں کی۔ ہمیشہ یہی کہتی تھیں ہم نے بیٹا ہمیشہ صرف اپنے ہی کام کیے۔ والدین کے گھر بھی عیش کیا، میاں کے گھر بھی عیش کیے اور بیٹوں کے یہاں بھی...... سب کو خوب دعائیں دیتیں، کسی کی بیٹی رخصت ہوتی تو اسے دوسری دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی ضرور دیتیں کہ اللہ کسی کا محتاج نہ بنائے۔ مجھے یہ دعا اتنی پسند آتی کہ میں اپنے لیے بھی یہی دعا کرتی رہتی ہوں کہ الٰہی کسی کا محتاج نہ کرنا۔

دادی امی کی زندگی بالکل مسافرانہ تھی۔ مسافروں کی طرح ہر وقت اپنی ضرورت کی چند اشیاء رکھتیں۔ سب کے گھروں میں باری باری اس لیے رہتیں کہ دادا کا تو انتقال ہو چکا تھا سب ہی چاہتے تھے کہ ہمارے پاس آئیں۔ اس لیے کسی کا دل نہیں توڑتی تھیں۔ میں پوت بہو تھی، میرے پاس بھی آکر رکتی تھیں۔ کبھی بیمار ہو جاتیں تو فکر لگ جاتی کہ اب ہمیں جانا ہے۔ بہت روکو مگر کہتی نہیں بیٹا! تمہارا گھر چھوٹا ہے اگر ہم مر گئے تو پورا خاندان کیسے سمائے گا؟ میں کہتی کہ دادی دل میں جگہ ہونا چاہیے، آپ کیوں فکر کرتی ہیں؟ مگر کہاں...... دادی تو رکتی ہی نہ تھیں۔ بس یہی خیال کہ کسی کو پریشانی نہ ہو۔

جب سب خاندان والے کسی موقع پر اکٹھے ہوتے تو دادی جان رونق محفل ہوتیں۔ چوں کہ محفل میں ہر طرح کی بات ہو جاتی ہے، اس لیے دادی جان اگر کسی کی ہمدردی میں کسی کے لیے کوئی بات بول دیتیں تو فوراً ہی توبہ کرتیں اور کہتیں، اللہ میاں معاف کرنا، غیبت ہوگئی۔ پھر اس کے لیے خوب کلمات خیر کہتیں اور اپنے ہاتھ سے الٹے کاندھے کو تھپک کر کہتیں ''فرشتو! تم مت لکھنا......'' باقاعدہ چمکار کر کہتیں۔ سب ان کی اس بات پر ہنستے۔ ایک دن میں نے کہا ''دادی امی انسان جب کوئی اچھا کام کرتا ہے یا ارادہ ہی کر لیتا ہے تو دائیں طرف کا فرشتہ نیکی لکھ لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی برائی کرتا ہے تو بائیں طرف کا فرشتہ دائیں طرف کے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ لکھوں یا نہ لکھوں۔ وہ کہتا ہے رک جاؤ شاید توبہ کرلے۔ دادی آپ تو برائی کرتی نہیں، اگر کبھی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیتی ہیں، آپ کی برائی تو وہ ان شاء اللہ خود ہی نہیں لکھے گا، لیکن اگر اسے لکھنے کا حکم ہو تو لکھنا اس کا کام ہے آپ اس کو تھپکی دے کر اللہ کے حکم سے منع کر رہی ہیں۔'' تو فوراً ڈر گئیں۔

اس دن سے کبھی کندھا نہیں تھپکا صرف توبہ توبہ ہی کہتی تھیں۔ کتنے بھولے بھالے ہوتے تھے پہلے وقتوں کے لوگ!! جب وہ دنیا سے جا رہی تھیں تو ہم لوگ قریب ہی تھے۔ ان کی معمولی سی طبیعت بھی خراب ہو جاتی تھی تو سب ہی قریب آجاتے تھے۔ اس دن بھی موت کے آثار چہرے پر نہیں تھے۔ تسبیح ہر وقت ہاتھ میں رہتی تھی۔ سب کی طرف سے ان کی توجہ ہٹی ہوئی تھی۔ تسبیح ہاتھ سے لے کر رکھ دی گئی تھی، لیکن ان کی انگلیوں کے پورے اس طرح حرکت میں تھے کہ جیسے تسبیح کے دانوں پر ہوتے تھے ہونٹ ہلتے ہلتے ایک دم ساکت ہو گئے، جیسے اونگھ آجاتی ہے اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون.

ان کے جانے سے ہمیں ایسا لگا تھا جیسے ہمارا سب کچھ چلا گیا۔ ایک بزرگ کا سایہ تھا ہم سب پر...... جو ہم سے چھن گیا۔ ان کی ڈانٹ میں بھی پیار بھرا ہوتا تھا۔ نصیحت بھی کرتیں تو ہمدردی اور شفقت سے بھری ہوئی۔ ان سے میرا کوئی خونی رشتہ نہیں تھا، وہ میرے شوہر کی دادی تھیں لیکن مجھے وہ شدت سے یاد آتی ہیں۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین۔

اس کی ماں کا نام لاڈو تھا۔ پھر اسی کی یاد میں اس کو بھی لاڈو کہہ کر پکارا جانے لگا اور اب تو اس کی گود میں بھی ایک ننھی منی سی لاڈو ہمکنے لگی تھی۔ اس کی پیدائش پر اس کی ماں چل بسی تھی۔ اس کی نانو اسے بتاتی تھیں کہ ماں گھر بھر کی لاڈلی تھی۔ اسی لیے اسے لاڈو کہا جاتا تھا مگر نصیب اچھے نہ تھے۔ شادی کیا ہوئی، آزمائشوں کے کئی باب کھل گئے۔ شوہر بات بات پر دن رات مارتا پیٹتا تھا اور خرچہ ترسا ترسا کر دیتا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب خوش خبری کے آثار دکھائی دیے تو شوہر کی زبان پر دن رات ایک ہی جملے کی گردان رہتی...... ''بیٹا ہونا چاہیے!''

اس کی ماں آنے والے وقت سے خوف زدہ رہتی اور اسی خوفزدگی کا نتیجہ تھا کہ لاڈو کی پیدائش پر جونہی اسے ''بیٹی'' کی خبر ملی۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں اس ظالم سماج سے بہت دور چلی گئی۔ ماں کے جاتے ہی باپ نے ایک مہینے کے اندر اندر دوسری شادی رچالی۔ روایتی سوتیلی ماں اس کے حق میں روایتی ہی رہی۔ اب لاڈو تھی اور اس پر ڈھائے جانے والے نت نئے ظلم وستم۔ نئی ماں نے یکے بعد دیگرے تین بیٹے جنم دیے۔ لاڈو کی پہلے ہی کہاں وقعت تھی...... اور اب تو اس گھر میں تین لڑکے آچکے تھے...... اس تن تنہا وجود کو کون پوچھتا...... ماں تو سوتیلی تھی، باپ بھی اسے دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ اگرچہ وہ بہت ذہین تھی لیکن مڈل تک ہی اس کی تعلیم کو برداشت کیا گیا اور پھر اسکول چھڑوا دیا گیا۔ دن رات کی مار پیٹ سہتے سہتے وہ بڑی ہو رہی تھی۔ اس دنیا میں اس کا خیال رکھنے والی واحد ہستی اس کی نانو تھیں۔ سوتیلی ماں اسے خود ہی ان کے ہاں بھیج دیا کرتی۔ خصوصاً چھٹیوں کے دنوں میں جب سب گھر والے کسی تفریحی مقام پر جانے کا ارادہ کرتے، اسے اس کے ننھیال بھیج دیا جاتا، نانو اسے خوب خوب پیار کرتیں۔ اچھے اچھے کھانے کھلاتیں، نانا ابا تو اس دنیا میں رہے نہ تھے لیکن نانو نے شاید ہر رشتے کی کمی دور کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ وہ اسے اس کی ماں کی باتیں بتاتیں، ہر طرح سے اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتیں لیکن جب لاڈو ممانیوں کی برداشت سے باہر ہو جاتی تو ماموں اسے دوبارہ اس کے باپ کے گھر میں چھوڑ جاتے۔

بس یہی تھی اس کی زندگی...... اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر...... اتنی بڑی دنیا میں اس کا اپنا گھر تو کوئی تھا ہی نہیں۔ وہ حسرت سے ان بچوں کو دیکھا کرتی جو اپنے والدین کے ساتھ سکون واطمینان کی زندگی بسر کیا کرتے تھے، لیکن جب یہی دکھڑا وہ نانو کے سامنے بیان کرتی تو وہ اسے کسی رنگ محل، کسی خوابوں کے شہزادے اور ایک خوبصورت گھر کی آس دلاتیں جس میں صرف اس کی حکمرانی ہوگی۔

اس کی سوتیلی ماں بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ جلد اپنے گھر کی ہو جائے کیوں کہ اسے اب مزید اس کا وجود گوارا نہ تھا۔ اسی لیے جلد بازی میں جیسا تیسا بھی رشتہ ہاتھ آیا، فوراً اس کے ہاتھ پیلے کر دیے گئے۔ سوتیلی ماں بھلا اسے کیا دیتے، یہی غنیمت تھا کہ اسے عزت سے رخصت کر دیا گیا تھا لیکن جہیز نہ ہونے کا طعنہ سننا اب اس کے لیے اتنا لازم ہو گیا تھا جتنا کہ سانس لینا۔ شوہر اسے دن رات یہی طعنہ دیتا کہ تو لے کر کیا آئی ہے؟ اور وہ حیرت سے کبھی اس خوابوں کے شہزادے کو دیکھتی اور کبھی اس ٹوٹے پھوٹے کچے سے رنگ محل کو......

لاڈو

فروا فاروق

بھلا یہ گھر اس قابل بھی تھا کہ اس میں بیش قیمت ساز وسامان سجایا جاسکتا۔ وہ حد سے بڑھ کر خوب صورت تھی تب ہی تو اتنی کم عمری میں اس کے رشتے آنا شروع ہو گئے تھے...... لیکن اس کی قسمت تھی یا اس کے والدین کی جلد بازی کہ اس کا شوہر یوں تھا جیسے الٹا توا...... یہی نہیں بلکہ عمر میں بھی اس سے دگنا تھا، تعلیم بھی واجبی سی تھی۔ کسی پرائیویٹ فرم میں بہت چھوٹی سروس پر ملازم تھا۔ مگر لاڈو صبر وشکر اور رضا وفا کی پتلی تھی، کبھی حرف شکایت زبان پر لانا تو درکنار، اس کے تو ماتھے پہ کبھی شکن بھی نمودار نہ ہوتی...... حالاں کہ اب تو جاوید نے اس پر ہاتھ بھی اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ نانو نے اسے جو حسین خواب دکھائے تھے ان کی تعبیر بہت بھیانک نکلی تھی۔ اس کے لیے پہلے یا اب کی زندگی میں

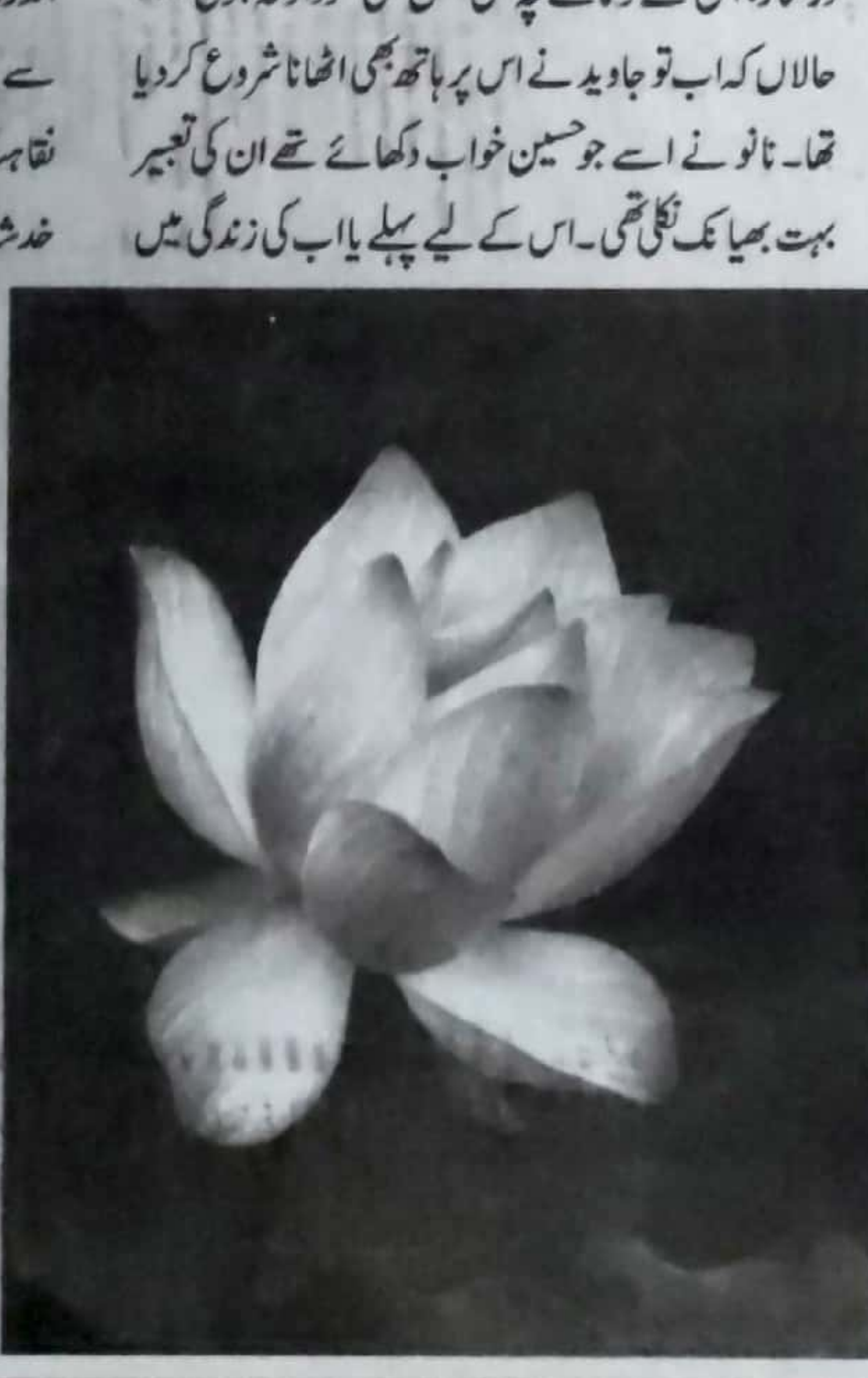

کوئی فرق نہ تھا۔ پھر اسی صدمے کا اثر تھا یا عمر کا تقاضا کہ اسے پیار کرنے والی واحد ہستی اس کی نانو بھی اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تنہا چھوڑ گئیں۔ اس دن وہ بلک بلک کر روئی تھی، اب سے پہلے اسے کم از کم اتنا تو احساس تھا کہ اتنی بڑی دنیا میں اس سے خالص محبت کرنے والا ایک وجود ہے، لیکن اب اسے لگ رہا تھا کہ اس دنیا کے صحرا میں وہ تن تنہا کھڑی رہ گئی ہو اور اوپر بے رحم آگ برساتا سورج سوا نیزے پر آ گیا ہو۔ شاید اس کے رونے پر ہی قدرت نے کسی غم گسار کو دنیا میں لانے کا فیصلہ کیا تھا کہ اگلے دن ہی لیڈی ڈاکٹر نے اسے ایک نئی جان کے دنیا میں آنے کی خوش خبری سنائی تھی مگر ماضی ایک بار پھر اپنا آپ دہرا رہا تھا......

اس کا شوہر دن رات دھمکی آمیز انداز میں اس کے کانوں میں ایک ہی بات انڈیلتا رہتا کہ صرف بیٹا ہونا چاہیے! لیکن ہوتا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ اس کی گود میں ننھی منی سی لاڈو آ گئی۔ اب یہی اس کی زندگی تھی اور یہی راز دار وغم گسار۔ شوہر نے اسے پہلا بچہ ہونے کی وجہ سے بیٹی کے روپ میں طوعاً وکرھاً قبول کر لیا تھا۔ لاڈو اسی پر خدا کا شکر بجالاتے نہ تھکتی تھی۔

بچی کا نام مسکان رکھا گیا لیکن وہ اسے لاڈو ہی کہہ کر پکارتی تھی۔ جاوید اسے کبھی کبھار ہی اٹھاتا تھا۔ ایک سال بعد ڈاکٹر نے دوبارہ خوش خبری دی تو جاوید نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس دفعہ بیٹا ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ اسے فارغ کر دے گا۔ یہ اس کا فیصلہ تھا یا آتش فشاں جس نے پھٹ کر لاڈو کو اپنی حدتوں میں سمیٹ لیا تھا۔ وہ حد سے زیادہ خوف زدہ رہنے لگی۔ دن رات ماہی بے آب کی طرح تڑپتی اور پھر یہی ٹینشن تھی یا کیا تھا کہ جس نے اس میں کسی ایسی اندرونی پیچیدگی کو جنم دیا کہ آنے والا وجود کھلی فضا میں آنے سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔ جب اس نے مردہ بچی کو جنم دیا تو نقاہت بہت زیادہ تھی۔ اس کی اپنی زندگی ختم ہونے کا خدشہ تھا۔ اس فکر میں کہ صدمہ نہ لگ جائے، نرسوں نے مردہ بچی چھپالی...... جب اسے ہوش آیا تو اسے صرف یہی بتایا گیا تھا کہ بیٹی ہوئی ہے۔ اس نے سنا اور اپنی ماں کی طرح جلدی سے آنکھیں موند لیں ہمیشہ کے لیے، یہ سوچے بغیر کہ اس کے پیچھے ننھی لاڈو کا کیا ہوگا؟

اس کا مردہ وجود گھر لایا جا چکا تھا۔ صحن میں اس کی میت پڑی تھی۔ اس کی میت کے گرد بہت سے لوگ جمع تھے لیکن آنسو کسی ایک آنکھ میں بھی نہ تھا...... ہاں، لیکن گھر کے ایک کونے میں اس کی دو سالہ لاڈو بھوک کی وجہ سے بلک بلک کر رو رہی تھی مگر کوئی اس کی طرف دھیان نہیں دے رہا تھا۔ ایک لاڈو ہر غم سے منہ موڑ چکی تھی اور دوسری لاڈو بے بسی کے عالم میں روتے روتے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

بن روئے آنسو

گھر میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا حالاں کہ اس گھر میں رہنے والے افراد اجنبی نہیں تھے، بلکہ ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے لیکن جب دل تنگ ہو جائیں تو پھر انسان ایک دوسرے کے لیے زندگی یوں ہی اجیرن بنا دیتے ہیں۔

مریم اپنی سگی خالہ سعدیہ بیگم کی بہو بن کر ان کے آنگن میں آئی تھی۔ اس کا بچپن لڑکپن سب ہی ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس نے اپنی ماں سے زیادہ اپنی خالہ کی گود میں پرورش پائی تھی۔ سعدیہ بیگم کی ہی خواہش تھی کہ مریم رمیز کی دلہن بن کر ان کے گھر میں آئے۔ اسی لیے تو مریم کی انٹر کرا اور رمیز کی جاب لگتے ہی وہ بڑے چاؤ سے اسے بہو بنا کر لائی تھیں۔ وہ بھی ان ہی کی حیثیت کے حامل لوگ تھے جو اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ لیکن شادی کے بعد جیسے ہی رمیز ترقی کی منازل طے کرتا اونچے مرتبے پر فائز ہوتا چلا گیا حیثیتوں میں ایک نمایاں فرق واضح ہوتا چلا گیا اور خالہ کی بے رخی نے اس فرق کو مزید بدنما کر دیا تھا۔ اس بات پر مشکور ہونے کے بجائے کہ رمیز کی ترقی کسی کی دعاؤں کے باعث ہے، خالہ اٹھتے بیٹھتے ایک ہی شکوہ زبان زد پر عام رکھتی تھیں کہ انہوں نے رمیز کی شادی میں بہت جلد بازی سے کام لیا ہے۔ کمپنی کے موجودہ ایم ڈی اور ان کی بیٹی کا حد سے زیادہ رمیز پر مہربان ہونا ان کے اس شکوے کو مزید جلا بخشتا تھا...... اور پھر شادی کے چار سال تک مریم کے اولاد نہ ہونا' یہ اس کا ایسا نا کردہ جرم تھا جس کی پاداش میں اس کے روز و شب ایک سزا بن گئے تھے۔

رابعہ ارباب

خالہ کی زبان سوا نیزے پر رہتی تھی۔ مریم کی خاموشی کو وہ اس کی کمزوری سمجھتی تھیں۔ ''کیا ہے اس کے پاس خواہ مخواہ ہی ہمارے گلے پڑ گئی، ایک بچہ تک تو جن نہیں پائی۔''

اور پھر جب دولت اور صورت نہ ہو تو سیرت اور شرافت تو خود ہی اس کے نیچے دفن ہو کر رہ جاتی ہیں۔ وہ ان سے خار کھانے لگی تھیں اور اس میں ان کی بیٹی سارہ بھی پیش پیش تھی۔ آج تو حد ہی ہو گئی تھی۔ مریم نے اپنے دفاع میں دبی زبان سے ایک بات ہی تو کہی تھی کہ جس کو انہوں نے اس کی نافرمانی پر محمول کرتے ہوئے تماشہ بنا لیا تھا۔ ان کو ایک بہانہ مل گیا تھا......

''نکل یہاں سے میں تجھے ایک نظر دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔'' وہ اسے بازو سے پکڑ پکڑ کر بیرون دروازے کی جانب گھسیٹ رہی تھیں۔

''میں نہیں جاؤں گی، اماں مجھے معاف کر دیں۔'' وہ بلک بلک کر ان سے اس گھر میں جائے پناہ طلب کر رہی تھی جو اس کا سائبان تھا اور خالہ پر اس کی فریاد کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ دولت کی ہوس نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ اور وہ وہی کر رہی تھیں جو شیطان ان سے کروا رہا تھا۔

مریم پر اس گھر کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند ہو گئے تھے۔ خالہ نے ان تمام لوگوں سے بھی قطع تعلق کر لیا تھا جن سے کسی زمانے میں وہ سارہ کے رشتہ ہونے کی آس میں بات بنا کر رکھتی تھیں۔ لیکن اب اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اب ان کی منزل مختلف ہو گئی تھی۔ مریم کو بے دخل کرنے کے چند دن بعد ہی اماں نشو کو بہو بنا کر لے آئی تھیں۔ اور نشو نے شادی کے دوسرے دن ہی ڈائننگ ٹیبل پر یہ اعلان کر دیا تھا کہ رمیز! اپنی ماں اور بہن کو بتا دو کہ وہ میرے گھر میں رہتی ہیں، میں ان کے گھر میں نہیں...... اس لیے پلیز وہ میرے کسی کام میں دخل نہ دیں۔

گھر کے روز بروز بگڑے ہوئے ماحول کو دیکھتے ہوئے اماں نے سارہ کے لیے آنے والے رشتوں میں سے ایک رشتہ فائنل کر کے اس کی شادی کر دی۔ اور اماں کا جیتا جاگتا وجود اس بڑے گھر میں اس طرح ناکارہ بن گیا تھا کہ نوکر بھی ان کی بات کو سنی ان سنی کر دیتے تھے۔

بہت دھوم دھام سے سارہ کی ہونے والی شادی کا ڈراپ سین کچھ عرصے بعد ہی سامنے آ گیا تھا، جس طرح سعدیہ بیگم اور سارہ نے مریم کو گھر سے بے دخل کر دیا تھا اسی طرح سارہ کے سسرال والے اسے یہ کہتے ہوئے چھوڑ گئے تھے کہ آپ کی بیٹی مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والی مڈل ذہنیت کی لڑکی ہے جس کو اپر کلاس میں رہنا نہیں آتا، اس لیے اس کو آپ اپنے پاس ہی رکھیں، ہمارے بیٹے کو لڑکیوں کی کمی نہیں اور سارہ نے ان تمام باتوں میں موردالزام اماں کو ٹھہرایا تھا کہ سب میرے ساتھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ نے اپنی بہو کو خوش کرنے کے چکر میں یہ جانچ پڑتال ہی نہیں کی کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں؟ جاہل گنوار...... دولت کے حریص لوگوں کے پلے مجھے باندھ دیا۔''

سعدیہ بیگم ابھی بیٹی کا کے صدمے سے نہ نکلی تھیں کہ رمیز ان کے پاس آیا اور دھیرے سے انہیں فیصلہ سنا گیا تھا۔

''امی آپ سارہ کو لے کر پرانے گھر میں شفٹ ہو جائیں۔ پرانا محلہ اور پرانے لوگ ہیں، وہاں سیٹ ہونے میں آپ کو زیادہ مشکل نہیں ہوگی، میں بھی چکر لگاتا رہوں گا، آپ کو چیک وغیرہ بھی مل جائے گا۔''

وہ اپنی بات کہہ کر چلا گیا تھا اور سعدیہ بیگم کی دھندلاتی آنکھوں کے سامنے بہت سارے منظر نمایاں ہونے لگے تھے۔

جون جولائی کی چھٹیوں کو کارآمد بنائیے
طالبات و خواتین میں دینی شعور بیدار کرنے کی تعلیمی تحریک — القرآن کورسز کے زیراہتمام
شہر کے 80 مراکز میں
دین کی بنیادی تعلیمات کی 2 ماہی سمر کلاسز
مضامین ★ ترجمہ و تفسیر ★ حدیث ★ فقہ ★ عربی گرامر ★ تجوید
کوآرڈینیٹر کلثوم الطاف موتی
افتتاحی تقریب 30 مئی 2010 بروز اتوار 10 بجے دن ان شاء اللہ
بمقام گل بہار لان نزد عالمگیر مسجد، عالمگیر روڈ، کراچی
افتتاحی خطاب و دعا فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم
ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، لاہور
نوٹ: محترم مولانا کا خطاب سننے کیلئے مردوں کیلئے بھی انتظام کیا گیا ہے۔
زیراہتمام القرآن کورسز نیٹ ورک پاکستان
021-34242176, 021-32631008
0321-2299651, 0321-3461441
0321-3411474, 0321-3653476
مرکز: القرآن کورسز سینٹر

صوتِ مردود

اور سنو! ایک مشہور صحافی اور مصنف ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ لکھتے ہیں کہ'' آج بھی سینما، تھیٹر، ٹی وی ڈرامے اور موسیقی کے پروگرام انسان کو حقائق سے چشم پوشی اور غفلت کا درس دے رہے ہیں...... سچ تو یہ ہے کہ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ یہ نفسِ امارہ کی غذا ہے۔ موسیقی سے نفس امارہ خوش ہوتا اور نشو ونما پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موسیقی کے شوقین خواتین وحضرات کی اکثریت بے دین، شقی القلب، آزادی پسند، غفلت شعار، بے غیرت اور بے حیاء بن چکی ہے۔''(شیطان کے پرفریب جال 107)

اچانک خدیجہ بولی! ''بس ابو بس کیجیے...... میں تو پہلے بھی نہیں مانتی تھی کہ موسیقی روح کی غذا ہے...... آپ نے بزرگوں کے اقوال سنا کر مجھے مزید استحکام بخشا ہے۔''

مولانا عبدالہادی بولے:''بیٹا! تھوڑا سا اور سن لو...... میں بات کو ختم کرتا ہوں۔''

''خدیجہ! ان کی باتیں ختم نہیں ہوں گی...... انہیں بس موقع ملنا چاہیے یہ انگلی پکڑ کر پورا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں......

کیوں جی! میں جھوٹ بول رہی ہوں؟'' سلمیٰ بیگم نے اپنے خاوند کو مخاطب کیا۔

''اری نیک بخت! تم کیوں کباب میں ہڈی بنتی ہو...... آج تو مجھے موقع ملا ہے......''

''اچھا جی! سنایئے ہم آج سب کچھ سننے اور پھر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔''

اخت حافظ عبدالرزاق

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔'' مولانا پھر شروع ہوئے۔

''حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں دی ہیں۔ ایک قوت ملکیہ جس سے روح پیدا ہوتی ہے اور یہ صرف انسان کے ساتھ خاص ہے اور یہ انسان پر مثبت طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ دوسری قوت بہیمیہ ہے جو نفسِ حیوانی سے پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں قوتوں میں باہمی کشمکش جاری رہتی ہے۔ قوت ملکیہ بلندی کی طرف کھینچتی ہے جبکہ قوت بہیمیہ پستی کی طرف کھینچتی ہے۔ (موسیقی در حقیقت نفس کو متاثر کرتی ہے جو قوت بہیمیہ کا حاصل ہے۔ ملکوتی روح کی غذا موسیقی ہرگز نہیں ہوسکتی)۔

(حجۃ اللہ البالغہ 20/1)

چناں چہ موسیقی اگر ملکوتی روح کی غذا ہوتی تو اس سے فرحت صرف انسان حاصل کرتے جانوروں کو اس سے فرحت حاصل نہ ہوتی کیوں کہ ملکوتی روح کے امور جانوروں پر بالکل اثر انداز نہیں ہوتے مثلاً سانپ بین سن کر کھنچا چلا آتا ہے اور مست ہو کر ناچتا ہے...... اونٹ حدی سن کر تیز تیز چلتا ہے، بھینس موسیقی سن کر دودھ زیادہ دیتی ہیں...... یہ تاثر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ موسیقی نفس بہیمیہ کو یا دوسرے الفاظ میں روح حیوانی کو متاثر کرتی ہے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عرب کے ایک قبیلے میں پہنچا تو انہوں نے میری زبردست مہمان نوازی کی...... میں نے وہاں ایک قیدی کو دیکھا تو دل بھر آیا...... میں نے اس کو آزاد کرنے کی درخواست کی تو میزبان بولا کہ یہ ہمارا ایک غلام ہے، بہت زبردست گویا ہے، بہترین حدی پڑھتا ہے...... میں نے اس کے ساتھ اونٹ بھیجے کہ کھیتوں سے ان پر غلہ لاد کر لے آئے...... یہ اونٹوں پر دوگنا غلہ لاد کر لایا اور اونٹ بھی اس کے حدی پڑھنے کی وجہ سے تیز تیز دوڑ رہے تھے اور گانے سے مست ہو رہے تھے، جب اونٹوں سے بار کو اتارا گیا تو وہ ایک ایک کر کے مرتے چلے گئے...... اس وجہ سے میں نے اس کو قید کیا ہے۔ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ بھلا ایسے کیسے ہوسکتا ہے؟...... میں نے کہا کہ کوئی دلیل لاؤ...... ہم اسی گفتگو میں تھے کہ ایک نگہبان جنگل سے کچھ اونٹ کنویں کے کنارے پر لایا...... وہ کئی دن سے پیاسے تھے...... اس عربی نے اس مقید غلام کو گانا گانے کا حکم دیا...... جونہی اس نے گانا شروع کیا تو اونٹ مست ہو گئے اور تو اور پانی تک نہ پیا اور جنگل کی طرف دوڑ لگا دی۔ (کشف المحجوب 522)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو چیز گانے اور موسیقی سن کر حرکت میں آکر لذت حاصل کرتی ہے وہ نفس بہیمیہ ہے نہ کہ نفس انسانی۔ اہل علم اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے پرند وچرند کا گانے سن کر اور حدی سن کر محظوظ ہونے سے استدلال کرتے ہیں۔ (اسلام اور موسیقی 382)

اسی دوران عالیہ بول پڑی:''پر ابو میں نے تو اپنی اکثر سہیلیوں کو دیکھا ہے کہ موسیقی سے انہیں سکون ملتا ہے؟''

''عالیہ بیٹی! تم ابھی نا سمجھ ہو...... تم موسیقی کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتیں...... بس یوں سمجھ لو کہ جو یہ کہے کہ میری روح کی غذا موسیقی ہے تو در اصل اس کی روح زنگ آلود ہو چکی ہے اور اس کی حسِ لطیف فاسد ہو گئی ہے اور اس کی مثال گندگی صاف کرنے والے اس بھنگی کی سی ہے جو ایک دن عطر کی دکان کے سامنے سے گزرا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اسے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی مگر وہ ہوش میں نہ آیا۔ اسی دوران ایک اور بھنگی (صفائی کرنے والا) وہاں سے گزرا۔ اس نے سارا ماجرا دیکھا تو لوگوں سے بولا کہ آپ فکر مت کریں! میرے پاس اس کا علاج ہے...... وہ بھاگا ہوا گیا اور کہیں سے تھوڑی سی غلاظت لے کر آیا اور بے ہوش بھنگی کی ناک کے قریب اس گندگی کو کیا تو وہ فوراً ہوش میں آ گیا۔ لوگ حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ کیسے ہو گیا؟ اس معالج بھنگی نے لوگوں کو

سمجھایا کہ اصل میں یہ ہر وقت گندگی میں رہتا ہے جس کی وجہ سے گندگی کی بو اس کے مزاج میں رچ بس گئی ہے۔ اب اگر کبھی یہ خوشبو سونگھ لے تو اس کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ تو میری پیاری عالیہ! تمہاری سہیلیاں چوں کہ ہر وقت موسیقی سنتی رہتی ہیں اس لیے اس کے بغیر ان کا گزارا نہیں ہوتا اور قرآن پڑھتی ہوں گی تو انہیں وحشت ہوتی ہوگی اور نیند آتی ہوگی۔''

''بالکل ابو جان! اب میں سمجھ گئی ہوں...... آیندہ سے میں ان کو بھنگن کہوں گی!''

نہیں بیٹے! مسلمان کو برے نام سے نہیں پکارنا چاہیے ایسا کرنا گناہ ہے۔''

''تو ابو کیا موسیقی گناہ نہیں ہے جس کی وہ بار بار مرتکب ہوتی ہیں؟''

''عالیہ بیٹی! یقیناً گناہ ہے لیکن تم اگر ان کو بھنگن کہو گی تو کیا وہ اس گناہ سے باز آجائیں گی؟ بلکہ تمہیں پیار محبت سے انہیں ترکِ موسیقی کی ترغیب دینی چاہیے۔ نیز تہجد میں اٹھ کر ان کے لیے دعا مانگنی چاہیے۔ ٹھیک ہے؟''

''ان شاء اللہ! ابو اب آپ بے فکر رہیں۔'' عالیہ نیاز مندی سے بولی۔

''نیک بخت! تم کیوں چپ ہو؟ تم بھی تو کچھ کہونا؟'' مولانا سلمٰی بیگم کی طرف متوجہ ہوئے۔

''بھئی میں اس لیے خاموش ہوں کہ آپ لوگوں کی باتیں غور سے سن کر عمل کروں، میں آپ کے متقدیوں کی طرح تھوڑی ہوں کہ ایک کان سے بات سن کر دوسرے کان سے نکال دوں۔''

''بیگم بدگمانی سے بچو! آج جمعے کی تقریر کے بعد تو میرے مقتدیوں نے مجھے گھیر لیا تھا اور ان میں سے بھی بیشتر نوجوان تھے...... انہوں نے مجھ سے ایسے ایسے سوال کیے کہ میں دنگ رہ گیا اور تو اور ایک نوجوان نے مطالبہ کیا کہ اسے بتایا جائے کہ چاروں امام موسیقی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟''

''تو بتا دیا ہوتا آپ نے!'' بیگم بولیں۔

''ہاں نیک بخت بتا دیا تھا۔''

خدیجہ بولی: ابو ویسے مجھے بھی بتائیں کہ ائمہ اربعہ موسیقی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

''خدیجہ! پہلے ایک بات ذہن نشین کر لو کہ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دے دیا ہے، ائمہ اربعہ بھی اسی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں اختلاف نہیں کرتے...... چناں چہ چاروں امام اس بات پر متفق ہیں کہ موسیقی سننا، گانے گانا اور اس کا کاروبار کرنا حرام و ناجائز ہے۔ (جاری ہے)

مچھلی کا قورمہ

اشیاء: مچھلی ایک کلو، گھی ایک پاؤ، پیاز آدھ کلو، لہسن دو پوتھی، ادرک دو چائے کے چمچے، لونگیں پانچ عدد، زعفران تھوڑا سا (دو چٹکی)، عرق گلاب دو چائے کے چمچے، کھٹا دہی ایک پاؤ، دارچینی ایک ٹکڑا، کیوڑا تھوڑا سا، چھوٹی الائچیاں پانچ عدد۔

ترکیب: مچھلی کے قتلے دھو کر آدھا لہسن، ادرک اور تھوڑا سا نمک ملا کر آدھے گھنٹے کیلئے رکھ دیں۔ زعفران اور عرق گلاب کے علاوہ تمام مصالحہ جات پیس لیں۔ پیاز لال کر کے ہاتھ سے مل لیجئے۔ دہی پھینٹ کر اس میں تمام مصالحے اور پیاز ملا دیں۔ اب پانی ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں، جب سالن تیار ہو جائے تو مچھلی کے ٹکڑے تل کر ڈال دیں اور پندرہ منٹ تک دم دیں۔ عرق گلاب میں زعفران پیس کر ڈال دیں اور پانچ منٹ بعد اتار لیجئے۔

مچھلی کے شامی کباب

اشیاء: مچھلی آدھ کلو، گھی ایک پاؤ، سرخ مرچ حسب پسند، لہسن ایک پوتھی، ادرک ایک گانٹھ، پودینہ، ہرا دھنیا بقدر ضرورت، پیاز دو عدد (درمیانی)، نمک حسب ذائقہ، دارچینی دو ٹکڑے، کالی مرچ دس دانے

ترکیب: مچھلی ابال کر کانٹے علیحدہ کر لیں، پھر مچھلی کا گوشت نمک، مرچ، دارچینی، لہسن، ادرک ملا کر پیس لیں۔ بعد ازاں پیاز، پودینہ، ہرا دھنیا، سبز مرچ باریک کاٹ کر شامل کر لیں اور ٹکیاں بنا لیں۔

نوٹ: مچھلی کا گوشت خستہ ہونے ہونے کی وجہ سے اس میں خشخاش یا چنے نہیں ڈالے جاتے۔

مچھلی کی کڑھی

اشیاء: مچھلی ایک کلو، پیاز ایک عدد، ہرا دھنیا آدھی گڈی، بیسن ایک پاؤ، ادرک دو چائے کے چمچ، ہلدی حسب پسند، گھی یا تیل حسب ضرورت، ہری مرچ پندرہ عدد، پودینے کے پتے چند ایک، لہسن ایک پوتھی، سفید زیرہ تھوڑا سا، لسی ایک کلو۔

ترکیب: تمام مصالحے پیس کر تیل میں تل کر اسے بیسن میں گھول لیں۔ لسی میں آدھا کلو پانی ملائیں اور اچھی طرح حل کر لیں۔ اب مصالحہ ملا بیسن اس لسی میں ڈال دیں اور چولہے پر چڑھا دیں، ابال آنے تک آنچ تیز رکھیں۔ اس دوران چمچہ مسلسل چلاتی رہیں۔ ابال آنے پر ہلکی آنچ کر دیں اور اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پکائیں۔

اس کے بعد مچھلی کے قتلے تل کر اس میں ڈال دیں اور دس منٹ تک پکائیں۔ جب کڑھی گاڑھی ہو جائے تو سفید زیرہ پیس کر ڈال دیں، لیجیے لذیذ کڑھی تیار ہے۔

بتاؤ تو جنت میں کیسے چلو گے؟

احسن عزیز

"لاصدقة ولا جهاد وبم تدخل الجنة؟"

[مسند احمد 224/5]

حضرت بشیر بن الخصاصیۃ السدوسی رضی اللہ عنہ کے اسلام پر بیعت کرنے کے موقع پر نبی ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک......

یہ صدیوں پرانی کہانی ہے یارو
تمہیں آج میں سنانے چلا ہوں
خیالوں خیالوں میں لے کر تمہیں پھر
قدیم ایک منظر دکھانے چلا ہوں
سعادت کے پرنور لمحے، یہ صبحیں
فلک سے وحی کے اترنے کے دن ہیں
اخوت کی بستی، یہ پرکیف شامیں
یہ دین سیکھنے کے نکھرنے کے دن ہیں
ہیں راتوں میں سجدے تو دن کو ہیں روزے
کہ ایمان کے بننے سنورنے کے دن ہیں
یہ صفہ کی محفل، وہ جنت کا روضہ
حضورِ نبی میں ٹھہرنے کے دن ہیں
صحابہ بخوبی مگر جانتے ہیں
کہ رہنا ہے اگر ان کی محبت میں دائم
تو اللہ کی خاطر یہ مرنے کے دن ہیں
ہوئی ہے جو قندیلِ توحید روشن
اسی روز و شب میں، اسی کشمکش میں
صحابی اک آئے جو ملنے نبی سے
کریں تاکہ اسلام پر وہ بھی بیعت
ملے تاکہ ان کو بھی عقبیٰ کی راحت
شروع سلسلہ عہد کا جب ہوا تو
وہ بولے بصد احترام ومحبت
جہاد اور صدقہ نہیں میرے بس میں
بس ان دو سے میں معذرت ہی کروں گا!
......تو دستِ مبارک کو کھینچا نبی نے
(بتایا کہ ایسے میں بیعت نہ لوں گا)
تحیر سے پھر آپ نے ان سے پوچھا......
"نہ صدقہ ہی دو گے، نہ غزوہ کرو گے
بتاؤ تو جنت میں کیسے چلو گے؟"
اسی ایک لمحہ سمجھ بات آئی
اطاعت گزار شہہ انبیاء کو
کہ جنت کا سودا تو سستا نہیں ہے
کہیں جا کے تکمیلِ بیعت ہوئی پھر
کھلا اس طرح اہلِ ایمان پہ یہ سر
جوانو! فقط تم سے یہ پوچھتا ہوں
تم اپنے نبی سے عہد توڑ لو گے؟
نہ خرچ کرو گے؟ نہ جنگیں لڑو گے؟
مقاصد کو اعلیٰ نہ ارفع کرو گے؟
جو سیکھی ہے تم نے رمی چھوڑ دو گے؟
تو کیا اپنے بستر پہ ہی جان دو گے؟

خربوزہ

فرزانہ رشید

خربوزہ برصغیر پاک وہند' افغانستان اور ایران میں پایا جاتا ہے۔ مختلف علاقوں میں پیدا ہونے کی وجہ سے اس کی اقسام مختلف ہیں لیکن اس کی افادیت کم وبیش ہر قسم میں ایک جیسی ہیں۔ تربوز کی طرح یہ بھی پانی کا وافر جز ورکھنے والا پھل ہے۔ جس کا چھلکا' گودا اور بیج غذائی اور طبی مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ خربوزہ ریتیلے علاقے اور خصوصاً دریا کے کناروں پہ خوب پھلتا پھولتا ہے۔ خربوزے کا ذائقہ' رنگ' شکل وصورت' وزن' گودا' چھلکا' بیج اور پانی کا جز و مختلف اور اس علاقے پر منحصر ہوتا ہے جہاں خربوزہ پیدا ہوتا ہے۔ خربوزے کی سب سے اچھی' مقبول اور خوش ذائقہ قسم میں چھلکا نرم' باہر سے زرد اور اندر سے سفید یا زعفران کے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کے بیج بھی نرم ہوتے ہیں۔ کچھ علاقوں میں لمبوترے خربوزے پائے جاتے ہیں۔ ان میں پانی اور گودا خوب اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

عمدہ خربوزہ ذائقہ میں میٹھا' تاثیر میں سرد' بلغم' صفرا اور ہوا کو قابو میں رکھنے والا' پیشاب آور' مصفی بدن' قبض کھولنے والا' خون بنانے والا اور جسم کا درجہ حرارت کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھنے والا پھل ہے۔ اس کا استعمال ریاح کو دور کرتا ہے۔ اجابت باقاعدہ بناتا ہے اور پیٹ کے کیڑے خارج کرتا ہے۔ خربوزے کا چھلکا سائے میں خشک کرکے اسے ابال کر جوشاندہ پئیں تو پتھریاں تحلیل ہوجاتی ہیں۔ پیشاب کی تکلیف دور ہوجاتی ہے اور آنتیں صاف ہوجاتی ہیں۔ اس کا بیج خشک کرکے مغز حاصل کرتے ہیں جو متعدد پکوانوں اور مقویات میں استعمال ہوتا ہے۔ خربوزے کا مغز دل ودماغ کے لیے تقویت کا باعث اور یادداشت تیز کرنے کا سبب بنتا ہے۔ خربوزہ ہمیشہ کھانا کھانے کے ایک گھنٹہ بعد استعمال کرنا چاہیے۔ اس کی معتدل مقدار ہی سودمند ہوتی ہے۔ اضافی مقدار کا استعمال صفرا کی زیادتی کا سبب بنتی ہے۔ بھوک ختم یا بے قاعدہ کردیتی ہے۔ زیادہ مقدار میں خربوزہ کھانے سے پیٹ میں گیس' صفرا اور بخار کی شکایت لاحق ہوجاتی ہے۔ خربوزہ کھانے کے بعد دودھ نہیں پینا چاہیے۔ دودھ کی بجائے چینی کا شربت استعمال کرنا اس کے منفی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ جس طرح آم کھانے کے بعد دودھ کی لسی پینا مفید ہوتا ہے' اسی طرح خربوزے کے بعد شربت پینا نافع ہوتا ہے۔ اعتدال کے ساتھ خربوزے کا استعمال جگر اور اس کی کارکردگی پر اچھا اثر ڈالتا ہے لیکن زیادہ مقدار جگر کو ہی نقصان پہنچاتی ہے۔ مناسب مقدار میں خربوزہ کھانے والے افراد جگر کی خرابی اور یرقان سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کی قوت ہاضمہ بڑھتی ہے' بھوک چمک اٹھتی ہے اور کمزوری کا تدارک ہوتا ہے۔

خوب پکے ہوئے خربوزے کی طرح اس کا جوس بھی موثر اور مفید ہوتا ہے۔ اس کا گودا اتنا رس بھرا ہوتا ہے کہ زیادہ چبانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ خربوزہ ہر عمر کے فرد کے لیے مفید اور مناسب ہے لیکن شرط یہی ہے کہ معتدل مقدار میں کھایا جائے اور کبھی خالی پیٹ نہ استعمال کیا جائے۔

سادی شادیاں

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں:

میں نے اپنی دو، ہمشیر اور ہمشیر زادی اور بنات اور ولد و اسباط کی تقریباً سولہ سترہ شادیاں کیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وہ کرم فرمایا کہ کبھی یہ پتہ نہ چلا کہ نکاح کیا یا دو رکعت پڑھ لی۔ نکاح ایک عبادت ہے، لوگوں نے اسے مصیبت بنالیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ دو عبادتیں جنت میں بھی باقی رہیں گی ایک ایمان، دوسری نکاح۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ ”جو نکاح بہت ہلکا پھلا ہو وہ بہت مبارک ہے“ مگر افسوس! ہم نے اس مبارک سنت کو اپنی رسوم کی بدولت مشکل ترین بنادیا۔

ام عباد

نہ معلوم کتنی نمازیں اس کی نذر ہو جاتی ہیں، بعض جگہ تو مصیبت یہ ہے کہ عین نماز کے وقت بارات رخصت ہوتی ہے کہ دولہا، دلہن اور سارے باراتیوں کی نماز فوت ہوتی ہے۔ جس کی ابتدا اس نحوست سے ہو اس کی منتہا پر آپس میں لڑائیاں، فتنہ، فساد جتنا ہو، وہ کم ہی ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ جو حمل اس صحبت سے ہو جو نماز کے وقت میں کی گئی ہو یعنی اس سے نماز فوت ہوئی تو اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ عاق بالوالدین ہوتا ہے یعنی والدین کا نافرمان اور ان کو تکلیف پہنچانے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اور ہم کو ہدایت سے نوازے۔

اس سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ ان ہی لغویات کی وجہ سے لڑکیاں ایک لمبی عمر تک بیٹھی رہتی ہیں اور شادی کا انتظام نہیں ہو پاتا...... اور اس سے زیادہ بڑھ کر مصیبت یہ کہ بعض جگہ اس مصیبت کے لیے سود پر روپیہ لینا پڑتا ہے جس کے متعلق قرآن پاک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی اور اعلانِ جنگ بتلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے لڑائی اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان جنگ کے بعد کون پنپ سکتا ہے اور ان ساری مصیبتوں کا عذر اور مجبوری یہ بتلائی جاتی ہے کہ ”ناک کٹ جاتی ہے“ میں نے تو سینکڑوں اکابر و احباب کو ان خرافات کے بغیر سادگی کے ساتھ نکاح کرتے دیکھا مگر کسی ایک کی بھی ناک کٹی ہوئی نہ دیکھی۔

حضرت شیخ الحدیث آگے ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”چچا جان مولانا الیاس نور اللہ مرقدہ حسب معمول مؤرخہ 2 محرم 54ھ کو مظاہر علوم کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمارے یہاں میوات میں جلسوں میں نکاحوں کا دستور پڑ گیا ہے، کل کے جلسے میں حضرت مدنی سے یوسف و انعام کا نکاح پڑھوادوں؟ میں نے کہا ،شوق سے پڑھوا دیجیے، مجھ سے کیا پوچھنا۔ عشا کی نماز کے کچھ دیر بعد میں نے اہلیہ مرحومہ اور دونوں بچیوں کے کان میں ڈال دیا کہ چچا جان کا ارادہ یہ ہے کہ کل کے جلسہ میں دونوں بچیوں کا نکاح پڑھوادیں۔ میری اہلیہ مرحومہ نے، اس کے لفظ مجھے خوب یاد ہیں، یہ کہا کہ آپ دو چار دن پہلے کہتے تو میں ایک جوڑا تو ان کے لیے سلوا دیتی اور مجھے اپنا جواب بھی یاد ہے اور میرے جواب پر مرحومہ کا سکوت بھی کہ 'اچھا مجھے خبر نہیں تھی، یہ ننگی پھر رہی ہیں، میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ کپڑے پہنے پھرتی ہیں۔' میرے جواب پر مرحومہ بالکل ہی ساکت ہوگئی۔

[ماخوذ ”آپ بیتی“ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ]

محترم قاریات! یہ ہیں ہمارے اکابر و اسلاف، جبکہ آج ہماری شادیوں میں کم از کم ایک لاکھ روپے میں شادی ہال کی بکنگ اور تقریباً اتنے ہی پیسوں میں دلہن کے جوڑے کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسراف اور خرافات و معاصی سے محفوظ رکھے اور ہماری تقریبات کو منکرات سے محفوظ فرمادے۔ آمین!

حسنِ خیال

پھیلے ہوئے ہاتھوں کو حقارت سے نہ دیکھ
ہر شخص کی چوکھٹ پر گداگر نہیں آتے

☆☆☆

صحن میں تیرے بھی وہ کانٹے بکھیرے گا ضرور
جو برائی کا شجر ہمسائے کے آنگن میں ہے

﴿بنتِ شمشیر خان۔ مردان﴾

☆☆☆

گور اندھیری ہے، نہ تکیہ، نہ بچھونا نہ چراغ
پہنچے منزل پہ مگر بے سروساماں پہنچے

﴿شازیہ سمیع۔ کمالیہ﴾

☆☆☆

اے لا الہٰ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ، کردار قاہرانہ!
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھوگیا ہے تیرا جذب قلندارانہ!

☆☆☆

بھلے لگتے ہیں طوفانوں سے لڑتے بادباں مجھ کو
ہوا کے رخ پہ چلتی کشتیاں اچھی نہیں لگتیں

﴿اہلیہ اکبر راؤ۔ احمد پور شرقیہ﴾

☆☆☆

شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں، لہو ہمارا بھلا نہ دینا
ہماری ماؤں کے بہتے آنسو، تمہیں قسم ہے بھلا نہ دینا
وضو ہم اپنے لہو سے کر کے خدا کے ہاں سرخرو ہیں ٹھہرے
ہم عہد اپنا نبھا چلے ہیں، تم عہد اپنا بھلا نہ دینا

﴿سائرہ بانو۔ کراچی﴾

مزاحیات

☆...... ٹیچر: ”دنیا میں کتنے براعظم ہیں؟“
طالب علم: ”چار......“
ٹیچر: ”کون کون سے؟“
طالب علم: ”قائد اعظم، سکندر اعظم، مغل اعظم اور چوتھا میرا ماموں اعظم!“

☆...... سردار کی شادی پر کھانا شروع ہوا تو ایک سردار نے پلیٹ پر شور کھے دیکھ کر سوچا کہ چلو یہ بھی کھا کر دیکھے ہیں۔ جب وہ کھانے لگا تو دوسرے سردار نے کہا ”ہم وے نا کھادیں پھیکا اے“

☆...... ”بیگم! اب تو اس ڈرائیور سے نجات حاصل کر ہی لینا چاہیے۔“ شوہر جھلاتے ہوئے گھر میں داخل ہوا۔
”کیوں! آخر ایسا کیا کر دیا ہے اس نے؟......“ بیوی نے پوچھا
”بہت ہی لاپرواہ ہے۔ انتہائی خطرناک طریقے سے گاڑی چلاتا ہے۔“ شوہر نے گرجتے ہوئے کہا۔ ”تین بار تو موت کے منہ تک پہنچا چکا ہے۔ بس اتفاق کہو یا خوش بختی کہ بچ گیا۔“
”اوہ ہو......“ بیوی بولی...... مگر ایسا بھی کیا، اسے ایک موقع تو اور دو نا......“

☆...... ایک سردار ریل کی پٹڑی پر سو گیا۔ ایک آدمی نے کہا: کی ”اکرتے ہو، ٹرین آئے گی تو مرجاؤ گے۔“
سردار نے لاپرواہی سے کہا: ”کل ہمارے اوپر سے جہاز گزر گیا تو کچھ نہیں ہوا، ٹرین کیا چیز ہے!“

﴿انتخاب: کوثر پروین﴾

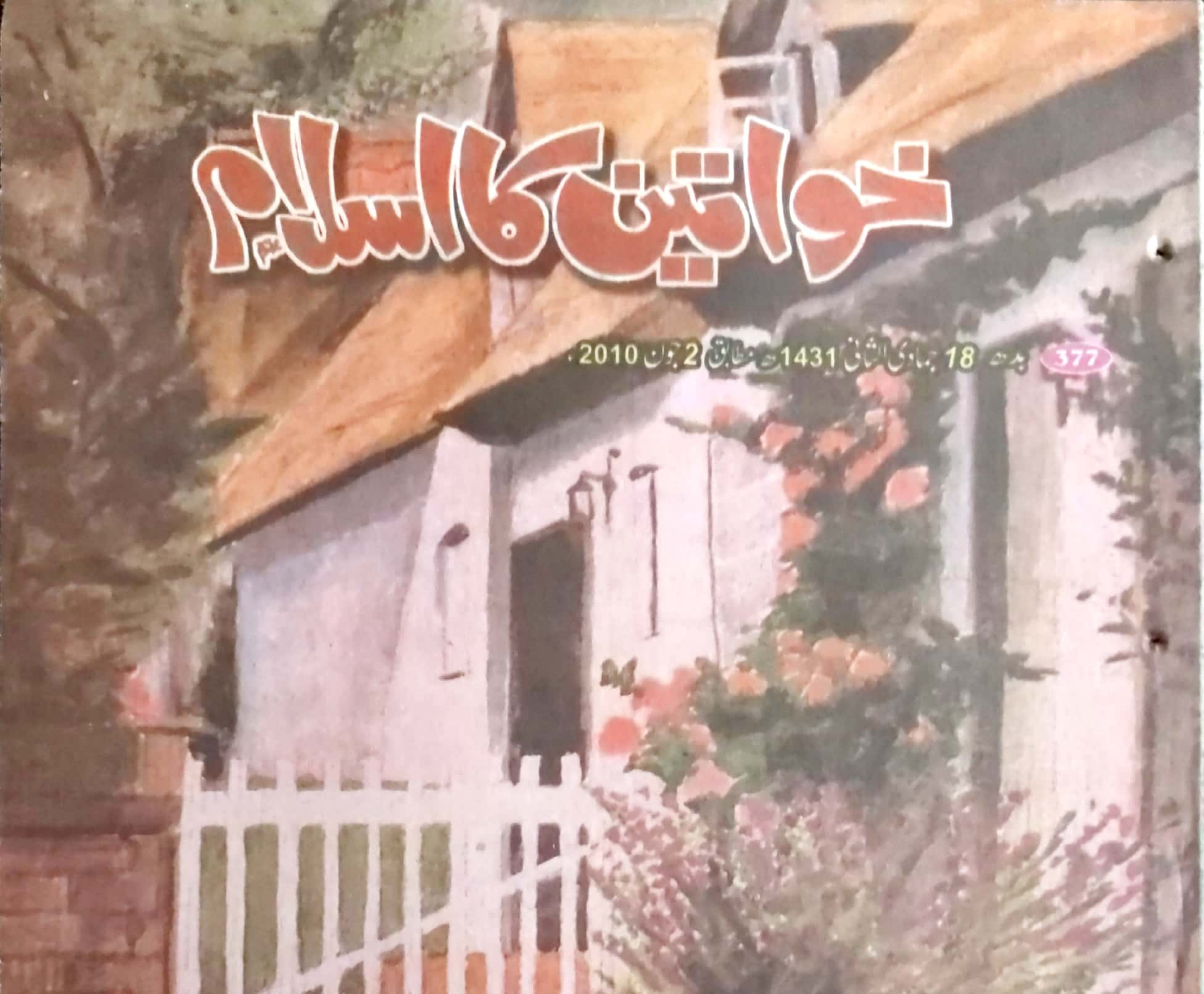

خواتین کا اسلام
377
بدھ 18 جمادی الثانی 1431ھ مطابق 2 جون 2010ء
حضوری قلب

www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

اخلاص

سورۃ الزمر کی ابتدائی آیات میں ارشاد ہے: ''یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی جارہی ہے، جو بڑے اقتدار کا مالک ہے، بہت حکمت والا۔ (اے پیغمبر) بے شک یہ کتاب ہم نے تم پر برحق نازل کی ہے، اس لیے اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص اسی کے لیے ہو۔ یاد رکھو کہ خالص بندگی اسی کا حق ہے۔'' (الزمر 1,2)

معارف: متعدد آیاتِ قرانی اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کا حساب گنتی سے نہیں بلکہ وزن سے ہوتا ہے اور آیاتِ مذکورہ نے بتادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی قدر اور وزن بقدرِ اخلاص ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کمالِ اخلاص بدون کمالِ ایمان حاصل نہیں ہوتا، کیوں کہ اخلاص کامل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کو نفع وضرر کا مالک سمجھے، نہ اپنے کاموں میں کسی غیر اللہ کو متصرف خیال کرے، نہ کسی طاعت وعبادت میں غیر اللہ کا اپنے تصور سے دھیان آنے دے، البتہ غیر اختیاری وساوس کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

صحابہ کرام جو مسلمانوں کی صف اول ہیں، ان میں سے بعض کے اعمال وریاضات کی تعداد شاید کچھ زیادہ نظر نہ آئے مگر اس کے باوجود ان کا ایک ادنیٰ عمل باقی امت کے بڑے بڑے اعمال سے فائق ہونے کی وجہ ان کا کمالِ ایمان اور کمالِ اخلاص ہی تو ہے۔ پہلی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت کو خالص اسی کے لیے کریں جس میں کسی غیر اللہ کے شرک یا ریاء ونمود کا شائبہ تک نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! میں بعض اوقات کوئی صدقہ وخیرات کرتا ہوں یا کسی پر احسان کرتا ہوں، جس میں میری نیت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی بھی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ لوگ میری تعریف وثنا کریں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتے جس میں کسی غیر کو شریک کیا گیا ہو۔'' پھر آپ نے آیتِ مذکورہ بطور استدلال کے تلاوت فرمائی، الا للہ الدین الخالص [قرطبی]۔ اللہ ربّ العزت ہمیں کامل اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائیں۔ آمین!

الحدیث

احسان کا بدلہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی پر کسی نے کوئی احسان کیا اور اس نے اس محسن کے لیے یہ کہہ کر دعا کی کہ ''جزاک اللہ خیراً'' (اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہتر بدلہ اور صلہ عطا فرمائے) تو اس نے (اس دعائیہ کلمات ہی کے ذریعہ) اس کی پوری تعریف کردی۔'' (جامع ترمذی)

تشریح:

چوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ جس بندے کے ہاتھ سے کوئی ہدیہ، تحفہ، کوئی نعمت ملے یا وہ کسی طرح کا بھی احسان کرے تو اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو از روئے حدیث گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی بھی ناشکری اور نافرمانی کی۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے احسان کرنے والے بندہ کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔'' [جامع ترمذی]

اس لیے احسان کے بدلے میں کم از کم دعائے خیر کرنا ضروری ہے۔ ''جزاک اللہ خیراً'' بظاہر صرف دعائیہ کلمہ ہے لیکن اللہ کا بندہ جب کسی احسان کرنے والے کے لیے ان الفاظ میں دعا کرتا ہے تو گویا وہ اس کا اظہار واعتراف کرتا ہے کہ میں اس کا بدلہ دینے سے عاجز ہوں، بس میرا پروردگار ہی تم کو اس کا اچھا بدلہ دے سکتا ہے۔ میں اسی سے عرض واستدعا کرتا ہوں کہ تمہارے اس احسان کا وہ اپنی شانِ عالی کے مطابق بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اس طرح اس دعائیہ کلمہ میں اس احسان کرنے والے کی تعریف اور اس کے احسان کی قدر شناسی بھی مضمر ہے۔

آثار صحابہ

تورات اور زبور میں حضور اور صحابہ کا ذکر

عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے کہا'' آپ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن صفات سے خبر دیجیے جو تورات میں آئی ہیں۔''

فرمایا'' بہت اچھا خدا کی قسم! بے شک آپ تورات میں بھی انہیں صفات کے ساتھ موصوف ہیں جو قرآن شریف میں ہیں۔ (تورات میں ہے) اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اَن پڑھوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندہ اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، نہ آپ فحش گو ہیں، نہ سخت طبیعت والے، نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں، نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں لیکن آپ درگزر اور معاف کرتے ہیں اور ہرگز آپ کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہ اٹھائے گا، جب تک کہ لوگ ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کرلیں، اس طرح کہ کہہ دیں کہ سوائے اللہ کے کوئی اور معبود نہیں جس سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور پردہ پڑے ہوئے دل کھل جائیں۔

سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی صفت سے خبر دیجیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ کی کتاب میں ان کے اوصاف یہ پاتا ہوں کہ بے شک احمد اور ان کی امت حمد کرنے والی ہے۔ اللہ عزوجل کی ہر حالت میں، خواہ خیر ہو یا شر، ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر بیان کرتے ہیں اور ہر منزل میں اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ ان کی اذان فضائے آسمانی میں گونجتی ہے۔ نمازوں میں ان کی مناجات کی ہلکی آواز پتھر پر شہد کی مکھی کی بھن۔ بھناہٹ جیسی ہوتی ہے نمازوں میں ان کی صف بندی ملائکہ کی صفوں کی طرح ہوتی ہے اور لڑائیوں کے مواقع میں نماز کی طرح ان کی صف ہوتی ہے۔ جب یہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے جاتے ہیں تو فرشتے ان کے آگے اور ان کے پیچھے سخت نیزہ لیے ہوئے ہوتے ہیں اور جب جہاد فی سبیل اللہ کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ان پر سایہ کیے ہوئے ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کرکے تشبیہ دی کہ جس طرح گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتا ہے۔ یہ لوگ کبھی لڑائی کے میدان سے بھاگ کر پیچھے نہ ہٹیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ، حصہ اوّل)

یا اللہ ہم سے راضی ہوجا

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَ اَکْرِمْنَا وَ لَا تُھِنَّا وَ اَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَ اٰثِرْنَا وَ لَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ ہماری تعداد میں اضافہ اور زیادتی فرما، کمی نہ فرما، اور ہمیں عزت و عظمت عطا فرما اور ہمیں ذلیل ورسوانہ فرما، ہمیں ہر طرح کی نعمتیں عطا فرما اور ہمیں محروم نہ فرما، ہمیں اپنا بنالے، ہمارے مقابلے میں دوسروں کو ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہوجا اور ہمیں خوش کردے۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورۂ مؤمنون کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو آپ کے قلب مبارک پر خاص اثر تھا، اسی اثر کے تحت آپ نے قبلہ رو ہوکر خاص اہتمام سے اپنے لئے اور پوری امت کے لئے دعا فرمائی۔ دعا کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ قبلہ رو ہوکر مانگی جائے۔

تلاوتِ قرآن پاک رضاء الٰہی کا سبب ہے

جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ کہ معشوق کے خط کی، محبوب کی تقریر وتحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت ہوتی ہے، اس کے ساتھ جو شیفتگی وفریفتگی کا معاملہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیے وہ قواعد وضوابط سے بالاتر ہے۔

متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے دربار میں کلام پاک سے بڑھ کر تقرب کسی چیز حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرسکتے جو خود حق سبحانہٗ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک۔

امِ احمد

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حق تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا کہ اے پروردگار! جو اعمال بندے کو آپ سے قریب کرنے والے ہیں، ان میں سب سے بہتر اور زیادہ مفید عمل کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا، احمد! میرا کلام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تقرب کا عظیم الشان فائدہ صرف اس صورت میں ہے جب کہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جائے یا عام ہے کہ سمجھ کر پڑھیں یا بلا سمجھے۔ ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھیں یا بلا سمجھے، وہ میرے تقرب کا خاص ذریعہ ہے۔ [صفوۃ الصفوہ لابن الجوزی]

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں: ہمارے شیخ حاجی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک بار دہلی کی ایک دکان پر گزر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں، ایک ہجوم ہو رہا ہے اور ایک شخص بیٹھا ہوا رسالہ دردنامہ (جو حضرت کا کلام ہے) ذوق وشوق سے پڑھ رہا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ بھی اس کو سننے کھڑے ہوگئے اور خوش ہوئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ پانی پت تشریف لے جارہے تھے۔ راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ یہ رسالہ پڑھتا جاتا ہے، اس شخص کو بالکل خبر نہ تھی کہ مصنف پاس ہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سنا تو دل خوش ہوا۔

دردنامہ اگرچہ شاعری کے اعتبار سے اعلیٰ پایہ کا نہیں لیکن چوں کہ درد دل سے نکلا ہے اس لیے نہایت اثر رکھتا ہے۔ واقعی از دل خیزد، بر دل خیزد یعنی:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

غرض قاعدہ ہے کہ مصنف جب اپنی کسی تصنیف کو پڑھتے دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ قرآن شریف کیا ہے حق سبحانہ کا کلام ہے۔ جب یہ پڑھا جاتا ہے تو حق تعالیٰ متوجہ ہوتے ہیں کہ میرا بندہ میرا کلام پڑھ رہا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ (حقوق القرآن 11، احکام العشر الآخرہ 23،14)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کلام کی محبت نصیب فرمائے کہ کلام اللہ شریف کی محبت حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت کے لیے لازم وملزوم ہے اور ایک کی محبت دوسرے کی محبت کا سبب ہوتی ہے۔

عشق تمام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اقبالؒ

لَوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دِیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقلِ غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیلِ بے رُطب

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کُہن ہُوا
عشق تمام مصطفیٰؐ، عقل تمام بُو لہب

گاہ بہ حِیلہ می برد، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب

﴿مرسلہ: **حرا معظمہ**۔ کراچی﴾

خط وکتابت کا پتہ "**خواتین کا اسلام**" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 36609986 فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر www.dailyislam.pk
ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

حقوق زوجین ۲

بوقت ضرورت نکلنے کی اجازت دے

یہ مسئلہ تو اپنی جگہ مسلم ہے کہ خاوند کی اجازت ومرضی کے بغیر بیوی کا گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ بلا اجازت نکلنا گناہ اور نافرمانی کے زمرے میں آئے گا لیکن خاوند کی طرف سے بھی بے جا سختی جائز نہیں، اگر اس قسم کی کوئی شرعی یا طبعی ضرورت درپیش ہے جس کے لیے عورت کا گھر سے نکلنا ناگزیر ہے، تو خاوند کو چاہیے کہ خاموشی سے اجازت دے دے، مثلاً عورت بیمار ہے، دوا وعلاج کے لیے معالج کے پاس جانا چاہتی ہے، یا والدین یا محرم عزیزوں سے ملاقات کرنا چاہتی ہے تو یہ اس کا جائز حق ہے۔ خاوند اس سے منع نہ کرے (اس مسئلہ کی مزید تفصیل خاوند کے حقوق کے تحت آرہی ہے) لیکن یہ احتیاط ضروری ہے کہ عورت چہرے سمیت پورا جسم ڈھانپ کر چلے، مردانہ چال نہ چلے، بھڑک دار چمکیلا لباس اور بجتا زیور نہ پہنے، مہکتی خوشبو لگا کر نہ نکلے، راستہ کے کنارے کنارے چلے، اور مردوں سے کسی قسم کا اختلاط نہ کرے۔

سفر سے لوٹے تو پیشگی اطلاع بیوی کو دے

بیوی کا ایک حق یہ ہے کہ خاوند کہیں سے سفر سے لوٹے تو اچانک گھر میں داخل نہ ہو، بالخصوص رات کے وقت بلکہ مناسب ہے کہ پہلے آمد کی اطلاع دے۔ اچانک گھر میں آمد کسی ناگہانی حادثے کا سبب بن سکتی ہے، چناں چہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت (اچانک) اپنی بیوی کے پاس آئے۔ اس وقت ایک عورت ان کے پاس بیٹھی انہیں کنگھا کر رہی تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ یہ مرد ہے اور اس پر تلوار اٹھالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس اچانک رات کو نہ آئے۔ (بخاری ومسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں کوئی شخص دیر تک گھر سے باہر رہے تو رات کے وقت گھر نہ آئے۔" (بخاری ومسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی رات کے وقت گھر والوں کے پاس نہ آتے، صبح یا شام ان کے پاس آتے۔ (مسلم عن انس رضی اللہ عنہ)

طویل سفر کے بعد اچانک رات کے وقت گھر آنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اس کی ایک حکمت یہ بیان فرمائی کہ "جس عورت کا خاوند غائب ہے، وہ غیر ضروری بالوں کی صفائی کرلے اور پراگندہ حال عورت کنگھی چوٹی کرلے۔" (بخاری ومسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

نیز اچانک رات میں آمد اہل خانہ کو بے آرام اور پریشان کرنے کا سبب بن سکتا ہے اس لیے مناسب ہے کہ مرد دن کے اوقات میں واپس ہو، یا رات کو آئے تو پیشگی اطلاع کردے۔

بیوی کی ناز برداری کرے

اگر عورت کبھی غیرت وحمیت اور خفگی کا اظہار کرے تو خاوند کو چاہیے کہ برداشت کرے اور بیوی کی ناز برداری کرے۔ حدیث میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "جب آپ مجھ سے خوش یا ناخوش ہوتی ہیں تو (دونوں حالتیں) میں جان لیتا ہوں۔" میں نے عرض کیا "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے جان لیتے ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب آپ مجھ سے خوش ہوتی ہیں تو کہتی ہیں لا ورب محمد (رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم، یہ بات نہیں ہے) اور جب مجھ سے ناخوش ہوتی ہیں تو کہتی ہیں لا ورب ابراہیم (رب ابراہیم علیہ السلام کی قسم یہ بات نہیں ہے)۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا "جی ہاں، واللہ! یا رسول اللہ (غصہ میں بھی) صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی چھوڑتی ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات سے تو بے زار یا ناخوش نہیں ہوتی)۔" بخاری ومسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے جیسی غیرت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی ایسی غیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری بیوی پر نہ آتی، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر فرماتے، ان کی تعریفیں کرتے اور ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی کہ انہیں جنت میں ایک خولدار موتی کے گھر کی بشارت سنائیں۔ (بخاری) اسی طرح ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ امہات المؤمنین میں سے ایک نے پیالے میں کھانا بھیجا تو صاحب خانہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے (مارے غیرت کے کھانا لانے والے) خادم کے ہاتھ پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑے جمع فرمائے، پھر اس میں کھانا رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا 'غارت امکم' (تمہاری ماں کو غیرت آگئی) پھر صاحب خانہ کی طرف سے سالم پیالہ لے کر خادم کے حوالہ کیا اور ٹوٹا پیالہ اسی گھر میں رکھ لیا۔

(بخاری عن انس رضی اللہ عنہ)

• امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ غیرت میں سے جو بات صادر ہو اس پر مواخذہ نہیں اس لیے کہ جوش غیرت نے اس کا غضب وغصہ (باقی صفحہ نمبر پر) ابھارا جس کے سبب اس کی عقل مغلوب ہوگئی (لہٰذا وہ معذور ہے)...... اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھ دی ہے تو جو مرد ان (کی غیرت) پر صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔ رواہ البزار برجال ثقات (عمدۃ القاری 209/20)

خلاصہ یہ کہ مردوں پر ضروری ہے کہ ہر موقع پر بیویوں کو مجبور نہ کریں، ان پر اپنی رائے مسلط کرنے کی بجائے ان کے لطیف جذبات واحساسات کی بھی رعایت کریں۔ فرط جذبات میں اگر ان سے کوئی بے اعتدالی صادر ہو تو درگزر سے کام لیں اور ایک حد تک انہیں معذور تصور کریں۔ (جاری ہے)

پوشیدہ ہو تو مجھ سے

آنکھوں سے تو میں نے تجھے دیکھا بھی نہیں ہے
پوشیدہ ہو تو مجھ سے اب ایسا بھی نہیں ہے

دیکھوں تو نظر مجھ کو تو آتا بھی نہیں ہے
سوچوں تو نگاہوں کا یہ دھوکہ بھی نہیں ہے

جاں دے کے بھی مل جائے تو جانِ تمنا
سستا جو سودا نہیں ہے تو مہنگا بھی نہیں ہے

بے حس نہ کہوں میں تو بھلا خود کو کہوں کیا؟
دل تجھ سے تغافل پہ تو چونکا بھی نہیں ہے

ہے حسن کی مجھ خاک پہ بھرپور توجہ
حالاں کہ میرا عشق تو آدھا بھی نہیں ہے

یونہی تو نہیں تجھ پہ فدا تابؔ خستہ
بن تیری محبت کے گزارا بھی نہیں ہے

خدیجہ رشیدہ

تو رہ جائے گی ری گھڑی کی گھڑی

ام عمر

فون کی گھنٹی بجی، فون اٹھایا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ!''

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!'' دوسری طرف امی تھیں

سلام کے جواب کے بعد انہوں نے کچھ دیر توقف کیا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولیں: ''بیٹا! باباجی انتقال فرما گئے ہیں!...... انا للہ وانا الیہ راجعون''

یوں لگا جیسے اچانک کسی نے میرے سر پر دھماکا کر دیا ہو۔ دماغ سنسانے لگا، ایک دم چکر سے آنے لگے۔ ایسا محسوس ہوا کہ کوئی تیز آندھی اچانک چھت کو اڑا لے گئی ہے اور میں نامہربان دھوپ میں بے سائباں کھڑی ہوں۔

باباجی!...... یعنی خواجہ خان محمد صاحب کندیاں والے ...... ابھی کچھ دیر پہلے تک ان کے نام کے ساتھ دامت برکاتہم یا مدظلہ العالی لگتا تھا اب رحمۃ اللہ لگنے لگا...... دل کو کسی طور یقین نہیں آ رہا تھا۔ آنسو بے اختیار بہے جا رہے تھے۔ کتنے دنوں سے ان کی بیماری کی خبر تھی۔ چند دنوں سے صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ سے دعا کر رہی تھی کہ ''یا اللہ ہمیں محروم نہ کرنا باباجی کی دعاؤں و برکات سے مگر قضا کو کون روک سکتا ہے۔

باباجی کے جانے کا دکھ تو بے حد ہے مگر ان کا توشۂ آخرت دیکھیں تو رشک آتا ہے۔ وہ تو اب اپنے رب کے پاس چلے گئے لیکن ہمارا کیا بنے گا؟ اپنے آپ پر ترس آتا ہے اور اپنی نالائقیوں پر افسوس ہوتا ہے۔ اپنی کم عقلی رلاتی ہے کہ کاش باباجی کے فیوض سے کچھ فائدہ اٹھا لیا ہوتا! کاش ان کی اصلاح و برکت سے اپنے باطن کو تبدیل کرنے کا سامان کیا ہوتا! مگر افسوس...... اب تو مسلسل دماغ میں یہی شعر گونج رہا ہے ؎

پیا کا ملن ہے گھڑی دو گھڑی
تو رہ جائے گی ری گھڑی کی گھڑی

خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے بارے میں اکثر بزرگوں کی بات سن رکھی تھی کہ بہت بزرگ ہستی ہیں...... شاید اس وقت، اس زمانے کی بزرگ تر ہستی۔ اب تو یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تعلق کو ہمارے لیے دنیا و آخرت میں مفید کر دے اور ان کی برکت سے پورے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ ان کے درجات میں لحظہ بہ لحظہ اضافہ کرے۔ (آمین)

نظر ابلیس کا ایک تیر

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نگاہیں نیچی رکھنے کے متعدد فوائد ہیں:

1) دل حسرت اور رنج و افسوس سے نجات پا جاتا ہے۔

2) اس عادت کے نتیجے میں دل کے اندر روشنی اور نور سرایت کر جاتا ہے۔ جس کا عکس آنکھوں، چہرے اور اعضا جوارح میں نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ حقیقت حال کا علم تو بس باری تعالیٰ کو ہے لیکن غالباً اس نورانیت کا اظہار کرنے کے لیے باری تعالیٰ نے پہلی آیت اللہ نور السموت والارض (النور 35) یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، کے بعد اس آیت کو ذکر فرمایا: قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم...... [النور]

یعنی ''(اے پیغمبر!) مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔''

3) نگاہیں نیچی رکھنے سے دل قوی اور دلیری کا جذبہ پیش از پیش ہوتا ہے۔

4) نظر بازی سے جس قدر لذت اور مسرت حاصل ہوتی ہے، نظر بچانے سے اس سے کہیں زیادہ سچی خوشی اور راحت نصیب ہوتی ہے اور دل کے بند دریچے بھی کھل جاتے ہیں کیوں اس طرح بندہ درحقیقت اپنے ازلی دشمن شیطان کو زیر کر لیتا ہے اور اس کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔

5) دل شہوت اور ہوس رانی کے بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

6) اس طرح بندہ اپنے اوپر جہنم کا دروازہ بند کر لیتا ہے۔

7) نگاہیں نیچی رکھنے سے عقل کے اندر پختگی، توانائی اور زیادتی آتی ہے کیوں کہ ادھر ادھر دیکھنا بہرحال کم عقلی، طیش اور ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے۔ (خلاصہ از روضۃ المحبین 102/95)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

لَیْسَ الشُّجَاعُ یَحْمِیْ فَرِیْسَتَہٗ
یَوْمَ الْقِتَالِ وَنَارُ الْحَرْبِ تَشْتَعِلُ

بہادر وہ نہیں جو میدان کارزار میں اپنی سواری کو اس وقت بچالے جب زور کا رن ہو اور جنگ کی آگ بھڑک اٹھے......

لٰکِنْ مَنْ غَضَّ طَرْفاً اَوْثَنٰی قَدَماً
عَنِ الْحَرَامِ فَذَاکَ الْفَارِسُ الْبَطَلُ

بہادر تو وہ ہے جس نے نگاہیں نیچی رکھیں اور حرام کاری سے اپنے قدموں کو موڑے رکھا، دلیر شہسوار اور جانباز بس یہی ہے۔ (از تحفۃ العروس)

صائمہ یعقوب انصاری

نیا ایڈیشن | امتحانی ترتیب جدید اضافہ ۱۴۳۰ھ کے حل شدہ پرچہ جات کے ساتھ

وفاق المدارس بنات / بنین کا شکریہ

آپ کی دعاؤں اور تجاویز کے ساتھ خصوصی رعایتی قیمت میں

سوالاً جواباً

اپنے قریبی کتب خانہ سے طلب فرمائیں

نفحۃ اللحاق فی حل سوالات الوفاق

عامہ بنات (۱۲) سال ۱۴۱۹ تا ۱۴۳۰ھ
خاصہ 〃 (۱۲) سال ۱۴۱۹ تا ۱۴۳۰ھ
عالیہ 〃 (۱۲) سال ۱۴۱۹ تا ۱۴۳۰ھ
عالمیہ 〃 (۱۷) سال ۱۴۱۴ تا ۱۴۳۰ھ
عالمیہ بنین (۱۰) سال ۱۴۲۱ تا ۱۴۳۰ھ
عامہ بنین ....

چند مبارک تالیفات

مؤلفہ علامہ عبدالبر محمد قاسم مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان

• تاریخ علم نحو اور علماء نحو کے حالات
• تاریخ قدیم مدارس عربیہ • حقیقت کتاب

حقیقت اسم محمد ﷺ

☆ اسم محمدؐ کے حکیمانہ نکات
☆ اسم محمدؐ کے معنوی لطائف
☆ رسول اکرم ﷺ کے اسماء کی حکمت ☆ اسم محمدؐ اور احمد کی علمی تحقیق

باموکل عملیات پر پہلی مستند کتاب ★ نقشہ جات دعائے حزب البحر مع اسماء حسنیٰ
شرح حزب البحر باموکل مع ★ دعائے حزب البحر باموکل مع اسم ذات (اللہ)
ہوا مع از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ★ ہر جملے کے نقوش پہلی بار پیش کیے گئے ہیں

مکتبہ قاسمیہ ملتان پاکستان نزد گھنٹہ گھر
061-4542085
0300-7300097

کشکول

بچوں کی تربیت کا ثواب:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے بچے کو ادب سکھائے تو بلاشبہ یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع (ماپنے کا پیمانہ) غلہ وغیرہ صدقہ کرے۔ (ترمذی)

اسی طرح ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بچے کو کوئی ایسی بخشش نہیں دی جو اچھے ادب سے بڑھ کر ہو۔ (ترمذی و بیہقی) ان دونوں حدیثوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ بات یہ ہے کہ بچے بالکل کورے کاغذ کی طرح ہوتے ہیں اگر ان کی تربیت نہ کی جائے اور علم وعمل سے آراستہ نہ کیا جائے تو صرف دیکھنے میں وہ انسان نظر آتے ہیں، ان کے اخلاق وعادات وحشیانہ اور طور طریق بہیمانہ ہو جاتے ہیں۔

﴿مرسلہ: اہلیہ قاری محمد مظہر حسین۔ منڈی جہانیاں﴾

زندگی کیا ہے؟

زندگی چند گنے ہوئے سانسوں کا نام ہے۔ جب ان میں سے ایک سانس گزر جاتا ہے تو انسان کی عمر کا ایک جز کم ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر انسان کو اس کی عمر کے اوقاتِ عزیز کا بے بہا سرمایہ دے کر ایک تجارت پر لگا دیا ہے کہ وہ عقل وشعور سے کام لے اور اس سرمایہ کو خالص نفع بخش کاموں میں لگائے تو اس کے منافع کی کوئی حد نہیں رہتی، اور اگر اس کے خلاف کسی مضرت رساں کام میں لگا دیا تو نفع کی تو کیا امید ہوتی، یہ رأس المال بھی ضایع ہو جاتا ہے اور صرف اتنا ہی نہیں کہ نفع اور رأس المال ہاتھ سے جاتا رہا بلکہ اس پر سینکڑوں جرائم کی سزا عائد ہو جاتی ہے۔

اور جس نے اس سرمایہ کو نہ کسی نفع بخش کام میں لگایا نہ مضرت رساں میں تو کم از کم یہ خسارہ تو لازمی ہی ہے کہ اس کا نفع اور رأس المال دونوں ضایع ہو گئے اور یہ کوئی شاعرانہ تمثیل ہی نہیں بلکہ ایک حدیث مرفوع سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص جب صبح اٹھتا ہے تو اپنی جان کا سرمایہ تجارت پر لگاتا ہے پھر کوئی تو اپنے اس سرمایہ کو خسارہ سے آزاد کرا لیتا ہے اور کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔ (معارف القرآن 812/8)

﴿بنت قاری محمد زبیر عابد۔ پیر محل﴾

نفس کی مثال:

اس نفس کی مثال بچہ ایسی ہے کہ جیسے بچے کا دودھ نہ چھڑایا جائے تو بچہ بارہ برس تک بھی دودھ ہی پیتا رہے گا اور خود کبھی نہ چھوڑے گا اور اگر دو برس کے بعد دودھ چھڑا دیا جائے تو کچھ دقت تو ہوتی ہے مگر پھر بچہ کو روٹی کی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ ماں کے دودھ سے اس کو نفرت ہو جاتی ہے اور اگر کوئی اسے دودھ پینے کو کہے تو ہرگز راضی نہ ہوگا۔ یہی حال نفس کا ہے کہ اگر گناہوں کے کام اس سے نہ چھڑائے جائیں تب تو ہمیشہ اپنے آپ ان سے نہیں رک سکتا اور اگر ہمت کر کے قصد کر لیا جائے کہ بس آج سے بعد کبھی یہ گناہ نہیں کریں گے تو اول اول دو چار روز تک تو تکلیف ہوتی ہے پھر آسانی ہو جاتی ہے بلکہ کچھ دنوں کے بعد خود بخود ہی اس گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ (خواتین کے اصلاحی بیانات)

﴿اہلیہ مفتی فہیم اشرف۔ حیدر آباد﴾

ذہانت:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ابوالفضل اور فیضی۔ ذہانت کے راستے سے انہوں نے علم لیا تھا۔ ایسے عالم تھے کہ انہوں نے فارسی زبان میں قرآن مجید کی بے نقط تفسیر لکھی۔ پوری تفسیر میں نقطے والا کوئی حرف استعمال نہ ہوا۔ اور پھر نام بھی ایسا رکھا کہ اس میں بھی کوئی نقطہ نہ تھا یعنی ''سواطع الالہام'' نام رکھا۔ یہ علم انہوں نے ذہانت کے راستے سے لیا تھا۔ اتنے ذہین تھے کہ جب ایک بھائی کے سامنے جب ایک بات کہی جاتی تو وہ اسے یاد ہو جاتی۔ یہ خوبی چھوٹے بھائی میں یعنی فیضی میں تھی۔ اور بڑا بھائی ابوالفضل جب دوبار بات سن لیتا تو اسے یاد ہو جاتی۔ انہوں نے اپنے وقت کے شعراء کی ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ شاعر لوگ بادشاہ کی منقبت لکھتے، تعریفی اشعار لکھتے اور آکر بادشاہ کو سناتے تو جب سنا کر ہٹتے تو چھوٹا کھڑا ہو جاتا اور کہتا ''بادشاہ سلامت! یہ تو میرا کلام ہے۔'' پھر اس کلام کو دوبارہ سنا دیتا۔ پھر جب وہ سنا دیتا تو بڑا کھڑا ہوتا۔ کیوں کہ اب اس نے بھی دو مرتبہ سن لیا ہوتا اور وہ بھی کہہ دیتا کہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ یہ میرے بھائی کا کلام ہے، میں سنا دیتا ہوں۔ ان کی ذہانت اور ان کا علم اتنا تھا کہ جس کی کوئی حد نہیں پر وحی کے نور سے بے بہرہ ان کی عقل اور علم ان کو گمراہ ہونے سے نہ بچا سکا۔ انہوں نے بادشاہِ وقت کو فتویٰ دیا تھا کہ غیر اللہ کے لیے تعظیمی سجدہ کرنا جائز ہے۔ یہ اور اس طرح کے کئی فتاوٰی کے ذریعے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور ایک عظیم خلقت کو گمراہی میں ڈالا۔

(ماخوذ: علم نافع) ﴿سعدیہ بنت فرید احمد۔ حیدر آباد﴾

لعابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت:

عمرہ بن مسعود انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں اور میری بہنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کرنے کی غرض سے آئیں اور ہم پانچ عورتیں تھیں۔ ہم نے بیعت کی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدید (قدید سوکھے گوشت کا بنا ہوا سالن) سے کھانا تناول فرما رہے تھے تو ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کا ٹکڑا چبا کر دیا ہم نے اس کو پانچ حصوں میں تقسیم کر لیا۔ پھر ہم نے کھایا تو اس کے بعد منہ میں نہ کبھی بدبو پیدا ہوئی اور نہ ہی کبھی منہ میں کوئی تکلیف ہوئی۔ (ماخوذ: اسلاف کی یادیں) ﴿ام کلثوم۔ خان پور﴾

نازک آبگینے:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے کسی نے بیٹیوں کے حقوق کے بارے میں عام معاشرے کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: ''ہائے وہ بیٹیاں تم جس کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دے دو وہ اف کیے بغیر تمہاری پگڑیوں اور ڈاڑھیوں کی لاج رکھنے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیتی ہیں اور جب سسرال میں میکے کی یاد آتی ہے تو چھپ چھپ کر رو لیتی ہیں کبھی دھوئیں کے بہانے آنسو بہا کر جی ہلکا کر لیتی ہیں۔ آٹا گوندھتے ہوئے جو آنسو بہتے ہیں وہ آٹے میں جذب ہو کر رہ جاتے ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ اس روٹی میں اس بیٹی کے کتنے آنسو شامل ہیں۔ غیرت مندو! ان کی قدر کرو، یہ آبگینے بڑے نازک ہیں۔''

﴿ماریہ عبدالرحمٰن۔ ملتان﴾

جو گزری تیری یاد میں، زندگی ہے:

سکندر اعظم ایک مرتبہ نہایت آباد اور زرخیز ملک میں پہنچا۔ وہاں ایک قبرستان سے اس کا گزر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ہر قبر کے سرہانے ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ جس پر صاحبِ قبر کی عمر لکھی ہوئی ہے۔ کسی کی دو سال، کسی کی چار سال، کسی کی دس سال مگر دس سے زیادہ کسی کی عمر نہیں تھی۔ سکندر کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ شہر میں کئی بزرگ بھی موجود تھے پھر کیا بات ہے کہ اس قبرستان میں صرف کم عمروں کی ہی قبریں ہیں!

اس نے وہاں کے بزرگوں کو بلایا اور اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان مردوں کی عمریں تو بہت لمبی تھیں مگر ہمارے نزدیک وہی عمر کے دن قابل شمار ہوتے ہیں جو اللہ کی اطاعت اور اس کی یاد میں بسر ہوں، لہٰذا ان کی عمریں ان کی عبادت کے مطابق لکھی گئی ہیں۔

تیرے بغیر جو گزری تھیں زندگانی میں
وہ زندگی سے الگ ہم نے ساعتیں کر دیں

[طشتِ جواہر] ﴿سعدیہ بنت فرید احمد﴾

حضوری قلب

عائشہ دسترخوان سمیٹ رہی تھی کہ فضا میں عشاء کی اذانیں گونجنے لگیں۔ عارف صاحب بچوں کو لے کر مسجد کی طرف روانہ ہو گئے اور عائشہ جلدی جلدی بکھرے کام سمیٹنے لگی۔ یہ ان کے روز کا معمول تھا۔ تمام کاموں سے فارغ ہو کر جب وہ بند ہوتی آنکھوں اور دکھتے جسم کے ساتھ جیسے تیسے نماز ادا کرتی تو ایک لمحے کے لیے شرمندگی کا ایک ہلکا سا احساس اس کے دل میں اٹھتا اور پھر معدوم ہو جاتا۔ ''میں کل وقت پر نماز پڑھوں گی۔'' وہ ایک کمزور سا ارادہ باندھتی جو کل کے آنے تک ٹوٹ پھوٹ کر کہیں گم ہو جاتا اور روزانہ کی طرح اگلے دن بھی رب کے حکم پر دنیاوی بکھیڑے غالب آ جاتے۔

آج پھر عارف صاحب کے جانے کے بعد اسے نماز کا خیال آیا تو اس کی نظروں کے سامنے ڈھیروں کام آ گئے۔

اس نے سوچا کہ ذرا برتن دھو لوں پھر نماز پڑھ لوں گی۔

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔'' اسے شوہر کی بات یاد آئی۔

''مگر یہ کام مجھے سکون سے نماز پڑھنے دیں گے؟'' اس نے خود سے سوال کیا ''نہیں......''

نفس نے نفی میں جواب دیا تو وہ کچن میں داخل ہو گئی۔ کام کرتے ہوئے وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ عارف صاحب اور بچے سونے کے لیے لیٹ چکے تھے۔ وہ نماز کا ارادہ کر رہی تھی کہ اسے یاد آیا بچوں کے یونیفارم تو ابھی استری ہی نہیں ہوئے، ابھی کر لینے چاہیے، لائٹ کا کچھ بھروسہ نہیں ہے اور صبح تو بہت دیر ہو جائے گی!''

وہ ایک مرتبہ پھر نماز کو مؤخر کر کے یونیفارم استری کرنے لگی۔ تمام کاموں سے فراغت کے بعد اس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ گیارہ بج کر چالیس منٹ۔ ''اوہ! آج پھر دیر ہو گئی!'' وہی احساس پھر جاگا۔

ہمشیر شیر محمد

''ہاں! لیکن اب میں سکون سے نماز پڑھ لوں گی'' شیطان نے پھر تھپکی دی۔ وہ وضو کر کے جائے نماز صحن میں بچھانے لگی تو عارف صاحب کی بات یاد آئی۔ ''عائشہ! نماز اندر کمرے میں پڑھا کرو، یہ عورت کے لیے افضل ہے......''

وہ کشمکش میں پڑ گئی ''لیکن اندر گھٹن بہت ہے۔'' نفس نے تاویل پیش کی تو اس نے نیت باندھ لی۔

اللہ اکبر......

سبحانک اللھم وبحمدک و ...... اچانک ایک دلخراش چیخ کی آواز آئی...... اس کا دل کانپ کر رہ گیا......

الحمدللہ رب العالمین ...... وہ سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے آواز کا تعین کر چکی تھی۔ ''یہ آواز تو خالہ راشدہ کے گھر سے آئی ہے''

سبحان ربی العظیم ...... وہ رکوع کے لیے جھکی تو ایک بار پھر چیخنے کی آواز فضا میں گونجی۔ ساتھ ہی کچھ گرنے کی آواز بھی آئی تھی۔ سبحان ربی الاعلیٰ ...... اب وہ سجدے کی حالت میں تھی۔

''امی......!'' چیخ ایک بار پھر فضا میں گونجی تھی، وہ آواز پہچان گئی یہ اسماء کی آواز تھی......

اللہ اکبر ...... وہ دوسری رکعت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مختلف خیالات ووساوس نے ایک بار پھر حملہ کیا الحمدللہ رب العالمین...... ''اف میرے خدا! کہیں

BRIGHTO PAINTS (Pvt) LTD.
Kh. Riaz Ahmed Sikka Street, 8 km, Raiwind Road, Lahore-54161-PRF, Pakistan.
U A N #: +92-42-111-00-1973
Phone #: +92-42-5323284~88
Fax #: +92-42-5323290
E-mail: mail@brightopaints.com, info@brightopaints.com.
Visit us at www.brightopaints.com

ان کے ہاں چور تو نہیں گھس آئے۔"

"بچاؤ!" رفعت کی دلدوز پکار سن کر تو عائشہ کے پسینے چھوٹ گئے۔

سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد ...... اللّٰہ! واقعی ان کے گھر میں کوئی گھس آیا ہے۔ جوان بچیاں ہیں گھر میں ...... دور ہی ایسا نازک ہے، لڑکیوں کی حفاظت بہت مشکل ہوگئی ہے، یہ تو مثل آبگینے کی ہوتی ہیں، ذرا سی ٹھیس بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیتی ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ ...... **اللہ اکبر** **التحیات** پڑھ کر وہ تیسری رکعت کے لیے اٹھی ...... پٹاخ برتنوں کے ٹوٹنے کی آواز خاموش فضا میں گونج کر رہ گئی ...... سارا قصور ان نکھٹو حکمرانوں کا ہے، جن کی غفلت کی وجہ سے نہ کسی کی جان محفوظ رہی نہ عزت آبرو ...... مہنگائی کا طوفان تھمنے کا نام نہیں لے رہا، غریب بے چارے اپنا خون پسینہ دے کر دو پیسے جوڑتے ہیں تو یہ چور اچکے آکر چھین لے جاتے ہیں ...... **سبحان ربی العظیم** ...... وہ رکوع کے لیے جھکی۔

"پکڑو اس مردود کو ہاتھ سے نہ جانے پائے۔" ...... خالہ راشدہ چنگھاڑیں۔ اف اللہ! کیا خالہ لوگوں نے ان خبیثوں سے لڑنے کا ارادہ کرلیا ہے، اس طرح تو کچھ بھی ہو سکتا ہے! کہیں ...... اس سے آگے وہ کچھ سوچ نہ سکی اور اس کا وجود کانپنے لگا۔

سبحان ربی العظیم ...... اللہ ان کی حفاظت فرما ...... کیا ہوگیا ہے ہم مسلمانوں کو؟ پستیوں کی طرف سفر نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا، کیسا زمانہ آگیا نیٹ، کیبل، موبائل نے ہماری نسلوں میں زہر بو دیا۔ ایک وقت تھا کہ محمد بن قاسم ہزاروں میل دور سے ایک عورت کی پکار پر چلے آئے اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ رہبر ہی رہزن بن گئے ...... **الحمدللہ رب العالمین** ...... وہ چوتھی رکعت کے لیے کھڑی ہوئی۔

"ارے ظالم نے پورا گھر تباہ کر ڈالا ......" خالہ کی دہائی پر اس کے خیالات کی رَو ایک بار پھر ان کی طرف منتقل ہوئی۔ اس کے ذہن میں موجودہ صورت حال کا نقشہ ابھرنے لگا ...... "ہٹو میرے سامنے سے، میں آج اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" خالہ کا بیٹا اسلم دھاڑا۔

"ارے اسلم بھی گھر پر ہے ...... کہیں یہ ان چوروں سے بھڑنے تو نہیں لگا، یہ کسی کا لحاظ کب کرتے ہیں، چند ٹکوں کے عوض انسان کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ پیسہ ان کے نزدیک انسانی جان سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔"

اللہ اکبر ...... وہ سجدے میں چلی گئی۔ اگر انہوں نے اسلم کو مار ڈالا تو؟ ...... اس کا دل بیٹھنے لگا۔

سبحان ربی الاعلیٰ ...... اس کے چشم تصور میں اسلم کی لاش پر بین کرتی خالہ کا نقشہ آیا۔

التحیات للہ ...... ہائے خالہ کا اکلوتا بیٹا، ان کے جینے کا سہارا، اگر اسے کچھ ہوگیا تو خالہ بے چاری تو جیتے جی مر جائیں گی، کس طرح بیوگی کی حالت میں مصائب جھیل کر اسے پالا ہے! ...... اس کی آنکھیں شدت جذبات سے نم ہوگئیں۔

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد ...... مجھے طلحہ کے ابو کو جگانا ہوگا۔ آخر ہم ان کے پڑوسی ہیں، ان کا ہم پر حق بنتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... "وہ مارا ......!!" خوشی سے بھرپور نعرہ سنائی دیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... عائشہ سلام پھیر کر جلدی سے دیوار کے ساتھ رکھے تخت پر چڑھی اور گلی میں جھانکنے لگی۔ عین اسی لمحہ خالہ کے گھر کا دروازہ کھلا اور ایک مردانہ ہاتھ کوڑا اٹھانے والے کے ظاہر ہوا جس پر خون میں لت پت مردہ چوہا دھرا ہوا تھا۔ بلیوں کے ناشتے کے لیے مردہ چوہا باہر گلی میں پھینک دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہوگیا۔

عائشہ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ فرض نماز میں اپنی بے توجہی سوچ کر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ نماز تو رب سے ہم کلام ہونے کا نام ہے۔ حقیر و پر تقصیر بندہ مخاطب عالی شان رب سے ہو اور متوجہ کسی اور طرف ہو تو یہ کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

"مجھے نماز میں سب کا خیال آیا، نہ آیا تو اللہ جی کا نہ آیا، اگر میں وقت پر اور گھر کے اندر نماز پڑھتی تو یقیناً وہ خشوع وخضوع سے مزین ہوتی۔" اس نے زیر لب کہا اور ندامت کے ساتھ جائے نماز اٹھائی۔ یقیناً عبادت کی روح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے ...... وہ پکا عزم کرکے کمرے کی طرف چل دی کہ آئندہ اپنی نماز کے ساتھ ایسا سلوک ہرگز نہیں کرے گی، اور نہ صرف نماز بلکہ چوبیس گھنٹے کی زندگی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور شریعت کے روشن اصولوں کے مطابق بجا لائے گی۔

مخلوق کی دوستی

ام ھانی

"یا اللہ! آج پھر اتنے سارے چھوٹے ٹکڑے بچ گئے روٹی کے، اور یہ منے کا تھوڑا سا دلیہ بھی، اب میں اس کا کیا کروں؟ اب تو نہ کوئی فقیر لیتا ہے نہ ماسی۔ کیا ڈسٹ بن میں ڈال دوں؟ نہیں نہیں ایسے تو گناہ ملے گا۔ پھر کیا کروں؟!!"

میں اسی سوچ میں پریشان تھی کہ باہر سے کوؤں کی کائیں کائیں آواز آئی، پھر مجھے خیال آیا کیوں نہ اللہ کی اس مخلوق کو دے دوں، شاید یہ کھالیں۔ چناں چہ ایک مٹی کے برتن میں ڈال کر گھر کے پچھلے حصے میں بادام کے درخت کے نیچے رکھ آئی۔ ارے یہ کیا! میں حیران رہ گئی۔ ایک کوا آیا، اس نے دیکھا، پھر آواز لگائی کائیں کائیں (آجاؤ آجاؤ) پھر تو کوؤں اور میناؤں اور چڑیوں کی عید ہوگئی، ہر کوئی چاہ رہا تھا کہ میں کھالوں۔

پھر تو میں نے معمول بنالیا، روزانہ کچھ نہ کچھ بچے کھچے ٹکڑے یا بچوں کے بسکٹ کا چورہ وغیرہ ڈال دیتی، یہ اللہ کی مخلوق بھی انتظار میں ہوتی کہ کب ملتا ہے؟ جیسے ہی برتن میں ڈالتی کوا آواز لگاتا، کائیں کائیں (آجاؤ تمہارا کھانا آگیا) اور بس دعوت شروع ...... اور پھر یہ ہی نہیں کہ سب کھا کر بھاگ جائیں بلکہ میں دیکھتی کہ سب پرندے کھاپی کر درخت پر بیٹھ کر اپنی زبانوں میں یوں چہچہاتے، جیسے شکر ادا کر رہے ہوں اور پھر اڑ جاتے۔

مجھے محسوس ہوا کہ یہ پرندے مجھ سے مانوس ہوگئے ہیں۔ کچھ دن کے بعد جانے کیا بات ہوئی کہ میں اپنا یہ معمول جاری نہ رکھ سکی۔ دو تین روز کے بعد مجھے خیال ہوا کہ یہ خاموشی کیوں ہوگئی ہے؟ پھر میں نے سوچا کہ میں ان معصوموں کو ان کا حق نہیں ڈال سکی، شاید یہ مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں۔ اچھا اب ڈال کر دیکھتی ہوں۔ بس میرے ڈالنے کی دیر تھی اور وہی کائیں کائیں کی آواز آئی اور غول اترنا شروع ہوگئے۔

تب اس منظر کو دیکھتے ہوئے مجھے اچانک پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ یاد آگئی، کہ حضور نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے: "فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آجاؤ، اس جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے پھر ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں۔"

یہ حدیث مبارکہ یاد آئی تو مجھے خیال ہوا کہ جس گھر میں روزانہ ہی اللہ کا ذکر ہوتا ہو تو فرشتے تو منتظر رہتے ہوں گے کہ کب ذکر شروع ہو اور ہم جمع ہوں، یوں یہ فرشتے بھی ہم سے مانوس ہو جاتے ہوں گے اور اللہ کے دربار میں بھی ہمارے سفارشی ہوں گے تو پھر کیا خیال ہے اللہ کی دونوں مخلوقات سے دوستی کرنے کا ارادہ ہے؟

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

وہ بہت ہی پیاری تھی، سب کی آنکھوں کی تارا!......

اس کی ہر بات میں ایک انوکھا پن تھا۔ بچوں کے ساتھ بچہ بن جانا اور گھل مل جانا...... بڑوں کے ساتھ بردباری اس کا خاصہ تھا۔ ہنسنا بولنا اس کی فطرت میں تھا۔ اس نے بڑے ہوتے ہوتے تعلیمی سرگرمیاں کچھ اس طرح دکھائیں کہ سبھی کو چونکا دیا۔ ماں باپ اس پر صدقے قربان تھے۔ سب بہن بھائیوں کی وہ لاڈلی تھی۔ میرے لیے اس کا وجود حیران کن تھا کہ وہ دنیا میں مجھ سے سترہ سال کے بعد آئی اور ہمارے گھر کی رونق بنی۔

میری پیاری بہن بڑے رتبے والی تھی کہ وہ پیدا ہوتے ہی خالہ بن گئی۔ ہر بات اس کی مرضی سے کی جاتی تھی۔ اس سے رائے لینا، اس کی بات ماننا سب کو ہی اچھا لگتا، گویا اس کے فیصلوں پر سب کو اطمینان ہوجاتا تھا، کیوں کہ میری پیاری بہن عنبرین الطاف جسے ہم سب عنبر کہتے تھے، اس کے ہر کام میں Perfection ہوتا تھا۔ لباس کا انتخاب ہو یا کالج میں کسی مضمون کا انتخاب...... ہر فیصلہ اس کے مشورے سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتا۔ اسکول سے کالج، پھر سینٹ جوزف سے ڈاؤ میڈیکل تک اس نے تمام مدارج اعلیٰ نمبروں سے طے کیے...... سارا سول ہسپتال اس کی توقیر کرتا، شعبہ میڈیسن کے ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ سر عبداللہ اس کے ہر کام کو بے حد سراہتے۔ زکوٰۃ فنڈز کی ذمہ داری اسی کے سپرد تھی۔ جس کسی نے اسے ہسپتال میں کام کرتا دیکھا ہے اسے خوب اندازہ ہے کہ وہ اپنے کام کے ساتھ انتہائی مخلص تھی۔ کبھی اپنی تھکن کی پروا نہ کرتی، سارے ہسپتال کا چکر لگاتی رہتی۔ مریضوں کی خدمت میں اس کو ایک طرح کا سکون جو ملتا تھا۔ اگر گھر میں کوئی بیمار ہوجائے یا رشتہ داروں میں عنبر کسی کی بیماری کا سن لیتی، فوراً عیادت وتیمارداری کے لیے تیار ہوجاتی۔ کوئی دوا وقت پر نہ لے تو اس کی پیار بھری ڈانٹ تو ضرور کھانا پڑتی، جب تک صحت یابی نہ ہو وہ دن میں کئی بار اس کی طبیعت پوچھتی رہتی۔ وہ بہت حساس تھی اور میرے ساتھ اس کا قلبی لگاؤ تھا۔ کیوں نہ ہوتا کہ جب وہ ننھی سی گڑیا تھی تو میں سیکنڈ ائیر میں اسے گود میں لیے کالج کا کام کرتی رہتی۔ ہوم ورک میں وہ بالکل ڈسٹرب نہ کرتی بلکہ امتحانوں میں بھی وہ میری نقل میں کاپی پینسل لے کر لکھتی ہی رہتی اور گھنٹوں میرے پاس بیٹھی رہتی۔

جب میں نے اس ننھی سی جان کو اپنی شادی کے وقت چھوڑا تو کچھ نہ پوچھیں کیا گزری!...... بالآخر شوہر صاحب کی مہربانی سے میں نے شادی کے بعد اس کا تعلیمی ریکارڈ اچھا رکھنے پر توجہ دی۔ اس نے بھی میرا مان نہ توڑا، خوب دل لگا کر پڑھا اور ایک بہترین سمجھدار ڈاکٹر بن گئی اور اس تمام عرصے میں اس کے جتنے رشتے آئے، دین دار نہ ہونے کی وجہ سے اس نے یکسر انکار کردیا۔ یورپ وامریکا کے رشتے اسے منظور ہی نہ تھے کہ وہ دارالکفر میں رہنا گناہ سمجھتی تھی...... مگر قدرت نے اس کی جوڑی وہیں رہنے والے ایک نیک نفس بندے سے بنائی تھی۔ اس کے لیے سید آصف علی کا رشتہ آیا جو رہتے تو امریکا میں تھے لیکن وہاں رہ کر بھی دین کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔

ام سمیع سعد

ان کی باتیں ان کی کیسٹوں سے معلوم ہوئیں جو امریکا اور کینیڈا میں رہتے ہوئے والدین اور بہن بھائیوں کے نام انہوں نے بھیجی تھیں۔ بار بار بہنوں کو پردے کی طرف مائل کرنا اور خوب صورت انداز سے نماز کی پیار بھری تلقین کرنا...... ماشاء اللہ بہت پیار سے دین کی طرف راغب کرتے رہے ہیں۔ وہ باہر سے MS کر کے پاکستان آئے تھے۔ عنبر نے یہ احوال سنے تو رشتہ قبول کرلیا۔ دونوں ایک ہی راہ کے مسافر تھے۔

شادی میں اس کی ضد کہ وہ گھر سے ہی رخصت ہوگی، پوری ہوئی۔ وہ سادگی سے گھر ہی میں تیار ہوئی، کسی پارلر میں تیاری کے لیے نہ گئی۔ اس کی شادی باعثِ رحمت وبرکت تھی کہ شادی کی تیاریوں سے لے کر ولیمہ تک اس تمام عرصے میں کسی کی نماز قضا نہ ہوئی، نہ کوئی بات خلاف سنت ہوئی...... رخصتی کے وقت بجائے کسی اور فکر کے اس نے ایک ہی رٹ لگائے رکھی۔ ''بجو! ان سے میرے پردے کا کہہ دیں، سسرال میں جاکے پردہ نہ ٹوٹے۔'' الحمدللہ آصف ہمارے بہنوئی کی بھی یہی خواہش تھی۔ انہوں نے بھی پردے کا خاص اہتمام کیا۔ پھر کچھ ہی دنوں میں آصف نے کینیڈین پاسپورٹ ختم کرکے سعودی عرب الخبر میں ملازمت کرلی۔

میں نے پیاری عنبر کو آخر وقت تک نماز کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلے بچے کی پیدائش کا وقت تھا تو وہ مجھ سے کہتی تھی کہ ہاسپٹل وہ اچھا ہے جہاں کا اسٹاف نیک ہوتا کہ بچہ پہلے پہل ان کے ہاتھوں میں آئے جو مسلمان ہوں اور نیک ہوں۔

اس نے حتی الامکان اپنی کوئی نماز قضا نہیں ہونے دی اور اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہی۔ یہی وجہ تھی کہ بہت عافیت کا معاملہ ہوا اور پیاری سی معصوم خدیجہ اس دنیا میں آئی۔

عنبر ہر وقت سنت کے مطابق دعاؤں کا اہتمام کرتی تھی۔ فیڈ کراتے وقت بھی دعائیں زبان پر ہوتیں۔ اور پھر سب نے دیکھا کہ جب عنبر کی بیٹی نے بولنا شروع کیا تو ہر دعا گویا آسمان سے سیکھ کر اتری تھی۔ وہ ننھی پری مجھے آپی کہتی بالکل اپنی ماں کی طرح...... یہ لفظ میرے کانوں میں رس گھولتا رہتا۔

میں عنبر کو اکثر گھر بلاتی (اس کی عادت تھی بلائے بغیر کہیں نہیں جاتی تھی) تھی۔ جیسے اولاد کی اولاد سے پیار بڑھ جاتا ہے اسی طرح خدیجہ سے بھی ہم سب کو بہت زیادہ پیار تھا۔ جب آتی تو میرے ساتھ ساتھ سائے کی طرح لگی رہتی۔

عنبر کہتی ''یہ میری آپی ہیں اور تمہاری خالہ امی ہیں تو وہ روٹھ جاتی اور رٹ لگا دیتی کہ نہیں یہ میری آپی ہیں۔'' دونوں ماں بیٹی کافی دیر تک تکرار کرتے رہتے اور میرا خون انہیں دیکھ کر بڑھتا رہتا۔ (اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں دونوں ہی کو کلیجے سے لگا کر کہتی کہ میں دونوں ہی کی آپی ہوں...... نہ جانے ہم محبت کے اظہار میں اتنے کنجوس کیوں ہوتے ہیں!

اولاد کی تربیت میں ماں کی جھلک نظر آتی ہے عنبر نے ننھی خدیجہ جب ابھی اس نے بولنا ہی سیکھا تھا، کو مسنون دعائیں مثلاً لباس تبدیل کرنے کی دعا، سونے جاگنے کی دعا، سفر کی دعا، دودھ پینے کی دعا وغیرہ ڈھیروں دعائیں یاد کرادی تھیں۔ ہر کام سنت کے مطابق بچوں کا کرتی، اگر کبھی میں گڑیا کو کپڑے پہنا رہی ہوتی اور دعا پڑھنا بھول جاتی یا غلطی سے بایاں پاؤں پہلے ڈال دیا تو گڑیا فوراً یاد دلاتی ''آپی! پہلے رائٹ، پہلے رائٹ......''

دو سال کی عمر اور یہ تربیت دل خوش ہوجاتا۔ عنبر صبح وشام کی دعاؤں کا اہتمام بہت کرتی تھی۔ بچوں پر ہاتھ پھیر کر دم کرنا نہ بھولتی۔ مغرب کے وقت باہر نہ نکلنے دیتی۔ کیا چیز تھی جو سنت کے مطابق نہ ہو!

عنبر نے بچپن سے ہی خدیجہ کی ذہن سازی شروع کردی تھی۔ میرے بچوں سے کہتی:

''سعد، سمیع بھائی میں آپ سے نقاب کروں گی اور دوپٹہ لگا کر بتاتی، ایسے...... بہت پیاری لگتی۔ ایک مرتبہ چھت سے نیچے میرے بیٹے سعد کے ساتھ اتر رہی تھی کہ کچھ لڑکھڑائی تو فوراً بولی ''سعد بھائی! میں کیوں نہ گرتی، میں نے سبحان اللہ جو نہیں پڑھا تھا''۔ اس بات پر بھی ہنس پڑے۔

بہن نے تصویریں بنوانا بالکل چھوڑ دی تھیں۔ کبھی کسی کا دل چاہتا تو وہ نہیں مانتی تھی۔ زیادہ اصرار کیا جاتا تو وہ روٹھ جاتی تھی۔

اس کے سوا سالہ بیٹے عبدالرحمٰن کا حسن و خوب صورتی اور کشش تو بے مثال تھی۔ جب باپ نے بچوں اور بچیوں کو الجزائر سعودیہ بلا لیا تو سب کو بچوں کے ساتھ جاتے ہی حج کی توفیق ہو گئی۔ وہ بہت خوش تھی۔

پاکستان سے جب جا رہی تھی تو پورا گھر ایسے ختم کر کے گئی تھی گویا اب کبھی نہیں لوٹنا ہے۔ میرے رب نے وہاں اسے سب کچھ پہلے سے بڑھ کر عطا فرمایا۔

جب کبھی فون پر بات ہوتی یا ویب کم (Web cam) پر ملاقات ہوتی، عمرے کا ذکر کرتی اور ہمیں بھی بلاتی رہتی۔ بچوں کا ذکر ہوتا کہ کچھ طبیعت بہتر ہو جائے، سردی کم ہو جائے تو عمرے کے لیے نکلیں گے۔ دونوں ماں بیٹی جڑی بیٹھی باتیں کرتی رہتی تھیں۔ میری آنکھیں ان کی دوری کے خیال سے بھر آتیں مگر دل مطمئن تھا کہ جوانی کا حج اور عمرہ نصیبوں والوں کو ملتا ہے۔

میری طبیعت کی بڑی فکر کرتی تھی۔ میرا ہی کیا امی، ابو، باجی، بھابھی بلکہ تمام گھر والوں کے لیے اپنی عدم موجودگی کی وجہ سے ڈاکٹر دوائیں سب سیٹ کر کے گئی تھی۔ بوڑھے ماں باپ چھوڑتے ہوئے کافی دکھی تھی پھر بھی بہت بہادری دکھا رہی تھی۔

بات سمجھانے اور کرنے کا ڈھنگ اس پر ختم تھا۔ بھانجے، بھانجیوں، بھتیجیوں، بھتیجے تمام بچوں بڑوں کی فیورٹ اور ہنسنے بولنے والی زندہ دل بہن تھی میری۔ بہت ہمت والی بھی تھی۔ ہم ہر مسئلے کے لیے اسی سے رجوع کرتے۔ وہ ہنس کر کچھ اس طرح دکھی دلوں پر پھایا رکھتی کہ بیمار کو قرار آجاتا۔ چھوٹی چھوٹی حقیر باتیں اس کے لیے بے معنی و بے کار تھیں۔ ہلکے پھلکے انداز میں بڑی سے بڑی بات کہہ جانا اور الجھا دینا، ہنس ہنس کے دین سکھا دینا اسی پر ختم تھا۔

بہنوئیوں کی نظر میں عمر کے اس تفاوت کی وجہ سے بیٹی جیسی تھی لیکن جب پردہ کیا تو شرعی کیا پھر کسی کے سامنے نہ آئی۔ بہنوئیوں کو کتابوں کے ذریعے داڑھی کی طرف راغب کرنا اور شرعی احکام کی طرف ادب و احترام کے ساتھ متوجہ کرنا اس کا کمال تھا۔ اس کی سب عزت کرتے اس کے دین دار ہونے کی وجہ سے۔

اس نے اپنی لاڈلی خدیجہ کے سمجھ دار ہونے پر سنائی جانے والی کتابوں اور کہانیوں کے سیٹ میں ''بچوں کا اسلام'' اور ''The Truth'' شامل کر کے رکھ لیے تھے اور بہترین طریقے سے بائنڈنگ کرا کے سعودیہ منگوایا تھا۔

ہماری بہن نے بیٹیوں کے لیے ایک خاص سبق بھی اپنی زندگی سے دیا کہ ہر طرح سے شوہر کی اطاعت شعاری کرنا، اف نہ کرنا، جو لباس شوہر کہہ دے کہ نہیں پہننا، جیسا کہ ساڑھی جو اسے پسند تھی مگر شوہر نے منع کر دیا تو کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ جہاں مخلوط محفل ہو، وہاں جانے سے رک جاتی۔ شادی کے بعد جب شوہر کو شوق ہوا کہ ناک میں کیل پہنے تو ان کی خوشی کی خاطر ناک چھدوائی، ورنہ پہلے راضی نہ ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ کمیٹی ڈالنے کی بات ہوئی تو کہنے لگی: ''آپی آپ کو زندگی کا بھروسہ ہے۔''

اس کم عمری میں ہر وقت موت کو یاد رکھنا بڑی خوبی کی بات ہے۔ اولاد میں خاص کر بیٹی میں ماں کی تربیت کی

ہماری بہن نے بیٹیوں کو ایک خاص سبق بھی دیا کہ ہر طرح سے شوہر کی اطاعت شعاری کرنا، اف نہ کرنا، جو لباس شوہر کہہ دے کہ نہیں پہننا تو کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھنا

جھلک نظر آتی ہے خدیجہ کو دیکھ کر اس بات کی تصدیق ہو جاتی تھی اور یہ یقین ہو جاتا تھا کہ ماں کی محنت نے اس معصوم ہیرے کو انتہائی خوب صورتی سے تراشا ہے۔ قدم قدم پر اپنے رب کو یاد کرنے والی یہ بچی جو ابھی سوا تین سال کی تھی، لوگوں کی نظر میں گڑیا تھی مگر حقیقت میں کوئی بڑی بی تھی کہ ہر وقت، اس کی ہر بات سے اللہ کا رعب جھلکتا اور دوسروں کے دل پر پڑتا...... نامعلوم اس میں کیا کشش تھی کہ بس دیکھتے ہی رہو، دل ہی نہیں بھرتا تھا (شاید رب کے فرماں برداروں کا رعب ایسے ہی ہم جیسے گناہ گاروں پر پڑتا ہے)۔

جب عمرے کے لیے روانہ ہوئی تو حرم کے راستے پر جاتے ہوئے مجھے ایس ایم ایس کیا۔ دل پڑھ کے خوش ہو گیا کہ چلو خوش نصیب ہے، دعاؤں کے لیے کہا۔ ایسے موقع پر ہم آپس کے تعلق کو ملتوی کر دیا کرتے تھے تاکہ تعلق باللہ مضبوط ہو سکے...... یہی ہوا...... عمرے کے بعد ہم لوگوں نے خوب باتیں کیں (شب جمعہ تھی)۔

پھر جب واپسی میں مکے سے مدینے کی راہ پر عازم سفر تھے کہ ایک سنگین حادثہ ان کی گاڑی کو پیش آ گیا...... اور یہیں سے ہمارا صبر کا امتحان بھی شروع ہو گیا...... ایسے وقت میں جینا کتنا دشوار اور کتنا ناگوار ہوتا ہے، جب ہر ایک کا دل ٹوٹ کے بکھر جانے کو چاہے مگر صرف اور صرف اپنوں کی محبت کی خاطر خود کو سمیٹ کر رکھنا پڑے۔ ایسا ہی اس وقت ہم سب کے ساتھ تھا...... بہت بڑا امتحان تھا، خبریں آتی رہیں، آہستہ آہستہ معلوم ہوا کہ ہماری دنیا اجڑ گئی ہے لیکن...... ان سب کی آخرت سنور گئی ہے (ان شاء اللہ)۔

ہمارا تو سب کچھ لٹ گیا، ان میں سے کوئی ایک بھی نہ باقی بچا مگر ان کا تو بہت کچھ آباد ہو گیا ہمیشہ ہمیش کے لیے اور آخرت کی بہترین تیاری کرنے والی نے پہلے مرحلے کو کامیابی سے سر کر لیا۔

فجر کے وقت مسجد نبوی میں نماز جنازہ ہوئی۔ الخبر کے تمام ساتھی، اس کی دوست ڈاکٹر حنا اور ان کے میاں ڈاکٹر طارق، خالہ زاد بہن غزالہ اور ان کے میاں مقصود بھائی، بہن عندلیب کے سسر جمیل صاحب، مبشر بھائی بھی نے ان چاروں کو اور ان کے ساتھ عازم سفر ہونے والی فیملی کو جو خاتون وجیہ مبشر کی تھی، الوداع کیا۔

جنت البقیع کی مٹی سے ان کا خمیر اٹھا تھا۔ انہیں رب نے چن لیا تھا۔ وہ کہ جنہوں نے زندگی کے نازک لمحات میں بھی رب کو پکارنا بھی سیکھا۔ ان کی نماز فوت تو کجا قضا بھی نہ ہوتی تھی۔ نہ کسی شادی میں نہ غم میں۔

اب میں سوچتی ہوں کہ جنت کے پھول اس دنیا میں مہک کر کیا کرتے کہ جہاں سارا ماحول ہی شر سے بھرا ہوا ہے۔ وہ بچی مری جان میری ننھی خدیجہ کہ جس کے قدم رکھتے ہی گھر میں بہار آجاتی، چراغاں سا ہو جاتا، جس کی اک اک ادا سنت کے مطابق تھی، جس نے ڈھائی سال کی عمر میں عشاء کی نماز باقاعدگی سے میرے ساتھ ادا کی ہو، وہ ننھا سا پھول جنت کا مستحق کیوں نہ ہو گا کہ جس کے آنے سے قبل والدین اس کے حافظ قرآن بنانے کے خواہش مند ہوں۔ پیارا سا بیٹا عبدالرحمٰن کہ جس کی محبت میں سرشار والدین اسے مجاہد بنانے کی آرزو دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی اسے معمولی سی تکلیف سے بھی بچانے کے لیے رات بھر جاگتے رہتے تھے۔

مسجد نبوی کے امام نے نماز جنازہ میں شمولیت اختیار کی اور اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی۔ آخری رسومات سنت کے مطابق عنبر کی چاہت کے مطابق ادا ہوئیں۔

جب کسی کے مرنے پر بدعات ہوتیں تو وہ کہتی تھی کہ آپی! میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو مرکے بھی دکھایا جائے کہ یہ سب ہمارے دین میں نہیں ہے۔

تمہارے اس جذبہ کو رب نے قبول کر لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

جنت البقیع جن کا مدفن بنا ہو ان کے لیے یہی کہا جا سکتا ہے کہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

۸

صوتِ مردود

چناں چہ چاروں امام اس بات پر متفق ہیں کہ موسیقی سننا، گانے گانا اور اس کا کاروبار کرنا حرام وناجائز ہے۔

چناں چہ ان کے اقوال یہ ہیں:

''خدائے رحمٰن کے بندے گانے باجوں کی محفل میں شریک نہیں ہوتے۔'' (حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ)

''ہمارے ہاں (مدینہ میں) بھی گانا بجانا صرف فساق ہی کا مشغلہ ہے۔'' (حضرت امام مالک رحمہ اللہ)

''گانا ایک فضول اور مکروہ شغل ہے، جو باطل سے مشابہت رکھتا ہے۔'' (حضرت امام شافعی رحمہ اللہ)

''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' (حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ)

''اف اللہ! اتنی واضح ہدایات کے باوجود بھی لوگ اس طرف آتے ہیں...... آخر اس کی وجہ کیا ہے؟'' عالیہ چپ نہ رہ سکی۔

مولانا بولے: ''اس کی بہت سی وجوہات ہیں، جیسے اکثر لوگ بے نمازی ہیں...... حتیٰ کہ بعض تو جمعہ بھی نہیں پڑھتے...... چناں چہ نہ وہ مسجد میں آتے ہیں اور نہ ہی ان کے پلے یہ باتیں پڑتی ہیں...... جب کسی بارے میں کچھ علم ہی نہ ہوگا تو آدمی کیسے گناہوں سے بچ سکے گا؟...... اللہ کا علم عمل کو آواز دیتا ہے، علم کے بعد ہی عمل آتا ہے......

دوسری وجہ یہ ہے کہ پوری قوم کا مزاج بدل گیا ہے...... دنیاوی محنت میں ہم اس قدر مگن ہوگئے ہیں کہ بس...... دین کی محنت ہم نے چھوڑ دی تو اس کے ہمیں دو نقصانات ہوئے۔ اول کافروں کا اسلام میں داخلہ بند ہوگیا، دوم مسلمان کا خود بھی شرعی احکام کا پابند رہنا دشوار ہوگیا۔

''ابو! ٹی بی پر بھی تو دینی مسائل بتائے جاتے ہیں، لوگ ان سے مستفیض کیوں نہیں ہوتے؟''

''عالیہ بیٹی! ٹی بی پر اس قسم کے مسائل نہیں بتلائے جاتے...... ایسے مسائل بتلائے جاتے ہیں جن سے ٹی بی پر زد نہ پڑتی ہو...... ٹی بی تو خود آلۂ موسیقی میں شمار ہوتا ہے۔ اگر ٹی بی پر موسیقی کی حرمت بتلائی گئی تو اس کا کام تو ٹھپ ہو کر رہ جائے گا؟ اور پھر ٹی بی سے دینی باتیں یا دینی مسائل نشر کرنے کا کوئی فائدہ حاصل ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ وہ تو فی نفسہ گندگی ہے۔''

''اچھا اب جلدی کرو...... سو جاؤ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل سنت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سوتے تھے اور جلدی اٹھتے تھے......'' وہ دونوں اجازت لے کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں...... لیکن انہیں بالکل بھی نیند نہیں آ رہی تھی...... آج انہوں نے توبہ کر کے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا تھا...... اپنے ماضی کو یاد کر کے وہ آب دیدہ تھیں کہ اتنے اچھے والد کے ہوتے ہوئے بھی وہ ان خرافات میں لگی رہیں...... کبھی کبھی سالگرہ کے مناظر بھی ان کی نظروں میں گھوم جاتے...... جس سے ان کے بدن پر کپکپی آجاتی...... یہی سوچتے سوچتے نہ جانے رات کے کس پہر ان کو نیند آئی......

اگلے روز فجر کے بعد مولانا عبدالہادی درس حدیث شروع ہی کر رہے تھے کہ چند نوجوان ایک زبان ہو کر بولے: ''مولانا صاحب! درس کل دے دینا...... ہمارے کچھ سوالات ہیں آپ ان کے جوابات دے دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔''

اخت حافظ عبدالرزاق

ان جوانوں میں سلیمان بھی تھا جس کی گانے کی سی ڈیز کی دوکان تھی...... اسی لیے مولانا کچھ توقف کے بعد بولے؟ ''ٹھیک ہے اگر آپ سوالات ہی کرنا چاہتے ہیں تو ہم آج درس کو مؤخر کر دیتے ہیں...... جی سلیمان بیٹا! آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟''

''مولانا صاحب!...... آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں کس چیز کا کاروبار کرتا ہوں...... تو کیا یہ درست ہے؟''

''نہیں بیٹا! یہ کاروبار بالکل ناجائز ہے۔ احادیث صحیحہ سے اس کی حرمت ثابت ہے۔ چناں چہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغنیہ باندیوں کی خرید وفروخت مت کرو اور نہ ہی باندیوں کو گانے باجے سکھاؤ اس لیے کہ ان کی تجارت میں کچھ خیر نہیں اور ان کی کمائی حرام ہے۔'' (کنزالعمال 300/2)

ایک اور روایت میں ہے کہ ''بدترین کمائی بانسری کی اجرت ہے۔'' (کنزالعمال 201/2)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موقوفاً مروی ہے کہ ''مغنیہ کی اجرت اور گانا دونوں حرام ہیں۔'' (المعجم الکبیر 28/1)

اب ہمارے ہاں مغنیہ تو چند ایک ہی ہوتی ہیں اکثر لوگ گانوں کی کیسٹوں اور سی ڈیز کا کاروبار کرتے ہیں...... یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں بس تھوڑی سی صورت تبدیل ہے چناں چہ جو احکام مغنیہ کی کمائی کے ہیں، وہی گانوں کی سی ڈیز کے ہیں، جب آلات لہو ولعب کا محض گھر میں رکھنا درست نہیں تو ان کا کاروبار کرنا تو نہایت ہی خطرناک ہے۔

ویسے سلیمان بیٹا! موسیقی ایک ایسی شے ہے، جس کو تمام ادیان سماوی میں حرام قرار دیا گیا ہے، چناں چہ علامہ بدرالدین عینی بخاری کی شرح میں راقم ہیں کہ: ''گانے کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، گانا بجانا سب ادیان میں حرام ہے۔'' (حدیقہ 372/3) (جاری ہے)

گرمی کی شدت اور ٹھنڈے مشروبات

رابعہ نصیر

موسم گرما اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ موجود ہے اور ایسے میں ٹھنڈا پانی اور ٹھنڈے مشروبات ہمارے لیے کسی نعمت سے کم نہیں...... موسم گرما میں ٹھنڈے اور میٹھے مشروبات بچوں اور بڑوں، سب کی یکساں پسند ہوتے ہیں۔ ذیل میں پھلوں وقدرتی اشیائے خوراک کے ذریعے پیاس بجھانے اور توانائی حاصل کرنے کی چند تراکیب پیش خدمت ہیں۔ یہ مشروبات ہم بہ آسانی گھر پر تیار کر کے گرمی کی حدت کو کم کرنے کے ساتھ مزیدار ذائقے کا لطف بھی اٹھا سکتے ہیں اور اگر گھر پر مہمان بھی آجائیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، ان کی بھی ان مشروبات کے ذریعے تواضع کر کے تحسین حاصل کیجیے۔

لیموں پانی (سکنجبین)

لیموں کا ذائقہ ترش ہوتا ہے اور اس سے تیار کی گئی سکنجبین میں بھی یہ ترشی محسوس ہوتی ہے۔ یہ دل کو تسکین پہنچانے کے ساتھ ساتھ گرمی کا اثر زائل اور جسمانی قوت کو بحال کرتی ہے۔ لیموں کو نچوڑ کر تھوڑی سی شکر اور نمک ملا کر مزیدار مشروب بنایا جاسکتا ہے۔ آپ باریک پسی ہوئی دار چینی یا پسی ہوئی کالی مرچ ملا کر اس کا ذائقہ مزید بہتر کر سکتی ہیں۔ واضح رہے کہ موسم گرما میں ہیضے سے بچنے کے لیے کاغذی لیموں کی سکنجبین یا اس کا کھانے میں استعمال نہایت ہی مفید ہے۔

کیری کا شربت

کیری کا شربت نہ صرف طبیعت میں فرحت لاتا ہے بلکہ جسم کو گرمی کے اثرات اور لو لگنے سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ یہ شربت ذائقے میں بھی بے حد لذیذ ہوتا ہے۔

کیری کا شربت تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے ابال کر چھلکا اتار لیں اور گٹھلی نکال دیں۔ اب گودے کو بلینڈر میں ڈال کر حسب پسند شکر ملا کر بلینڈ کر لیں اور کسی جار میں رکھ کر اسے فریج میں محفوظ کر لیں یا فوری ضرورت کے تحت استعمال میں لائیں۔ جب گرمی ستائے تو ایک کھانے کا چمچ گلاس میں ڈال کر حسب ضرورت پانی ملا لیں اور تھوڑا سا کالا نمک پسا ہوا ملا کر پی لیں۔ آپ ایک منفرد ذائقہ پائیں گے۔ اسے اور زیادہ چٹ پٹا بنانا مقصود ہو تو شکر کی بجائے پسا ہوا کالا نمک، کالی مرچ (پسی ہوئی حسب پسند) اور پودینہ کے چند پتے ملا کر بلینڈ کر لیں۔ جب یہ تیار ہو جائے تو ایک گلاس پانی میں صرف ایک کھانے کا چمچ ملائیں اور اچھی طرح ہلا کر نوش جاں کر لیں۔ گرمیوں میں گھر والوں کے علاوہ مہمانوں کی تواضع کے لیے بھی بہترین ہے۔

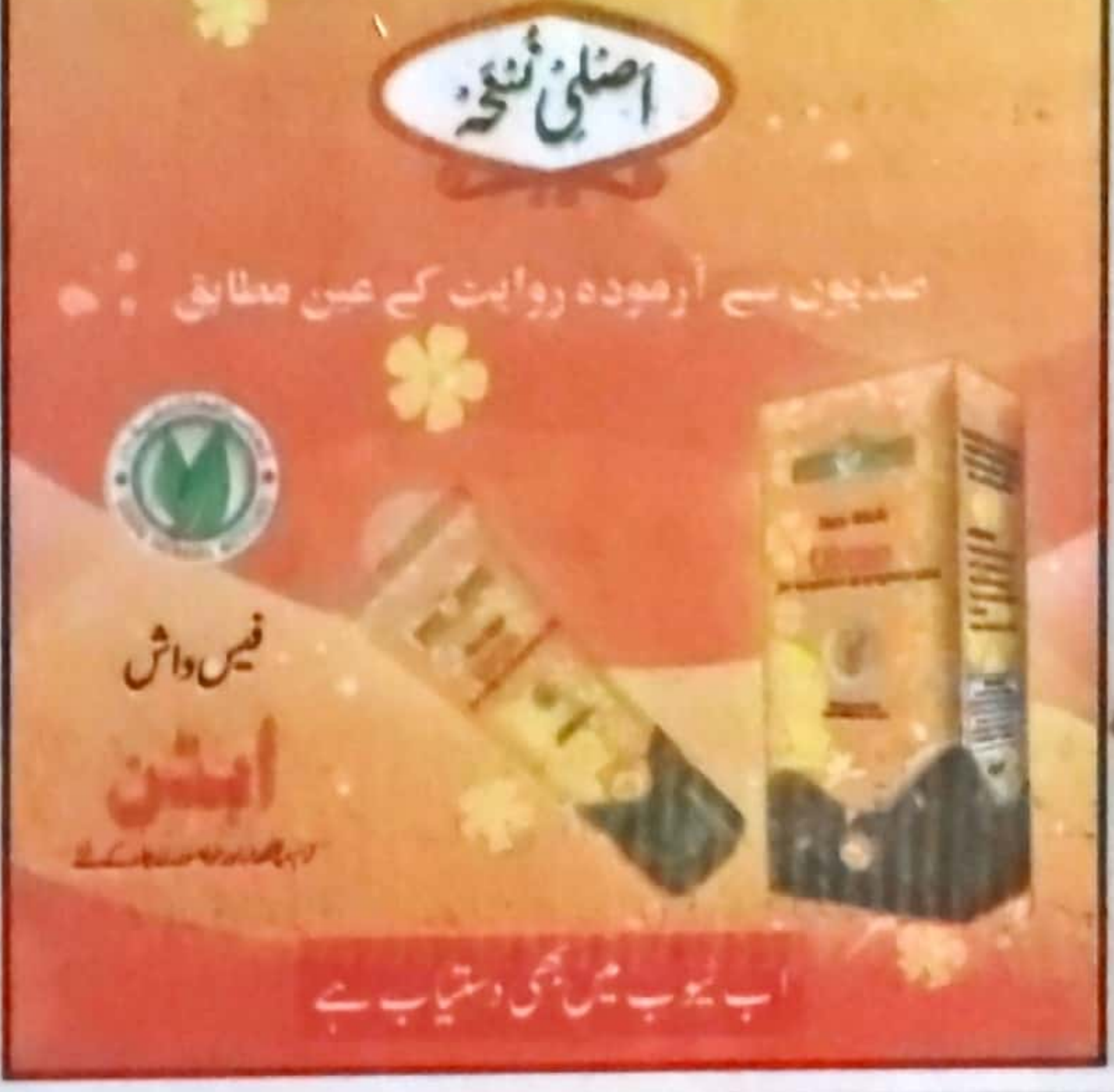

دودھ، دہی

دودھ اور دہی، بچوں اور بڑوں کی یکساں پسند ہیں۔ گرمیوں میں دودھ میں حسب ذائقہ شکر، تھوڑی سی پسی الائچی اور پانی ملا کر مشروب تیار کریں اور برف ڈال کے پئیں۔ اسی طرح دہی کی نمکین لسی بھی گرمیوں میں بہت فرحت دیتی ہے اور جسم میں کم ہونے والے نمکیات کو پورا کرتی ہے۔ اس کے روزانہ استعمال سے گرمیوں میں پھوٹنے والی وباؤں مثلاً ہیضہ سے بھی اللہ کے حکم سے حفاظت رہتی ہے۔

مینگو شیک

آم پھلوں کا بادشاہ کہلاتا ہے اور غذائیت کے لحاظ سے بھی یہ خاصا اہم پھل ہے۔ آم کا شربت آج کل مینگو شیک کے نام سے خاصی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ مینگو شیک تیار کرنے کے لیے اچھی طرح پکے ہوئے آم لیں اور انہیں پھانکوں کی شکل میں کاٹ کر چھلکا اتار لیں اور گودے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر بلائینڈر میں حسب ضرورت دودھ اور حسب منشا شکر ملا کر بلینڈ کر لیں۔ لیجیے چند منٹوں میں غذائیت سے بھرپور مینگو شیک تیار ہے۔ گرمیوں میں اس سے مہمانوں کی تواضع کا اپنا ہی لطف ہے اور شام کی چائے کا بھی بہترین متبادل ہے۔

فالسے کا شربت

فالسہ گرمی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے خاص تحفہ ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ ذیابیطس کے مرض میں فالسہ بہت مفید ہے۔ فالسے کا شربت گھر پر بہ آسانی تیار کیا جاسکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی برتن میں فالسے ڈال کر موٹا موٹا کوٹ لیں۔ بیج اگر نکالنا چاہیں تو نکال لیں ورنہ رہنے دیں۔ اب اس میں پانی، حسب ذائقہ شکر اور ایک چٹکی نمک اور برف ڈالیں۔ یہ شربت دل کی [redacted]

ایک بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ فالسہ ہمیشہ پکا اور نرم استعمال کریں، کچا اور یا بہت کھٹا فالسہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● ڈاکٹر ام محمد صاحبہ!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گی۔ میں نے اپنی امی کے بارے میں مشورہ کرنا تھا کہ ان کو دو سال پہلے بلیڈنگ شروع ہوگئی تھی، پھر ڈاکٹر کو چیک کروایا تو اس وقت شوگر کا پتہ چلا۔ ان کا بلڈ پریشر تقریباً ٹھیک ہی رہتا ہے۔ اس وقت انہوں نے HNC کی تھی تو دو تین ماہ بعد ٹھیک ہوگئی تھیں، لیکن اب دو سال کے بعد پھر دوبارہ چار پانچ ماہ سے بلیڈنگ شروع ہوگئی ہے۔ پھر جب وہ Cap. Tranaene500 mg اور Primlute ٹیبلیٹس کھاتیں تو ٹھیک ہو جاتی تھیں لیکن اب مذکورہ دوائیں وہ دو ماہ سے کھا رہی ہیں لیکن بلیڈنگ ختم نہیں ہو رہی۔ وہ دن بدن کمزور ہو رہی ہیں اب پھر دوبارہ ٹیسٹ وغیرہ ہوئے ہیں جو کہ سب ٹیسٹ کلیئر آئے ہیں۔ لیکن بلیڈنگ بند نہیں ہو رہی، برائے مہربانی جلد ہی اس کا جواب دیں۔ کوئی اچھی سی دوائی تجویز کر دیں۔ (ام عتیق الرحمٰن۔ اسلام آباد)

☆ محترمہ ام عتیق صاحبہ! آپ کی والدہ کے Test دیکھے، تمام ٹھیک ہیں آپ والدہ کو دوا Sabina30 اور millifollim30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ دے دیا کریں۔ اس کے ساتھ دوا Arnica200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات دے دیا کریں۔ دوائی بالکل پابندی سے دیں، ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ آپریشن تو میں بھی نہیں کہوں گی کیوں کہ شوگر بھی ہے اور ویسے تھوڑا انتظار کریں، بعض اوقات یہ قدرتی طور پر بند ہونے میں تھوڑا وقت لیتے ہیں۔ بند ہوتے وقت بھی بعض کیسز میں یہ اسی طرح پریشان کرتے ہیں۔

● محترمہ آپی صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں جب بھی وضو کرتی ہوں تو فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر روکے رکھوں تو نماز پڑھنا مشکل ہو جاتی ہے۔ برائے مہربانی کوئی دوا یا دعا ضرور بتائیں جس سے زیادہ دیر وضو رہ سکے اور میں نماز یا کوئی بھی عبادت تسلی سے کر سکوں۔ میں آپ کی بے حد مشکور ہوں گی۔ (جاناں عبدالرشید۔ مظفر گڑھ)

☆ محترمہ جاناں عبدالرشید صاحبہ! آپ دوا Corbo.veg200 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ جب طبیعت ذرا بہتر ہو جائے تو دوا کو دن میں دو مرتبہ کر لیں۔ اگر قبض وغیرہ کی شکایت ہے تو اسپغول لے لیا کریں۔ چکنائی یا بادی چیزیں کم استعمال کریں۔

● ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر تقریباً 27 سال ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ بلوغت سے لے کر اب تک مسلسل میرے چہرے پر کیل مہاسے نکل رہے ہیں۔ جو پہلے موٹے ہوتے ہیں پھر چار پانچ دن میں ان سے مواد نکل جاتا ہے اور وہ ختم ہو جاتے ہیں مگر نشان چھوڑ جاتے ہیں اور عموماً یہ چاول یا کوئی اور گرم چیز کھانے کے فوراً بعد نمودار ہوتے ہیں اور بھوک مجھے خوب لگتی ہے، قبض کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی اچھی سی دوا تجویز فرما دیں اور داغ دھبوں کو ختم کرنے کے لیے ابھی کوئی دوا لکھ دیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔ (بنت عبدالخالق۔ ملتان)

☆ محترمہ بنت عبدالخالق صاحبہ! آپ دوا Hepar sulph200 کے صبح اور رات میں 4-4 قطرے لے لیا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے آپ کے دانوں پر فرق پڑے گا۔ اس کے ساتھ داغ دھبے دور کرنے کے لیے تھوڑے سے بیسن کو عرق گلاب میں گھول کر پیسٹ سا بنا لیں اور دن میں 3-4 مرتبہ آہستہ آہستہ چہرے پر 5 منٹ مل کر سادے پانی سے منہ دھو لیں۔ کھانے میں روغنی اور گرم چیزوں سے احتیاط کریں۔

● ڈاکٹر صاحبہ! میں گریجویشن کی طالبہ ہوں۔ میں تقریباً پانچ سال سے بلیچ کریمیں استعمال کر رہی ہوں۔ ایک دفعہ 'خواتین کا اسلام' میں پڑھا تھا کہ یہ بلیچ کریمیں نقصان دہ ہیں۔ جب میں نے ان کریموں کو چھوڑا تو میرے چہرے پر دانے بن گئے۔ میں نے پھر استعمال کرنا شروع کریں تو ٹھیک ہوگیا۔ اب میں ان کریموں سے جان چھڑانا چاہتی ہوں، براہ کرام رہنمائی فرمائیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے امتحانات سر پر ہیں جن کی وجہ سے مجھے دن رات پڑھنا پڑتا ہے یوں میرے سر میں درد رہنے لگا ہے، ویسے میری نظر درست ہے۔ کوئی اچھی سی دوا بتا دیں۔ (عائشہ)

☆ محترمہ عائشہ! میں اسی کالم میں کئی بار لکھ چکی ہوں ان بلیچ کریموں کے بارے میں کہ یہ بے حد نقصان دہ ہوتی ہیں۔ تھوڑا عرصہ پہلے کسی کالم میں چند گھریلو نسخے بھی بتائے تھے، اس میں سے آپ کچھ آزما کر دیکھیں۔ ان شاء اللہ فرق پڑے گا۔ سر درد کے لیے Ruta30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ اور اس کے ساتھ Nat mur 6x کی چار چار گولیاں دن میں چار مرتبہ استعمال کر لیا کریں۔ آپ اپنی نظر بھی چیک کروا لیں ہو سکتا ہے کچھ فرق ہو۔ صبح نہار منہ 6-7 دانے پانی میں بھگوئے ہوئے بادام کھا لیا کریں۔ ان شاء اللہ آرام آئے گا۔

☆ **صرف جواب:**

محترمہ عابدہ صاحبہ! آپ چھائیوں کے لیے Sepia200 ہی استعمال کریں۔ لگانے کے لیے Castor oil میں ThujaQ ملا کر لگا لیا کریں، مگر چوں کہ یہ بار بار ہو رہی ہیں اور کافی پھیل گئیں ہیں، اس لیے مناسب یہ ہے کہ آپ خون کا ٹیسٹ کروا لیں۔ اگر کسی قسم کی کمی آئے گی تو جب وہ دور ہوگی پھر آپ کو ان چھائیوں سے بھی نجات مل جائے گی ان شاء اللہ۔ پھل اور دودھ زیادہ استعمال کریں۔ کھانے میں روغنی چیزوں کا پرہیز کریں۔

1987ء سے خدمت میں مصروف
پھلبھری، برص
LEUCODERMA-VITILIGO
STEROIDS FREE MOST PROGRESSIVE TREATMENT
سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)
کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام
کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر — فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)
پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر — فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)
ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر — ہوٹل، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔ فون: (061)4518061-62/4582803 موبائل: 8566188(0300)
لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر — عامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور۔ فون: 19-7115015(042) موبائل: 8566188(0300)
اسلام آباد مستقل اپنا: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری — مکان نمبر 62، اسٹریٹ نمبر 20، سیکٹر G-8-1 — فون: (051)-2255880-2854595 موبائل: 8566188(0300)
E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

فاسٹ فوڈ کی عادت موٹاپے کی ضمانت

پہلی دنیا ہو یا تیسری دنیا۔ جو لوگ شہروں میں رہتے ہیں ان میں سے بیشتر نے کم از کم ایک دفعہ تو برگر، فرائڈ چکن اور پیزا تو کھایا ہی ہو گا۔ جن لوگوں کو مذکورہ کھانا مہنگا لگتا ہے، انہوں نے اس کے متبادل کے طور پر بند کباب یا بریڈ کباب تو یقیناً خریدا ہوگا۔ یہ اور اس طرح کے پکوان فاسٹ فوڈ کے زمرے میں آتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ کی خوبی یہ ہے کہ آسانی سے دستیاب ہے، مزیدار ہے، فوری طور سے کھایا جا سکتا ہے اور نہ بھی کھایا جا سکے تو آپ اسے ایک لفافے یا بیگ میں رکھ کر جہاں چاہیں لے جا سکتے ہیں۔ ان خوبیوں کی بنیاد پر اسکی لت بڑی آسانی سے لگ سکتی ہے، بالخصوص بچوں کو۔ اسی لیے ہر سال دنیا میں اربوں ڈالر کا فاسٹ فوڈ فروخت ہوتا ہے۔ مگر اسکی خوبیاں بس یہاں آ کر رک جاتی ہیں اگلا مرحلہ ہے خرابیوں کا۔

مثلاً ایک عام برگر کو لیجیے۔ دیکھنے میں یہ زیادہ بڑا نہیں ہوتا۔ پیٹ بھی شائد ایک برگر سے پوری طرح نہ بھر پائے۔ اسکے باوجود ایک عام روائتی پکوان کے مقابلے میں اس برگر میں اتنی کیلوریز ہوتی ہیں جو انسانی جسم کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ یہی زائد کیلوریز جسم میں چربی کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ ورزش کرنے کی فرصت نہیں ملتی اور زندگی کی مصروفیت اور تن آسانی بار بار فاسٹ فوڈ کی طرف لے کر جاتی ہے۔ یوں موٹاپے اور توند کا لامحدود سفر شروع ہو جاتا ہے۔

ام ساریہ

ایک دفعہ آپ جو فاسٹ فوڈ کھاتے ہیں اس میں ایک روایتی پاکستانی پکوان کے مقابلے میں ڈیڑھ گنا اور ایک مقامی سندھی ڈش کے مقابلے میں ڈھائی گنا زیادہ کیلوریز ہوتی ہیں۔

ایک محقق حکیم کے بقول گاؤں میں ہزاروں برس سے جس طرح کا کھانا کھایا جاتا ہے وہ مقدار سے قطع نظر کیلوریز میں کم ہوتا ہے، لہٰذا آپ کو ترقی پزیر ممالک کے دیہی علاقوں میں بہت کم موٹے توند والے آدمی ملیں گے۔ ہمارے جسم اتنی زیادہ کیلوریز ہضم کرنے کے لئے نہیں بنے، جتنی کیلوریز فاسٹ فوڈ کی طرح کے کھانوں میں موجود ہیں۔ نتیجہ موٹاپے کی وبا کی شکل میں سامنے آ رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مارکیٹ میں تیار شدہ پروسیسڈ کھانوں اور فاسٹ فوڈ کی اتنی بھرمار ہے کہ ایک متوازن غذا تلاش کیسے کی جائے؟ اس کا حل ایک سرکردہ ماہر غذا یہ بتاتے ہیں کہ اگر آپ کے سامنے فاسٹ فوڈ آ ہی جائے تو پھر اسکی صرف آدھی مقدار کھائیں تاکہ جسم میں ضرورت سے زیادہ کیلوریز نہ جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی شافی حل نہیں ہے۔

ڈاکٹروں کے بقول مسئلے کا اصل حل یہ ہے کہ ہم اپنی فاسٹ فوڈ ہی نہیں بلکہ تمام بازاری کھانوں سے مکمل پرہیز کریں...... مکمل غذائیت کے لیے ہمارے لیے گھر کے بنے ہوئے صاف ستھرے روایتی کھانے بہت کافی ہیں...... چوں کہ عام طور پر آفس میں کام کرنے والے حضرات دوپہر میں بازاری کھانے یا برگر وغیرہ کھاتے ہیں اس لیے ہم خواتین کی یہ ذمہ داری ہے کہ لذیذ کھانے تیار کر کے ناشتہ دان اپنے شوہروں کو لے جانے پر اصرار کریں۔ اور خود بھی خاوند سے باہر کے کھانوں کی فرمائش کرنے کی بجائے گھر پر لذیذ ڈشز تیار کیا کیجیے کہ اس سے میاں بیوی کے درمیان اور والدین اور بچوں کے درمیان محبت کا رشتہ اور گہرا ہو جاتا ہے۔

مزاحیات

حلوہ:

بیوی: ”آپ تو اس حلوے میں اتنی خامیاں بتا رہے ہیں اور بچے صبح سے تین چار پلیٹیں ختم کر چکے ہیں۔“ اتنے میں چھوٹے بیٹے نے دروازہ کھولا اور اندر جھانکتے ہوئے بولا: ”امی بس ایک پلیٹ اور دے دیں، صرف تین چار کاپیوں پر کور چڑھانا باقی ہے!“

جلا ہوا چھڑا:

نئی نویلی دلہن نے جلا ہوا گوشت شوہر کے سامنے رکھا تو اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا: ”بیگم گوشت کا ذائقہ کچھ عجیب سا ہے؟“

”کیوں کیسا ہے؟“ بیوی نے شوہر سے پوچھا؟

”جیسے جلا ہوا چھڑا......“ شوہر بولا۔

بیوی بولی: ”لاحول ولا قوۃ! آپ نے بھی کیسی کیسی چیزیں چکھ رکھی ہیں!“

یاد:

ایک صاحب ہوٹل میں گئے۔ بیرے کے آنے پر انھوں نے آرڈر دیا۔ ”دو تین جلی ہوئی روٹیاں، تیز مرچ مصالحے والا باسی سالن لا کر میز پر پٹخ دو۔“ بیرا اس عجیب وغریب حکم پر حیران ہوتا ہوا حسب آرڈر لے آیا اور پوچھا: ”صاحب کوئی اور حکم؟“

صاحب نے کہا ”ہاں سامنے والی کرسی پر بیٹھ جاؤ اور مجھے خوب جلی کٹی سناؤ۔“

بیرا: ”صاحب جی خیریت تو ہے؟“

صاحب: ”ہاں یار اصل میں آج مجھے اپنی مرحومہ بیوی بہت یاد آ رہی ہے۔“

نفرت:

بیگم: مجھے تو اپنے میاں کی سمجھ نہیں آتی ہے ایک روز دال پکائی تو بے حد تعریفیں کیں۔ دوسرے روز دال پکائی تو خوش دلی سے کھالی، تیسرے چوتھے دن خاموشی سے کھالی مگر پانچویں روز چیخ اٹھے کہ مجھے دال سے نفرت ہے شدید نفرت۔

کیک:

بیگم صاحبہ: (روتے ہوئے) آج میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے کیک بنایا تھا وہ کتا کھا گیا۔

شوہر: کوئی بات نہیں میں تمہیں دوسرا کتا لا دوں گا!

(انتخاب: ام ضرار۔ کراچی)

چمنِ خیال

﴿انتخاب: **صمیمہ ظہیر**، نوشہرہ﴾

دشمن سے کہ اپنا ترکش چاہے تو دوبارہ بھر لائیں
اس سمت ہزاروں سینے ہیں، اس سمت اگر ہیں تیر بہت

☆☆☆

خوشی کا کیا بھروسہ کہاں بچھڑ جائے
رہِ حیات میں غم کو بھی ہم سفر رکھنا

☆☆☆

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کا کوئی دیپ جلاتے جاتے

☆☆☆

اے دہکتے ہوئے سورج یہ گواہی لکھ لے
دل کے زخموں کو بہلنے کی بھی خو آتی ہے
آج بھی عہدِ گزشتہ کی ہر اک یاد کے ساتھ
سانس لیتے ہیں تو بارود کی بو آتی ہے

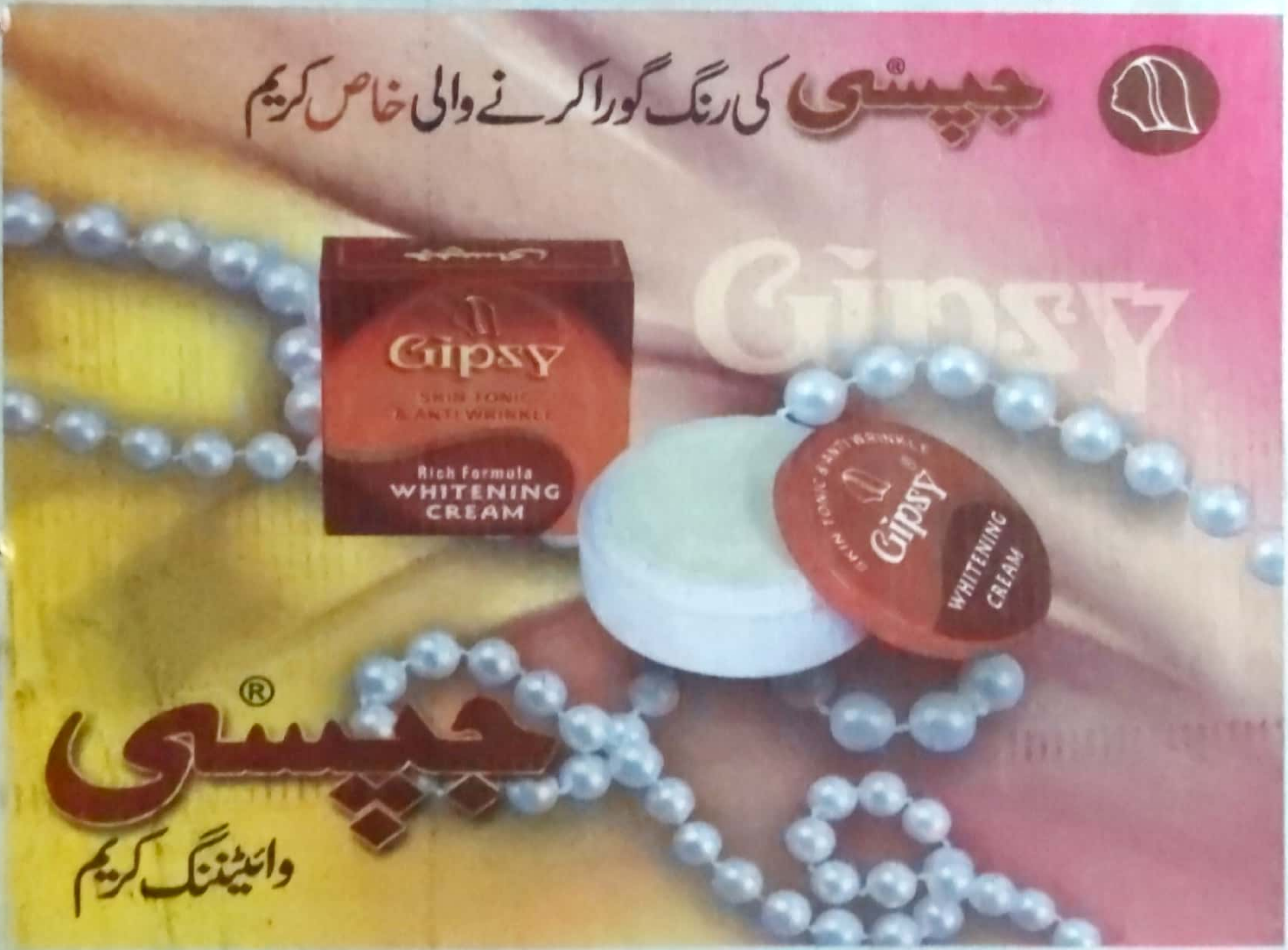

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین
The TRUTH

Subscription Charges
Rs. 1200 for 1 Year (52 issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 issues — 1 issue free)

Bank Account
The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528
کوئٹہ: 0333-7805339 | سرگودھا: 0321-6018171 | تربت: 0321-2140814
لاہور: 0300-4284430 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0300-7332359
پشاور: 0314-9007293 | فیصل آباد: 0333-4365150

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052, 021-36881355

www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com

خواتین کا اسلام
378
25 جمادی الثانی 1431ھ مطابق 9 جون 2010ء
امریکا انسانیت کا مجرم ہے
www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

پردے کا اعلیٰ مقام

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

''اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بے جا لالچ کرنے لگے، جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔'' [الاحزاب: 32]

معارف: اس آیت میں گو ازواج مطہرات کی بظاہر تخصیص معلوم ہوتی ہے لیکن ذرا غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ہدایت ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سب مسلمان عورتوں کے لیے یہی حکم ہے کیوں کہ اس آیت میں تخصیص احکام کی نہیں بلکہ ان پر عمل کے اہتمام کی ہے۔ یعنی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں بلکہ ان کی شان سب سے اعلیٰ وارفع ہے، اس لیے وہ اپنی شان اور بیت نبوت کے مناسب ان اعمال کا زیادہ اہتمام کریں۔

بہر حال اس آیت میں مسلمان خواتین کو غیر محرم مردوں سے بات کرنے کا یہ طریقہ بتایا گیا ہے کہ اگر عورت کو کسی غیر محرم سے بضرورت کوئی بات کرنی پڑ ہی جائے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بولنے میں نزاکت نہ ہو۔ دراصل خواتین کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی اور نزاکت طبعی ہوتی ہے تو اس سے ایسے شخص کو طبعاً فاسد خیال پیدا ہونے لگتا ہے، جس کے دل میں خرابی اور بدی ہوتی ہے۔ اس لیے مسلمان خواتین کو چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے اگر کسی وجہ سے بات کرنی پڑ جائے تو تکلف اور اہتمام سے اس فطری انداز کو بدل کر روکھے پھیکے انداز سے بات کریں تا کہ کوئی فتنہ جڑ ہی نہ پکڑ سکے۔

مختصر یہ کہ اس ہدایت کے ذریعے خواتین کے لیے اجنبی مردوں سے اجتناب اور پردہ کا وہ اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے کہ جس چیز سے بھی کسی اجنبی ضعیف الایمان کے دل میں کوئی طمع یا میلان پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو اس چیز کے قریب بھی نہ جائیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ جب عام گفتگو میں بھی خواتین کو یہ ہدایت کی گئی ہے تو غیر مردوں کے سامنے ترنم سے اشعار پڑھنا یا گانا کتنا برا ہوگا!

الحدیث

والدین کی نافرمانی کی تلافی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وہ ان کے لیے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے، اس کے علاوہ ان کے لیے اور دعائیں کرتا رہے، تو وہ شخص فرماں برداروں میں شمار ہو جائے گا۔'' (شعب الایمان للبیہقی)

تشریح: یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام واحسان اور لطف وکرم ہے کہ والدین کی زندگی میں بسا اوقات ناگوار امور پیش آ جانے سے دلوں میں میل آ جاتا ہے لیکن جتنا بھی رنج ہو جائے، والدین ایسی چیز نہیں کہ جن کے مرنے کے بعد بھی دلوں میں رنج رہے اور ان کے احسانات یاد آ کر آدمی بے تاب نہ ہو جائے، لیکن اب وہ مر گئے، اب کیا تلافی ہو سکتی ہے؟ تو اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل سے اس کا دروازہ بھی کھول دیا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے دعائیں کرے، ان کی مغفرت کو اللہ سے مانگتا رہے، ان کے لیے ایصالِ ثواب جانی اور مالی کرتا رہے کہ یہ ان کی زندگی کے زمانہ میں جو ان کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، اس کی تلافی کر دے گا، اور بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرماں برداروں میں شمار ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ہاتھ سے وقت نکل جانے کے بعد بھی اس کا راستہ کھول دیا۔ کس قدر بے غیرتی اور دلی قساوت ہوگی، اگر اس موقع کو بھی ہاتھ سے کھو دیا جائے۔ ایسا کون ہوگا جس سے ہمیشہ والدین کی رضا کے ہی کام ہوتے رہے ہوں تو اگر اپنا معمول اور کوئی ضابطہ ایسا مقرر کر لیا جائے جس سے ان کو ثواب پہنچتا رہے تو کس قدر اعلیٰ چیز حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کی قدر کرنے والا بنائے اور جن کے والدین اس دنیا سے چلے گئے، ان کو اپنے والدین کے لیے دعائیں اور ایصالِ ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

آثار صحابہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور یہ نبی علیہ السلام کے زمانۂ جاہلیت ہی سے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ ملاقات کے بعد عرض کیا' اے ابوالقاسم! میں آپ کو برادری کی مجلسوں میں نہیں پاتا اور لوگ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ ان کے آباؤ اجداد وغیرہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔' اتنا کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہی ہوئے تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔ حضور علیہ السلام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اس قدر خوشی کے ساتھ واپس ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان جن کو اخشبین کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش نہ تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ حضرات بھی مسلمان ہو گئے۔ دوسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ، عبد الرحمٰن بن عوف، ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابی ارقم کو لے کر حاضر ہوئے اور یہ سب بھی مشرف بہ اسلام ہوئے رضی اللہ عنہم۔

ابن الحصین تمیمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جس شخص کو بھی میں نے اسلام کی دعوت دی اس کو کچھ نہ کچھ جھجک اور تردد اور فکر ضرور پیدا ہوئی سوائے حضرت صدیق اکبر کے کہ جیسے ہی میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی فوراً بلا تردد تامل انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ذرا بھی دیر نہ لگائی۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے، اسی حدیث کے ضمن میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما میں کچھ تکرار ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھے پیغمبر بنا کر تمہارے پاس بھیجا تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے میری تصدیق کی اور جان ومال سے میرا ساتھ دیا تو کیا تم لوگ میرے اس ساتھی سے میری خاطر رک سکتے ہو؟ یہ جملہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دہرایا۔ اس قصہ کے بعد حضرت ابو بکر کو کسی نے کبھی کچھ تکلیف نہیں دی، حضور کا یہ ارشاد گویا کہ دلیل ہے حضرت ابو بکر کے سب سے پیشتر اسلام لانے پر۔ [حوالہ: حیاۃ الصحابہ جلد اوّل]

خوشی کے وقت کی دعا

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ

ترجمہ: حمد وستائش اس اللہ کے لئے ہے جس کے فضل واحسان سے اچھائیاں تکمیل پاتی ہیں۔

فائدہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی ایسی بات دیکھتے جس سے آپ کو خوشی اور مسرت حاصل ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے، جب کوئی نامناسب بات دیکھتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (ہر حال میں اللہ کی حمد اور شکر) رنج یا غم جو بھی ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچتے ہیں وہ حکیم مطلق ہے، اس کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہر حال میں وہ حمد وستائش کا مستحق ہے۔

دعوت الی اللہ

سمیہ محی الدین

ہمارے گھر کے سامنے والے گھر میں سلطان صاحب رہتے ہیں، ان کی اہلیہ محترمہ کا چند سال قبل انتقال ہو چکا ہے، یوں اس گھر میں اب صرف تین نفوس رہ گئے ہیں، سلطان صاحب خود اور ان کی دو بیٹیاں......! انہیں اب کہیں جانا ہوتا ہے تو گھر کا دروازہ مقفل کر کے جاتے ہیں۔ ایک دن سلطان صاحب کہیں گئے ہوئے تھے کہ ان کے گھر کچھ مہمان خواتین آ گئیں۔ چوں کہ دروازہ کو قفل لگا ہوا تھا تو وہ خواتین ہمارے گھر آ گئیں۔ ہم لوگ مغرب کی نماز کی تیاری میں مصروف تھے۔ ان سے رسمی سا تعارف ہوا۔ ان میں سے ایک لڑکی نے بتایا کہ وہ کسی اسکول کی پرنسپل ہے اور ان کی چھوٹی بہن بھی اسکول میں پڑھاتی ہیں۔ امی نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ نماز پڑھ کر آئے ہیں؟ وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔ پھر کہنے لگیں کہ ہم نماز پابندی سے ادا نہیں کرتے۔ اس پر ہماری امی نے ان کو خوب ترغیب دی، کچھ فضائل بتائے، کچھ وعیدیں سنائی اور نماز کی اہمیت کو اجاگر کرنے والی گفتگو فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ایک تو اسی وقت نماز پڑھنے کے لیے تیار ہو گئیں اور وضو کر کے ہمارے ہی ہاں مغرب کی نماز ادا کی لیکن دوسری بہن نے گھر جا کر پڑھنے کی حامی بھری۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ چلی گئیں اور ہم بھی زندگی کے جھمیلوں میں انہیں بھول بھال گئے۔

وہ اک سرمئی شام تھی۔ آسمان پر سرمئی اودے بادل اٹھکیلیاں کرتے پھر رہے تھے۔ ہوا کے نرم جھونکوں میں شگفتہ پھولوں کی مہک رچی ہوئی تھی۔ سورج کا آفتابی گولا دھیرے دھیرے مغرب کی جانب سرک رہا تھا اور اس کی نارنجی کرنیں درخت کی لہلہاتی شاخوں اور سرسراتے پتوں کو الوداعی بوسہ دے رہیں تھیں۔ ہم سب گھر والے گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر مغرب کی تیاری کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد مؤذن کی سوز بھری آواز فضا میں پھیل گئی۔ ہم خواتین نے اول وقت میں نماز پڑھی اور نوافل پڑھ کر فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو وہی دونوں بہنیں تھیں جو تقریباً ایک سال پہلے آئیں تھیں۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا اور پچھلی ملاقات کا تذکرہ کیا تو ہمیں بھی یاد آ گیا۔ پھر وہ دونوں بہت خوشی سے ہمیں بتانے لگیں کہ جس دن سے آپ نے نماز کے بارے میں ترغیب دی تھی، اس کے بعد سے آج تک الحمدللہ کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اور گزشتہ نمازوں کی بھی قضا کر رہی ہیں۔ پھر انہوں نے بہت سی باتیں کیں اور بتایا کہ اب ہم ہر ہفتہ مستورات کی تعلیم میں جاتی ہیں۔ ان کی روداد سن کر بہت خوشی ہوئی۔ کچھ خاطر تواضع کے بعد جب وہ چلنے لگیں تو انہوں نے ہم سے کچھ دینی کتابیں مطالعہ کے لیے مانگیں تو میں نے چند کتابوں کے ساتھ دس میگزین "خواتین کا اسلام" کے بھی دے دیے۔ وہ دونوں میگزین اور کتابیں لے کر چلی گئیں اور کچھ دنوں کے بعد جب میگزین اور کتابیں واپس کرنے آئیں تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی کیوں کہ وہ دونوں برقعوں میں مستور تھیں اور اس سے قبل وہ لوگ صرف دوپٹے میں ہی آتی تھیں۔ ہم نے ان کو مبارک باد دی کہ آپ نے پردہ شروع کر دیا۔ اب اللہ سے اس پر استقامت کی توفیق مانگتے رہیں اور وہ بھی بہت خوشی کا اظہار کر رہی تھیں کہ اللہ نے ان کو توفیق دی اور انہوں نے پردہ شروع کر دیا۔ اس کے بعد سے وہ آج تک نہیں آئیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کو اب شرعی پردے کی توفیق عطا فرمائے۔

قاریات بہنوں سے بھی گزارش ہے کہ اچھی باتیں پھیلانے میں خوب کوششیں کریں۔ چاہے وہ اچھی بات ہو یا اچھا لٹریچر...... ان شاء اللہ ہماری ذرا سی محنت اور ترغیب سے کسی کی زندگی پلٹ سکتی ہے۔ کوئی اپنے رب سے دور اپنے رب کے قریب آ سکتا ہے اور یوں اس کی دنیا آخرت سنور جائے گی اور ہمیں بھی اس کے اعمال کا پورا اجر ملے گا...... بات بس تھوڑی سی فکر اور دعوت الی اللہ کی ہے۔

ثابت قدمی

حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ فرماتے ہیں "مولانا عبداللہ ایک نوجوان کو مجھ سے ملانے کے لیے لائے اور بتایا کہ یہ وہ خوش نصیب نوجوان ہے جو روسی انقلاب کے زمانے میں بھی دن میں پانچ بار کھلے عام اذان دیتا اور نماز پڑھتا تھا۔ یہ سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی، میں نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نوجوان نے اپنی پیٹھ پر سے کپڑا ہٹایا، اس کی پیٹھ پر ایک ایک انچ پر زخموں کے نشانات موجود تھے۔ میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نوجوان نے کہا جب میں نے پہلی مرتبہ اذان دی تو پولیس والے مجھے پکڑ کر لے گئے اور خوب مارا۔ میں جان بوجھ کر اس طرح ہو گیا جیسے کوئی پاگل ہوتا ہے۔ پولیس والے جتنا زیادہ مارتے، میں اتنا ہی زیادہ ہنستا۔ ایک ہی وقت میں کئی کئی پولیس والے مارتے اور مارتے مارتے تھک جاتے مگر میں مار کھاتے ہوئے نہ تھکتا تھا۔ مجھے بجلی کے جھٹکے بھی لگائے گئے اور کئی کئی گھنٹے برف پر لٹایا جاتا رہا۔ پوری رات الٹا لٹکا دیا جاتا تھا، گرم چیزوں سے داغا جاتا، میرے ناخن کھینچے گئے مگر میں سب کچھ برداشت کرتے ہوئے یہ ظاہر کرتا رہا جیسے میں پاگل انسان ہوں اور جان بوجھ کر پاگلوں والی حرکتیں کرتا رہا۔ پولیس والوں نے ایک سال تک پٹائی کرنے کے بعد مجھے پاگل خانے بجھوا دیا۔ وہاں بھی میں نے ایک سال اسی طرح گزارا، حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے لکھ دیا کہ یہ شخص پاگل ہے اور اس کا ذہنی توازن خراب ہے، یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، اپنے آپ میں مگن رہتا ہے لہٰذا اب اسے دوبارہ گرفتار نہ کیا جائے۔ اس کے بعد مجھے آزاد کر دیا گیا، میں نے ایک چھوٹی سی مسجد نما جگہ بنا لی، دن میں پانچ مرتبہ اذان دیتا اور کھلے عام نماز پڑھتا تھا۔ یہ سن کر میں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس کی ثابت قدمی پر رشک کرتا رہا۔ ﴿مرسلہ: صائمہ خالد اعوان۔ میر ہزار خان﴾

خط کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس: 36609986 فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk
ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

۳

حقوق زوجین

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

حسن معاشرت کا حکم

بیویوں سے حسن معاشرت اور نیک سلوک شریعت کا ایک اہم حکم ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وعاشروھن بالمعروف (19/4)''اور معقول طریقے سے عورتوں سے گزران کرو۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حسن معاشرت یہ ہے کہ عورت کا مہر نفقہ (اور دیگر) حقوق پورے پورے ادا کیے جائیں۔ بے وجہ خاوند اس کے سامنے ترش رو نہ ہو۔ اسی طرح خاوند کو چاہیے کہ گفتگو کرنے میں شیریں کلام ہو، نہ کہ سخت مزاج سخت دل اور نہ بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کی طرف میلان ظاہر کرنے والا ہو۔ (الجامع لاحکم القرآن 93/5)

حسن معاشرت کے ضمن میں بہت سے احکام آجاتے ہیں، جن میں چند چیدہ چیدہ احکام یہ ہیں؟

1 بیوی کی خاطر اچھی ہیئت اختیار کرے:

خاوند کو چاہیے کہ بیوی کی خاطر اپنی ہیئت وصورت اور اپنا لباس بنا سنوار کر رکھے، چناں چہ امام قرطبی رحمہ اللہ بعض علماء کا قول نقل کرتے ہیں: حسن معاشرت یہ ہے کہ خاوند بیوی کے سامنے بن سنور کر رہے جیسے کہ بیوی اس کے سامنے بن سنور کر رہتی ہے۔ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمن حنظلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے) حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک سرخ چادر پہنے میری طرف نکلے اور ڈاڑھی سے خوشبو ٹپک رہی تھی۔ میں نے کہا''یہ کیا ہے؟''

فرمایا''یہ چادر میری بیوی نے میرے اوپر ڈالی ہے اور اسی نے مجھے خوشبو مل دی ہے۔ یہ عورتیں بھی ہم سے وہی چاہتی ہیں، جو ہم مرد ان سے چاہتے ہیں (ہم چاہتے ہیں ہماری بیویاں ہماری خاطر بناؤ سنگار اختیار کریں، ان کی بھی خاوندوں سے یہی خواہش ہے)۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یقیناً یہ بات مجھے محبوب ہے کہ اپنی بیوی کے لیے زیب وزینت اختیار کروں جیسے کہ یہ بات محبوب ہے کہ وہ میرے لیے زیب وزینت اختیار کرے۔ (الجامع لاحکام القرآن 93/5)

2 گھر میں آتے ہی سلام کرے:

جب بھی گھر میں داخل ہو، بیوی بچوں کو سلام کرے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:''میرے بیٹے! جب بھی اپنے بیوی بچوں کے پاس آؤ، سلام کرو۔ تمہارا سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔''

(ترمذی عن انس رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''تین اشخاص (ایسے خوش نصیب) ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے۔

1) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے حتیٰ کہ اسے (شہادت کی) موت دے کر جنت میں داخل کریں یا اجر وثواب اور مال غنیمت عطا فرما کر واپس لوٹا دیں۔

2) وہ شخص جو مسجد کی طرف جانے والا ہو (نماز باجماعت کا پابند) یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے، حتیٰ کہ اسے موت دے کر جنت میں داخل کریں یا اجر وغنیمت دے کر واپس لوٹا دیں۔

3) وہ شخص جو سلام کر کے اپنے گھر میں داخل ہو، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔''

(ابوداؤد، حاکم عن ابی امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ)

اس لیے ہر مسلمان مرد کو اس کا پابند رہنا چاہیے کہ گھر میں قدم رکھتے ہی ابتدا سلام سے کرے۔ اس عمل کی فضیلت اور اس پر اجر وثواب کے علاوہ اس میں اہل خانہ کی عملی تربیت بھی ہے کہ چھوٹے بڑے تمام افراد خانہ اس کو معمول بنائیں گے۔ اس میں یہ احتیاط بھی ضروری ہے کہ سلام اور سلام کا جواب اس قدر آواز سے دیا جائے کہ مخاطب سن لے۔

3 بیوی سے حسن اخلاق کا برتاؤ کرے:

بیوی کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا جائے اور خندہ روئی سے اس کا سامنا کیا جائے۔ حتی الامکان اسے جسمانی یا ذہنی تکلیف نہ دی جائے، اس کی طرف سے ایذاء کا معاملہ ہو تو صبر وتحمل سے کام لیا جائے۔ غرض ہر قیمت پر اس سے نباہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ خاوند کو چاہیے کہ اس ارشاد نبوت کو اپنا نصب العین بنالے:''تمام مسلمانوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے کامل مسلمان وہ ہے جو اخلاق وعادات میں سب سے اچھا ہو، اور تم میں سب سے نیک اور پسندیدہ لوگ وہ ہیں، جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے نیک وپسندیدہ ہیں۔''[ترمذی، ابوداؤد، احمد، حاکم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

(جاری ہے)

بہترین گفٹ پیکیج

بچوں کا اسلام
یا
خواتین کا اسلام
تحفے میں دیجیے

جتنے میگزین بھجوانا چاہتے ہیں ان کی مجموعی رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں یا بینک میں جمع کرانے کی صورت میں نیچے دیئے گئے نمبروں پر رابطہ فرمائیں۔

نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور ایڈریس لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

ہمارا پتہ:
سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 1/11 G-4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

آخری حصہ

صوتِ مردود

عامر بولا: حضرت! یہ موسیقی ایجاد کس نے کی اور کیا آپ سب سے پہلے گلوکار کو جانتے ہیں؟

مولانا بولے: ''ابو جعفر طبری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے لہو کی چیزیں ایجاد کی ہیں وہ قابیل کی اولاد میں سے ایک شخص ہے جس کو ثوبان کہتے ہیں۔ اس نے آلاتِ لہو مثلاً بانسری اور طبل وغیرہ ایجاد کیے اور اس طرح قابیل کی اولاد لہو ولعب میں پڑ گئی۔ ان لوگوں کا اثر ان لوگوں پر بھی ہوا جو حضرت شیث علیہ السلام کی نسل سے تھے اور جو پہاڑوں میں مقیم تھے۔ ان میں سے ایک گروہ نیچے اترا اور فواحش اور شراب عام ہوگئی۔ (تلبیس ابلیس 292)

مولانا عبدالہادی درس سے اٹھ کر گھر آئے تو بہت خوش تھے کیوں کہ ان کو توقع بھی نہ تھی کہ جمعے کی تقریر سے اتنا بڑا کام ہو جائے گا۔ نیز بیوی اور بچیوں کی طرف سے بھی انہیں دلی سکون حاصل ہوا تھا۔ ادھر ناشتہ کر کے مولانا مدرسے میں پڑھانے گئے ادھر شکیلہ چودھری محلّہ کے تمام گھروں میں پھر گئی......

جب مولانا ظہر کی نماز کے لیے مسجد گئے تو چہ مگوئیاں شروع تھیں کہ مولانا خود تو بڑے متقی اور پرہیز گار بنے پھرتے ہیں۔ لوگوں کو لہو ولعب اور گانے باجوں سے منع کرتے نظر آتے ہیں اور گھر والوں کا یہ حال ہے کہ رقص وسرود اور شراب وکباب کی مجلسوں میں شرکت کر کے نمازیں بھی گنوا دیتے ہیں۔ مولانا کی عزت گرانے میں انور چودھری پیش پیش تھا...... مولانا پریشان ہو گئے...... کہ آخر اس بات کا علم سب کو کس طرح ہو گیا......؟ ظہر کی نماز کا سلام پھرتے ہی...... سلیمان اٹھا اور پہلی صف میں آ کر کھڑا ہو گیا اور بے ادبی سے بولا: ''حضرت! کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے جو خود تو دوسروں کی گانوں کی دکانیں بھی بند کروا دے اور اپنے گھر والوں کو رقص وسرود کی محفلوں میں بھیجے......'' یہ کہہ کر وہ فوراً مسجد سے نکل گیا۔

مسجد میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ بہت سے لوگ سلیمان سے شدید ناراض تھے کہ اس نے بھری جماعت میں گستاخانہ لہجے میں مولانا سے بات کی ہے...... مولانا خود بہت متفکر ومغموم تھے کہ یہ اچانک کیا ہو گیا...... انہیں سلیمان کی باتوں سے شدید صدمہ پہنچا تھا...... نماز کے بعد چند سلجھے ہوئے مقتدی ان کے پاس آ کر ان کی دل جوئی کرنے لگے کہ آپ بالکل مطمئن رہیں، ہم تحقیق کرتے ہیں کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ جس نے آپ کی عزت کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے......''

اخت حافظ عبد الرزاق

آخر مولانا کے ایک دوست نے تحقیق کر کے بتلایا کہ یہ سارا ڈھونگ انور چودھری کا رچایا ہوا ہے...... اسی نے آپ کو ذلیل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے...... سالگرہ بھی اسی منصوبے کا ایک حصہ تھی۔ نیز محلے کی عورتوں کو شکیلہ نے آپ کے گھر والوں کے متعلق بتلایا ہے تاکہ ان کے مرد آپ سے متنفر ہو جائیں اور رہا سلیمان تو اس کو انور چودھری نے آپ کے گھر والوں کی وہ ویڈیو فلم دکھائی ہے جسے سالگرہ کے موقع پر خفیہ طور پر سے بنائی گئی تھی...... مولانا کانپ اٹھے کہ انور چودھری نے اتنا بڑا اقدام اٹھایا، حالاں کہ مولانا کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے اسے سودی لین دین سے اجتناب کرنے کی نصیحت کی تھی...... جس پر وہ بگڑ گیا تھا اور ہمہ تن اس کوشش میں لگ گیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے مولانا کو بدنام کرے سو آج وہ کئی روز کی محنت کے بعد کسی حد تک اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر چکا تھا۔

مولانا عبدالہادی صاحب اپنے دوست سے کہنے لگے کہ ''اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کے صلے میں مجھے اس طرح بدنام کیا جائے گا تو ہزار بار کریں، ہم باز آنے والے نہیں...... ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں جس پر کافروں نے طرح طرح کے حربے آزمائے، ہر طرح سے مجبور کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز اس مبارک کام سے پیچھے نہیں ہٹے۔''

شام کو وہ اپنے بیوی بچوں سے کہہ رہے تھے کہ انور چودھری نے ہمیں بدنام کرنے کے لیے موسیقی کی محفل کو ذریعہ بنایا۔ باطل کی آخری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اہل حق کے خلاف جب کچھ نہ بن پڑے تو ان کے کردار کو داغ دار کرنے کی انتہائی کوشش کی جائے تاکہ لوگ ان سے متنفر ہو جائیں...... اگر ہم صحیح راستے پر قائم رہے تو ان حاسدین کا منہ ہی کالا ہوگا۔ کاش بیگم تم شکیلہ کی دعوت پر ان کے گھر نہ جاتیں...... اے کاش تمہارے سامنے اس صحابیہ کا واقعہ ہوتا جس کا خاوند دینی غرض سے باہر گیا ہوا تھا...... اور وہ اپنے والد کی عیادت اور پھر تعزیت کے لیے محض اس وجہ سے جاتے جاتے رک گئی کہ خاوند سے اجازت نہیں لی تھی...... اور پتا ہے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر مغفرت اور جنت کی خوش خبری دی تھی۔ خیر اب جو ہوا سو ہوا۔ آیندہ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا۔ علماء کی مثال سفید کپڑے کی سی ہے کہ جس پر چھوٹا سا داغ بھی بدنما دکھائی دیتا ہے۔ آج کل لوگ صرف ہمارے وعظ ونصیحت کو نہیں دیکھتے بلکہ ہم پر اور ہمارے گھر والوں کے کردار پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ حالاں کہ ہمارا کوئی عمل دلیل شرعی نہیں ہوتا کیوں کہ مقتدا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی ہیں...... لیکن ہمیں انبیاء کا وارث یونہی تو کہا گیا۔

آج بہت سے دین بیزار لوگ ہیں جو اپنی کم بختی کی وجہ سے دین کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علماء کے عیوب تلاش کر کر کے عوام میں پھیلاتے ہیں جن کی بدولت عوام علماء سے متنفر اور بےزار ہونے لگتی ہے۔ اس کے دو نقصانات ہوتے ہیں۔ اول لوگ علم دین سے ناواقف رہ کر عالمی جہالت کا لقمہ بن جاتے ہیں دوسرے ان کی اولاد بھی علم دین سے محروم رہ جاتی ہے کہ وہ والدین کے نقشِ قدم پر چلتی ہے۔ یہ ایسے نقصانات ہیں کہ ان کا ازالہ صدیوں بھر کی محنت ہی سے ہو سکتا ہے...... تو کیا خیال ہے اب تم میرا ساتھ دو گی یا نہیں؟''

''ان شاء اللہ! آیندہ آپ کو میری طرف سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔''، سلمٰی بیگم نے شرمندگی سے دھیمے لہجے میں کہا۔ ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک تھی۔

چند دنوں بعد سلیمان کو جب حقیقتِ حال معلوم ہوئی تو اس نے مولانا سے آ کر معافی مانگی اور اپنی دکان سے تمام سی ڈیز نکال کر جلا دیں...... اور اب وہ کتابوں کا کاروبار کرنے لگا اور رہا انور چودھری تو اس کو مختلف قسم کے عذابوں نے آ گھیرا...... اس کا ایکسیڈنٹ ہوا...... بینائی رخصت ہوئی تو شکیلہ بھی ساتھ چھوڑ گئی...... اس نے خلع لے کر دوسری شادی کر لی...... پر وہاں وہ ایک نوکرانی کی حیثیت سے رہی...... سندس نے اپنے باپ کو ایک بوجھ سمجھ کر اپنے پاس رکھا...... بڑے سچ کہتے ہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے...... اللہ تعالیٰ ڈھیل ضرور دیتا ہے لیکن اچانک اس کے عذاب کا غیبی کوڑا باہر نکل آتا ہے۔ (ختم شد)

سعیِ مُسلسل

”ہونہہ ایسی بھی دین میں کیا سختی؟“

”تائی جان! بات سختی کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی ہے۔“

”ہونہہ اللہ کا حکم! یہ سب مولویوں کا پروپیگنڈا ہے کہ جس بات کو کرنے کا دل چاہے وہ اللہ کا حکم اور جو بات مرضی کے خلاف ہو وہ حرام......“ غصہ سے بولتی ہوئیں تائی بلقیس کمرے سے نکل کر اپنے پورشن میں چلی گئیں۔ زینب جو کچھ دیر پہلے ہی مدرسہ سے لوٹی تھی سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ دل کا غم آنکھوں کے راستے نکلنے کو بے تاب تھا، جو بالآخر آنسوؤں کی شکل میں نکل آیا۔ وہ بے بس ہو کر جائے نماز بچھا کر بیٹھ گئی کہ کارساز تو ایک ہی ذات ہے۔

☆☆☆

تمام گھر کی خوب دھلائی صفائی ہوئی تھی ہر ایک بہت خوش نظر آ رہا تھا کہ باہر سے مردوں کی آوازوں نے خواتین کو خاموش کر دیا۔ طارق صاحب ایک عدد موٹے تازے سفید بکرے مع قصائی اور نائی، گھر میں داخل ہوئے۔ باقی مہمان مرد بھی ڈرائنگ روم سے نکل کر صحن میں آ گئے۔ ہر طرف سے مبارک سلامت کا شور ہونے لگا اور کیوں نہ ہوتا۔ طارق صاحب کی دل کی خواہش یعنی تین بیٹوں کے بعد ننھی زینب دنیا میں آئی تھی۔ طارق صاحب کی والدہ بھی بے حد خوش تھیں۔ بکرا ذبح ہوا، زینب کے بال اتروائے گئے، اس کی جان کا صدقہ دیا گیا۔ رات گئے تک گھر مہمانوں سے بھرا رہا۔

☆☆☆

”آپ کو پتہ ہے کہ زینب نے پکڑ پکڑ کر چلنا شروع کر دیا ہے۔“ طارق صاحب جو کچھ عرصہ کے لیے دوسرے ملک چلے گئے تھے، واپس آئے تو انہیں یہ خبر سنائی گئی۔

”اچھا......!“ پرمسرت لہجے میں اچھا کہہ کر انہوں نے زینب کو گود سے اتارا اور انگلی پکڑ کر چلانے لگے۔ زندگی یونہی کبھی حسین اور کبھی غمگین لمحات میں گزرتی رہی۔ ابھی زینب نے میٹرک کے پیپر نہیں دیے تھے کہ اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ میٹرک کرنے کے بعد اس نے مدرسے میں داخلہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا اور اپنی تائی اور دادی کے وجہ پوچھنے پر وضاحت کی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو جاننا چاہتی ہے۔“

”لیکن بیٹا آپ کو پتہ ہے کہ یہ مدرسہ والے انسان کی زندگی کو کتنا مشکل بنا دیتے ہیں۔“

”لیکن تائی جان مجھے شوق ہے کہ میں اپنی کلاس فیلو نورین کی طرح پورے قرآن پاک کا ترجمہ پڑھوں۔“

”بیٹا! اگر آپ کو اتنا ہی شوق ہے تو آپ اسلامیات میں ایم اے کر لو، ہر روز صبح کے وقت قرآن چینل لگا لو، وہ مسائل اور ترجمہ و تفسیر کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔“ تائی بلقیس اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

ایمن عبدالستار

”تائی جان صرف دو ماہ کی تو بات ہے۔ نورین کے مدرسہ کی باجیاں بہت اچھی ہیں وہ ان کی اتنی اچھی باتیں بتاتی ہے کہ......“

”اچھا بھئی تم اپنے ابو سے اجازت لے لو، ہم بھلا تمہیں کیا سمجھا سکتے ہیں۔“ اب کہ تائی جان ذرا خفگی سے بولیں تو ان کی خفگی نظر انداز کرتے ہوئے اپنی خوشی دل میں چھپائے کمرے سے نکل آئی کہ ابو کو منانا کون سا مشکل کام ہے۔ زینب کی توقع کے عین مطابق طارق صاحب اگلے دن خود جا کر اسے مدرسہ میں داخل کروا آئے۔

”ابو! ہمارے مدرسہ میں ہر اتوار کو بیان ہوتا ہے آپ بھی آئیں گے ناں؟“

”اچھا!...... چلو کوشش کروں گا۔“ انہوں نے ٹالنے والے لہجے میں کہا تو زینب خاموش ہو گئی۔ کوشش تو کیا ہونی تھی، انہیں تو اگلے منٹ یاد بھی نہ رہا کہ زینب نے کیا کہا تھا۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمانا چاہیں تو اس کو دین کی سمجھ دے دیتے ہیں۔ اسے بھی جب اللہ کے احکامات کا معلوم ہوا تو ان پر عمل بھی شروع کر دیا۔ اور پھر وہی ہوا جس کا تائی اماں کو ڈر تھا۔ نمازوں کی پابندی پر تو کچھ نہ کہا گیا، لیکن شرعی پردہ کرنے پر طوفان اٹھا دیا گیا۔ دادی اور تائی کے خفا ہونے پر ابو نے بھی اسے گھر بٹھانے کا فیصلہ کر لیا کتنی عجیب بات تھی اگر زینب کسی دنیاوی آگ میں کودنے کا فیصلہ کر لیتی تو اس کے پیارے اسے کبھی اس میں جانے نہ دیتے۔ مگر جبکہ وہ آخرت کی آگ سے بچنا چاہ رہی تھی تو گویا سب اسے دھکیلنے پر تلے ہوئے تھے۔ اسے بے حد پیار کرنے والی تائی اماں اور دادی نے اسے مدرسہ جانے سے روک دیا تھا۔ اس نے جب پھر بھی شرعی پردہ ترک نہ کیا تو طارق صاحب نے اس کا رشتہ اپنے ایک دوست کے ہاں کر دیا اور شدت پسند بننے سے بچانے کے لیے چند روز میں ہی اس کی شادی بھی رکھ دی۔

غم کے پے در پے لمحات نے زینب کا برا حال کر دیا تھا۔ آخر وہ دن بھی آ گیا جب وہ دلہن بنی بیٹھی تھی۔ رخصتی کے وقت وہ باپ کے گلے لگ کر بری طرح رو دی۔ دنیا اسے شادی کی رسم کا ایک حصہ سمجھ رہی تھی لیکن حقیقت حال اور تھی۔ دادی اماں اور تائی اماں بہت خوش تھیں کہ انہوں نے اسے اپنی دانست میں گمراہ ہونے سے بچا لیا تھا۔

سسرال کا ماحول اس کے میکے سے بھی زیادہ بے دین تھا مگر زینب نے ہمت نہیں ہاری۔ دو دن بعد وہ اپنے شوہر کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ ہر ایک کا کام کرے گی مگر پردہ میں رہ کر...... لیکن جہاں صرف الف سے انار اور بے سے بلی ہی پڑھایا جاتا ہو۔ وہاں یہ خیال بھی محال تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہی کہ کوئی ذریعہ بن جائے کہ بے شک وہی ذریعہ بنانے والا ہے۔ دعا کے ساتھ ساتھ دوا بھی اس نے جاری رکھی، آخر کافی ماہ بعد اس کی کوشش کامیاب ہوئی اور اس کے شوہر نے اسے شرعی پردہ کرنے کی اجازت دے دی۔ میکہ تو اس بات کا پہلے ہی مخالف تھا سسرال میں بھی ایک طوفان سا کھڑا ہو گیا کہ ہم کوئی برے لوگ ہیں جو اسے پردہ کی ضرورت پڑ گئی ہے لیکن ایک بات ہمیشہ سے رہے گی کہ باطل قوتیں جتنی بھی طاقت ور ہوں حق کے مقابلہ میں کچھ نہیں، بالآخر سمندر کی جھاگ کی طرح آہستہ آہستہ خود ہی بیٹھ جاتی ہیں۔ اس کو بٹھانے کا آسان طریقہ سب کی خدمت کرنا ہے۔ وہ ہر ایک کا کام خاموشی سے کرتی رہی اور دعا بھی کرتی رہی۔ اب جب کبھی اسے مایوسی گھیرتی تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جس نے اب تک مجھ پر اتنا کرم کیا ہے وہ ان شاء اللہ آئندہ بھی کرم کرے گا، ضرور میرے اخلاص اور محنت میں کمی ہے اور اگر مخالفت نہ بھی ختم ہو تو کیا ہوا آخرت تو سنور ہی جائے گی ان شاء اللہ!

”کیا سالن؟ پہلے تو تم کہہ رہی تھی بریانی بناؤ گی اور اب سالن کا کہہ رہی ہو! تمہارا ابھی کچھ پتہ نہیں چلتا، پل میں ماشہ اور پل میں طوطا ہو تم......“ باجی لگیں زور زور سے ہنسنے۔

”یہ تم کیوں کھی کھی کر رہی ہو، میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے؟“...... ”دراصل آپ نے محاورہ غلط بولا ہے۔“

”کیا غلط بولا ہے؟“ میرے بہنوئی جل بھن کر کہنے لگے۔

”وہ پل میں ماشہ اور پل میں تولہ ہوتا ہے...... ہی ہی ہی...... طوطا نہیں ہوتا۔“ باجی ہنستے ہوئے بولیں۔

”مجھے معلوم ہے۔“ بہنوئی صاحب اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولے۔

ڈاکٹر ام محمد

آپ کی صحت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● بعد سلام عرض ہے کہ میرے چند مسائل ہیں جس کے سلسلے میں آپ سے رہنمائی چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے تو گردن کا مسئلہ ہے کہ چار سال سے گردن کی ہڈی میں Gap ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر نے فزیوتھراپی اور تکیے کے بغیر سونا وغیرہ تجویز کیا اور ساتھ چند گولیاں لکھ دیں کہ جب درد اٹھے یہ کھالیں۔ آرام بھی رہا لیکن آج کل گولیوں سے بھی وقتی آرام ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اٹھائیس سال کی ہوگئی ہوں لیکن چہرے کے دانے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ لیکوریا نے الگ پریشان کیا ہوا ہے اور میرے بال بھی بے حد کمزور اور پتلے ہوگئے ہیں۔ چہرے پر ہاتھ پھیروں تو کھردراپن محسوس ہوتا ہے، یوں لگتا ہے ابھی سے بوڑھی ہوگئی ہوں، حالاں کہ متوازن غذا لیتی ہوں۔ مہربانی فرما کر دوا بھی بتائیں اور دعا بھی کیجیے گا۔ (اہلیہ محمد فیصل)

☆ محترمہ اہلیہ محمد فیصل صاحبہ! گردن کے مہروں میں اگر Gap ہوجائے تو اس کے لیے فزیوتھراپی کے ساتھ ساتھ Coler بھی استعمال کرتے ہیں اس سے بہت سہارا رہتا ہے اور آہستہ آہستہ مہرے بھی اپنی جگہ آجاتے ہیں۔

اس کے ساتھ دوا Ruta30 کے چار چار قطرے دن میں چار مرتبہ استعمال کریں۔ چہرے کے دانوں اور لیکوریا کے لیے Borista30 استعمال کریں۔ ان شاء اللہ بہت نمایاں فرق محسوس ہوگا۔

● میری عمر 29 سال ہے۔ ماشاء اللہ سے میرے چار بچے ہیں۔ شادی سے پہلے میرا وزن پچپن کلو تھا، لیکن شادی کے بعد میرا وزن کم ہوگیا ہے۔ آج کل میرا وزن سینتالیس کلو ہے۔ میں سب کچھ کھاتی ہوں مینسز بھی صحیح ہوتے ہیں۔ سب یہی کہتے ہیں کہ بچوں کی اور گھر کی دیکھ بھال میں تم ایسی ہوگئی ہو۔ میں اسی چیز کو نہیں مانتی، اکثر خواتین ایسی دیکھی ہیں، جو ہر ایک کی دیکھ بھال رکھنے کے باوجود صحت مند رہتی ہیں۔ کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں۔ (کرن فاطمہ نائیک)

☆ محترمہ کرن فاطمہ صاحبہ! آپ کے خط سے اندازہ ہورہا ہے کہ آپ کی جسمانی ساخت ہی ایسی ہے۔ جیسے بعض کا جسم ہی بادی ہوتا ہے وہ چاہے پانی ہی پئیں، ان کے جسم کو لگ جاتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی جو چاہے کرلیں، موٹی نہیں ہوں گی مگر موٹا ہونا ضروری نہیں بس آپ مختلف بیماریوں سے محفوظ رہیں اور چاق و چوبند رہیں۔ صحت مند ہونا ضروری ہوتا ہے لیکن موٹا ہونا نہیں۔ دوسرے مسئلہ کے لیے دوا Sabel Serr30 کا زیتون کے تیل میں ملا کر مساج کرلیا کریں۔

● محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! مجھے ہر بیس دن بعد جب ماہواری آتی ہے، تو پہلے دس دن بہت کم آتی ہے اور پھر اگلے دس دنوں میں بہت زیادہ آتی ہے۔ ہر ماہ ایسا ہوتا ہے اور بیس دن تک ماہواری آتی رہتی ہے۔ ساتھ ہی مجھے لیکوریا کا مرض بھی ہے۔ اس کے علاوہ میں معدے کی مریض بھی ہوں۔ گرم دوا استعمال نہیں کرسکتی۔ لہٰذا آپ کوئی مناسب دوا تجویز کریں۔ میری عمر 20 سال ہے اور غیر شادی شدہ ہوں۔ (ایک بہن۔ اٹک)

☆ محترمہ بہن صاحبہ! آپ دوا Milli follium 30 اور Sabina30 کے چار چار قطرے دن میں چار مرتبہ استعمال کریں۔ لیکوریا کا مسئلہ بھی اس سے ٹھیک ہوجائے گا۔ آپ سنگھاڑے کا پاؤڈر روزانہ صبح نہار منہ دودھ کے ساتھ ایک چمچ کھالیا کریں۔ یہ آپ کو لیکوریا میں بہت فائدہ دے گا۔

● محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میری بہن کی عمر ۲۴ سال ہے اور وہ پانچ بچوں کی ماں ہے۔ تقریباً سات آٹھ سال سے ان کے چہرے پر چھائیاں ہوگئی ہیں۔ انہیں تقریباً ایک سال سے معدہ کی شکایت بھی ہے، خصوصاً قے اور متلی کی شکایت تو بہت زیادہ ہے، کبھی ڈر لگے یا کسی چیز سے خوف آئے تو بھی قے آجاتی ہے۔ اسی طرح کوئی وزن دار چیز اٹھائیں یا زیادہ کام کریں تو بھی انہیں قے آتی ہے۔ ان کے جسم میں درد اور لو بلڈ پریشر کی شکایت بھی رہتی ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ کوئی ایسی دوا تجویز فرمائیں جو کوئٹہ سے مل سکے۔ نیز دعاؤں کی بھی درخواست ہے۔ (فقط بنت محمد اشرف)

☆ محترمہ بنت محمد اشرف صاحبہ! آپ کی بہن خون کی کمی کے ساتھ ساتھ اعصابی کمزوری کا بھی شکار ہیں۔ اور ان کو معدے سے زیادہ جگر کا مسئلہ ہے تب ہی ان کو ہر وقت متلی وغیرہ کی کیفیت رہتی ہے۔ آپ ان کو دوا Chelidonium 30 اور Sepia30 کے 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر دن میں چار مرتبہ دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی خوراک کا بھی خیال رکھیں۔ گھربار اور بچوں کی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے نبھانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ خود بھی صحت مند رہیں۔

● میری والدہ محترمہ کو تقریباً چار پانچ سال سے قبض کی شکایت ہے (طویل خط)۔
(حضرت بی بی صاحبہ۔ کوہاٹ)

☆ محترمہ حضرت بی بی صاحبہ! آپ اپنی والدہ کو دوا Pionea200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات دے دیا کریں۔ اگر پانی کم استعمال کرتی ہیں تو آپ خود تھوڑے تھوڑے وقفے سے پانی دے دیا کریں۔ کیوں کہ آپ کی والدہ کی کیفیت آنتوں میں خشکی کی وجہ سے بنی ہے۔ اگر کبھی بہت شدید قبض محسوس ہو تو رات میں سوتے وقت ½ کپ نیم گرم دودھ میں ایک چمچ کیسٹر آئل ملا کر دے دیں، فوری طور پر معدہ صاف ہوجائے گا۔

صرف جواب: محترمہ ام حذیفہ صاحبہ، تونسہ! آپ دوا VibernumQ ops کے پانچ پانچ قطرے دن میں تین مرتبہ لے لیا کریں۔ تھوڑا اندرونی ورم ہوگیا ہے، اس وجہ سے یہ تکلیف ہے۔ پھل، کلیجی وغیرہ زیادہ استعمال کریں تاکہ خون کی کمی دور ہو۔ چاہیں تو ہومیوپیتھک خون بنانے کی دوا Ferrum phos6x کی 4-4 گولیاں دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔

1987ء سے خدمت میں مصروف

پھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر
فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔
فون: 4518061-62/4582803(061) موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)

اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری
مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 قطبی چوک (مرکز) اسلام آباد
فون: 2854595-2255880-(051) موبائل: 8566188(0300)

لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر
عامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور
فون: 19-7115015(042) موبائل: 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

خالص دیسی گھی سے تیار شدہ خوش ذائقہ مٹھائیاں

دلبہار سویٹس

حلوہ پوری

سموسے جلیبی

بلاک 13-B، توشی اسکوائر، گلشن اقبال بالمقابل المصطفیٰ ہسپتال، کراچی۔ فون: 34972764

بنت عبدالحمید سوڈا

اچھی نیت

''نیت'' کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو وہ نسخۂ کیمیا عطا فرمایا ہے جس کے ذریعے سے ہر مسلمان ذرا سی توجہ سے مٹی کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

بعض لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اچھی نیت سے غلط کام بھی ٹھیک ہو جاتا ہے اور گناہ بھی ثواب بن جاتا ہے، یہ بات قطعی غلط ہے۔ گناہ ہر حالت میں گناہ ہے کتنی ہی اچھی نیت سے کیا جائے، وہ جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص کسی کے گھر اس نیت سے چوری کرے کہ جو مال حاصل ہوگا وہ صدقہ کروں گا تو اس نیت کی وجہ سے چوری کا گناہ ہرگز معاف نہیں ہوگا۔

بہر حال زندگی کا کوئی مباح کام ایسا نہیں ہے جس کو اچھی نیت کر کے عبادت اور موجب ثواب نہ بنایا جا سکتا ہو۔ اچھی نیت کی چند مثالیں جن سے ہم اپنے روزمرہ کے کاموں کو ثواب بنا سکتے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اگر ایک شخص ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور وہ نیت یہ کر لے کہ میں اس علم کے ذریعہ خدمتِ خلق کروں گا۔ مثلاً کوئی علم دین حاصل کر رہا ہے تو مخلوق کو دین پہنچانے کی نیت کر لے، میڈیکل سائنس کا طالب علم ہے تو یہ نیت کرے کہ ڈاکٹری کے ذریعے میں مریضوں کی خدمت کروں گا، انجینئرنگ کا طالب علم ہے تو یہ نیت کرے کہ میں اس فن سے ملک وقوم کی خدمت کروں گا، کوئی اور ہنر سیکھ رہا ہے تو اس غرض سے سیکھے کہ جو لوگ اس ہنر کے ضرورت مند ہوں گے، ان کی حاجت پوری کروں گا تو ان شاء اللہ جتنا وقت وہ تعلیم حاصل کرنے میں گزارے گا اس کو اس نیت کا ثواب ملتا رہے گا۔

☆ اسی طرح اچھا لباس اس لیے پہنا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا اثر نظر آئے اور دیکھنے والوں کو فرحت ہو (نہ یہ کہ وہ مجھے بڑا یا دولت مند سمجھیں)۔

☆ اپنے بچوں سے اس نیت سے پیار کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت فرماتے تھے۔

☆ گھر کا کام اس نیت سے کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تھے تو گھر کے کاموں میں اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔

☆ گھر میں نئی پودا یا درخت لگانا ہو تو اس نیت سے لگایا جائے کہ اس سے کسی انسان یا جانور کو فائدہ پہنچے گا اور دیکھنے والوں کو اس کا منظر اچھا معلوم ہوگا تو ان کو اس سے خوشی ہوگی۔

☆ اپنی تحریر کو اس نیت سے صاف اور خوب صورت بنانے کی کوشش کی جائے کہ پڑھنے والوں کو سہولت ہوگی۔

☆ گھڑی اس نیت سے رکھی جائے کہ اس کے ذریعہ نماز کے اوقات کا علم ہوگا اور وقت کی قدر و قیمت پہچان کر اسے اچھے کاموں میں صرف کروں گا۔ (ماخوذ: از آسان نیکیاں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

چہرہ نکھاریے

چہرے کے کھلے مسام بند کرنے کے لیے:

چہرے کے کھلے مسام بند کرنے کے لیے لیموں اور عرقِ گلاب برابر مقدار میں لے کر چہرے پر لگائیں اور روزانہ نہار منہ آدھا لیموں ایک گلاس پانی میں نچوڑ کر پئیں، نیز چہرے کو گرد و غبار سے بچائیں۔

چہرے کی رنگت نکھارنے کے لیے:

چہرے کی رنگت نکھارنے کے لیے لیموں کے چھلکوں کو سکھا کر پیس لیں۔ اس میں تھوڑا سا گلاب کا عرق ملا کر چہرے پر روزانہ 15 منٹ مساج کرنے سے چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے۔

چہرے اور خون صاف کرنے کے لیے:

نہار منہ ایک گلاس پانی میں لیموں کا رس اور تھوڑا سا شہد ملا کر پینے سے خون صاف ہوتا ہے اور چہرے کی رنگت نکھر آتی ہے۔

چہرے کے سرخ داغوں کے لیے:

اگر چہرے پر سرخی مائل نشانات نمودار ہوں یا سرخ داغ نظر آئیں تو ٹھنڈے دودھ میں روئی کا ایک گولا بنا کر اچھی طرح بھگو لیں۔ اب اس کو متاثرہ جگہ پر تھوڑی دیر رکھیں۔ رفتہ رفتہ شکایت دور ہو جائے گی۔

Subscription Charges

Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 Issues free)

Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 Issues free)

Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 Issue free)

Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106 Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

رقم میزان بینک کی کسی بھی برانچ میں جمع کرائیں اور ڈپازٹ سلپ کا سیریل نمبر دیے گئے مرکزی رابطہ نمبر پر بتادیں

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین

The TRUTH

کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528

کوئٹہ: 0333-7805339 | سرگودھا: 0321-6018171 | تربت: 0321-2140814

لاہور: 0300-4284430 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0300-7332359

پشاور: 0314-9007293 | فیصل آباد: 0333-4365150

پرانے شمارے بھی منگوائے جا سکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ

دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی

0322-2740052, 021-36881355

www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com

خواتین کا اسلام

379

بدھ 3 رجب 1431ھ مطابق 16 جون 2010ء

قرآن والے

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS

New and Unique Jewellery Collection

S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

اللہ کے بندوں کی تین قسمیں

’’پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔ پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں اور انہی میں سے کچھ ایسے ہیں جو درمیانے درجے کے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اور (اللہ کا) بہت بڑا فضل ہے۔‘‘ (سورۂ فاطر آیت 32)

تشریح: اس سے مراد مسلمان ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن براہِ راست تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، لیکن پھر اس کا وارث ان مسلمانوں کو بنایا گیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے چن لیا تھا کہ وہ اللہ کی کتاب پر ایمان لائیں لیکن ایمان لانے کے بعد ان کی تین قسمیں ہوگئیں۔ ایک وہ تھے جو ایمان تو لے آئے، لیکن اس کے تقاضوں پر پوری طرح عمل نہیں کیا، چنانچہ اپنے بعض فرائض چھوڑ دیے، اور گناہوں کا بھی ارتکاب کرلیا۔ ان کے بارے میں یہ فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، کیوں کہ ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ انہیں جنت میں فوری داخلہ نصیب ہوتا لیکن انہوں نے گناہ کرکے اپنے آپ کو سزا کا مستحق بنالیا، جس کے نتیجے میں قانون کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے شخص کو پہلے اپنے گناہوں کا عذاب بھگتنا ہوگا۔ دوسری قسم جس کو درمیانے درجے کا کہا گیا ہے، اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو فرائض وواجبات پر عمل کرتے ہیں اور گناہوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں، لیکن نفلی عبادتیں اور مستحب کاموں پر عمل نہیں کرتے۔ اور تیسری قسم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو صرف فرائض وواجبات پر اکتفا کرنے کی بجائے نفلی عبادتوں اور مستحب کاموں کا بھی پورا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ تینوں قسمیں مسلمانوں ہی کی بیان ہوئی ہیں، اور آخرکار مغفرت کے بعد جنت میں ان شاء اللہ تینوں قسمیں داخل ہوں گی۔ (آسان ترجمہ قرآن، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ)

الحدیث

بندے کے ساتھ معاملہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندے کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے۔ اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر بھی نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا۔ اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے یاد کرے تو میں ان سے بہتر بندوں کی جماعت میں اس کا ذکر کروں گا (یعنی ملائکہ کی جماعت میں ان کے سامنے)۔‘‘

(صحیح بخاری ومسلم)

تشریح: حدیث کے پہلے جملے (انا عند ظن عبدی بی) کا مطلب یہ ہے کہ بندہ میرے بارے میں جیسا یقین قائم کرے گا تو میرا معاملہ اس کے ساتھ بالکل اسی کے مطابق ہوگا۔ مثلاً وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں رحم اور کرم کا یقین کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو رحیم وکریم ہی پائے گا۔ اس لیے بندہ کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا یقین کرے اور اسی کے مطابق عمل کرے۔ حدیث کے آخری حصہ میں جو فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ مجھے خلوت میں اس طرح یاد کرتا ہے کہ اس کے اور میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی تو میری عنایت بھی اس کے ساتھ اسی طرح مخفی ہوتی ہے۔ اور جب بندہ خلوت میں اور دوسروں کے سامنے میرا ذکر کرتا ہے (جس میں دعوت وارشاد اور وعظ ونصیحت بھی داخل ہے) تو اس بندہ کے ساتھ اپنے تعلق اور اس کی قبولیت کا ذکر میں فرشتوں کے سامنے بھی کرتا ہوں، جس کے بعد وہ بندہ فرشتوں میں مقبول ومحبوب ہوجاتا ہے اور اس کے بعد اس دنیا میں بھی اس کو قبولِ عام اور محبوبیت عامہ حاصل ہوجاتی ہے۔

(معارف الحدیث۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ)

آثار صحابہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی، اے میرے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ قوت عطا کر۔ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کرلی۔ چناں چہ ان کے اسلام لاتے ہی بت پرستی کی دیواریں منہدم اور اسلام کی بنیادیں قوی ہوگئیں۔ [طبرانی]

طبرانی میں ثوبان سے یہ حدیث منقول ہے جس میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی مسماۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں ان کا تذکرہ ہے (یہ حدیث صحابہ کی مشقتیں برداشت کرنے والے باب میں آجائے گی) اس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر ہلائے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے اور کس لیے آئے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جس چیز کی طرف آپ بلا رہے ہیں، مجھے بھی بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اسی جگہ اسلام لے آئے۔

اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں سے کہا کہ کیا تم کو پسند ہے کہ میں اپنے اسلام لانے کا ابتدائی قصہ بیان کروں؟ ہم نے عرض کیا، جی ہاں ضرور بیان فرمائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگوں میں سے سب میں بڑا دشمن تھا۔ صفا پہاڑی کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قمیض پکڑ لی اور کہا اے خطاب کے بیٹے! اسلام لے آ اور ساتھ ہی یہ دعا کی، اے اللہ! اسے ہدایت دے۔ فوراً میرے منہ سے نکلا: اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ و اشھدانک رسول اللہ ...... میرے اسلام لاتے ہی مسلمانوں نے اتنی زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی ہر گلی میں اس کی آواز گونج اٹھی۔ [حیاۃ صحابہ حصہ اوّل]

نیند نہ آرہی ہو تو پڑھیے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَ مَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِیْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ یَّبْغِیْ عَلَیَّ. عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ. لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اوران سب چیزوں کے مالک جواس کے نیچے واقع ہیں اور سب زمینوں کے اوران سب چیزوں کے مالک جواُن پر واقع ہیں اور شیاطین اوران کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے، کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کرپائے، باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے۔ تیری حمد وثنا کا مقام بلند ہے تیرے سوا کوئی لائق پرستش نہیں بس تو ہی معبود ہے۔

فائدہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے درج بالا دعا کی تعلیم دی۔

آج کے مصروف دور میں لوگوں کو بے خوابی کی شکایت رہتی ہے، ساری ساری رات نیند نہیں آتی، طرح طرح کے دنیاوی حیلے استعمال کرلئے جاتے ہیں پھر بھی ناکامی سامنا کرتی ہے، چلئے آج سے یہ دعا پڑھ کر بستر پر لیٹا کیجئے۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر دیا خدا نے تو فخر البشر دیا
کتنا عظیم بندوں پر احسان کردیا

دشمن بھی معترف ہیں رسالت مآب کے
ایسا رسول رب نے ہمیں معتبر دیا

دشمن کو بھی ملی ہے اماں جیسی چھاؤں میں
رحمت کا ایک ایسا خدا نے شجر دیا

مانگی گئی دعا جو وسیلے سے آپ کے
دامن کو حق نے شانِ کریمی سے بھر دیا

ہجرت کی شب حضور جو گرمِ سفر ہوئے
صدیق سا خدا نے انہیں ہم سفر دیا

جناب جمیل عظیم آبادی

پیامِ سحر

تغیر و تبدل

زندگی تغیرات کا نام ہے۔ بچپن کی سہانی دلچسپیاں دیکھتے ہی دیکھتے جوانی کی کڑی ذمہ داریوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں اور بہت کچھ کر گزرنے کی دھن رکھنے والے جفاکش انسان رفتہ رفتہ ضعفِ پیری کی وجہ سے کسی سہارے کے محتاج نظر آنے لگتے ہیں۔

دوام انسان کو ہے نہ اس کے حالات اور معمولات کو۔ اس جہانِ رنگ وبو کا ہر ہر ذرہ تغیر وتبدل کے مدارج سے گزرتا چلا جاتا ہے......اور ایک وقت آتا ہے کہ اس کا نقشِ ہستی فنا کی مہیب وادی میں گم ہوجاتا ہے۔

ہر روز ایسے سینکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں مناظر سامنے آتے ہیں مگر دیکھنے والی آنکھیں نہیں اور عبرت حاصل کرنے والے دل نہیں۔ یہ حالات اور یہ تغیرات وجود وعدم کی جس داستان کو دہرا رہے ہیں، اس کا خلاصہ بس اتنا ہے کل من علیھا فان.

روئے زمین پر معرض وجود میں آنے والی ہر شے فانی ہے۔ باقی رہنے والی ذات صرف ایک اللہ کی ہے، جو خود ازلی، ابدی وسرمدی ہے۔

مخلوق کو موت وحیات کے سلسلے سے گزارنے والا وہی ہے اور اس سارے نظام سے اس کا مقصد یہ ہے کہ لیبلوکم ایکم احسن عملاً. تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں سے بہتر عمل کون کرکے دکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس آزمائش میں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

کیا موبائل رکھنا ضروری ہے؟

اپنی بے لاگ رائے چند جملوں میں لکھ کر روانہ کریں۔ سب کی رائے کو جگہ دی جائے گی۔

(مدیر)

چیف ایڈیٹر: مفتی فیصل احمد ایڈیٹر: مولانا محمد افضل میگزین ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل ریحان

خط کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فیکس 36609986 فون: 021 36609983

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk ای میل ایڈریس: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

٤

حقوق زوجین

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

اہل خانہ کو احکام شریعت کی تعلیم دے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یا یھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (الآیۃ)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے''

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے: اپنے آپ کو (جہنم سے) بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو ذکر و دعا کا حکم کرو تا کہ تمہاری (تبلیغ و تلقین کی) بدولت اللہ تعالیٰ ان کو بھی (جہنم سے) بچالے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی اکابر سے یہ تفسیر منقول ہے: اپنے آپ کو بچاؤ اپنے نیک اعمال کے ذریعے، اور اپنے گھر والوں کو بچاؤ نیک کاموں کا حکم کر کے۔

اس تفسیر کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سب حاکم ہو، اور تم سب سے اپنی اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا، لہٰذا جو شخص لوگوں پر حکومت کر رہا ہے، وہ ان کا نگران و ذمہ دار ہے، اس سے لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگران و سردار ہے، اس سے گھر کے افراد کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (بخاری و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا'' یارسول اللہ! ہم اپنے آپ کو تو جہنم سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن گھر والوں کو کیسے بچائیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو روکا ہے، ان کاموں سے انہیں روکو اور جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کاموں کا انہیں حکم دو۔'' (الجامع لاحکام القرآن 171/18)

گھر کے سربراہ کا فرض بنتا ہے کہ بیوی بچوں کو نماز اور دیگر فرائض دین کا پابند بنائے۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔ (132/20)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے: اور وہ اپنے گھر والوں کو بھی نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔ (55/19)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر پڑھتے تو فرماتے: قومی فاوتری یا عائشة ''عائشہ اٹھو اور وتر پڑھ لو۔'' (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے اور وہ نماز پڑھے۔ اگر بیوی اٹھنے سے انکار کر دے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے اور وہ نماز پڑھے۔ اگر خاوند اٹھنے سے انکار کر دے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

(نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ، انہیں (احکام شریعت کی) تعلیم دو اور (نیک کاموں کا) حکم دو، اور نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (بخاری و مسلم عن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ)

بیوی بچوں کی اصلاح و تربیت کرنا، انہیں احکام شریعت کا پابند بنانا مرد کے فرائض میں شامل ہے۔ ہر مسلمان مرد کو اپنے اس فرض کا احساس ہونا چاہیے۔

گھر میں برائی دیکھ کر اسے غیرت آئے:

بیوی سے محبت و ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اس میں کسی قسم کی برائی، بے حیائی اور غیر شائستہ حرکت دیکھے تو مرد کی غیرت حرکت میں آئے اور فوری اس پر قدغن لگائے، لیکن ضروری ہے کہ یہ غیرت وحمیت ایسی غلطی پر ہو جو واقعۃً صادر ہوئی ہو، یا کوئی ایسی مشکوک حرکت صادر ہوئی ہو جو خاوند کو شک و تردد میں ڈال دے، محض بدگمانی پر مبنی نہ ہو۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' غیرت کی ایک قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مبغوض ہے۔'' الحدیث (نسائی، ابوداؤد، احمد عن جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ)

اسی محبوب غیرت کا تقاضا ہے کہ خاوند بیوی کو بلا ضرورت گھر سے نہ نکلنے دے، بالخصوص بازاروں کے مسموم ماحول سے دور رکھے، اگر بامر مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو سادہ لباس میں باپردہ گھر سے نکلے، مردوں سے ہٹ کر چلے۔ جن لوگوں کی عورتیں بغیر کسی شرعی عذر کے گھروں سے نکلتی اور بے مہار بازاروں میں گھومتی رہتی ہیں، وہ غیرت وحمیت سے محروم دیوثی کا شکار ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو جھنجوڑتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا:

بلغنی ان نساء کم یزاحمن العلوج فی الاسواق الا تستحیون؟ الا تغارون؟ یترک احدکم امراته تخرج بین الرجال. (المغنی 27/7)

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں عجمی کافروں سے ٹکراتی پھر رہی ہیں، کیا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی؟ تمہیں غیرت نہیں؟ تم میں ایک شخص اپنی بیوی کو (بے مہار) چھوڑ دیتا ہے، وہ مردوں کے درمیان چلتی پھرتی ہے۔ (باقی صفحہ 14 پر)

چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد

مردانِ حق عہد بند نہیں ہوتے بلکہ عہد ساز ہوتے ہیں۔ وہ گرد و پیش میں نہیں گھرتے بلکہ حالات کو نیا رخ دیتے ہیں۔ وہ بہاؤ کے رخ میں نہیں بہتے بلکہ بہاؤ کو اپنی مرضی کے مطابق پلٹ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ تاریخ میں عہد ساز شخصیتیں کہلاتے ہیں۔ ایسی شخصیتوں کو حق سے روکنے کے لیے باطل ہزار کوششیں کرتا ہے لیکن کچھ نہیں کر پاتا۔ اس کشمکش میں مردانِ حق کے بدن چھلنی تو ہو جاتے ہیں لیکن ان کی روح تر و تازہ اور شاداب رہتی ہے، بقول شاعر

اگر گیتی سراسر باد گردد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

یعنی ''اگر دنیا سراپا طوفان بن جائے تو بھی حق والوں کے چراغ ہرگز نہیں بجھا کرتے۔''

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جس مبارک قافلہ کے راہی تھے اس قافلہ کے ہزار دشمن تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے آپ طویل عرصہ تک پیرانہ سالی کے باوجود مردانہ وار اپنے مشن پر ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔

بروز بدھ 15 جمادی الاولیٰ 1431ھ بمطابق پانچ مئی 2010ء کو ولی کامل امیر عالمی تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خواجگان خان محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اولاد اور لاکھوں معتقدین و مریدین کو داغِ مفارقت دے گئے۔ دنیائے علم و عمل میں اندھیر مچ گئی۔ خبر سن کر دل و دماغ کو دھچکا سا لگا اور اپنے میاں صاحب کی زبانی حضرت خواجہ خان محمد صاحب کے بارے میں بزرگانِ دین کے مختلف اوقات میں کہے گئے اقوال دماغ کی سکرین پر نمودار ہو گئے۔

صوفی حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ گکرے والے ایک مجذوب صفت بزرگ گزرے ہیں، چند سال پہلے ہی ان کا انتقال ہوا ہے۔ وہ خواجہ صاحب کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''اگر یہ بزرگ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ضرور دنیا میں ہلچل مچ جائے گی۔''

1985ء میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے انتقال کے موقع پر خاندان بہلویہ کے چشم و چراغ اور حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحب زادے اور ان کے جانشین مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کے بعد اب حضرت خواجہ خان محمد صاحب رہ گئے ہیں۔

اہلیہ قاری محمد عبداللہ ہوشیار پوری

آپ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کی ایک چھوٹی سی بستی میں 1956ء سے لے کر مئی 2010ء تک اپنے علم و عمل، تقویٰ و طہارت، اخلاص و للّٰہیت اور اتباعِ سنت کے موتی بکھیرتے رہے۔ سالکینِ حق نے اس بے بہا دولت سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق خوشہ چینی کی اور پھر وہاں سے نکل کر چہار دانگ عالم میں روشنی پھیلائی اور پھیلا رہے ہیں۔ آپ نے اور آپ کے مریدین نے پوری دنیا میں منکرینِ ختم نبوت کا تعاقب کیا اور انہیں ناکوں چنے چبوائے۔

خیر المدارس کے استاذ مولانا عابد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت نے کبھی مجمع لمبا چوڑا وعظ و تقریر نہیں کی اور حضرت کی دعا بھی زیادہ سے زیادہ چند منٹوں تک محیط ہوا کرتی تھی۔ معلوم ہوا کہ حضرت کا مقبولِ خواص و عوام ہونا محض ان کا اخلاص و للّٰہیت اور فنا فی اللہ ہونا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے بارے میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ہمارا لکھنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اس لکھنے سے بس اتنی بات مقصود ہے کہ ان کا ذکرِ خیر ہمارے لیے باعثِ نجات ہو جائے...... کیوں کہ علماء، صلحاء و صوفیاء کی محبت ہی ایک مسلمان کا کل سرمایہ ہوتی ہے اور ہماری کم نصیبی ہی سمجھیے کہ ہم حضرت خواجہ صاحب سے بیعت ہونے کا سوچتے ہی رہ گئے۔ وجہ بچوں کی ذمہ داریاں، گھر کی مصروفیات اور تھوڑی بہت تدریسی ذمہ داری اور کچھ ہمارے میاں بھی وجہ بنے کہ وہ آج کل، آج کل کرتے رہے اور ہم محروم ہی رہ گئے اور حضرت دین کے لیے اپنی مشقتوں، مجاہدوں اور نیکیوں کا اجرِ عظیم پانے کے لیے اپنے اللہ کے حضور جا پہنچے۔ حضرت کے جنازہ میں کم و بیش چھ لاکھ کا مجمع تھا جو کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قول کی تصدیق کر رہا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اہلِ حق اور اہلِ بدعت کے درمیان فیصلہ ان کا جنازہ کرے گا۔

آخر میں ایک حدیث شریف پیش کروں گی جو آج کل علمائے حق کے یکے بعد دیگرے اس دنیا سے اٹھ جانے پر منطبق ہوتی ہے اور امتِ مسلمہ کو دعوتِ فکر دیتی اور جھنجھوڑتی ہے۔ ہادیٔ عالم خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ اللہ پاک علم کو دنیا سے ایسے نہیں اٹھائیں گے کہ علم لوگوں سے چھین لیں بلکہ علم علماء کے اٹھائے جانے یعنی ان کی موت کے ذریعے سے اٹھایا جائے گا۔

قاریات جانتی ہیں کہ گزرے ہوئے دس پندرہ سالوں میں جید علماء کا پے در پے اس دنیا سے چلے جانا مثلاً حضرت مولانا حبیب اللہ مختار، مولانا عبدالسمیع، مولانا یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب، مولانا مفتی محمد جمیل صاحب، مولانا نفیس الحسینی شاہ صاحب، مولانا عبدالغفور ندیم، مولانا سعید احمد جلال پوری، اور اب خواجہ صاحب کی رحلت اس بات کی علامت ہے کہ دنیا سے قبضِ علم شروع ہو چکا ہے۔ اللہ پاک امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائیں اور اسے گمراہ ہونے سے بچائیں۔ ہمیں خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں باقی رہ جانے والے بزرگانِ دین اور علماءِ حق کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

چمنِ خیال

راہِ عمل میں جذبہ کامل ہو جس کے ساتھ
خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

☆

غم زندگی کا حسرتؔ سبب اور کیا بتائیں
میری سوچ کی بلندی میری ہمتوں کی پستی

☆

عبث ہے جستجو بحرِ محبت کے کنارے کی
بس اس میں ڈوب جانا ہی ہے اے دل، پار ہو جانا

☆

آنکھ سے دور، رگِ جاں سے قریب
کتنا دل چسپ ہے پردہ اس کا

عفیفہ عمرانی، اہلیہ حافظ عابد ندیم ملتان

قرآن والے

بنت ڈاکٹر محمد یسین

ابو جان اور امی جان کی محرم مستورات کی چار ماہ بیرون کی جماعت فیصل آباد سے گئی۔ بعد ازاں مرکز سے ان کی جماعت کی تشکیل تنزانیہ ہوگئی۔ ماشاء اللہ انہوں نے خوب کام کیا۔ کافی لوگ مسلمان ہوئے بہت سی بے پردہ عورتیں پردے میں آگئیں۔ چار ماہ کے بعد جب واپس آئے تو انہوں نے کارگزاری سنائی۔ اس میں ابو نے ایک انتہائی پر اثر واقعہ سنایا جو میں آپ قاریات کے سامنے ذکر کرنا چاہتی ہوں۔

ابو جان نے فرمایا کہ ہماری جماعت کی تشکیل تنزانیہ کے دارالخلافہ دارالسلام میں کچھ روز قیام کے بعد عروشہ شہر میں بھائی فیروز خان کے گھر میں ہوگئی۔ ہم جب عروشہ شہر کے مرکز میں پہنچے تو وہاں کے ذمے دار بھائی فیروز خان ہی تھے۔ انہوں نے جماعت کو مذکورہ واقعہ سنایا۔

فرمایا کہ دارالسلام کے ایک پادری نے اپنے بیٹے کو گریجویشن کے بعد امریکا میں پادری کورس کے لیے بھیجا۔ جب وہ پادری بن کر واپس آگیا تو باپ نے عروشہ ضلع میں غریب مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے وہیں اس کی تشکیل کردی کیوں کہ وہاں اکثر پادری غریب مسلمانوں کو مالی مدد وغیرہ دے کر عیسائی بناتے ہیں۔ ان عیسائیوں کی محنت کی وجہ سے کئی مسلمان خاندان مرتد ہوچکے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ اس ملک میں نوے فی صد مسلمان تھے لیکن اب صرف 65% مسلمان ہیں۔ بہر حال ابھی اس پادری کو عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہوئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ایک دن وہ اچانک عروشہ کے تبلیغی مرکز میں آیا۔ وہ بہت معروف عیسائی مبلغ تھا، اس لیے ہم اسے دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی اور رنگ اڑا ہوا تھا۔ وہاں کوہاٹ کی ایک پاکستانی جماعت موجود تھی۔ میں (راوی فیروز خان) خود بھی اس وقت وہاں موجود تھا۔ جب وہ متلاشی نظریں دوڑاتے ہوئے مرکز (مسجد) کے وسط میں پہنچا تو کوہاٹ کی جماعت پر نظر پڑی۔ وہ ایک ایک فرد کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا۔ ''تم بھی تھے...... تم بھی تھے۔''

فیروز خان صاحب کہنے لگے کہ میں نے اس سے کہا کہ ہمیں آپ کی بات سمجھ نہیں آرہی کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، برائے مہربانی تشریف رکھیں اور تفصیل سے اپنی بات بتایئے۔ تو اس نے ہمیں بتایا کہ گزشتہ رات میں نے ایک خواب دیکھا۔ دیکھا کہ ایک بہت بڑا خوب صورت دروازہ ہے، جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ اس سے پیشتر ایسا دروازہ میرے خواب وخیال میں بھی نہیں آیا۔

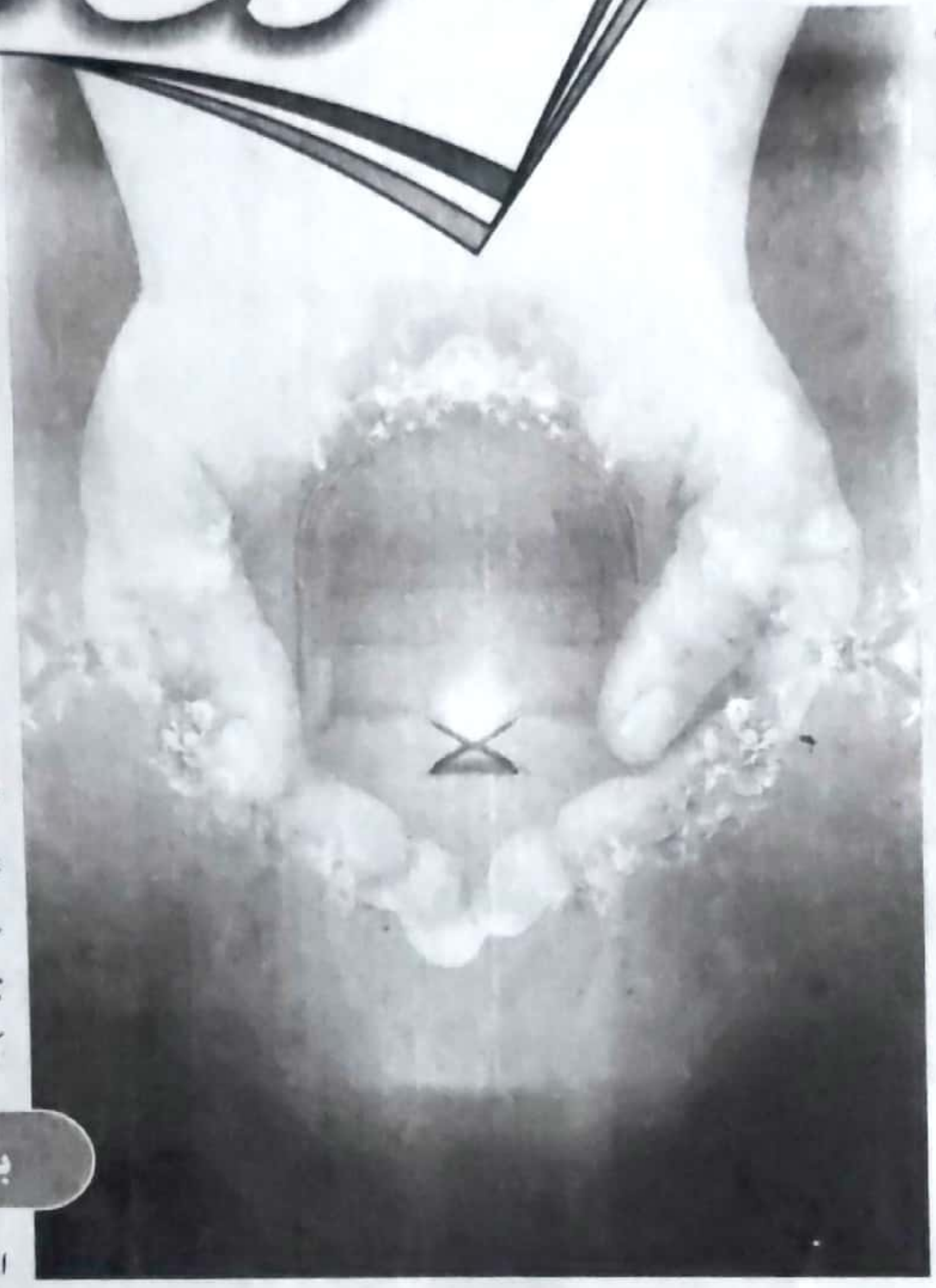

اس کے اوپر بڑے خوب صورت الفاظ میں تحریر تھا...... ''الجنت''

پھر اس نے کوہاٹ کی جماعت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ''میں ان کو پہچانتا ہوں۔ یہ میرے آگے آگے جنت کے اس دروازے میں داخل ہو رہے تھے، میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ دروازے پر ایک حسین شخص کھڑے تھے، جو سب کو اندر بھیج رہے تھے۔ میں بھی ان کے پیچھے اس دروازے سے اندر داخل ہونے لگا تو اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا: ''تم بائبل والے ہو اور یہاں صرف قرآن والوں کا داخلہ ہوتا تھا'' میں نے اس کی اجازت نہ دینے کے باوجود بھی اس دروازے کے اندر داخل ہونے کی سعی کی۔ لیکن اس شخص نے مجھے زور دار دھکا دیا۔ بس اس قلق وصدمہ کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب نے مجھے اتنا بے چین اور بے قرار کردیا کہ باقی رات کروٹیں بدلتے بدلتے گزری۔ نیند مجھ سے کوسوں دور جاچکی تھی۔ یہ بات میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں پیوست ہوگئی کہ ہم گمراہ ہیں اور قرآن والوں کو بائبل والے بنا کر جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ ہمیں اگر اس حالت میں موت آگئی تو جہنم میں کتنا کربناک عذاب ہوگا!! پس طلوع آفتاب پر میں فوراً عروشہ شہر کی طرف چل پڑا۔ آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا تھا کہ مجھے بھی قرآن والا بناؤ تاکہ میں اب جن مسلمانوں کو مرتد کرچکا ہوں ان سے معذرت کروں اور ان سے کہوں کہ تم سچے دین پر تھے، یوں انہیں دوبارہ قرآن والا بناؤں۔ یہاں آکر میں نے خواب والے لوگوں کو بھی دیکھ لیا، جس سے میرا یقین اور مضبوط ہوگیا ہے، اب میری درخواست ہے کہ مجھے جلد از جلد قرآن والا بنادیں۔'' بھائی فیروز خان کہتے ہیں کہ یہ روداد سناتے ہوئے مسلسل اس کے آنسو بہتے رہے اور ہم سب پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔ اس نے کوہاٹ کی جماعت والوں کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

اللہ رب العزت نے اس کی ہدایت کا فیصلہ کیا تو ایک خواب کے ذریعے اسے ہدایت سے نوازا۔ مرکز والوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ جب اس کے والدین اور عزیز واقارب کو معلوم ہوا تو جیسے ان سب پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ سارے خاندان نے اس کے ساتھ بائیکاٹ کردیا۔ اس پر مصیبتوں، تکلیفوں اور پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ باپ نے کئی جھوٹے مقدمات اس کے خلاف کردیے۔ لیکن اس کے اندر تو ایمان کی شمع روشن ہوچکی تھی۔ جس نے اسے ذرا بھی ڈگمگانے نہیں دیا۔

عبداللہ نے جماعت کے ساتھ وقت بھی لگایا۔ چار ماہ پاکستان آکر دین عالی کی محنت کو سیکھنے کے لیے بھی ارادہ کیا ہے۔ پہلے عیسائیت کی تبلیغ کررہا تھا اب اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی دعوت کی توفیق عطا فرمادی۔ اس کی دعوت سے بہت سے مرتد مسلمان خاندان اسلام میں پھر سے داخل ہوگئے ہیں، کئی غیر مسلم بھی اس کی دعوت پر اسلام قبول کرچکے ہیں اور مسلمان بھی اس کی دعوت سے ایمان و اعمال والی زندگی کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ساری امت کو ہدایت سے نوازے۔ آمین

امریکا انسانیت کا مجرم ہے

نومسلم برطانوی صحافی مریم (ایوآنے ریڈلے) سے خصوصی گفتگو

محترمہ کے اس تقابلی موازنے سے دین اسلام کی اس قوت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو اس کے پھیلنے کا اصل سبب ہے۔ اسلام تلوار سے نہیں، اپنے ملنے والوں کے حسن سلوک، حسن معاشرت سے پھیلا ہے۔ دین خوبصورت زندگی کی نوید دیتا ہے۔ پاکیزہ زندگی کا اطمینان، سکون والی زندگی، راحت چین والی زندگی، امن وسلامتی والی زندگی۔ وہ زندگی جو خالق حقیقی کے تخلیق کردہ اجزائے ترکیبی کے عین مطابق ہے، جو انسانی فطرت وجبلت کے عین مطابق ہے۔

محترمہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

’’میں دس دن ان کی قید میں رہی۔ ان دنوں میں میرا رویہ ان کے ساتھ نہایت گستاخانہ تھا۔ میں نے احتجاجاً بھوک ہڑتال بھی کر رکھی تھی۔ اور ان کے ساتھ نہایت بدتمیزی سے پیش آتی۔ وہ اس کے جواب میں صرف اس حیرت کا اظہار کرتے کہ میں ایسا کیوں کر رہی ہوں؟ یہ رویہ ایسا کیوں ہے؟ وہ کہتے: ’’خاتون محترم! آپ ہماری مہمان ہیں۔ ہم آپ کے آرام وراحت کے لیے جو ہم سے بن پڑتا ہے کر رہے ہیں۔ آپ عورت ذات ہیں۔ ہم پر آپ کا ادب واحترام لازم ہے......‘‘ اور پھر جب انہوں نے مجھے آزاد کیا اور پاکستانی حکام کے حوالے کیا۔ تو بے اختیار میرا دل بھر آیا۔ مجھے اپنے رویے اور سلوک پر افسوس ہوا۔ اور میں چیخ چیخ کر یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ:

اے میرے بھائیو! جاہل گنوار تم نہیں میں ہوں۔ تم تو شائستہ، مہذب، بااخلاق وکردار، محترم لوگ ہو۔ ہم بہت برے ہیں۔ تم بہت اچھے ہو۔ تم عورتوں کی عزت کرنا جانتے ہو۔ تم انہیں باعزت مقام دینا جانتے ہو۔ تم انہیں غلیظ نظروں سے بچا کر چادر اور چار دیواری کا تحفظ فراہم کرنا جانتے ہو۔

لیکن وہ...... وہ تو دور جا چکے تھے۔ اپنی ذمہ داری اور قول نبھا کر...... اپنے مہمان کو باعزت طور پر رخصت کر کے۔ اور میں اکیلی کھڑی رہ گئی۔ ایک عزم کے ساتھ کہ میں طالبان کا اصل چہرہ دنیا کو ضرور دکھاؤں گی۔ دنیا کی مظلوم عورتوں کو نجات کی راہ ضرور بتلاؤں گی۔

اب میں "Cage Prisoners" ’’کیج پرزنرز‘‘ نامی تنظیم کی سربراہ اور سرپرست ہوں اور دنیا بھر میں مظلوم قیدیوں کی آواز بن کر، انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اقدامات کر رہی ہوں۔ اس دوران امریکی مظالم کی جو داستانیں ہیں، سن رہی ہوں۔ ان کو سن کر میری روح کانپ اُٹھتی ہے اور میرا دل سے کلمہ تشکر اُبھرتا ہے۔ اللہ تیرا شکر ہے میں امریکا کی قید کے بجائے طالبان کی قید میں تھی۔‘‘

اگلا سوال تھا: ’’مغربی میڈیا سے حاصل ہونے والی معلومات پر کس حد تک اعتبار کیا جا سکتا ہے؟‘‘

محترمہ نے چھوٹتے ہی کہا: ’’مغربی میڈیا بالکل قابل اعتبار نہیں۔ اس کے توسط سے ملنے والی معلومات اکثر توڑ مروڑ کر پیش ہوتی ہیں۔ غلط اعداد وشمار پر مبنی ہوتی ہیں۔ باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ناظرین کی ذہن سازی کے لیے اس انداز، ترتیب وتسلسل کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں کہ ان کی صحت وسچائی ذہن نشین ہو جائے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ان معلومات کو قبول کرنے سے پہلے ریسرچ کر لیں۔ چھان پھٹک لیں۔ انٹرنیٹ کے ایک مؤثر ذریعے سے جس کے توسط سے بامعنی تحقیق ممکن ہے۔

برسوں صحافتی میدان میں دھکے کھانے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ حقائق کو پس انداز کر کے بڑی سطح پر بے تکان جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ہمیں صرف اقوال پر نہیں، افراد کے اعمال پر نظر رکھنی چاہیے۔ کہنے والے کہتے تو بہت کچھ ہیں مگر کرتے اس کے برعکس ہے۔ میں ایک پاول کے ان بیانات کو جو اس نے عالمی میڈیا پر دیے، کبھی بھول نہیں سکتی، صریحا دروغ بیانی پر مبنی تھے۔ اس نے کہا تھا میلان (ویت نام) میں کوئی اقدام قتل نہیں ہوا۔ کوئی نہیں مارا گیا جبکہ دنیا نے دیکھا وہاں کیسی کیسی غارت گری ہوئی؟ امریکیوں نے کشتوں کے پشتے لگائے۔ پھر اسی پاول نے کہا: جنین میں کچھ نہیں ہوا۔ جنین میں جو کچھ ہوا، ساری دنیا جانتی ہے۔ کتنی انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ میں خود وہاں موجود تھی لاشوں کی سڑاند اور بدبو سے دماغ پھٹا جا رہا تھا اور پاول کہہ رہا تھا کچھ نہیں ہوا۔ پھر اسی پاول نے اقوام متحدہ میں سیٹلائٹ تصاویر کے ذریعے دنیا کو باور کرایا کہ عراق میں صدام حسین تباہ کن کیمیاوی ہتھیار تیار کر رہا ہے اور پھر عراق پر جنگ مسلط کر دی گئی۔ بعد میں سب نے یہ مان لیا۔ سب جھوٹ وافترا کا پلندہ تھا۔ اب تو پاول جب بھی بولتا ہے تو میں اس کے لبوں کی حرکت دیکھ کر بتا سکتی ہوں وہ جھوٹ بول رہا ہے۔‘‘

راوی: عبدالعزیز راجہ

محترمہ اپنے قول کو دلیلوں اور حقائق کی روشنی میں جس طرح ثابت کر رہی تھیں۔ لگتا تھا ابھی اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ شاید تنگیٔ وقت کے سبب وہ تھم گئیں، لیکن اطوار سے اندازہ ہو رہا تھا کہ متنبہ کر رہی ہیں۔ میڈیا پر اپنی گرفت مضبوط کرو۔ اپنے ذرائع پیدا کرو۔ محنت کرو۔ تحقیق کرو۔ ورنہ یہ عفریت تمہیں جھوٹ بول بول کر ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا رہے گا۔ ڈستا رہے گا۔ اس کا توڑ کر لو۔

محترمہ کہنے لگیں: ’’جب بارک اوباما آیا تو میں بڑی پُرامید تھیں کہ اوباما استحصال کی شکار نسل کا نمائندہ ہے۔ اسے محرومیوں کا خوب احساس ہے۔ امپریلزم اور نو آبادیاتی نظام کی ناانصافیوں سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ یہ ضرور کچھ کرے گا، مگر افسوس صد افسوس! اس نے بھی وہی کچھ کیا جو جارج بش نے کیا۔ اس کی سوچ اور اس کے عمل سے کوئی تبدیلی رونما ہوئی اور نہ ہی کوئی توقع وابستہ کی جا سکتی ہے۔ اوباما کے جنگی جرائم کی نوعیت بش کے جرائم سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔‘‘

سوال کیا گیا: ’’آیندہ آنے والے سالوں میں مغربی معاشرے میں سوچ وفکر کی تبدیلی کا کیا امکان ہے؟‘‘

محترمہ نے کہا: ’’مجھے امید ہے مغربی معاشرہ جس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور تبدیلیاں جس تیزی سے رونما ہو رہی ہیں...... تقریباً سو سال قبل برنارڈ شا کی ایک پیش

گوئی کی طرف اشارہ کرتی ہوں۔ اس نے کہا تھا: ''آئندہ 150 برسوں میں یورپ میں مذہب اسلام پھیل جائے گا اور اکثریتی مذہب کی حیثیت اختیار کرلے گا۔''

آج جس طرح اسلامی تعلیمات کا مطالعہ ہو رہا ہے اور جس انداز سے رجوع ہو رہا ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اُمید قوی ہے کہ ان شاء اللہ یورپ میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ معاشرے میں انسانی اور اخلاقی قدریں رواج پائیں گی۔ اور انسانیت اپنی معراج کو پہنچے گی۔ اشاعت اسلام میں بنیادی ذمہ داری ہم مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ ہمارا عمل، ہماری حسن معاشرت، ہمارے معاملات غیر مسلموں کو دین کی طرف راغب کریں۔ دین اسلام حق ہے اور حق غالب آکر رہے گا۔''

محترمہ کی اس بات کو سوچ کر یہ خیال اور راسخ ہوتا جاتا ہے کہ شاید غیر مسلموں کے اسلام میں داخل ہونے میں رکاوٹ ہم موروثی مسلمان، پارٹ ٹائم مسلمان ہیں۔ ہمارے قول و فعل کا تضاد اور عمل کا فقدان رکاوٹ بن رہا ہے۔ جس طرح محترمہ مریم صاحبہ حسن اخلاق کی مثال دیکھ کر قائل ہوئیں۔ جو چیز ان کے دل کو لگی وہ طالبان کا عمل تھا۔ اللہ کرے یہ بات ہمیں بھی سمجھ میں آجائے۔ ہم بھی موروثی کے بجائے حقیقی معنوں میں فل ٹائم مسلمان بن جائیں۔ ہماری معاشرت، ہماری تجارت، ہماری عدالتیں، ہمارے دفتر، ہمارے بازار، ہمارے اسکول کالج، ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، خریدنا بیچنا، معاملات کرنا، شادی بیاہ، غمی موت کے مواقع پر رسوم و رواج کے بجائے اللہ اور اللہ کے رسول کی چاہت کو پورا کرڈالیں۔ پھر دیکھیں اس کے ثمرات کیسے مرتب ہوتے ہیں؟

سوال پوچھا گیا: ''محترمہ! پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں دین دار طبقے کو کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے؟''

جواباً محترمہ نے کہا: ''اتحاد'۔ یہ ہی ایک ایسی حکمت عملی ہے جو پاکستان کے مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار کرسکتی ہے۔ خطرات اور مشکلات سے نمٹنے کا حوصلہ و ہمت دے سکتی ہے۔ ٹکڑوں میں تقسیم قوت اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں جو شخص اسلام کے دائرے میں داخل ہے، اسلام کے پانچوں ستونوں پر ایمان رکھتا ہے، وہ مسلمان ہے۔ مجھے مسلمانوں کی اقسام بیان کرنے والی اصطلاحوں، ماڈریٹ مسلمان یا ریڈیکل مسلمان سے چڑ ہے۔ مسلمان یا تو مسلمان ہے یا نہیں ہے۔ اس میں ماڈریٹ (معتدل ہونے) کے کیا معنی ہیں؟ مسلمان ہونے کے لیے مکمل دین اسلام پر ایمان و عمل ہونا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لینی چاہیے۔ یعنی قرآن و حدیث پر عمل کو یقینی بنانا چاہیے۔ اپنے اتحاد کو قائم رکھنا چاہیے۔ متحد رہیں گے تو باقی رہیں گے۔ منتشر ہوں گے تو اپنا وجود کھو بیٹھیں گے۔ کفر و طاغوت کی سازشوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے ایک ہو جانا ضروری ہے۔ غیر متزلزل یقین اور اعتماد کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہنے ہی میں بقا کا راز پنہاں ہے۔''

محترمہ کا پیغام سیدھے سادے الفاظ میں بالکل واضح اور صاف ہے۔ پاکستان کی بقا دین اسلام کی سچی تعلیمات پر کاربند رہتے ہوئے متحد اور منظم رہنے میں ہے۔ کفر یہ طاغوتی سازشوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننے کے لیے ہر اینٹ کو اینٹ کے ساتھ مضبوطی سے جڑنا ہوگا۔

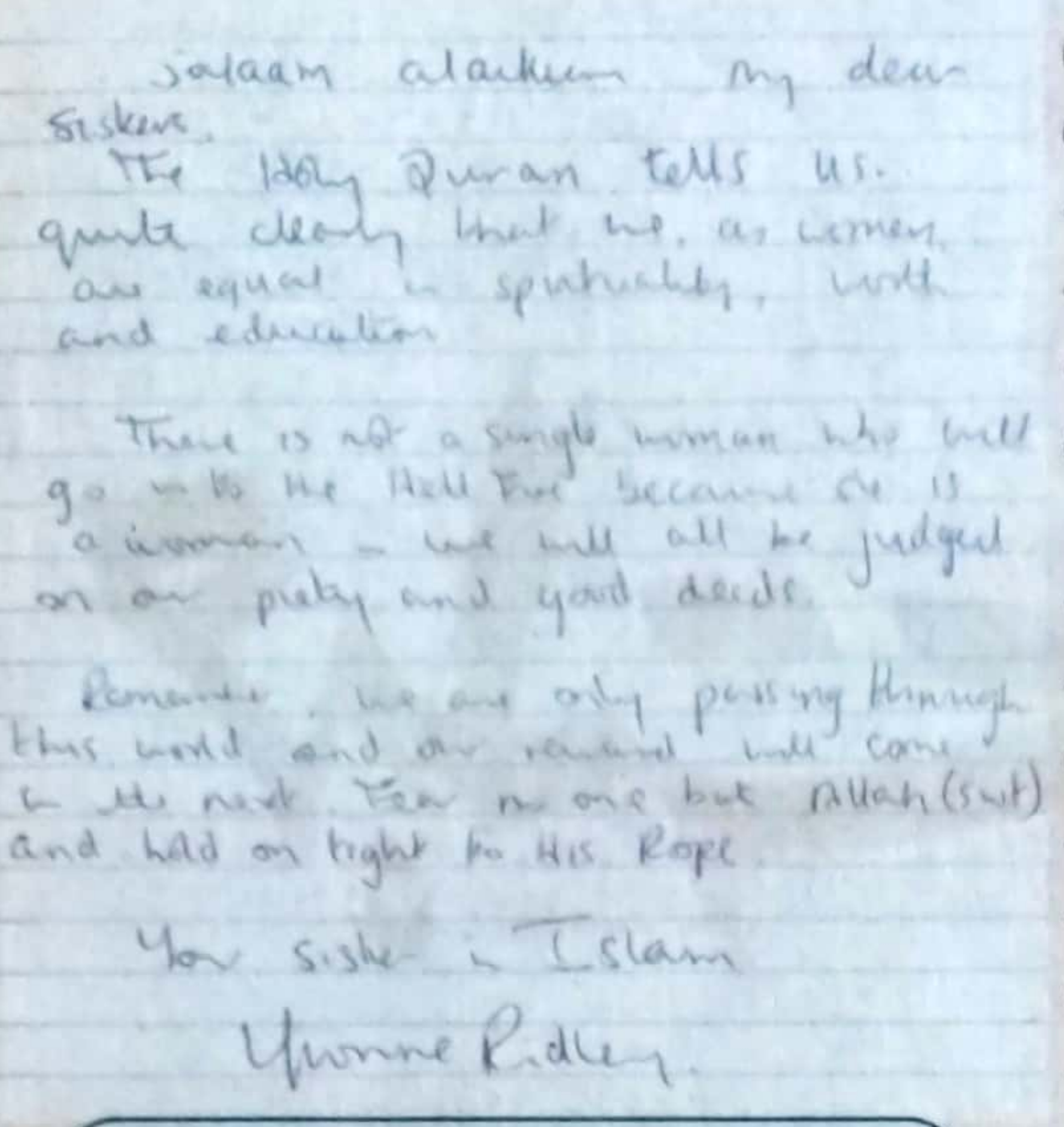
salaam alaikum my dear sisters.
The Holy Quran tells us quite clearly that we, as women, are equal in spirituality, worth and education.
There is not a single woman who will go into the Hell Fire because she is a woman - we will all be judged on our piety and good deeds.
Remember we are only passing through this world and our reward will come in the next. Fear no one but Allah (swt) and hold on tight to His Rope.
Your sister in Islam
Yvonne Ridley

مریم ایون ریڈلی کے ہاتھ سے تحریر بہنوں کے نام پیغام کا عکس

سوال کیا گیا: ''ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے امکانات کیا ہیں؟''

محترمہ نے کہا: ''پاکستان اور سعودی عربیہ کے علماء کا یہ فیصلہ موجود ہے کہ اُمت مسلمہ کا کوئی ایک فرد، کوئی ایک مسلمان اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک کہ وہ مظلوم مسلمان بہن کو (جس حال میں ڈاکٹر عافیہ ہے) کو رہا نہ کرالے۔ حکومت امریکا سے کوئی توقع ہے اور نہ ہی امریکی عدالتوں کے بارے میں کوئی خوش فہمی ہے۔ صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ''پریشر''۔ عوامی دباؤ۔ ہر کونے سے، ہر طبقے سے، ہر طرف سے خوب واویلا مچایا جائے۔ دُہائی دی جائے۔ بس ایک ہی راستہ ہے۔ جب دباؤ بڑھ جائے گا تو امریکی حکومت مزاحمت نہ کرسکے گی۔ عالمی سطح پر احتجاج کو رجسٹرڈ کرایا جائے۔ احتجاجی ریلیاں نکالی جائیں۔ میڈیا میں ترتیب اور تسلسل کے ساتھ آواز اُٹھائی جاتی رہے۔ امریکی بڑے ڈھیٹ ہیں۔ شروع میں تو جوں تک نہیں رینگے گی پھر دباؤ کے سامنے زیادہ دیر تک نہیں رک سکیں گے۔ ایک جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔''

سوال کیا گیا: ''مظلوموں کے اس جدوجہد کے دوران آپ کو مشکلات کا سامنا کس حد تک کرنا پڑا؟''

جواب ملا: ''ظاہر ہے یہ کوئی آسان کام تو ہے نہیں۔ قدم قدم پر مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان کے حالیہ دورے ہی کو لے لیجیے جب میں ہیتھرو ایئرپورٹ لندن پہنچی تو انسداد دہشت گردی پولیس نے مجھے حراست میں لے لیا۔ تابڑ توڑ تفتیش کے مرحلے سے گزرنا پڑا۔ آخر میں پوچھا گیا: پاکستان جارہی ہو، کیا ارادے ہیں؟ میں نے صاف صاف دو ٹوک لفظوں میں جواب دیا: ''تمہارے آقا (امریکا بہادر) کے ظلم و ستم کے ستائے ہوئے مظلوموں کی آہ فریاد دنیا تک پہنچانے کے لیے پاکستان جارہی ہوں۔'' پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میں نے مشکل سے رات کی فلائٹ پکڑی۔''

آخر میں محترمہ کی خدمت میں گزارش کی گئی مسلمان خواتین کے نام آپ کیا پیغام دینا چاہیں گی۔

محترمہ نے کہا: ''لکھ دیتی ہوں۔'' چنانچہ ان کا ہاتھ سے لکھا ہوا پیغام چوکھٹے میں ترجمے کے ساتھ ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

ملاقات ختم ہوئی۔ انٹرویو پینل کے ارکان اس سارے عرصے سر جھکائے، نظریں نیچے کیے بیٹھے رہے، سوال پوچھتے رہے اور جواب سنتے رہے۔ محترمہ نے الوداعی کلمات گرم جوشی اور پسندیدگی کے ساتھ ادا کیے۔ یوں لگا کہ محترمہ کو خواتین کا احترام کرنے والوں، ان کا مقام سمجھنے والوں سے باتیں کرنا اچھا لگا۔ احترام سے جھکی نظروں نے طالبان کی معیت میں گزرے اچھے دنوں کی یاد تازہ کردی۔

☆☆☆☆

''میری بہنو!

السلام علیکم!

قرآن حکیم ہم عورتوں کو روحانی ترقی اور تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔ کوئی ایک عورت بھی صرف اس لیے جہنم میں نہیں جائے گی کہ وہ عورت تھی۔ بلکہ ہم سب کے اعمال کا جائزہ تقوی اور اعمال حسنہ کی بنیاد پر ہوگا۔

یاد رہے ہم اس دنیا سے گزر رہے ہیں (مسافر کی طرح) اور ہمیں اجر آگے (آخرت) جاکر ملے گا۔ صرف اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو۔

تمہاری اسلامی بہن

مریم یوآنے ریڈلے

ابھی تو پنکھا پوری طرح بند بھی نہیں ہوا تھا پھر بھی سکون سے سوئے تمام نفوس اس طرح جاگ اٹھے جیسے کوئی الارم بجا ہو۔ نادیہ نے پہلی فرصت میں ہاتھ کا پنکھا ڈھونڈا اور حارث کو جھلنے لگی۔ ''اپنی خیر ہے، بچے اٹھ جائیں تو دوہرا عذاب......!''

مہلت

اب دو گھنٹے لوڈشیڈنگ کے ظلم کو سہنا تھا۔ نیند سے برا حال، پھر گرمی اور ہاتھ کے رکتے ہی حارث کا کسمانا......کوفت اور بے زاری کا ناقابل بیان وقت تھا۔ اللہ اللہ کر کے دو گھنٹے گزرے، لائٹ آئی اور وہ بے فکری سے سوگئی۔

فجر کے لیے الارم بجا، اس نے بند آنکھوں سے الارم بند کیا اور سوگئی۔ عامر نماز کے لیے جاتے ہوئے اسے جگا کر گئے وہ پھر سوگئی، پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو قریبی مسجد سے اعلان ہو رہا تھا کہ ''مکروہ وقت شروع ہوگیا ہے۔ اس وقت کوئی بھی نماز نہ پڑھیں پندرہ منٹ بعد نماز ادا کیجیے۔''

وہ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ ابھی اشراق نماز پڑھ کر عامر کو آجانا تھا۔ فٹافٹ منہ دھویا اور کچن کا رخ کیا۔

☆

نادیہ کچن میں مصروف تھی جب ظہر کی اذان ہوئی سالن تیار تھا۔ روٹیاں بنانی تھیں۔ حارث کے دس پھیلاوے سمیٹنے تھے۔ دھونے کے کپڑے پانی کی بالٹی میں ڈوبے اس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ ان سب کاموں سے فارغ ہوئی تو عصر ہونے میں صرف پانچ منٹ باقی تھے۔ ظہر کا وقت تو کاموں میں نکل گیا تھا اس نے وضو کر کے عصر پڑھ لی۔

☆

عین مغرب کے وقت حارث کو الٹی ہوگئی۔ کپڑے، گھر سب خراب کر دیا۔ نادیہ نے جلدی سے لے کر اسے صاف کیا، گھر صاف کیا، حارث کے کپڑے بدلے اور ہاتھ کے ہاتھ دھو بھی ڈالے۔ اس سارے کام سے فارغ ہونے تک مغرب قضاء ہو چکی تھی۔

☆

عامر کے دکان سے آتے ہی وہ دستر خوان لگا دیتی۔ ان کے آنے سے پہلے اگر وہ عشاء پڑھ لیتی تو ٹھیک۔ ورنہ عشاء عموماً رہ ہی جاتی۔ اتنا مصروف ترین دن گزارنے کے بعد اس کی بالکل ہمت نہیں ہوتی تھی کہ سونے سے پہلے عشاء پڑھ لے۔

☆

دو دن سے اس کے گلے میں ہلکا ہلکا درد ہو رہا تھا۔ آج صبح اٹھی تو کان میں بھی درد......شام تک اسے بخار ہو چکا تھا۔ اس نے بخار کی عام گولی لی اور اطمینان سے سوگئی۔ امید تھی صبح تک طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو بخار شدت اختیار کر چکا تھا۔ طبیعت کافی بوجھل تھی۔ ناشتہ عامر نے ہی تیار کیا۔ پر وہ ہزار کوشش کے باوجود بھی حلق سے اتار نہ سکی......بڑی مشکل سے چند ایک نوالے کھائے اور دوبارہ لیٹ گئی۔ حارث کو تیار کر کے عامر نے اپنی بہن کے پاس چھوڑ دیا اور دس بجے واپس آنے کا کہہ کر دکان پر چلے گئے۔

☆

نجانے کون سا پہر تھا۔ اس کے حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے۔ تکلیف کی شدت سے اس کی بند آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پانی کی شدید طلب تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میز سے پانی لینا چاہا پر نہیں لے سکی۔

حلق اتنا کڑوا اور سخت ہو رہا تھا کہ تھوک بھی نہیں نگلا جا رہا تھا کجا کہ وہ گلاس میں بھر کر پانی پیتی اور پانی کی طلب ایسی تھی کہ کوئی ٹھنڈا ٹھار گلاس پانی سے لبالب بھر کر اسے پیش کر دے اور وہ غٹا غٹ پی جائے...... بے بسی کا عجیب عالم تھا۔ آنسو تو اتر سے بہہ رہے تھے کہ اچانک ہی عامر رحمت کے فرشتے کی طرح آگئے۔ اس کی خواہش کے عین مطابق اسے پانی مل گیا پر وہ پی نہ سکی۔ ایک گھونٹ نگلنے میں ہی اسے اتنی دقت ہوئی کہ وہ خواہش کے باوجود اگلا گھونٹ نہیں بھر سکی۔

اچانک ہی اس کے ذہن میں عامر کی کچھ دن پہلے کی آواز گونجی۔ فضائل اعمال سے تعلیم کرتے ہوئے انہوں نے حدیث پڑھی تھی کہ ''بے نمازی کو پندرہ طرح کے عذاب ہوتے ہیں۔ پانچ دنیا کے، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور چار حشر کے روز......موت کے وقت کا ایک عذاب یہ ہے کہ بے نمازی پیاسا مرتا ہے، چاہے پورا سمندر پی لے پر اس کی پیاس نہیں بجھتی''

قرات گلستان

اسے لگا وہ بس مرنے ہی والی ہے۔ حالت نزع کی سی پیاس ہے جو بجھائے نہیں بجھے گی۔ اس نے فوراً استغفار اور کلمۂ طیبہ پڑھنے کی کوشش کی اور ناکام ہوگئی۔ اسے لگا ''مہلت'' ختم ہوگئی۔ بے بسی کا عجیب عالم تھا۔ ذہن پر شدید بوجھ تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوگئی۔

☆

''اب کیسی طبیعت ہے؟'' اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر عامر نے پوچھا۔

''ٹائم کیا ہو رہا ہے؟''

''رات ہو رہی ہے'' عامر نے نرمی سے جواب دیا۔

''مغرب کی اذان ہوگئی؟''

''ہاں عشاء کی بھی نماز ہوگئی۔ تم کچھ کھاؤ گی یا پیو گی؟''

''نہیں میں پہلے نماز پڑھوں گی''

نادیہ کا جواب سن کر عامر حیران ہو گئے وہ بیٹھے بیٹھے نماز چھوڑ دیتی تھی تو پھر ایسی بیماری اور نقاہت میں تو نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

''پہلے کچھ کھالو، ڈاکٹر نے کہا ہے کہ کچھ کھا کر دوائی لینا''

''ہاں لے لوں گی، پہلے نماز......''

نقاہت کی وجہ سے اس سے بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔ عامر اس کے لیے کچھ کھانے کے لیے کچھ لینے کچن کی طرف چلے گئے اور وہ ہمت کر کے وضو کے لیے جانے لگی، آستین چڑھاتے ہوئے وہ اپنی پچھلی قضاء نمازوں کا حساب کرنے لگی، ذہن تھکا تھکا اور بوجھل سا تھا اور دل شرمسار......

اس نے دل میں مصمم ارادہ کیا کہ اب کبھی کوئی نماز نہیں چھوٹے گی۔ چاہے دنیا کے کتنے ہی کام رہ جائیں نماز نہیں رہنی چاہیے......اللہ نے آج زندگی دے کر ایک موقع دیا ہے۔ اگلی بار شاید نہ ملے...... ایک پیاس کی تکلیف ناقابل برداشت اور شدید ہے تو حالتِ نزع کتنی سخت ہوتی ہوگی اور اگر بے نمازی ہو تو......؟؟

یہ ہم سب کے لیے سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو نماز اس کے وقت پر اور خشوع و خضوع سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسے لگا وہ بس مرنے ہی والی ہے۔ حالت نزع کی ہی پیاس ہے جو بجھائے نہیں بجھے گی۔ اس نے فورا استغفار اور کلمۂ طیبہ پڑھنے کی کوشش کی اور ناکام ہوگئی۔ اسے لگا ''مہلت'' ختم ہوگئی۔

محبت کا زیور

آج دین نہ ہونے کی وجہ سے کم و بیش ہر گھر میں لڑائی اور جھگڑا ہے۔ خصوصاً جب یہ جھگڑا میاں بیوی کے درمیان ہو تو نہ صرف ان دونوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے بلکہ اس کا اثر پورے گھر، پورے خاندان بلکہ آیندہ نسلوں پر بھی پڑتا ہے۔

ایک عرب خاوند نے اپنی نئی نویلی دلہن کو شادی کے دن ''چار'' عربی اشعار پیش کیے، جن کو بلا مبالغہ محبت کے زیور سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ امید ہے کہ اس زیور کو جو خاتون بھی پہنے گی اس کی دنیا بھی سجے گی اور ان شاءاللہ آخرت بھی...... ان اشعار میں بہت ہی اچھے اور بہت ہی پیارے انداز میں نئی نویلی دلہنوں کو نصیحتیں کی گئی ہیں۔ میں ان کو ہر مسلمان بہن کی خدمت میں، چاہے ابھی ان کی شادی نہ ہوئی ہو یا جو شادی شدہ ہوں، پیش کرتی ہوں۔

اہلیہ محمد فیصل شہزاد

خذ العفو منی تستدیمی مودتی

ولا تنطقی فی وقت حین أغضب

''کبھی مجھ سے غلطی ہو جائے تو معافی اور چشم پوشی سے کام لینا، تاکہ تمہاری محبت میرے ساتھ ہمیشہ کے لئے رہے اور جب میں غصہ میں ہوں تو اس وقت مجھے بالکل جواب مت دینا۔''

ولا تنقرینی نقرک الدف مرۃ

فانک لا تدرین کیف المغیب

''مجھے اس طرح مت بجانا جس طرح تم ڈھول بجاتی ہو۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس میں کیسی آواز نکلے (یعنی اگر تم غصے کے وقت چپ نہ ہوئیں تو ہوسکتا ہے میرے منہ سے ایسی بات یا الفاظ میری بے احتیاطی کی وجہ سے نکل جائیں، جس سے عمر بھر تمہیں پریشانی اٹھانا پڑے اور مجھے بھی۔)''

ولا تکثری الشکویٰ فتذھب بالھویٰ

ویاباک قلبی والقلوب تقلب

''شکوہ شکایت کی کثرت بری چیز ہے، اس سے میاں بیوی کے درمیان محبت ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں اگر تم بھی اس میں مبتلا ہو گئیں تو میرا دل تم سے نفرت کرنے لگے گا اور دلوں کو بدلنے میں اور خیالات کو آنے جانے میں دیر نہیں لگا کرتی۔ انسان کے ہر سانس کے ساتھ نیا خیال اندر جاتا ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ شکوہ شکایت کی عادت بنا لینا رفتہ رفتہ محبت کو نفرت سے بدل دیتا ہے۔''

فانی رأیت الحب فی القلب والاذی

اذا اجتمعا لم یلبث الحب یذھب

''میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ شوہر کی طرف سے محبت اور بیوی کی طرف سے نافرمانی کی تکلیف یا شکوہ شکایت یا شوہر کے غصہ کے وقت خود بھی غصہ میں آجانا، جواب پہ جواب دیتے جانا یہ دونوں باتیں اگر جمع اور یکجا ہو جائیں تو شوہر کی محبت ایسی بیوی سے ختم ہو جاتی ہے۔''

اگر خواتین اپنے خاوند سے ایسی محبت چاہتی ہیں جو روز بروز بڑھتی جائے تو ان نصیحتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ حبِ زوج کے لیے اکسیر ہیں۔ ان اشعار کا خلاصہ دوبارہ ملاحظہ فرمالیجیے۔

شاعر اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ میری غلطیوں کوتاہیوں کو فوراً معاف کردینا، دل میں ان کو مت رکھنا۔ اور اگر کبھی تم سے کوئی غلطی ہو جائے اور مجھے غصہ آجائے تو اس وقت خاموش رہنا اور اپنی غلطی کا اقرار و اعتراف کرلینا...... اگر بالفرض اپنی غلطی بھی نہ ہو تب بھی اس وقت تو یہی کہنا کہ آیندہ ایسا نہیں ہوگا جیسے آپ کہیں گے، ویسے ہی کروں گی (بعد میں جب غصہ اتر جائے گا اور جب آپ کے خاوند کو حقیقت کا پتہ چلے گا تو آپ دیکھیں گی کہ وہ شرمندگی کا اظہار بھی کریں گے اور آپ کی وقعت اور محبت ان کے دل میں دوچند ہو جائے گی ان شاءاللہ)۔

تیسری بات شاعر یہ کہتا ہے کہ شکوے شکایت مت کرنا، شوہر کے گھر میں جو کچھ اللہ تعالیٰ دے، اس پر شکر کرنا اور جو اس کے گھر میں ساس نند دیورانی وغیرہ سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرنا اور اللہ سے مدد مانگتے رہنا۔ کبھی کبھی شوہر کا مزاج دیکھ کر کہنے میں حرج نہیں، لیکن ایسا نہ ہو کہ شوہر تھکا ہوا گھر پر آئے اور بیوی کی طرف سے شکایتیں شروع ہو جائیں کہ آپ کی ماں نے یہ کہا، آپ کی بہن نے مجھے اس طرح کہا، بچہ اتنا شریر ہے بات نہیں مانتا، آپ میرا ساتھ نہیں دیتے وغیرہ اس طرح شکایت مت کرنا۔

اس لیے کہ ان شکایتوں سے تھکے ماندے شوہر کو سخت تکلیف ہوگی اور پھر رفتہ رفتہ آپ کی طرف سے اس کے دل میں میل آجائے گا۔ اس کے برعکس حکمت و بصیرت سے کام لینے سے، تکالیف پر صبر کرتے ہوئے جن سے تکلیف پہنچی ان کے لیے دعا کرنے سے، شوہر کے مزاج اور موڈ کو دیکھتے ہوئے بات کرنے سے، ان شاءاللہ نہ صرف شوہر کے دل میں اللہ تعالیٰ آپ کی محبت اور قدر بڑھا ئیں گے بلکہ رفتہ رفتہ تمام گھر والے بھی آپ کے گرویدہ ہو جائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان قیمتی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نیا ایڈیشن | امتحانی ترتیب | جدید اضافہ ۱۴۳۰ھ کے حل شدہ پرچہ جات کے ساتھ

وفاق المدارس بنات / بنین کا شکریہ

آپ کی دعاؤں اور تجاویز کے ساتھ خصوصی رعایتی قیمت میں

سوالاً جواباً

نفحۃ اللحاق فی حل سوالات الوفاق

اپنے قریبی کتب خانہ سے طلب فرمائیں

عامہ بنات (۱۲) سال ۱۴۱۹ تا ۱۴۳۰ھ
خاصہ 〃 (۱۲) سال ۱۴۱۹ تا ۱۴۳۰ھ
عالیہ 〃 (۱۲) سال ۱۴۱۹ تا ۱۴۳۰ھ
عالمیہ 〃 (۱۷) سال ۱۴۱۴ تا ۱۴۳۰ھ
عالمیہ بنین (۱۰) سال ۱۴۲۱ تا ۱۴۳۰ھ
عامہ بنین ....

چند مبارک تالیفات

مؤلفہ علامہ عبدالبر محمد قاسم مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان

• تاریخ علم نحو اور علماء نحو کے حالات
• تاریخ قدیم مدارس عربیہ • حقیقت کتاب

حقیقت اسم محمد ﷺ

☆ اسم محمدؐ کے حکیمانہ نکات
☆ اسم محمدؐ کے معنوی لطائف
☆ رسول اکرم ﷺ کے اسماء کی حکمت ☆ اسم محمدؐ اور احمد کی علمی تحقیق

باموکل عملیات پر پہلی مستند کتاب

شرح حزب البحر باموکل

مع ★ نقشہ جات دعائے حزب البحر مع اسماء حسنیٰ
★ دعائے حزب البحر باموکل مع اسم ذات (اللہ)
ہوا مع ★ ہر جملے کے نقوش پہلی بار پیش کیے گئے ہیں
از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مکتبہ قاسمیہ ملتان پاکستان نزد گھنٹہ گھر
061-4542085
0300-7300097

رنگِ حنا

صبیح فاطمہ

مہندی میں کیمیکلز کا استعمال جلدی امراض کا اہم سبب

دست حنائی...... اور ابھی تو ہاتھوں پر سے مہندی بھی نہ اتری تھی...... اردو زبان میں اس قسم کے جملے عام رہے ہیں، جن سے صرف ایک ہی سمت اشارہ ہوتا ہے اور وہ ہے رنگِ حنا! ایک مشہور شعر کا مصرعہ ہے ۔

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

یہ شعر جس زمانے میں کہا گیا تھا، بلا شبہ اس دور میں مہندی کے پتوں کو سل پر پیس کر رنگِ حنائی کے لیے استعمال کیا جاتا تھا لیکن جوں جوں وقت بدلتا گیا، دوسری چیزوں کی طرح جدت طرازی نے مہندی میں بھی اپنا رنگ جمایا اور اب وہ دور خواب وخیال ہوا جب مہندی کے پتوں کو پیس کر پیالے میں رکھ کر ہتھیلی کی زیبائش بڑھانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ آج تو جھٹ سے بازار جاؤ، مہندی کی کون خریدو، ہتھیلی پر بیل بوٹے بناؤ اور تھوڑی ہی دیر میں یہ خشک ہو جائے تو ہاتھ دھو کر ہتھیلی کی رنگینی پہ ناز کرتے پھرو۔

مشرق میں زمانہ قدیم سے ہی مہندی کو نسوانی ہاتھوں کی خوب صورتی میں اضافے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ حنائی رنگ اور خوشبو کے بغیر دلہن کا تصور آج بھی ممکن نہیں ہے۔ حنا کا رنگ تیز آئے، اس بات کے لیے لڑکیاں ہمیشہ سے ہی مہندی میں کبھی چائے کا پانی تو کبھی کتھے کا پانی ملاتی رہی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ دلہنوں کے ہاتھوں میں ساری رات اور دن بھر مہندی لگی رہتی تھی تب کہیں جا کر ہتھیلیاں گہری نارنجی ہو پاتی تھیں۔ جس لڑکی کے ہاتھوں پہ لگی مہندی کا رنگ دوسری سہیلیوں کے مقابلے میں زیادہ گہرا آتا، اسے نہایت خوش نصیب تصور کر کے کہا جاتا تھا کہ "بھئی اس کے میاں تو بہت چاہنے والے ہوں گے۔" لیکن اب ہر دلہن اپنی حنا لگی ہتھیلی پر ناز کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کون میں تیار شدہ دستیاب مہندی کا رنگ خوب چڑھتا ہے اور اس کے لیے دلہن کو کئی کئی گھنٹے ہاتھوں پر مہندی نہیں لگائے رکھنا پڑتی، بس ایک کون...... اور لگانے کے بعد ایک آدھ گھنٹے کا انتظار...... اور پھر مہندی بھی یوں رنگ جمائے کہ سب دیکھتے ہی رہ جائیں۔

مہندی کو ہتھیلیوں کی زیبائش کے علاوہ بال رنگنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن کون میں ملنے والی تیار مہندی اور پتوں سے پیس کر تیار کی جانے والی مہندی میں بہت فرق ہے۔ اطباء مہندی کی تاثیر کو ٹھنڈی بتاتے ہیں لیکن اب جدید ماہرین ان اطباء کی بات کی تو تردید نہیں کرتے لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ خالص مہندی کی تاثیر تو بہت ٹھنڈی بلکہ جراثیم کش ہوتی ہے لیکن بہت کم وقت میں تیز رنگ دینے کے لیے کون کی مہندی میں جو کیمیکلز استعمال کیے جا رہے ہیں وہ جلد کے لیے بے حد خطرناک ہیں۔

پاکستان ایسوسی ایشن آف ڈرماٹولوجسٹس سے وابستہ معالجین کہتے ہیں کہ "گزشتہ برسوں میں ایسی خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے جو کہ ہاتھوں پر بازاری کون سے مہندی لگاتی رہی ہیں اور اس کے استعمال سے انہیں جلدی امراض لاحق ہو چکے ہیں۔ جب ہم نے اس حوالے سے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مہندی کا رنگ گہرا اور جلد لانے کے لیے اس پیشے سے وابستہ کچھ لوگ مہندی پاؤڈر خاص طور پر کون مہندی میں مصنوعی رنگ اور تیزابی اثر رکھنے والے کیمیکلز ملا دیتے ہیں۔ یہ مہندی فوراً رنگ لاتی ہے جو گہرا کتھئی یا سیاہی مائل ہوتا ہے جبکہ دنیا میں کہیں بھی مہندی کے ایسے پتے نہیں ملتے جن سے رنگ گہرا کتھئی یا سیاہی مائل آئے۔ کیمیکل ملی مہندی کے اثرات نہایت نقصان دہ اور دیرپا ہوتے ہیں۔

اکثر خواتین نے محسوس کیا ہوگا کہ اس مہندی کے استعمال کے فوری بعد ہتھیلیوں میں ہلکی خارش اور جلن محسوس ہوتی ہے اور یہ ہاتھوں پر لگی رہے تو اس کیفیت میں تیزی آنے لگتی ہے۔ واضح رہے کہ جلن کے بعد فوراً ہاتھ دھو بھی لیے جائیں تو بھی اس کے مضر اثرات ختم نہیں ہوتے۔ جہاں جہاں کون مہندی کی مدد سے ڈیزائن بنایا جاتا ہے، وہاں سرخی اور سوجن آ جاتی ہے۔ جلد اگر بے حد حساس ہو تو ان جگہوں پر پانی والے چھالے یا آبلے پڑ جاتے ہیں۔ اس صورت میں متاثرہ خاتون انتہائی تکلیف، خارش اور جلن محسوس کرتی ہیں۔ یہ صورت حال ایسی لڑکی کے لیے تو جسمانی تکلیف کے علاوہ ذہنی اذیت کا بھی باعث بنتی ہے جس کی رخصتی میں صرف ایک ہی دن باقی بچا ہو۔

معالجین کے مطابق کون مہندی سے ہونے والی تکلیف ختم ہونے میں کم از کم دو ہفتے یا اس سے زیادہ عرصہ لگ جاتا ہے وہ بھی اس صورت میں کہ جب علاج بروقت شروع کر دیا جائے۔ سوجن، خارش اور جلن ختم ہونے کے بعد اس بات کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ یہ نشانات کب ختم ہوں گے۔ زیادہ تر نشانات ساری عمر کے لیے جلد پر رہ جاتے ہیں۔ معالجین کہتے ہیں کہ بالوں کو رنگنے کے لیے پتوں والی مہندی کو پیس کر لگانا ہی درست طریقہ ہے۔ بالوں میں لگائے جانے والی کالی مہندی کو بھی کیمیکل سے پاک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کالی مہندی کا استعمال کرنے والے اکثر مرد اور خواتین کے سروں پر ایگزیما ہو جاتے ہیں اور یہ کیسز عام ہیں۔ ایگزیما کے علاوہ متاثرہ مرد وخواتین کے بال بھی تیزی سے جھڑنے لگتے ہیں۔

معالجین برائے جلدی امراض مشورہ دیتے ہیں کہ اگر مہندی کے پتوں کو خرید کر گھر میں گرائنڈر میں پیس کر ہی استعمال کیا جائے تو نہ صرف خواتین بلکہ سروں میں مہندی لگانے والے مرد بھی نادانستگی میں خود کو لگا لینے والے متعدد جلدی امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ قدرتی مہندی کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بہت اچھی جراثیم کش ہوتی ہے، یوں قدرتی مہندی کے فطری استعمال سے ہم دوسرے اسباب کی وجہ سے ہونے والی جلدی انفیکشن سے بھی محفوظ ہو سکتے ہیں۔ طب نبوی میں بھی حنا کی اس خاصیت کا ذکر ملتا ہے۔

آپ کا دستر خوان

کدو کا میٹھا

اجزاء:

کدو (کاشی پھل) ایک کلو، شکر 300 گرام، بادام 150 گرام، پستہ 50 گرا، دار چینی ایک ٹکڑا، ونیلا ایسنس حسب ضرورت، کریم حسب پسند۔

ترکیب:

کدو کو چھیل کر پانچ سینٹی میٹر کے چوکور قتلے بنالیں اور کسی کم گہرے برتن میں نصف انتہائی اونچائی تک پانی ڈال کر یہ قتلے دار چینی اور ونیلا ایسنس ملا کر ہلکی آنچ پر گلنے تک پکائیں۔ دار چینی نکال کر پھینک دیں اور پانی کم ہونے پر شکر شامل کر کے گاڑھا ہونے تک ڈھانپ کر بالکل کم آنچ پر پکنے دیں۔ بعد ازاں سرونگ ڈش میں نکال کر اس پر چوپ کیے ہوئے بادام اور پستے بھی ڈال دیں اور ٹھنڈی کریم کے ساتھ پیش کریں۔

ساگ والا گوشت

اجزاء:

بکرے کا گوشت 600 گرام، پالک 500 گرام، نمک حسب ذائقہ، ہری مرچ 5 عدد، لہسن کے جوے (چوپ کر کے) 6 تا 8 عدد، ادرک (قاشوں میں) ایک انچ کا ٹکڑا، تیزپات دو عدد، گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچ، ادرک کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، لہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، زیرہ ایک چائے کا چمچ، سرخ مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، پیاز (لچھوں کی شکل میں) ایک کپ، ڈالڈا کوکنگ آئل چار کھانے کے چمچ۔

ترکیب:

گوشت کو صاف کر کے دھوئیں اور ڈیڑھ انچ کی بوٹیاں بنالیں۔ پالک کو صاف کر کے ڈنڈیاں علیحدہ کر دیں اور ایک منٹ کے لیے نمک ملے ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر نکالیں اور پانی نتھار کر ہری مرچوں کے ساتھ ہلکا سا گرائنڈ کرلیں۔ ایک برتن میں تیل گرم کر کے تیزپات ڈالیں اور پھر گرم مصالحہ اور زیرہ بھی شامل کرلیں۔ اورک و لہسن کا پیسٹ، سرخ مرچ پاؤڈر اور گوشت ڈال کر تیز آنچ پر بھونیں اور تین کپ پانی ڈال کر گوشت گلنے تک پکائیں۔ آخر میں پالک اور نمک ڈال کر مزید پکائیں اور بھون کر اتار لیں۔ اورک چھڑک کر گرما گرم تناول کریں۔ یاد رہے کہ گرم مسالہ 6 چھوٹی الائچیوں، دو بڑی الائچیوں اور ایک ٹکڑا اور دار چینی پر مشتمل ہوگا۔

چھٹیوں میں اپنا دین سیکھئے

فہم الاسلام شارٹ کورس

27 جون بروز اتوار بعد نماز ظہر اس کورس کے بارے میں بیان ہوگا اور داخلے کیے جائیں گے۔

کیم جولائی تا کیم رمضان المبارک 12 اگست

بعد نماز ظہر 3 گھنٹے روزانہ

برائے طلباء و طالبات

نصاب

تجوید و قرأت

ترجمہ تفسیر قرآن حکیم

حدیث رسول ﷺ

اسلامک بینکنگ

تکافل

پراویڈنٹ فنڈ

شیئرز

کریڈٹ کارڈ

خصوصیات

جدید سہولیات سے آراستہ کلاس روم، پرسکون ماحول، ماہرین فن اساتذہ کرام، پروجیکٹر اور LCD کا استعمال

رابطہ

مرکز العلوم الاسلامیہ والعصریہ

247-245 گلشن بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

فون 042-5426246 فیکس 042-5426247

WWW.CIMS.PK

Email:are@brain.net.pk

مزید معلومات کیلئے 0321-4130900

نوٹ > حفاظ کرام کیلئے قرآن پاک کی دہرائی کی الگ کلاس ہوگی

ورزش بھگائے بیماری

ام ساریہ

آج ہر طرف سے نت نئی بیماریوں کا واویلا سنائی دیتا ہے لیکن مشاہدہ یہ ہے اکثر لوگ ان بیماریوں کو خود دعوت دیتے ہیں، سادہ کھانے کی بجائے مرغن کھانا اور ضرورت کی بجائے تحاشا کھانا بیماریوں کو دعوت دینا ہی ہے۔ آج انسانوں کی بڑی تعداد فربہی مائل ہے۔ اور پھر صرف کھانا ہی نہیں بلکہ اس پر مستزاد سستی اور کاہلی بھی موٹاپے کی ایک بڑی وجہ ہے، جس کا لازمی نتیجہ موٹاپے کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔ موٹاپا جو بیماریوں کی ماں ہے۔

شہر کے رہنے والے اکثر لوگ یہ بہانا بناتے ہیں کہ ہمیں ورزش وغیرہ کا وقت ہی نہیں ملتا۔ تو یاد رکھیے اچھی صحت کے لیے "حیاتین ورزش" بے حد ضروری ہے اور بغیر اس حیاتین کے ہم صحت مندی کا خواب نہیں دیکھ سکتے۔ آج میں ایسے لوگوں کو ایک بہترین ورزش بتاتی ہوں جو وقت کی کمی یا اور کسی وجہ سے باقاعدہ ورزش نہیں کر سکتے، تو ایسے لوگ سب سے پہلے تو یہ کریں کہ گاڑیوں کا استعمال کم سے کم کریں۔ اپنی قدرتی سواری (پاؤں) کو زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ چہل قدمی، دوڑ اور سب سے آسان سیڑھیاں چڑھنا ایسی بہترین ورزشیں ہیں جن کے لیے آپ کو الگ سے وقت نہیں نکالنا پڑے گا اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا۔ کئی کئی منزلہ عمارتوں میں لگے لفٹ یا بجلی کے جھولوں کی بجائے سیڑھیاں استعمال کر کے بھی یہ حیاتین آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ خواتین کے لیے بہترین ورزش گھر کا معمول کا کام کاج ہے۔ بجائے ماسی رکھنے کے خود گھر کی صفائی، جھاڑو، پونچھا کریں۔ گھر سے باہر آتے جاتے بجائے لفٹ کے سیڑھیاں استعمال کریں تو ان شاء اللہ چند ہی دنوں میں موٹاپا اور دوسری بیماریاں دم دبائے بھاگ جائیں گی۔

برٹش میڈیکل جرنل کے مطابق لندن میں چند طبی محققین نے زیر زمین ریلوے اسٹیشنوں میں لگی خودکار برقی سیڑھیوں کے قریب یہ پوسٹر لگا دیا: "صحت مند رہنے اور وقت کی بچت کے لیے سیڑھیاں استعمال کیجیے۔"

مشاہدے سے ثابت ہوا کہ تین ہفتوں بعد بارہ سے بیس فی صد مرد اور پانچ سے بارہ فی صد خواتین سیڑھیاں استعمال کرنے لگیں۔ یوں ذرا سی ترغیب سے انہوں نے کاہلی، سستی چھوڑ کر جسمانی فعالیت کا رستہ چن لیا۔

ثابت قدمی

مرسلہ: صائمہ خالد اعوان۔ میر ہزار خان

حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ فرماتے ہیں:

"مولانا عبداللہ ایک نوجوان کو مجھ سے ملانے کے لیے لائے اور بتایا کہ یہ وہ خوش نصیب نوجوان ہے جو روسی انقلاب کے زمانے میں بھی دن میں پانچ بار کھلے عام اذان دیتا اور نماز پڑھتا تھا۔ یہ سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی، میں نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نوجوان نے اپنی پیٹھ پر سے کپڑا ہٹایا، اس کی پیٹھ پر ایک ایک انچ پر زخموں کے نشانات موجود تھے۔ میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نوجوان نے کہا: "جب میں نے پہلی مرتبہ اذان دی تو پولیس والے مجھے پکڑ کر لے گئے اور خوب مارا۔ میں جان بوجھ کر اس طرح ہو گیا جیسے کوئی پاگل ہوتا ہے۔ پولیس والے جتنا زیادہ مارتے، میں اتنا ہی زیادہ ہنستا۔ ایک ہی وقت میں کئی کئی پولیس والے مارتے اور مارتے مارتے تھک جاتے مگر میں مار کھاتے ہوئے نہ تھکتا تھا۔ مجھے بجلی کے جھٹکے بھی لگائے گئے اور کئی کئی گھنٹے برف پر لٹایا جاتا رہا۔ پوری رات الٹا لٹکا دیا جاتا تھا، گرم چیزوں سے داغا جاتا، میرے ناخن کھینچے گئے مگر میں سب کچھ برداشت کرتے ہوئے یہ ظاہر کرتا رہا جیسے میں پاگل انسان ہوں اور جان بوجھ کر پاگلوں والی حرکتیں کرتا رہا۔ پولیس والوں نے ایک سال تک پٹائی کرنے کے بعد مجھے پاگل خانے بھجوا دیا۔ وہاں بھی میں نے ایک سال اسی طرح گزارا حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے لکھ دیا کہ یہ شخص پاگل ہے اور اس کا ذہنی توازن خراب ہے، یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، اپنے آپ میں مگن رہتا ہے لہٰذا اب اسے دوبارہ گرفتار نہ کیا جائے۔ اس کے بعد مجھے آزاد کر دیا گیا، میں نے ایک چھوٹی سی مسجد نما جگہ بنالی، دن میں پانچ مرتبہ اذان دیتا اور کھلے عام نماز پڑھتا تھا۔"

یہ سن کر میں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس کی ثابت قدمی پر رشک کرتا رہا۔

بقیہ: حقوق زوجین

غیرت کا تقاضا ہے کہ مرد موجودہ دور کے حیا سوز میڈیا جراثیم سے اپنے گھر کے ماحول کو پاک رکھے۔ ٹی وی، ویڈیو، ڈش، تصاویر سے اٹے اخبارات ورسائل اور فحش لٹریچر کہنے کو تو وسائل تعلیم یا ذرائع ابلاغ واشاعت ہیں مگر فحاشی وعریانی اور اخلاقی انارکی پھیلانے میں ان کا کردار کسی ذی ہوش سے مخفی نہیں۔ بالخصوص ٹی وی جوان نسل کو تباہ کرنے میں جو کردار ادا کر رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں، لہٰذا ہر غیرت مند مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی آل اولاد اور گھر کے ماحول کو اس زہر سے بچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔

زیادہ سختی نہ کرے:

بیوی اگر نماز، شرعی پردہ اور دیگر دینی اعمال میں کوتاہی کرے تو اس کی اصلاح وتادیب ضروری ہے (اس کی تفصیل خاوند کے حقوق کے تحت بھی آ رہی ہے) لیکن اس سلسلے میں زیادہ سختی کرنا اور اس قدر مار پٹائی کرنا کہ جس سے جسم پر نشان پڑ جائیں ناجائز ہے۔ ایسا تشدد اصلاح کی بجائے افساد کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سختی سے منع فرمایا۔ چناں چہ ارشاد فرمایا: "تم میں کوئی شخص بیوی کو ایسے (بے دردی سے) نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر (اس کا محتاج بن کر) دن کے آخری حصے میں اس سے جماع کرے۔" (بخاری ومسلم عن عبداللہ بن زمعۃ رضی اللہ عنہ)

دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: **لا تضربوا اماء اللہ الحدیث** "اللہ کی بندیوں کو مت مارو۔" (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، ابن حبان عن ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

خطبۂ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ تمہارے پاس قیدی کی طرح ہیں۔ اور تمہارا ان پر حق ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ بٹھائیں جس کا بیٹھنا تمہیں ناگوار ہو، اگر وہ ایسی حرکت کریں تو انہیں ہلکے مار دو جس سے جسم پر نشان نہ پڑیں۔" الحدیث (مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی عورت کو یا غلام کو نہیں مارا، نہ کبھی کسی مخلوق کو مارا مگر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔" (بخاری ومسلم)

پس خاوند کی کوشش ہونی چاہیے کہ اصلاح کا کام مارنے کی بجائے وعظ وتلقین یا زیادہ سے زیادہ زجر وتوبیخ سے انجام پا جائے اور اگر مار پٹائی کی نوبت آ ہی جائے تو اس میں حد اعتدال سے نہ نکلے۔ (جاری ہے)

کھانسی ختم کرنے کے لیے ایک مفید ٹوٹکا

ام عبداللہ

اگر کسی (بچے یا بڑے) کو اکثر کھانسی کی شکایت رہتی ہو تو یہ ٹوٹکا آزما کر دیکھیے، ان شاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔

اجوائن، سویا اور کھر برامی (مجھے اس دیسی دوائی کا نام اردو میں مل نہ سکا، ہم میمن زبان میں اسے کھر برامی کہتے ہیں) ان تینوں اشیاء کو ہم وزن لے کر ایک بوتل میں مکس کر کے رکھ لیں۔

رات کو تھوڑی سی دوائی تقریباً دو کپ پانی میں بھگو دیں اور صبح اس پانی کو خوب جوش دیں۔ اتنا جوش دیجیے کہ پانی ایک کپ رہ جائے۔ یہ پانی دن میں دو سے تین دفعہ بچوں کو اور پانچ سے چھ دفعہ بڑوں کو وقفے وقفے سے دیں۔ کھانسی میں کمی ہونے لگے تو دن میں ایک دفعہ تک لے آئیں۔ جن کو دائمی کھانسی ہو یا ٹانسلز وغیرہ کی شکایت ہو تو کچھ عرصے تک بلا ناغہ دن میں ایک یا دو دفعہ اس کا استعمال رکھیں۔ ان شاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔ آزمودہ ہے۔

اگر ان تینوں اشیاء کو ہم وزن لے کر پیس کر رکھ لیا جائے اور آدھا چمچ یہ پاؤڈر ایک چمچ شہد کے ساتھ تھوڑا سا چٹا دیا جائے تو بھی فائدہ مند ہے۔ زیادہ کھانسی ہو تو دن میں پانچ سے چھ دفعہ دے دیں۔

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین
The TRUTH

Subscription Charges
Rs. 1200 for 1 Year (52 issues 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 issues 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 issues 1 issue free)
Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106 Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi
رقم میزان بینک کی کسی بھی برانچ میں جمع کرائیں اور ڈپازٹ سلپ کا سیریل نمبر دیے گئے مرکزی رابطہ نمبر پر بتادیں

کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528
کوئٹہ: 0333-7805339 | سرگودھا: 0321-6018171 | تربت: 0321-2140814
لاہور: 0300-4284430 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0300-7332359
پشاور: 0314-9007293 | فیصل آباد: 0333-4365150

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 11/G-1-4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052,021-36881355
www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com

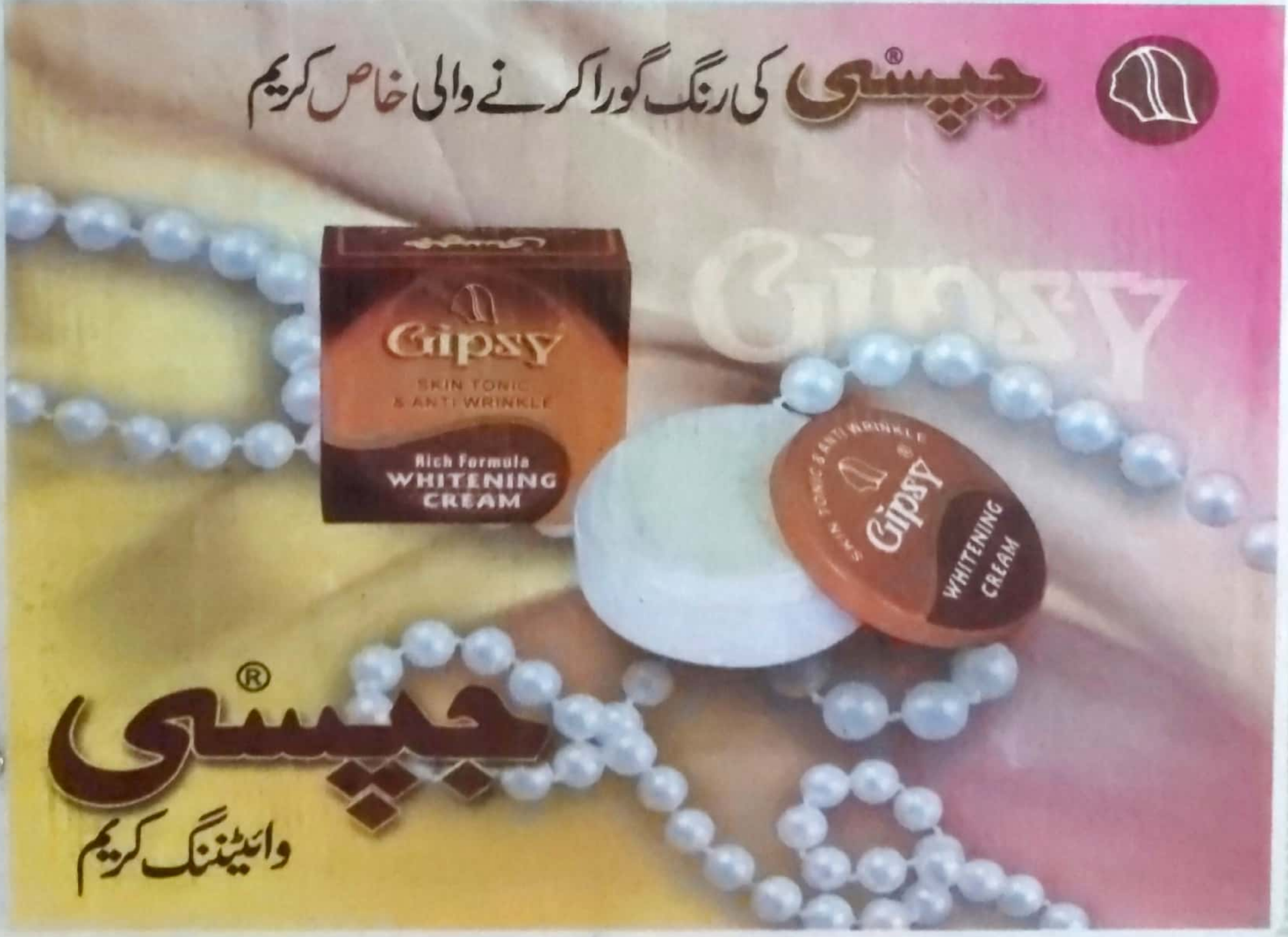

خواتین کا اسلام

380

بدھ 10 رجب 1431ھ مطابق 23 جون 2010ء

سینہ بے کینہ

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS

New and Unique Jewellery Collection

S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

جنتی صفات والے مرد اور عورتیں

''بے شک فرماں بردار مرد ہوں یا فرماں بردار عورتیں، مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔''

(الاحزاب آیت 35)

تشریح: مسلمانوں کو قرآن کریم میں جب بھی کوئی حکم دیا گیا ہے یا ان کو کوئی خوش خبری دی گئی ہے تو عام طور سے مذکر ہی صیغہ استعمال ہوا ہے، اگرچہ خواتین بھی اس میں داخل ہیں (جیسا کہ دنیوی قوانین میں بھی صورت حال یہی ہے) لیکن بعض صحابیات کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ خاص مؤنث کے صیغے کے ساتھ بھی خواتین کے بارے میں کوئی خوش خبری دیں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (آسان ترجمہ قرآن، حضرت مفتی تقی عثمانی)

آیات مذکورہ میں عورتوں کی دل جوئی اور ان کے اعمال کی مقبولیت کا خصوصی ذکر فرمایا گیا ہے، جس میں یہ جتلا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت اور فضیلت کا مدار اعمال صالحہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اس میں مرد و عورت میں کوئی امتیاز نہیں۔

(معارف القرآن)

الحدیث

صلۂ رحمی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے (حدیبیہ والے) معاہدے کے زمانہ میں میری ماں جو اپنے مشرکانہ مذہب پر قایم تھی (سفر کر کے مدینے میں) میرے پاس آئی، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ کچھ خواہش مند ہے، تو کیا میں اس کی خدمت کروں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! اس کی خدمت کرو (اور اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو بیٹی کو ماں کے ساتھ کرنا چاہیے)'' (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اور دوسری ماں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں، ان کی ماں کا نام روایات میں قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ذکر کیا گیا ہے (جن کو حضرت ابوبکر نے زمانہ جاہلیت ہی میں طلاق دے کر الگ کر دیا تھا) بہر حال اسلام کے دور میں یہ ان کی بیوی نہیں رہیں اور اپنے مشرکانہ طریقے ہی پر قائم رہیں۔ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں جب مشرکین مکہ کو مدینہ آنے کی اور مدینہ کے مسلمانوں کو مکہ جانے کی آزادی حاصل ہوگئی تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ ماں اپنی بیٹی کے پاس مدینہ آئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

''مجھے ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ کیا ان کے کافر و مشرک ہونے کی وجہ سے میں ان سے ''ترک موالات'' کروں یا ماں کے رشتے کا لحاظ کر کے ان کی خدمت اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ: ''ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو (جو ماں کا حق ہے)۔''

آثار صحابہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

مدائنی نے بسند عمرو بن عثمان روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ مسماۃ اروی بنت عبدالمطلب کے یہاں ان کی عیادت کے لیے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغور دیکھنا شروع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تھوڑا بہت ان دنوں تذکرہ ہو چلا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے عثمان! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ بڑا تعجب ہے کہ آپ کا ہم لوگوں میں کیا مرتبہ تھا اور اب آپ پر کیا افترا پردازی کی جا رہی ہے!''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں لاالہ الا اللہ کہا۔ خدا گواہ ہے کہ یہ سن کر میں کانپ گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ وفی السماء رزقکم وما توعدون. فو رب السماء والارض انہ لحق . الایۃ

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیزیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا آسمان و زمین کے پروردگار کی قسم بے شک یہ سب اسی طرح حق ہے جس طرح کہ تم بات کرتے ہو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

[حیاۃ الصحابہ حصہ اول]

غم اور فکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ، مَاضٍ فِیْ حُکْمِکَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَائُوکَ، اَسْاَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ، اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَداً مِنْ خَلْقِکَ، اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَ صَدْرِیْ، وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ.

اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا، تیری بندی کا بیٹا ہوں، تیرا حکم مجھ میں جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے، یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ سکھایا ہے، یا علم الغیب میں اس کے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنادے۔ [احمد/۱/۳۹۱]

پیاوِسحر

ترتیب اور سلیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اچھا کام کرنے کی لگن قابل تعریف ہے کہ یہ لگن ہی ہمیں عمل کی راہ دکھاتی ہے..... مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی بھی اچھا کام ترتیب اور سلیقے کے بغیر نہیں ہوسکتا..... تخریب اور توڑ پھوڑ کے کام کے لیے کسی سلیقے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایسے کام تو بدتمیزی، بدوضع اور ہلڑ بازی کے ساتھ ہی انجام پاتے ہیں..... مگر تعمیری کام اور مفید سرگرمیاں ترتیب کا تقاضا کرتی ہیں، جب ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے کاموں کی توفیق مانگتے ہیں تو یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ ہمیں ان کے لیے اچھا اسلوب، عمدہ ترتیب اور بہترین سلیقہ عطا فرما.....

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ہمارے لیے اس بارے میں بھی بہترین رہنمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہر کام اور ہر معاملے میں بہترین ترتیب اور اعلیٰ ترین سلیقہ نظر آتا ہے..... ایک کھانا تناول فرمانے کا منظر ہی دیکھ لیجیے کہ ہاتھ دھونا، بسم اللہ پڑھنا، اپنے سامنے سے کھانا، کھانے میں نقص نہ نکالنا، دعا پڑھنا..... کتنا خوب صورت انداز ہے اور کیا ہی پیارا قرینہ ہے! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ہر ہر ادا، اسی طرح مرتب اور منظم ہے..... صبح تہجد کے وقت بیداری سے لے کر رات کو بستر پر استراحت تک ہر شے کا ایک بڑا دلکش نظام ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یہ ثابت کرتی ہے کہ حسنِ ترتیب، نفاست، سلیقے اور خوش اسلوبی کے لیے مال و دولت اور مادی وسائل کے انبار درکار نہیں، یہ تو انسان کی ذاتی صلاحیت اور مزاج پر منحصر ہے..... اگر طبیعت میں سلیقہ ہو تو ایک دیہاتی عورت بھی گھر کے کام کاج اسی خوش اسلوبی سے انجام دے سکتی ہے کہ پورے گاؤں والے اس کے سگھڑپن کی مثالیں دیں اور اگر طبیعت ہی لاابالی واقع ہو تو میاں کی تنخواہ لاکھوں روپے ہونے کے باوجود گھر کسی گودام کا منظر پیش کرتا ہے۔

والسلام

اللہ جلالہٗ

آتا ہے سکوں دل کو میسر ترے گھر میں
سب اعلیٰ و ادنیٰ ہیں برابر ترے گھر میں
رہتی نہیں غربت کی شکایت اسے ہرگز
ہوجاتا ہے آباد جو بے گھر ترے گھر میں
لیتے ہیں اسے تھام وہیں بڑھ کے فرشتے
کھاتا جو معمولی سی ٹھوکر ترے گھر میں
رکھتے ہیں جو پہچان بقا اور فنا کی!
چمکاتے ہیں وہ آکے مقدر ترے گھر میں
کچھ دیر تو شیطان کی چالوں سے بچیں گے
یہ سوچ کے آجاتے ہیں اکثر ترے گھر

ازھر درانی

چیف ایڈیٹر: مفتی فیصل احمد ایڈیٹر: مولانا محمد افضل میگزین ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل ریحان
"خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِ تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

۵

حقوق زوجین

بیوی کی وفات کے بعد اس کا ذکر خیر کرتا رہے:

بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد خاوند اسے فراموش نہ کر دے، بلکہ اس کے لیے دعائے خیر اور ایصال ثواب کا سلسلہ جاری رکھے، وقتاً فوقتاً اس کا ذکر خیر کرتا رہے۔ بالخصوص جبکہ بیوی نیک طینت، دین دار اور باوفا ہو۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ ہو:

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ فرماتے تو ان کی تعریف و توصیف اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے تھکنے کا نام نہ لیتے، چناں چہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تذکرہ فرمایا تو مجھے بھی غیرت نے ابھارا، اس لیے میں نے عرض کیا 'اس بوڑھی خاتون کا نعم البدل جوان بیوی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا' میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہو گئے جس سے میرے دل میں شرمندگی پیدا ہوئی، اور میں نے دل میں کہا: 'اے اللہ! اگر آپ آج اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی مجھ سے دور فرما دیں تو آئندہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر برائی سے کبھی نہ کروں گی۔' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حالت دیکھی تو ارشاد فرمایا: (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق) آپ نے کیسے یہ بات کہہ دی؟ واللہ! وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا اور ان سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی جبکہ آپ (اور دیگر ازواج) سے مجھے اولاد نہ ہوئی۔'' (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ ایک بوڑھی خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''آپ کون ہیں؟''

بولیں: ''میں جثامۃ المزنیہ ہوں (جثامہ: ست وکاہل)۔''

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ آپ حسانۃ المزنیہ ہیں (حسانہ: بہت حسین)۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''آپ لوگ کیسے ہیں، آپ لوگوں کا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد آپ لوگ کیسے رہے؟''

انہوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، ہمارا اچھا حال ہے۔''

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جب وہ چلی گئیں تو میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بوڑھی پر ایسی توجہ کی نظر فرمائی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بات یہ ہے کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں اور یقیناً عہد کا پاس رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔'' (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہی مجھے غیرت آتی تھی، حالاں کہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا۔''

آپ فرماتی ہیں: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تو اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔''

آپ فرماتی ہیں: ''ایک دن میں نے یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیا کہ خدیجہ؟ (یعنی ان کی کیا خصوصیت؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے دل میں ان کی محبت ڈال دی گئی'' (بخاری ومسلم)

خلاصہ یہ کہ میاں بیوی دنیا میں دونوں ایک دوسرے کے محسن ہیں ایک کے مرنے پر دوسرا، اسے یکسر بھلا دے، یہ احسان فراموشی ہے جو کسی دین دار مسلمان سے بعید ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے شریک حیات کو اس کی وفات کے بعد بھی نہ بھولے، اس کا ذکر خیر رکھے۔ وقتاً فوقتاً ایصال ثواب کرتا رہے۔

بیوی کے مالی حقوق:

بیوی کا بنیادی حق ہے کہ خاوند حسب حیثیت اس پر مال خرچ کرے، قرآن وحدیث میں اس کی بہت تاکید اور ترغیب آئی ہے چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔'' (233/2)

''ہر وسعت رکھنے والا اپنی وسعت کے مطابق نفقہ دے۔ اور جس شخص کے لیے اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے وہ اسی میں سے نفقہ دے۔'' الآیۃ (7/65)

''ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں ستاؤ نہیں۔'' الآیۃ (6/65)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب مسلمان اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے کچھ خرچ کرتا ہے تو یہ خرچ کرنا اس کے حق میں صدقہ ہے (صدقہ کا ثواب پاتا ہے)۔'' بخاری ومسلم عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ۔

''تم اپنے گھر والوں پر جو کچھ بھی خرچ کرو اس کا اجر پاؤ گے حتی کہ اس لقمہ پر بھی اجر پاؤ گے جو اپنی بیوی کے منہ میں دو۔'' (بخاری ومسلم عن سعد رضی اللہ عنہ)

مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے گردن چھڑانے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، ان میں اجر وثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔'' (مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ)

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

''اہل وعیال کے لیے کمانا ان پر خرچ کرنا ایسی نیکی ہے کہ کوئی دوسری نیکی حتی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا۔'' (سیر اعلام النبلاء 399/8)

ان ارشادات کا مقصد اہل وعیال پر خرچ کرنے کی ترغیب وتحریض ہے کہ جیسے مسلمان دوسرے مصارف میں ثواب کی امید رکھ کر خوش دلی سے مال خرچ کرتا ہے اسی طرح بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی عظیم نیکی ہے۔ اس نیکی کو بھی مسلمان مد نظر رکھے، یہ مطلب نہیں بیوی بچوں کے سبب دوسرے مصارف خیر کو نظر انداز کر دے، ہر مصرف کی فضیلت واہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

(جاری ہے)

گستاخانہ خاکوں کی پھر اشاعت؟

اسلام دشمن طاقتیں شعائرِ اسلام کی تضحیک کر کے مسلمانوں کو ان کی سنہری روایات اور تہذیب و ثقافت سے محروم کرنا چاہتی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ اپنی اصل تعلیمات بھول چکے ہیں اسی طرح مسلمان بھی خود فراموش ہو جائیں۔ جس طرح مغرب میں ماں، بہن اور بیٹی کا تقدس پامال ہو چکا ہے اسی طرح مسلم معاشرہ بھی بے حیا ہو جائے۔ جس طرح مغرب میں حسب نسب ختم ہو چکا ہے اسی طرح مسلمانوں کا خاندانی نظام کا بھی تیاپانچہ ہو جائے۔ جس طرح وہاں حلال و حرام میں تمیز اور جائز و ناجائز میں فرق نہیں رہا اسی طرح مسلمان بھی یہ نہ پوچھیں کہ یہ حلال ہے یا حرام؟

ویسے تو یہ ناپاک مہم صدیوں سے جاری تھی، دنیا کے گلوبلائزیشن کے بعد اس میں تیزی آئی اور پھر نائن الیون کے بعد تو حد ہوگئی۔ 2001ء کے بعد سابق امریکی صدر بش نے کروسیڈ کا نعرہ لگا کر مسلم دنیا پر چڑھائی شروع کی۔ اس کے بعد سے ایک منظم طریقے سے مسلمانوں اور شعائر اسلام کا مذاق اُڑایا جانے لگا۔ خواتین اسلام تک کی بے حرمتی کی گئی جس کی زندہ مثال ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہیں۔ مدارس، مساجد اور ثقافتی مراکز تباہ کر دیے گئے۔ جہاد کو دہشت گردی کہا جانے لگا۔ صلیبی جنگ میں انسانی حقوق، آزادی رائے، تہذیب اور قانون کی بالادستی کے نام پر اسلامی شعائر کو ہدف بنایا گیا۔ اس کے ردِعمل پر مسلمانوں کو دہشت گرد اور انتہا پسند کے القابات سے نوازا گیا۔

بنت عبد اللہ

اب بھی امریکا اور اس کا ہمنوا ٹولہ اسلام اور مسلمانوں کی توہین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ گذشتہ ہفتے ہی مولی مارس اور اسکے ہمنواؤں نے شرانگیزی کی تمام حدود پار کرتے ہوئے اجتماعی گستاخی کی ہے۔ ہالینڈ کے فلم ساز ''وان گوتھ'' نے جب اپنی رسوائے زمانہ فلم کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کا تشخص مجروح کیا تو ایک مسلمان نوجوان نے اسے واصل جہنم کیا جس پر سارے یورپ نے آسمان سر پر اُٹھالیا۔ اس وقت ہالینڈ کے نائب وزیراعظم و وزیر خزانہ گیریٹ نے کہا تھا:

''اسلامی بنیاد پرستوں کو مکمل طور پر کچل دیا جائے گا خواہ اس کے لیے کتنا ہی مالی خسارہ کیوں برداشت نہ کرنا پڑے۔''

اس کے بعد ڈنمارک، جرمنی، برطانیہ، ہالینڈ اور دوسرے مغربی اخبارات نے توہین آمیز خاکے بنا کر اپنے خبثِ باطن کو آزادی اظہار کا نام دے دیا۔

لیکن کیا اسلام اس طرح مغلوب ہو جائے گا۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیے، اسلام کی حفاظت کے لیے سر کٹانے والوں کی کمی نظر نہیں آئے گی۔ اس سودے

میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آغاز اسلام میں جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور کفر و اسلام کا معرکہ گرم ہوا تو خواتین اسلام نے میدان کارزار میں داد شجاعت دی۔ حضرت سمیہ، اُم رومان، ام سلیم، فاطمہ بنت اسد، خنساء، خولہ، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھن کی قربانیاں سب کو معلوم ہیں، ایسی باہمت بنات اسلام نے کفار کے خلاف ہر قسم کے جہاد میں حصہ لیا۔

فاطمہ بنت عبداللہ جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی ہوئی شہید ہوگئیں۔ اقبال نے انہی کے بارے میں کہا تھا:

فاطمہ تو آبروئے اُمت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے

مغرب خوب سمجھ لے، یہ قصہ صدیوں سے چل رہا ہے۔ جب بھی اسلام پر مشکل وقت آیا تو مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے دین کا تحفظ کیا ہے۔ اس طرح کی حرکتوں سے دین اسلام کو مٹایا جا سکتا ہے نہ مسلمانوں کے دلوں سے شعائر اسلام کی اہمیت کو کم کیا جا سکتا ہے۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیاں

☆ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (ان کا اصل نام بَرَکہ تھا) ☆ سلمیٰ ام رافع رضی اللہ عنہا ☆ ماریہ رضی اللہ عنہا ☆ ریحانہ رضی اللہ عنہا ☆ ربیحہ رضی اللہ عنہا ☆ حضرہ رضی اللہ عنہا ☆ رضوی رضی اللہ عنہا ☆ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا ☆ میمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا ☆ ام ضمیرہ رضی اللہ عنہا ☆ ام عیاش رضی اللہ عنہا ☆ امیمہ رضی اللہ عنہا ☆ جمیلہ رضی اللہ عنہا ☆ برکہ حبشیہ رضی اللہ عنہا ☆ بریرہ رضی اللہ عنہا ☆ رزینہ رضی اللہ عنہا ☆ سیرین رضی اللہ عنہا (یہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں) ☆ خولہ رضی اللہ عنہا ☆ موہبہ رضی اللہ عنہا ☆ ہند رضی اللہ عنہا ☆ اسماء رضی اللہ عنہا۔ [حوالہ: سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 59]

﴾ ام کعب اسامہ۔ کراچی ﴿

بہترین گفٹ پیکیج

اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو

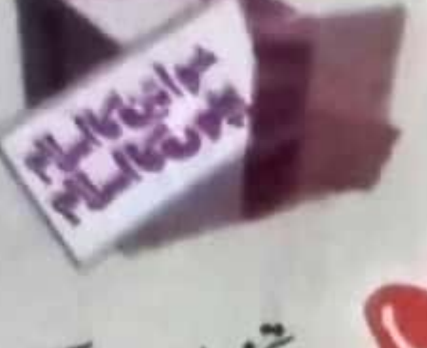

بچوں کا اسلام
یا
خواتین کا اسلام

تحفے میں دیجیے

دو ماہ تک ہر ہفتے کا تازہ میگزین صرف 100 روپے میں بھجوائیں۔

جتنے میگزین بھجوانا چاہتے ہیں ان کی مجموعی رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں یا بینک میں جمع کرانے کی صورت میں نیچے دیئے گئے نمبروں پر رابطہ فرمائیں۔

نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور ایڈریس لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

مزید معلومات کیلئے Ph:021-36688747 EXT 246-213

یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

ہمارا پتہ

سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 1/11 G-4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

سینہ بے کینہ

ام سفیان

"خواتین کا اسلام" میں جب ایک تحریر پڑھی تو مجھے پچھلا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ تحریر تو یہ تھی کہ قرطبی نے بتلایا کہ عورت کا جو نفقہ مرد کے ذمے ہے وہ صرف چار چیزیں ہیں: کھانا پینا، لباس اور مسکن۔ اس سے زائد جو کچھ شوہر اپنی بیوی کو دیتا یا اس پر خرچ کرتا ہے وہ تبرع و احسان ہے واجب و لازم نہیں۔

اسی طرح کافی دن پہلے کی بات ہے ایک اور جگہ بھی پڑھا تھا جس کا مفہوم اس طرح تھا کہ شوہر اپنی تنخواہ اپنی محنت کی کمائی بیوی کو دیتا ہے یا خرچ کرتا ہے تو بیوی کو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جو بیویاں شوہر کا شکریہ ادا کرتی ہیں ان سے اللہ خوش ہوتا ہے اور جو شکریہ ادا نہ کریں تو اللہ ان سے ناراض ہوتا ہے۔

جب یہ باتیں پڑھیں تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کس منہ سے شوہر صاحب کا شکریہ ادا کریں۔ آخر ناک بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ آج تک کم آمدنی کے طعنے دیتے رہے اور اب اچانک شکریہ کیسے ادا کریں؟ دل بڑا بے چین تھا، اپنے رب کو بھی منانا تھا اور انا بھی آڑے آ رہی تھی۔ دوسرے لفظوں میں جھکیں گے بھی نہیں اور ٹوٹیں گے بھی نہیں والا معاملہ تھا۔ پہلے تو اللہ میاں ہی سے کہتی رہی کہ آپ کا بے حد شکریہ، آپ نے میرے شوہر کو (مال) دیا اور انہوں نے مجھے...... لیکن پھر دل سے آواز آئی:

"زیادہ چالاک مت بنو! شوہر کا شکریہ شوہر کو کرنا ہے۔"

لیکن یہ کام بڑا اوکھا تھا، جان جا رہی تھی شکریہ کے چند الفاظ بولتے ہوئے۔ لیکن اللہ میاں دل کا حال جانتے ہیں، ایسی ترکیب سے کام کروایا کہ میں بھی حیران رہ گئی۔ سوچا آپ کو بھی بتا دوں کہ آپ بھی اس طرح اپنے بڑے صاحبان کا شکریہ ادا کر سکتی ہیں جو کہ ضروری ہے رب کو راضی کرنے کے لیے۔

ہوا یوں کہ یہ کمپیوٹر پر کام کر رہے تھے کہ چھوٹی بیٹی ایک رسالہ لائی اور مجھے پکڑا کر کہا:

"مجھے پڑھ کر سنائیں۔"

اب جو پڑھنا شروع کیا تو مضمون کا عنوان تھا 'دو انسانوں کا اختلاف'...... عنوان دیکھ کر مجھے فوراً ایک ترکیب سوجھ گئی۔ میں نے مضمون پڑھنا شروع کیا......

"معاشرے میں رہتے ہوئے انسانوں سے غلطی ہو سکتی ہے۔ (بیچ کا ایک پیراگراف چھوڑ دیا) ایسی صورت حال میں عفو و درگزر کا معاملہ کیا جائے کیوں کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس انسان کی غلطیوں کو جلدی معاف فرما دیں گے۔"

اتنا پڑھ کر میں نے کتاب ایک طرف رکھ کر با آواز بلند کہا:

"میں نے سب کو معاف کیا، آپ بھی کہہ دیں آپ نے سب کو معاف کیا؟"

وہ چپ، منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہے۔

"ارے سنیے تو اچھا موقع ہے، اتنی اچھی بات سامنے آئی ہے میں نے تو سب کو معاف کیا، آپ بھی معاف کر دیں، جلدی سے کہہ دیں، آپ نے بھی معاف کیا، اللہ میاں آپ کو معاف کر دیں گے۔"

بڑی مشکل سے وہ کام چھوڑ کر متوجہ ہوئے اور ہنستے ہوئے میری طرف دیکھا۔

میں نے پھر کہا: "کہہ بھی دیں۔"

کہنے لگے: "میں نے بھی معاف کیا۔"

میں نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔ پھر اگلا عنوان پڑھا جو یہ تھا

"سینہ بے کینہ کا مطلب۔ کوشش کیا کریں کہ دوسروں کی غلطیوں کو فوراً معاف کر دیا کریں۔ بات دل ہی سے نکال دیا کریں، اس لیے کہ دل سے رنجش دور کر دینے سے انسان کے سینے میں کینہ نہیں رہتا اور اگر رنجش باقی رہے تو اسے کینہ کہتے ہیں جو دین کی نظر میں بدترین چیز ہے۔ مومنوں کے بارے میں دل میں کینہ نہیں رکھنا چاہیے، اللہ سے سینہ بے کینہ مانگا کریں۔ اگر کسی سے ایذاء پہنچے تو دل سے اس کو معاف کر دیں۔"

میں پھر کتاب بند کر کے شروع ہو گئی:

"او ہو! کتنی اچھی باتیں لکھی ہیں، اللہ سے سینہ بے کینہ مانگا کریں۔ میں سب کو دل سے معاف کرتی ہوں اور اپنے دل سے تمام رنجشیں ختم کرتی ہوں۔ آپ بھی کہیے، دل سے معاف کرتے ہیں۔"

وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے کمپیوٹر پر اور غور سے دیکھنے لگے۔ لیکن میں بھی لگی رہی، بھنبھن لگاتی رہی، اور آخر کار پیار محبت سے کہلوا ہی لیا کہ دل صاف ہے، سب کو دل سے معاف کیا۔

"شاباش آپ کو اس کا اجر ملے گا۔"

پھر کتاب کھولی تیسرا اور اہم عنوان تھا 'شکریہ ادا کرنے کی اہمیت'

"اگر کوئی بھلا کرے تو اس کا شکریہ ادا کیا کریں۔ آج کے دور میں معلوم نہیں ہم مسلمانوں کو کیا ہوا ہے کہ ہم کسی کے احسان کرنے پر دو بول شکریے کے بھی زبان سے نہیں نکالتے، الا ماشاء اللہ...... حالانکہ ہمیں فرمایا گیا ہے کہ جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا، تو ہمیں یہ تعلیم دی گئی تھی لیکن ہم اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔"

بس یہاں تک پڑھا اور رائٹر کی تعریف شروع کر دی۔

"کتنی اچھی اور صحیح باتیں لکھی ہیں، واقعی ہمیں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، ہے نا! جیسے آپ میرا شکریہ ادا کریں کہ میں آپ کو اتنی اچھی اچھی باتیں سنا رہی ہوں یا میں گھر کا اتنا کام کرتی ہوں۔"

وہ طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگے: "ہونہہ ابھی کرتا ہوں۔"

"چلیں میں پہل کر دیتی ہوں، آپ کا شکریہ آپ جو کماتے ہیں، ہم پر خرچ کرتے ہیں، آپ کا بہت بہت بہت شکریہ...... اللہ آپ کو اس کا بہترین اجر دے۔"

میں نے دیکھا، ان کا چہرہ خوشی سے کھل گیا تھا، وہ حیرانی اور خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ اچانک دل سے منوں بوجھ اتر گیا۔ یہ الگ بات کہ انہوں نے ہمارا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا لیکن میں نے تو اللہ کی رضا کے لیے دل سے بات کہی تھی اور وہ خوش بھی ہو گئے۔

پھر میں بچوں کو سمیٹتی ہوئی وہاں سے اٹھ آئی۔ جس کام کو کرنے کے لیے پروگرام نہیں بن رہا تھا وہ ہو بھی چکا تھا۔ میں نے اللہ میاں کا شکر ادا کیا کہ اس کی توفیق سے میں نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا اور تمام پچھلی باتیں بھی معاف کروا لیں۔ آپ بھی یہ ترکیب آزما کر اپنے ساتھی اور اللہ کو راضی کر سکتی ہیں۔

بچہ گود لیجیے مگر...!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''ہم جسے چاہیں بیٹے دیتے ہیں۔ جسے چاہیں بیٹیاں دیتے ہیں اور جسے چاہیں بیٹے بیٹیاں دونوں دیتے ہیں اور کسی کو ہم نہ بیٹے دیتے ہیں نہ بیٹیاں۔'' (سورۃ الشوریٰ)

بہت سے جوڑے خاندانوں میں ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا ہوتا ہے۔ ان میں اکثر جوڑے کسی بچے کو گود لے لیتے ہیں۔ آج کل لوگوں میں دین کا شعور نہیں ہے۔ اس لئے بچہ گود لیتے وقت خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ہم کہیں کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو جائیں اور اپنے آپ کو کسی آزمائش میں نہ ڈال لیں۔ مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ ساری عمر گناہ سے بچیں گے۔

(۱) اگر مرد کے رشتے داروں میں سے بچہ لینے کا ارادہ ہو تو کوشش کریں کہ بچی ہو کیوں کہ اگر مرد کی بہن یا بھائی کی اولاد یا بہن بھائی کی اولاد کی اولاد ہو تو یوں مرد کو محرم کا مسئلہ نہ ہوگا اور لڑکی ہونے کی وجہ سے عورت کو محرم کا مسئلہ نہ ہوگا۔

(۲) اسی طرح اگر عورت اپنے خاندان سے گود لے تو وہ کوشش کرے کہ اپنے بھائی یا بہن کا بچہ (لڑکا) لے جو اُس کا بھانجا یا بھتیجا ہونے کی وجہ سے اس کا محرم ہوگا اور لڑکا ہونے کی وجہ سے مرد کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

(۳) کبھی ایسی صورت حال پیش آجاتی ہے کہ عورت کے رشتے داروں کی طرف سے لڑکی ہی مل سکتی ہے یا مرد کے رشتے داروں کی طرف سے لڑکا۔

اگر مرد کے رشتے داروں کا لڑکا ہو تو تو ایسی صورت میں یہ کرنا چاہئے کہ عورت اپنی کسی بہن یا بھانجی کا دودھ پلوادے تو پھر وہ بچہ عورت کے لئے شرعی محرم ہوجائے گا۔

اگر عورت کے رشتے داروں سے لڑکی ہی مل رہی ہے تو مرد اپنی بہن بھانجی یا بھتیجی کا دودھ پلوادے تو یوں وہ مرد کی محرم ہو جائے گی۔

(۴) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے بے اولاد جوڑا کسی ادارے سے بچہ گود لے لیتا ہے تو اگر لڑکا ہے تو عورت اپنی بہن بھانجی یا بھتیجی کا دودھ پلوادے اور اگر لڑکی ہے تو مرد اپنی بھانجی، بھتیجی یا بہن کا دودھ پلوادے اس طرح وہ بچہ آپ کا شرعی محرم بن جائے گا۔

راحیلہ خرم

(۵) گود لینے والے جوڑے کو چاہیے کہ شروع ہی سے بچے کو بہت پیار سے اعتماد میں لے لیں کہ وہ ان کی حقیقی اولاد نہیں، تاکہ بڑا ہونے پر اس کو کوئی صدمہ نہ ہو اور وہ کسی نفسیاتی عارضہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اسی طرح بچے کے نام کے ساتھ اس کے حقیقی باپ کا نام لگانا چاہیے کیوں کہ شریعت کا حکم ہے کہ بچے کو اس کے اصل باپ کے نام کے ساتھ منسوب کرو۔

(۶) بچہ اگر اپنے رشتہ داروں سے گود لیا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے اصل ماں باپ اور بہن بھائیوں سے اس کو ملواتے رہنا چاہیے تاکہ اس کے دل میں ان کی عظمت اور محبت بھی پیدا ہو، اور بچہ کسی قسم کے احساسِ کمتری میں بھی نہ مبتلا ہو۔

(۷) بچہ گود لینے کے بعد اگر اس کی برکت سے بے اولاد جوڑے کو اولاد نصیب ہو جائے تو پھر خصوصی خیال رکھا جائے کہ اس گود لیے بچے کی کوئی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ پیار محبت میں سب میں برابری رکھی جانا چاہیے۔

(۸) ایک ضروری ہدایت بچہ دینے والے والدین کے لیے بھی کہ ان کے لیے ضروری ہے کہ جس جوڑے کو بچہ گود دے رہے ہیں، ان کی دینی حالت اچھی طرح دیکھ لیں۔ اگر وہ دین دار، خداترس لوگ ہوں، گھر منکرات سے پاک ہو، حلال کمائی ہو اور اللہ سے ڈرنے والے لوگ ہوں تو بہت خوشی سے گود دینا چاہیے ...... ورنہ اگر دین کا خیال نہ رکھا گیا تو پھر بچہ ماحول اور صحبت کے اثر سے بے دین اور فاسق ہوگا جس کی پوچھ آپ سے ہوگی۔ اس لیے بچہ گود دینے سے پہلے اور گود لینے والے گود لینے سے پہلے علماء کرام سے تفصیل سے پوچھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لیے قبول فرمالیں۔ آمین

---

22 جون کو ہونے والی

چوتھی انعامی قرعہ اندازی کا نتیجہ

انعام میں دی جانے والی عبداللہ فارانی کی کتب

۱) سیرۃ الانبیاء قدم بہ قدم
۲) سیرۃ النبی قدم بہ قدم
۳) خلافت راشدہ قدم بہ قدم
۴) امہات المؤمنین و بنات اربعہ قدم بہ قدم
۵) روشن ستارے
۶) روشن قندیلیں
۷) عمر ثانی قدم بہ قدم
۸) ائمہ اربعہ قدم بہ قدم
۹) سفرنامہ عمرے کا
۱۰) قیامت سے پہلے / قیامت کب آئے گی

انعامات جیتنے والے خوش نصیب

۱) فوزیہ شارق صاحبہ......
نارتھ کراچی
۲) حافظ شہزاد صاحب......
اقراء روضۃ القرآن ملیر کراچی
۳) محمد فرحان میمن......
گلشن اقبال کراچی
۴) اقبال احمد فاروقی صاحب......
پوسٹ آفس سوسائٹی کراچی

ریحانہ

ایک نومسلم امریکی خاتون کی روداد

امریکی سوسائٹی میں نقل و حرکت بہت زیادہ ہے، ایک اندازے کے مطابق ایک فیملی ایک ہی جگہ تقریباً پانچ سال سے زیادہ مقیم نہیں رہتی، اس لحاظ سے میری فیملی بھی خالص امریکن فیملی ہے۔ ہم سیکل (Seattle) سے لاس اینجلس (Los Angeles) کے نواحی علاقہ میں منتقل ہوئے۔ ہمارے قریب ترین مسلم پڑوسی عبدالوہاب صاحب تھے۔ میرے شوہر ہر روز کئی بار مسجد میں ان سے ملتے بلکہ ایک دوسرے کے گھر میں بھی خوب آمدورفت رہتی۔

عبدالوہاب صاحب نے ایک امریکی عیسائی خاتون سے شادی کی تھی جو بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں۔ ایک دن عبدالوہاب صاحب نے میرے شوہر کو تفصیل سے بتایا کہ ان کی اہلیہ صاحبہ کے اسلام لانے سے پہلے انہیں کن کن امتحانوں اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑا، انہوں نے اپنے گھر کی کہانی یوں بیان فرمائی۔

جب میں نے ریحانہ سے شادی کی تو میں پورے اسلامی احکام پر کاربند نہ تھا۔ اسی طرح ریحانہ بھی اپنے عیسائی مذہب کی طرف بہت کم متوجہ تھی، میں تو شاذ و نادر مسجد چلا بھی جاتا تھا اور وہ کبھی بھی چرچ نہ جاتی تھی، میں نے ریحانہ کو مسجد جانے کی دعوت دی تو اس نے صاف انکار کر دیا، اس پر طرہ یہ کہ اس نے چرچ جانا شروع کر دیا۔ اب جب بھی میں اس کو مسجد کی ترغیب دیتا تو اس دن وہ خصوصیت کے ساتھ چرچ کا رخ کرتی تھی، سچ تو یہ ہے کہ کوئی شخص بھی عورت سے مقابلہ کر کے جیت نہیں سکتا۔

ایک دن میں نے اسے نہایت مخلصانہ انداز میں ایک حل پیش کیا وہ یہ کہ: ایک اتوار ہم دونوں مل کر چرچ جایا کریں گے اور دوسرے اتوار کو مسجد...... اس طرح میں اس کو اسلام سے روشناس کرانا چاہتا تھا، اس نے کچھ تامل کے ساتھ اس تجویز کو قبول کر لیا۔

ایسی صورت میں میرے اندر احساس ہوا کہ مجھے صحیح معنوں میں اسلامی احکام پر کاربند ہو جانا چاہیے، اور میرا رویہ گھر اور باہر ہر اعتبار سے اسلامی ہونا چاہیے، اسی صورت میں ہی میری اہلیہ اسلامی اقدار سے متعارف ہو سکتی ہیں۔ اللہ کی توفیق سے ایسا ہوا کہ میں نے نہایت تندہی سے اسلامی طرز عمل اپنا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر میاں بیوی سے ایک دوسرے کے گن اور خامیاں چھپ نہیں سکتیں کیوں کہ دونوں کا ایک دوسرے سے بہت قریب کا واسطہ رہتا ہے۔ میرا یہ نیا طرز عمل مجھے بہت محبوب تھا۔

ریحانہ بہت آہستہ آہستہ اسلامی اقدار سے مانوس ہونے لگی۔ گھریلو زندگی کے علاوہ مسجد کے ماحول نے اسے قدرے تقویت دی، روز بہ روز اس کا شوق اسلام کے لیے بڑھتا گیا حتیٰ کہ اس نے اسلام قبول کر لیا الحمدللہ۔

ریحانہ اب ایک بالکل مختلف عورت تھی، اس کو اسلام سے اتنی لگن ہوگئی کہ وہ اپنے آپ کو پوری طرح سے اسلام سے رنگنا چاہتی تھی، اس نے اچانک اسلامی لباس پہننا شروع کر دیا، اس کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ اکثر پیدائشی اور روایتی مسلمان عورتیں اپنے سر کو اسلامی طریقہ سے کیوں نہیں ڈھانکتیں۔ ان کی قوت احساس کو کیا ہوا ہے؟ اسلامی لباس تو عورت کو بہت معزز اور باوقار بنا دیتا ہے، پھر بھی یہ لوگ دوسروں کا رنگ دیکھ کر اس میں کیوں رنگے جاتے ہیں؟ یہ نہایت قابلِ افسوس بات ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ریحانہ کے اسلام لانے پر عبدالوہاب کی ہر طرح کی مشکلات ختم ہوگئیں لیکن ریحانہ کا عالم مختلف تھا، وہ جلد از جلد مزید اسلامی تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی اور جو کچھ پڑھتی اس پر عمل کرنا چاہتی تھی، اس نے اپنے خاوند سے یہ اصرار کیا کہ فقہ کی تقاریر کو کیسٹس پر ریکارڈ کریں تاکہ وہ ان سے بار بار استفادہ کر سکے۔

ایک دن عبدالوہاب صاحب فقہ کے اس سبق میں شمولیت سے قاصر تھے تو انہوں نے میرے شوہر سے پر زور مطالبہ کیا کہ اس لیکچر کی کیسٹ ضرور ریکارڈ کرنا کیوں کہ یہ ان کی بیگم صاحبہ کی فرمائش ہے۔

ریحانہ اسلامی تعلیم کو اپنے میں خوب جذب کر لیتی اور اس پر خاموشی سے عمل پیرا ہوتی، وہ کبھی مشتعل نہ ہوتی، وہ اپنے خاوند کی بے حد ممنون تھی جنہوں نے اسے اسلام کا ایک اعلیٰ تحفہ عطا کیا، اور اسے نئی زندگی سے روشناس کرایا۔

ریحانہ اپنے بچوں کو اسلامک اسکول میں تعلیم دلوانا چاہتی تھی تاکہ وہ اچھے مسلمان بنیں۔ اس کا خیال تھا کہ دنیاوی تعلیم کی کمی بیشی کو بعد میں بھی درست کیا جا سکتا ہے۔

اہلیہ امتیاز احمد

ریحانہ کے والدین شکاگو میں مقیم تھے جو کہ لاس اینجلس سے تقریباً دو ہزار میل دور ہے۔ ریحانہ کے والدین پر اس کا اسلام میں داخلہ بہت شاق گزرا تھا۔ انہوں نے ریحانہ کو ہر ممکن طریقہ سے تنگ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کے ہاں آنا جانا بھی ترک کر دیا۔ خاص کر ریحانہ کے والد بہت سخت مزاج، ضدی اور اپنی دھن کے پکے تھے۔ اسلام کے بارے میں تعصب ان پر پوری طرح سے مسلط تھا۔ ان سے بات کرنا بھی بہت مشکل تھا۔ ان حالات کے باوجود ریحانہ اپنے والدین سے میل ملاپ اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اس لیے وہ ہر سال بچوں سمیت ان کے پاس شکاگو ملنے جاتی، جب بھی واپس آتی تو کلفت اور بدمزگی کے بوجھ سے لدی ہوتی، لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ ہر سال شکاگو کا چکر ضرور لگاتی۔ بچے بھی کچھ بڑے ہونے لگے۔

ریحانہ کے والدین ان بچوں کے اسلامی اطوار اور عادات سے متاثر ہونے لگے اور دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ غالباً اسلام اتنا برا نہیں جتنا ہم اسے سمجھتے ہیں۔ ان کی سوچ یہاں تک بدل گئی کہ وہ کئی سالوں بعد اپنی بیٹی کے پاس لاس اینجلس آنے کے لیے تیار ہوگئے۔ ہمیں بھی یہ اچھی خبر ملی، بالآخر وہ واقعی لاس اینجلس آئے۔ اس سے ہماری حیرت اور خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

میں نے عبدالوہاب صاحب کی فیملی کو شام کے کھانے پر مدعو کیا اور ساتھ ہی ایک دوسری فیملی مسٹر اور مسز نسیم کو بھی دعوت دی۔ مسز نسیم بھی ریحانہ کی طرح نئی امریکی مسلمہ تھیں جو کہ نہ صرف اسلامی لباس میں ملبوس رہتی تھیں بلکہ اسلام پر تن من دھن سے عمل پیرا تھیں۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ریحانہ کے والدین کو دیگر امریکی مسلمانوں سے متعارف کرایا جائے تاکہ ان کے تعصبی بندھن ڈھیلے ہوں۔ ہم سب نے وہ شام بہت خوشگوار ماحول میں گزاری۔ ریحانہ کے والدین ہمارے اچھے دوست بن گئے۔ ایک دوسرے سے خوب نوک جھونک ہوتی رہی حتیٰ کہ نصف شب کے قریب یہ مجلس برخاست ہوئی۔

ریحانہ اور اس کی فیملی تو چند قدم چل کر اپنے گھر پہنچ گئے جب کہ مسٹر اور مسز نسیم کو تقریباً بیس میل دور ریورسائڈ (Riverside) بذریعہ کار جانا تھا۔ رات کے ان اوقات میں ڈرائیونگ بہت خطرناک ہوتی ہے، کئی لوگ شراب کے نشے میں ہی کاریں چلاتے رہتے ہیں، ان سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مسٹر اور مسز نسیم کی کار کی بھی ایک

مضمون نگاری سیکھیے (1)

''ایڈیٹر صاحب! ایک کہانی بھیج رہی ہوں، اگر نہ چھاپی تو ہمارا دل ٹوٹ جائے گا۔''

''خواتین کا اسلام کے لیے کئی مضامین اور کہانیاں بھیج چکی ہوں مگر ابھی تک کچھ نہیں چھپا۔''

''مجھے لکھنے کا شوق تو بہت ہے، مگر لکھنا نہیں آتا، رہنمائی کیجیے۔''

''پتا نہیں ہماری تحریریں کیوں نہیں چھپتیں، دوسروں کی تو ہر ہفتے شایع ہو جاتی ہیں۔''

امِ حسان

''خواتین کا اسلام'' کی ڈاک میں اکثر خطوط اسی قسم کے ہوتے ہیں...... ان قارئین کو مختصر طور پر تو کئی بار ''خبردار''، ''توجہ فرمائیے'' وغیرہ قسم کے اعلانات کے ذریعے لکھنے کے طریقہ کار سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے مثلاً کاغذ کے ایک طرف لکھیں، سطر چھوڑ کر خوش خط لکھیں، صرف نیلے یا کالے قلم سے لکھیں، کسی کتاب سے معلومات لی ہیں تو اس کا حوالہ دیں، کسی دوسرے کا مضمون یا نظم اپنے نام سے نقل کر کے نہ بھیجیں، وغیرہ وغیرہ۔ مگر آج ہم لکھاری بہنوں سے کچھ وضاحت سے بات کرنا چاہتے ہیں، انہیں مضمون اور کہانیاں لکھنے کے بارے میں اہم ہدایات دینا چاہتے ہیں:

1) قاریات! سب سے پہلے ہمیں یہ خیال رکھنا ہے کہ مضمون یا کہانی لکھنے میں ہماری نیت محض اللہ کے دین کی خدمت کرنا ہو، اللہ کی رضا مندی ہی ہمارا مقصد ہو۔ اچھے ادیب یا ادیبہ کے لیے شہرت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، قابل مضمون نگار راتوں رات ملکی سطح پر مشہور ہو سکتا ہے مگر اکثر یہ شہرت آدمی کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے شہرت اور ناموری اس کا اصل مقصد بن جاتی ہے اور وہ اس کے لیے ہر حربہ آزمانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اس طرح وہ ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور آخرت کے لحاظ سے تباہ ہو جاتا ہے، لہٰذا شہرت کی نیت سے دل کو پاک رکھیں اور اللہ کی رضا کو مقصد بنائیں۔

2) نیت کی درستگی کے بعد ہم کام کا آغاز اس طرح کریں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی کامیابی کے لیے دعا کریں، روزانہ دعا کرتے رہیں، جب اللہ کی مدد شامل حال ہوگی تو ہمارا کام بہت آسان ہو جائے گا۔

3) بہتر ہے کہ کام شروع کرنے سے پہلے وضو کرلیں، پاکی کی حالت میں انسان فرشتوں کے ماحول کے قریب تر ہو جاتا ہے اور فرشتوں کے اچھے خیالات اور احساسات انسان کے دل میں منتقل ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

4) مضمون نگاری کی مشق کے لیے کوئی پرسکون جگہ منتخب کی جائے۔ جہاں نہ کسی کی آمد ورفت ہو، نہ شور وغل۔ یہ آپ کے لیے خیالات کی یکسوئی کے لیے مددگار ہوگا۔ یاد رکھیے! منتشر ذہن کے ساتھ انسان کبھی اچھا مضمون نہیں لکھ سکتا۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ بعض ادیبوں کے مضامین میں کوئی پیراگراف ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے مخمل کے ٹکڑے میں ٹاٹ کا پیوند...... یہ ان کی ایسی ہی کسی نشست کا نتیجہ ہوتا ہے جس سے ان کو یکسوئی نصیب نہیں ہوتی۔

5) تجربہ کار ادیبوں کا کہنا ہے کہ تصنیف وتالیف کے لیے ایک متعین وقت اور متعین جگہ کا ہونا بڑے اچھے اثرات رکھتا ہے۔ کیوں کہ اس خاص وقت پر، اس خاص نشست پر بیٹھنے سے قبل ہی ذہن مضمون نگاری کے لیے پوری طرح مستعد ہو چکا ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں مضامین کی تلاش کے لیے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دیر تک سوچتے رہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اپنی خاص جگہ پر بیٹھتے ہی موقع کے نسبت سے خیالات کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔

6) ہماری قاریات بہنوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے، جو مضمون نگاری کا شوق تو رکھتی ہے مگر انہیں اردو کے چند جملے بھی صحیح بنانے نہیں آتے۔ خصوصاً جن کی مادری زبان اردو نہیں، وہ اردو بولنے اور لکھنے میں گرامر کی جا بجا غلطیوں کے مرتکب ہوتی ہیں، وہ کا، کی، کے، ہے، ہیں، تھا، تھی وغیرہ جیسے الفاظ کا صحیح استعمال بھی نہیں جانتیں۔

اس لیے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بہنیں اپنی اردو درست کریں، اس کی ابتداء اپنی گفتگو میں درست اردو بولنے سے کریں۔ اس کے لیے کسی ہمدرد سہیلی کو اپنا معاون بنائیں، اس معاون کا ادیب یا شاعر ہونا ضروری نہیں، بس درست اردو بول لیتی ہوں۔ اس سے مدد لے کر آپ اردو بولنے اور لکھنے کی اُن بڑی بڑی اور سخت غلطیوں سے محفوظ ہو جائیں گی جن میں اہل زبان کے سوا دیگر لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہیں۔ (جاری ہے)

ایسے ہی شخص کی کار سے اسی رات ٹکر ہوگئی۔ حادثہ بہت سخت تھا، دونوں میاں بیوی کار سے باہر سڑک پر آگرے، نسیم صاحب بالکل بے ہوش ہوگئے، مسز نسیم کی بہت سی ہڈیاں ٹوٹ گئیں لیکن وہ ابھی ہوش میں تھیں، اپنے بے ہوش خاوند کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایمبولینس پہنچی، اس کے عملے نے دیکھا کہ ایک عورت عجیب وغریب لباس میں بیٹھی ایک اجنبی زبان میں باتیں کر رہی ہے۔

انہوں نے مسز نسیم سے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا تم انگریزی سمجھتی ہو؟ مسز نسیم نے انگریزی میں کہا: ''ہاں سمجھتی ہوں، میں تو صرف عربی میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔''

دونوں کو ہسپتال لے جایا گیا، وہ ہسپتال میں داخل رہے۔ کئی ماہ کے علاج معالجے کے بعد دونوں پھر چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے، الحمدللہ۔

بہرحال ریحانہ کے والدین مختصر قیام کے بعد واپس شکاگو چلے گئے۔ ریحانہ کی یہ دلی خواہش تھی کہ کسی طرح اس کے والدین اسلام قبول کرلیں۔ ایک دن مجھے پتا چلا کہ ریحانہ بہت رو رہی ہے۔ میں نے بتانے والے سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو اس نے بتایا کہ اس کی والدہ سخت بیمار ہے اور ریحانہ کو یہ فکر ہے کہ کہیں وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے ہی فوت نہ ہو جائے کیوں کہ جہنم بہت سخت مقام ہے۔ افسوس کہ ریحانہ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور اس کی والدہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی دنیا سے چل بسی۔

جیسے کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ ریحانہ کے والد بہت سخت مزاج تھے۔ اس کے باوجود ہم سب ان سے رابطہ رکھتے ہیں۔ عبدالوہاب اپنے کاروبار کے سلسلہ میں تقریباً ہر ماہ شکاگو جاتے ہیں تو اپنے سسر سے ضرور ملتے ہیں، ان سے کوئی ایسی بات نہ کہتے ہیں جو ان کو ناگوار گزرے۔ ریحانہ کے والد میرے شوہر کے بھی دوست بن گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ریحانہ کے والد کو اسلام کی توفیق دیں آمین۔

بہت حزیں تھے عنادل بہار سے پہلے! (1)

"بھابھی آپ سوچ لیں...... اور اپنی بیٹی کو سمجھالیں۔ ہم سے یہ پردے وردے کے جھگڑے نہیں نمٹائے جاتے...... یا تو وہ پردہ چھوڑ دے...... ورنہ اس رشتے کو ختم سمجھیں......"

چچا وقار رعونت بھرے لہجے میں اماں سے مخاطب تھے......اُدھر اماں کا رنگ زرد پڑ رہا تھا......

"نہیں بھائی جان! میں اسے سمجھالوں گی......آپ جلدی نہ کریں میری بچی نا سمجھ ہے......"

اماں کا لہجہ لجاجت سے بھرپور تھا......

"ٹھیک ہے چچی جان! آپ کل شام تک ہمیں بتا دیجیے گا......"

یاسر یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا......"اب ہم چلتے ہیں......"

اماں کچھ نہ بول سکیں اور وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔

"نازیہ او نازیہ!"

اماں نے پکارا تو وہ کمرے سے باہر نکل آئی......

"اب تو مان جا...... بچپن کا رشتہ ٹوٹ جائے گا، میں تجھے کہاں کھپاؤں گی......تین اور ہیں تیرے پیچھے......"

ماں کے لہجے میں التجا، درد، دھمکی سب کچھ تھا...... نازیہ کا دل کٹنے لگا......

"اماں! میں آپ کو بتا چکی ہوں میں پردہ نہیں چھوڑ سکتی...... باقی چچا لوگوں کے پاس اب دولت آچکی ہے...... پردہ کا بہانہ ان کے ہاتھ آگیا ہے، ویسے بھی وہ یہاں رشتہ کبھی بھی نہ کرتے، آپ سمجھتی کیوں نہیں!" نازیہ ماں کے قریب بیٹھ گئی۔

"چل تو زیادہ سمجھدار آگئی ہے...... ماں باپ کو ذلیل کررہی ہے بڑھاپے میں......چل منحوس میری نظروں سے دور ہو......"

اماں باقاعدہ اس سے رخ پھیر کر رونے لگیں...... نادیہ، سعدیہ اور رابعہ ماں کو سنبھالنے لگیں......اماں مسلسل اسے کوس رہی تھیں......نازیہ برستی آنکھوں کے ساتھ اٹھ کر اندر آگئی......

"یا اللہ! میں تیرے حکم پر عمل کرنے کی کوشش کررہی ہوں...... تو ہی میری مدد فرما......" وہ سجدے میں گر کر سسکنے لگی۔

☆

"یار تو بڑا لکی ہے...... تیرے ڈیڈی تجھ پہ بہت مہربان ہیں۔" فیضان نے بوتل خالی کر کے رکھتے ہوئے عامر سے کہا۔

"پاپا میری نہیں مانیں گے تو کس کی مانیں گے؟" عامر نے ٹشو پیپر کا گولہ فضا میں اچھالتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اکلوتے بیٹے ہو...... پھر تمہارے ڈیڈی کی بے تحاشا دولت اور کس کے کام آئے گی؟"

بابر کا لہجہ حسرت و رشک سے بھرا تھا۔

"تم نے ادھر فرمائش کی اُدھر تمہارے ڈیڈی نے اتنی قیمتی کار تمہیں دلوادی...... ایک ہم ہیں، وہی پرانی پھٹ پھٹی۔ کوئی ہمیں پوچھتا ہی نہیں......" دانش نے آہ بھرتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

رفعت سعدی

"اور فیل ہوجانے کی خبر پر گھر سے نکالے جانے کا قوی امکان ہے۔" بابر نے جملہ مکمل کیا تو قہقہہ گونج اٹھا۔

"عامر یار! یہ تو بتاؤ کہ شادی کب کر رہے ہو؟" فیضان نے سوال کیا۔

"ابھی تو نہیں......" عامر نے ٹانگیں جھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں کروگے اور کس کی مرضی سے کروگے؟ مطلب اپنی یا والدین کی مرضی سے؟" بابر نے پوچھا۔

"احمق ہو تم بھی...... اب تک ہر کام میں نے اپنی مرضی سے کیا ہے اور زندگی کا اتنا اہم فیصلہ کسی اور سے کرواؤں گا؟"

عامر نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

"اور سنو! میری شادی ایسی لڑکی سے ہوگی جو مجھ سے نفرت کرتی ہوگی......"

"کیا؟" جمائی لیتا بابر سیدھا ہو بیٹھا...... دانش اور فیضان اسے یوں دیکھنے لگے جیسے وہ پاگل ہوگیا ہو۔

"بے وقوفوں کی طرح کیوں دیکھ رہے ہو...... پھر وہ مجھ سے محبت کرنے لگے گی...... اور اسی چیز کا نام تسخیر ہے۔" عامر کے لہجے میں تکبر واضح تھا۔

"ہاں تم سے کیا بعید ہے......" بابر نے تائید کرتے ہوئے خوشامدانہ انداز میں گردن ہلائی۔

عامر نے جمائی لیتے ہوئے گھڑی دیکھی...... رات کا ایک بجا تھا۔

'اچھا اب میں چلتا ہوں۔' یہ کہہ کر وہ چابیوں کا گچھا ہاتھوں میں اچھالتا ہوا پارک سے باہر نکل آیا......

"پاگل بندہ ہے یار! دولت نے دیوانہ کردیا ہے......" بابر نے تبصرہ کیا تو تینوں طفیلی دوست ہنسنے لگے۔

"زیادہ چڑھاتا بھی تو ہے اسے......" فیضان نے بابر سے کہا۔

"سمجھا کر یار...... اتنی شان دار دعوتیں ہم نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں...... کچھ حق تو ادا کرنا ہے نا؟" بابر نے بڑے اسٹائل سے کہا......اور پھر تینوں کا قہقہہ گونجنے لگا۔

"قانتہ! تم نہیں جانتیں میں کتنی محرومیوں کا شکار ہوں!...... پاپا کو اپنے بزنس سے فرصت نہیں...... مما کی اپنی پارٹیز اور میٹنگز کی مصروفیات ہیں ویسے بھی انہیں مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں...... میں ان کی سگی بیٹی جو نہیں...... ایک عامر ہی کافی ہے انہیں، ناز اٹھانے کے لیے...... عامر چھوٹا ہونے کے باوجود مجھ سے بدتمیزی کرجائے تو مما پاپا اسے کچھ نہیں کہتے...... کاش میری امی زندہ ہوتیں!" ہما کی آواز رندھ گئی۔

قانتہ اسے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دینے لگی۔

"اتنا امتیازی سلوک ہوتا ہے میرے ساتھ...... عامر کے لیے لاکھوں کی گاڑیاں آسکتی ہیں اگر میں شاپنگ کے لیے پاپا سے پیسے مانگوں تو بھکاریوں کی طرح چند ہزار پکڑا دیتے ہیں......" ہما بولتی چلی گئی...... قانتہ نے اسے پانی لاکر دیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بولی:

"ہما! میں تمہارے احساسات سمجھ سکتی ہوں...... ماں کی وفات کی وجہ سے تم زیادہ حساس اور نرم دل ہوگئی ہو...... اس دنیا میں بے حد دکھی لوگ موجود ہیں، تم سے بے حد زیادہ...... ایسے بھی جو ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی ان کی محبت سے محروم اور نفرت کا شکار ہیں...... میری فرینڈ نازیہ تمہیں یاد ہے؟"

"کون سی نازیہ؟" ہما نے پوچھا۔

"وہی جس سے میں نے تمہیں حنا کے گھر ملوایا تھا حنا کی شادی کے موقع پر۔" قانتہ نے یاد دلایا۔

"ہاں وہ خوبصورت سی پیاری سی لڑکی......!" ہما یاد کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہی!" قانتہ نے تائید کی۔

"جانتی ہو اس کے ساتھ کیا ہوا؟"

"کیا ہوا اسے؟" ہما ہمہ تن متوجہ ہوگئی۔

"نازیہ کی بچپن سے منگنی تھی چچازاد کے ساتھ...... میٹرک کے بعد نازیہ نے دینی مدرسہ میں داخلہ لیا...... چار سالہ کورس کیا اور شرعی پردہ شروع کردیا...... اس کا کزن پردے کا مخالف تھا، لہٰذا انہوں نے منگنی توڑ دی...... وہ چار

گرمی اور دھوپ سے بچے

جون کی گرمی اپنے پورے جوبن پر ہے۔اس گرمی کی شدت سے بڑے تو متاثر ہوتے ہی ہیں لیکن بچے جو پھول کی پتیوں کی طرح نازک ہوتے ہیں...... کمہلا کے رہ جاتے ہیں۔اس لیے اس موسم میں بچوں کی خصوصی نگہداشت کرنی چاہیے۔ ان کے لباس، خوراک کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے اور ان کے بدن کی صفائی ستھرائی اور ان کے آرام کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے۔

فاطمہ مسیح اللہ

گرمیوں میں بچوں کو ہمیشہ ہلکے رنگوں کے ڈھیلے ڈھالے اور سوتی ملبوسات پہنائیں، آپ دیکھیں گے کہ ایسے لباس میں بچے کس قدر خوش وخرم اور مطمئن رہتے ہیں۔ دراصل بچے فطری طور حالت میں خوش رہتے ہیں۔ جو چیز انہیں پرسکون رہنے میں مدد دیتی ہے وہ اسے قبول کرتے ہیں اور جو انہیں تکلیف پہنچائے اسے رد کردیتے ہیں، یہ فطری عمل بچے شروع سے ہی کرتے ہیں اور جو بچے اس کا اظہار نہیں کرتے وہ بیمار ہوتے ہیں لہٰذا بچوں کو گرمیوں میں سوتی ملبوسات پہنایئے تاکہ وہ گرمی کی شدت اور گرمی دانوں سے محفوظ رہیں اس طرح بچے آرام محسوس کریں گے اور وہ خوش وخرم مطمئن اور مسرور دکھائی دیں گے۔

تھوڑے سے بڑے یعنی دو تین سال کے بچے خود بھی پانی سے کھیلتے ہوئے نہالیتے ہیں۔ گرمیوں میں تو بچوں کو صرف اتنا کہنے کی دیر ہوتی ہے کہ چلو نہالو اور بچے فوراً نیکر پہن کر پانی میں نہاتے ہی نہیں بلکہ وہ اس کے ساتھ کھیلتے بھی ہیں۔ اکثر مائیں بچوں کے لئے ٹب میں پانی بھر کر رکھ دیتی ہیں تاکہ بچے اس میں کھیلیں اور نہالیں، بچے اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر پانی ڈال کر خوش ہوتے ہیں، نہانے کے بعد ان کا جسم تولیے سے خشک کرنے کے بعد انہیں فوراً کپڑے پہنا دینے چاہئیں، کپڑے پہنانے سے پہلے اگر کوئی اچھا سا پاؤڈر لگادیں تو سارا دن ان کے جسم سے ہلکی ہلکی خوشبو آتی رہے گی جو انہیں مسرور رکھے گی۔ نہلانے کے فوراً بعد بچوں کو پنکھے کی ہوا سے بھی بچانا چاہئے، ایرکنڈیشنڈ کمرے میں بھی بچوں کو نہ رکھیں بلکہ قدرتی ہوا میں بچوں کو کھیلنے یا سونے دیں۔

بچے کو مختلف درجہ حرارت میں بھی نہ لے جائیں مثال کے طور پر اگر آپ گھر کے اندر بہت ٹھنڈے کمرے میں بچے کو اپنے ساتھ لے کر جائیں اور پھر آپ کو فوراً ہی باہر دھوپ میں نکلنا ہے تو فوراً بچے کو لے کر باہر نہ نکلیں خاص طور پر سخت گرمیوں کے دنوں میں اس کے لئے آپ کم از کم آدھا گھنٹہ پہلے اپنے ایرکنڈیشنڈ کو بند کردیجئے۔ گرمیوں میں بچوں کو بہت ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پلائیں بلکہ مٹکے یا صراحی کا ٹھنڈا پانی دیں۔ بچوں کو ہمیشہ وقفے وقفے سے پانی پلائیں اور اگر آپ بچے کو ساتھ لے کر باہر جارہی ہیں تو پانی کی بوتل ضرور ساتھ رکھیں، جب بھی موقع ملے بچے کو پانی پلائیں، آپ دیکھیں گے کہ پانی پینے کے بعد بچے کتنے خوش ہوتے ہیں۔

گرمیوں کے دنوں میں بچوں کو ہلکی پھلکی اور زود ہضم غذا دیں، بہت زیادہ ثقیل اور دیر سے ہضم ہونے والی غذا بچوں کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ بچوں کے روزمرہ کی غذا میں پھلوں کو ضرور شامل رکھیں یا ان کا جوس انہیں پلائیں، پھلوں میں شامل وٹامن بچوں کی نشوونما اور صحت کے لئے بہترین ٹانک ثابت ہوتے ہیں۔

موسم گرما کا اپنا ہی مزہ ہے، اچھا انتظام اس موسم میں لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی اس موسم سے لطف اندوز ہونے دیں۔

بہنوں میں سب سے بڑی ہے، صرف ایک بھائی ہے چھ سال کا...... والد چھوٹے سے کریانہ اسٹور کے مالک ہیں...... اب انہوں نے اس سے بولنا چھوڑ دیا ہے...... ماں نے دو بار اسے مارا بھی...... اب اس کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتی......''

قانتہ سانس لینے کو رکی...... ہما کے چہرے پہ کرب انگڑائیاں لے رہا تھا، وہ فطرتاً نرم دل تھی......

''وہ پردہ چھوڑ دیتی تو یہ سب نہ ہوتا اس کے ساتھ!'' ہمانے گویا حل پیش کیا۔

''دیکھو ہما...... تم اپنا لائف اسٹائل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہو بلکہ اس میں کمی بیشی بھی برداشت نہیں کرسکتیں...... حالاں کہ تمہاری ہر ضرورت بن کہے پوری ہوجاتی ہے...... اور اکثر خواہشات بھی...... چند خواہشات کے پورا نہ ہونے پہ تم اتنا دکھی ہوجاتی ہو...... اور پھر یہ کہ تمہارا لائف اسٹائل خود ساختہ ہے...... جبکہ نازیہ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ اس کے لیے بلکہ ہم سب کے لیے ہمارے رب نے وضع کیا ہے...... وہی راستہ نجات کا ذریعہ ہے، وہ اسے کیسے چھوڑ دے؟''

ہما چند لمحے خاموش رہی پھر بولی:

''مجھے افسوس ہورہا ہے نازیہ جیسی معصوم لڑکی کے ساتھ یہ ہوا ہے، اسے دکھ تو ہوا ہوگا بچپن کی منگنی ٹوٹنے پر؟''

''نہیں! نازیہ کہتی ہے جو شخص اللہ کے حکم کی توہین کرے، ایسا شخص زندگی کا ساتھی بنانے کے قابل ہی نہیں...... اسے ایسے لوگوں سے نفرت ہے۔''

ہما نے ٹھنڈی سانس لی پھر بولی:

''تمہارا شکریہ قانتہ! تم نے مجھے مایوسی کی کیفیت سے نکالا ہے...... واقعی غمزدہ تو نازیہ اور اس جیسے لوگ ہیں۔''

''اچھا اب پھر مایوس نہ ہونا......''

قانتہ نے ہما کا گال تھپتھپایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''اب میں چلتی ہوں......''

ہما اسے گیٹ تک چھوڑ کر واپس آئی تو عامر اس کے کمرے میں موجود تھا، اسے دیکھ کر حیرانی ہوئی۔

''خیریت؟'' ہما نے سوال کیا......

''تمہاری فرینڈ کس لڑکی کا ذکر کررہی تھی؟'' عامر نے سوال کیا۔

''اچھا تو تم ہماری باتیں سن رہے تھے......!!''

''قصداً نہیں! میں پچھلے لان میں چہل قدمی کرتے ہوئے تمہاری کھڑکی کے قریب آگیا تھا تو اتفاقاً کچھ باتیں کان میں پڑ گئیں......'' عامر نے بظاہر بے نیازانہ انداز میں توجیہ پیش کی...... اور پھر صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا:

''کون ہے وہ لڑکی ذرا تفصیل سے بتاؤ؟''

''تم کیوں اس کے بارے میں دلچسپی لے رہے ہو؟'' ہما نے نازیہ کے بارے میں اسے بتانے کے بعد اس سے پوچھا۔

''بس ویسے ہی!'' عامر انگڑائی لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔

''ہوسکتا ہے میں اس کی مدد کروں!'' وہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

''تم اور کسی کی مدد؟'' ہما ہنس پڑی۔

''تم مجھے انسانوں کی فہرست سے خارج سمجھتی ہو کیا؟'' عامر نے کہا اور باہر نکل گیا۔ (جاری ہے)

آم کی آئس کریم

اجزاء: آم کا گودا ڈیڑھ سے دو کلو، کنڈینسڈ ملک دو ڈبے (تقریباً 400 گرام)، تازہ کریم دو پیکٹ، سوکھے دودھ کا پاؤڈر دو پیالی (تھوڑا سا پانی ڈال کر گاڑھا گاڑھا دودھ بنا لیں)۔

ترکیب: بلینڈر میں ساری چیزوں کو ڈال کر اچھی طرح سے مکس کر لیں، پھر ایک ڈبے میں بند کر کے فریزر میں رکھ دیں۔ 24 گھنٹے بعد ڈبہ کھولیں، مزیدار آئس کریم تیار ہے۔

اسٹرابیری آئس کریم

اجزاء: دودھ آدھا لیٹر، کنڈینسڈ ملک آدھا ڈبہ (397 گرام والا)، کریم ایک پیالی، انڈے کی زردی ایک عدد، چینی حسب پسند، ونیلا یا اسٹرابیری ایسنس چند قطرے، اسٹرابیری گودا ایک پیالی (اسٹرابیری کو چھیل کر چھوٹا چھوٹا کاٹ لیں)۔

ترکیب: دودھ میں چینی شامل کر کے پکالیں، گاڑھا ہو جائے تو چولہا بند کر دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر کنڈینسڈ ملک شامل کر لیں اور انڈے کی زردی پھینٹ کر ملالیں، بعد ازاں اسٹرابیری کا گودا اور کریم ملالیں، آخر میں ایسنس ملالیں۔ تمام آمیزے کو اچھی طرح مکس کر لیں اور ایک ایئر ٹائٹ ڈبے میں ڈال کر فریزر میں دو گھنٹے رکھ دیں پھر اسے نکال کر ہلائیں اور دوبارہ فریزر میں رکھ دیں، اسی طرح چھ گھنٹے بعد آئس کریم تیار ہو جاتی ہے۔ اصل اسٹرابیری آئس کریم کا لطف اٹھائیں اور اس ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ﴿بنتِ عادل۔ کراچی﴾

چاکلیٹ آئس کریم

اجزاء: سادہ چاکلیٹ چار اونس، پانی آدھا گلاس، تیار کردہ کسٹرڈ آدھا پائنٹ، کریم ایک گلاس چھوٹا۔

ترکیب: چاکلیٹ کے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر پانی میں ڈال دیں اور ہلکی آگ پر پکنے دیں پگھل کر حل ہو جائے تب اس میں کسٹرڈ کو اچھی طرح سے ملائیں اور ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر اس میں کریم ملا دیں اور فریج میں رکھ دیں۔ جم جانے پر پیش کریں۔ (حرا بنت عبدالرحمٰن۔ راولپنڈی)

گرمی اور لُو سے حفاظت

خولہ بنت سلیمان

آم کھانے کے بعد ½ کپ دودھ پی لیں تو گرمی دانے نہیں نکلیں گے۔ گرمیوں میں فالسے کا شربت اور کیری کا شربت پینے سے لو اور گرمی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ کیری کا شربت مندرجہ ذیل طریقے سے تیار کیا جا سکتا ہے۔

کیری کا شربت

اجزاء: کیری ایک کلو، چینی ایک کلو، لیموں چار عدد، کالا نمک چٹکی بھر، پانی دو لیٹر، پودینے چند پتے

ترکیب: کیریوں کو چھیل کر کاٹ کر پانی میں ابال لیں، جب کیریاں گل جائیں تو اتار کر ٹھنڈا کر لیں اور بلینڈر میں ڈال کر پیس لیں۔ پھر دیگچی میں ڈال کر چینی ڈال کر اتنی دیر پکائیں کہ چینی پانی میں گھل جائے۔ (آنچ ہلکی رکھیں) ٹھنڈا ہونے پر لیموں کا رس ڈال دیں اور کالا نمک چھڑک دیں۔ شربت تیار ہے۔

بالکل ٹھنڈا ہونے پر بوتلوں میں بھر کر فریج میں رکھ دیں۔ جب بھی تیز گرم ہوا (لو) چلے تو اس شربت کو دو چائے کے چمچ ایک گلاس میں ڈال کر پانی میں حل کریں۔ تھوڑا سا برف اور پودینے کے دو پتے ڈالیں اور پینے کے لیے پیش کریں۔ خصوصاً جب بچے مدرسہ یا اسکول سے آئیں (یہ شربت گرمی اور لو سے محفوظ رکھتا ہے)۔

بڑی خوب صورت تھی وہ زندگانی

خواتین کا اسلام میں دوسروں کے بچپن کے واقعات پڑھ پڑھ کر ہماری او یہانہ حس جس پر اکثر سستی کے بادل چھائے رہتے ہیں انگڑائیاں لیتی بیدار ہوگئی۔خیال آیا کیوں نا اپنے بچپن کی سہانی یادوں کو بھی تازہ کیا جائے،لیکن خیال رہے ہمارا بچپن سہانی یادوں کے ساتھ ساتھ بڑا ڈراؤنا، دردناک اور قاتلانہ منصوبوں اور حملوں سے بھی پر ہے۔

ہوا یوں کہ جب ہم نے اس بے وفا دنیا میں قدم رنجہ فرمایا تو ہم سے بڑے وقاص بھیا اڑھائی تین سالوں کے ہی تھے۔ جب انہوں نے ہمیں امی کے پہلو میں دیکھا تو انہیں فوراً اپنی وزارت خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہوا اور انہوں نے فرمائش کی کہ اس کو کتوں کے آگے پھینک دو۔

امی ابو نے سوچا کہ بچہ ہے، ٹھیک ہو جائے گا لیکن انہوں نے پورے خشوع وخضوع سے یہ رٹ جاری رکھی کہ اس کو کتوں کے آگے ڈال دو۔

ان کے خطرناک ارادے بھانپ کر ارباب اختیار نے ہمیں ان کی زد سے محفوظ رکھنے کے لیے نانی امی کے پاس بٹھا دیا اور بھیا امی کے پاس سو گئے۔

صبح اٹھ کر انہوں نے دوبارہ اسی فقرے کی رٹ شروع کردی تو سب ان کے حافظے اور مستقل مزاجی کے قائل ہوگئے اور ان کو کھلونوں اور بسکٹوں سے بہلانے کی کوشش کی لیکن وہ بھی امریکا کی طرح اپنی بات سے ایک انچ نہ ہٹے۔

اب ہماری خوب نگرانی ہوتی کہ ہم اور بھیا کبھی اکیلے نہ ہوں، لیکن میرے بھیا بھی بہت مستقل مزاج، نڈر اور جی دار ہیں اور انہیں اپنے نشانے پر بہت مان بھی ہے، اسی لیے ایک دن چھری اٹھا کر سب کی موجودگی میں چھ گز کے فاصلے سے ہمیں ماری جو سیدھی ہمیں آ لگی لیکن بھلا ہو سردیوں کا کہ لحاف ہمیں بچا گیا۔

اس دن کے بعد تو ہم اور بھی "حساس" قرار دے دیے گئے لیکن ان سب احتیاطی تدابیر کے باوجود ہم پر کوئلہ بھی پھینکا گیا اور پتھر بھی لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔

بہرحال کہتے ہیں نا کہ سو سنار کی اور ایک لوہار کی ......سو ایک دن ہم بھی کامیاب اٹیک کی زد میں آ ہی گئے۔

ہم جھولے میں سو رہے تھے اور بھیا باہر کھیل میں مگن تھے تو امی واش روم چلی گئیں۔ بھیا کسی کام سے گھر آئے تو انہیں اپنا "شکار" سامنے ہی نظر آیا تو جھٹ پسٹل نکال کر ہماری پیشانی پر رکھا اور ٹریگر دبا دیا۔ان کے کھلونا پسٹل سے لوہے کی سلاخ نکلی اور ہماری پیشانی کو لہولہان کر گئی۔امی "موقع واردات" پر پہنچیں تو بھیا باہر جا چکے تھے۔ بڑی ہائے ہُو ہوئی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ چوٹ سنگین نہیں تھی۔

حمیرا عندلیب۔ یزمان منڈی

ہمارے ساتھ ہونے والے اس سارے ظلم کے باوجود ہماری محبت دیکھیں کہ میں جب تھوڑا چلنا شروع ہوئی تو بڑے دونوں بہن بھائیوں کو نظر انداز کر کے وقاص بھیا کی ہی گود میں بھاگ بھاگ کر بیٹھتی تھی۔بس جی محبت تو پتھر دل کو بھی پگھلا دیتی ہے، ہماری محنت بھی رنگ لائی اور پھر یوں ہوا کہ پورے گھر میں سب سے زیادہ وقاص بھیا ہمیں پیار کرتے نہ تھکتے تھے۔

رکیے رکیے! ابھی ہماری داستان غم ختم نہیں ہوئی۔ ایک بار ہوا یوں کہ ہم بہت زیادہ بیمار ہوگئے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ہم ہونٹ چوستے تو پانی ٹپکا دیا جاتا۔ سب رونے دھونے میں لگے ہوئے تھے کہ ہمارے نانا ابو نے ہمیں دم کیا اور کہا:

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

ہم سو گئے اور جب اٹھے تو ایسے ہشاش بشاش کہ ڈاکٹر بھی حیران پریشان رہ گئے۔

اب ہمارے بہن بھائی ہفتہ میں ایک بار تو ابا جی (نانا ابو) کو ان کی غلطی کی سنگینی یاد کرواتے ہیں۔خیر سچ بتائیں تو ہم بہت لاڈلے رہے ہیں۔ بہن بھائیوں کے بھی اور ننھیال، ددھیال والوں کے بھی۔ ابو کی تو ہم ہیں ہی جان ......آج تک کبھی کسی نے نہیں ڈانٹا،سو اب اگر کسی کو غصہ میں دیکھ لوں تو آنسو نکلنے کو تیار رہتے ہیں۔

پھر اس نازک مزاجی پر طرہ یہ کہ بچپن سے ہی مزاج شاہانہ پایا ہے۔ امی نے ہمیں اور چھوٹی بہن جویریہ کو چاندی کی انگوٹھی بنوا کر دی۔ جب ہماری رنگ تھوڑی کالی ہوئی تو ہم نے اتار کر نالی میں پھینک دی اور جویریہ کو کہا کہ تم بھی ایسا کرو......مگر وہ نہ مانی تو ہم نے اس کے رونے دھونے سے ذرا بھی متاثر ہوئے بغیر اس کی انگلی سے زبردستی اس کی انگوٹھی اتاری اور پھینک دی۔ وہ روتی دھوتی گھر گئی اور ہماری شکایت جڑ دی۔ ہم سے جواب طلب ہوا تو ہم نے کمال بے نیازی سے جواب دیا کہ وہ کالی ہوگئی تھی ناں۔ ہمارے اس جواب سے سب بہت خوش ہوئے اور ہمیں شاباش دی (سمجھ گئے ناں)!!

یہ ہمارا ریکارڈ ہے کہ ہم نے جو جیولری بھی پہنی ایک بار ہی پہنی کیوں کہ دوسری بار پہننے کے لیے وہ بچتی ہی نہ تھی۔ میں خود آج تک حیران ہوں کہ جب بھی کوئی چیز پہن کے باہر جاتی وہ کیوں اور کیسے گم ہو جاتی تھی؟ اب تک دو سونے کی انگوٹھیاں ایک چاندی کا سیٹ اور بھی چھوٹی موٹی کئی چیزیں گم کر چکے تھے (لیکن یہ بچپن کی بات ہے اب تو ہم گم ہوئی چیزیں ڈھونڈنے کے ماہر ہیں۔ گھر میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ ہمارے سوا اور کسی کو نہیں ملتی۔ اسی لیے اب امی کہتی ہیں کہ یہ گھر کی کیڑی ہے)۔

گھر والوں نے ہمیں انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروایا لیکن ہماری شدید خواہش تھی کہ ہمیں گورنمنٹ اسکول میں داخل کروایا جائے مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

نہیں نہیں! آپ غلط سمجھے ہمارا تعلیمی ریکارڈ شاندار ہے، ہمیشہ فرسٹ پوزیشن ہی سنبھالی رکھی ہے۔ الماری ٹرافیوں سے بھری پڑی ہے جو تقاریر کے مقابلوں میں ہمیں ملتی تھی۔ مضمون نویسی میں بھی ایک بار تھرڈ اور دو بار فرسٹ پرائز حاصل کر چکی ہوں۔ مختلف رسالوں میں کہانیاں بھی چھپتی رہتی ہیں۔ گورنمنٹ اسکول میں تو نہ پڑھ سکی البتہ اب گورنمنٹ کی یونیورسٹی سے Bs(cs) آنرز کی ڈگری لے رہی ہوں۔ چلیں جی اب آپ بور ہو رہے ہوں گے کہ باقی کا رسالہ بھی تو پڑھنا ہے۔ تو اب اگلا صفحہ پلٹ لیں!

یوم التغابن

تمہیں اپنے آپ کو چھڑانا ہے تو بہتر یہ ہے اپنی قیمت آج دے لو۔ابھی بازار کھلا ہے۔
قیمت تمہارے پاس ہے۔مال ابھی سستا ہے،کوئی پل کی بات ہے پھر نہ بازار رہے گا۔
نہ کوئی پیسہ ہاتھ میں ہوگا۔قیمتیں آسمان سے باتیں کریں گی مگر سودا نہیں ہوگا۔
سب کچھ دو گے، مگر دینے کو پاس کچھ ہو تو......
اور لینے والا ماننے پر آئے تو۔
یہ "سودا ہاتھ سے جاتا رہنے کا دن"
یوم التغابن ہوگا......
"جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا"
......ویوم یعض الظالم علی یدیہ۔[الفرقان]

امّ احمد سدیس۔ کراچی

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● ڈاکٹر صاحبہ! میں اپنے بچوں کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ آئے دن ان کا سینہ خراب رہتا ہے اور وہ کھانستے رہتے ہیں۔ اکثر بخار بھی ہوجاتا ہے۔ شہد بھی باقاعدگی سے دیتی ہوں۔ چھوٹا بچہ ابھی 5 ماہ کا ہے لیکن جب سے پیدا ہوا ہے، اسے بھی نزلہ وکھانسی ہے۔ اس کے علاوہ گرمی میں بچوں کو خارش لگ جاتی ہے۔ آپ سے عرض ہے کہ کوئی ایسی دوا تجویز فرمائیں جو ہمیں ان پریشانیوں سے نجات دلائے۔ ہم آپ کے لیے ہمیشہ دعا گو رہیں گے۔ (ام حماد حمزہ)

☆ محترمہ ام حمزہ حماد صاحبہ! آپ بچوں کو ٹھنڈ سے بچایا کریں۔ ویسے میں نے دیکھا ہے بچوں کی یہ چیز آٹھ نو سال کی عمر تک پہنچ کر خود بخود ختم ہوجاتی ہے۔ بعض دفعہ بچے کسی چیز سے الرجی کا بھی شکار ہوتے ہیں۔ آپ ان کو دوا Kali bi chrom30 اور Spongia30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ دے دیا کریں۔ گرمی میں خارش کی وضاحت آپ نے نہیں کی ہے اگر آپ کی مراد گرمی دانے ہے تو اس کے لیے ہومیو پیتھک Calendulla Soap استعمال کریں یا پھر سعید غنی والوں کا نیم سوپ استعمال کر کے دیکھیں۔

● باجی میرے پٹھوں میں بہت زیادہ درد اور کھچاؤ رہتا ہے۔ سو کر اٹھو تو جسم ساتھ نہیں دیتا، یوں لگتا ہے جیسے بالکل جان نہ ہو۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا قد بھی چھوٹا ہے میں چاہتی ہوں کہ میرا قد کم از کم پانچ فٹ ہوجائے۔ باجی مجھے غصہ بھی حد سے زیادہ آتا ہے اور پھر میں غصے میں آکر پتہ نہیں کیا کچھ کہہ جاتی ہوں اور بعد میں پچھتاوا ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں پاگل ہوگئی ہوں۔ باجی ایک مسئلہ میری چچی کا بھی ہے کہ ان کے بال بہت گرتے ہیں اور بڑے بھی نہیں ہوتے۔ مہربانی فرما کر کوئی اچھا سا نسخہ تجویز کردیں۔ (ماریہ امبرین)

☆ محترمہ ماریہ امبرین صاحبہ! پٹھوں میں درد اور کھچاؤ کے لیے Mag.phos 6x کی 4-4 گولیاں دن میں چار مرتبہ استعمال کریں۔ رات میں سوتے وقت تلووں میں ہلکے سے زیتون کے تیل کا مساج کرلیا کریں، بہت سکون ملتا ہے۔ جہاں تک قد بڑھنے کا مسئلہ ہے تو وہ بیس سال کے بعد بہت مشکل سے بڑھ پاتا ہے۔ آپ نے جس دوائی کا پوچھا ہے، اس کا نام لکھنا بھول گئی ہیں مگر آپ چاہیں تو Baryta mur200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات استعمال کرکے دیکھیں۔ ان شاء اللہ کچھ فرق پڑ جائے گا۔ آپ کی چچی جان بالوں میں جو تیل لگاتی ہیں اس میں دو چمچ میتھی دانے ثابت ڈال دیں اور کچھ دن رکھ کر پھر استعمال کریں۔ بالوں کے لیے مفید ہوتا ہے۔

● مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر دانے ہیں۔ دوا ''ایری ڈرم'' استعمال کی لیکن جب تک استعمال کرتی ہوں۔ دانے کم ہوجاتے ہیں اور چھوڑنے پر پھر وہی حالت ہوجاتی ہے۔ دوسرا مسئلہ بچی کا ہے کہ وہ نیند بہت کم لیتی ہے۔ رات میں بھی کئی دفعہ اٹھتی ہے اور دن میں بمشکل آدھا گھنٹہ ہی نیند لیتی ہے۔ اس کے لیے کوئی اچھا سا مشورہ اور دوا تجویز کردیں۔ (اہلیہ منصور علی۔ کراچی)

☆ محترمہ اہلیہ منصور علی صاحبہ! آپ بچی کی نیند کے لیے پریشان ہیں۔ آپ یہ دیکھیں اس کو بھوک وغیرہ صحیح لگتی ہے اور کیا آپ نے اس کا کوئی سونے، اٹھنے، کھیلنے، نہانے اور کھانے وغیرہ کا وقت مقرر کیا ہے کہ نہیں؟ اگر آپ ہر چیز کا معمول بنالیں گی تو آہستہ آہستہ بچے سیٹ ہوجائیں گے۔ نیند کی کسی بھی قسم کی دوائیں دینے کا تو میں نہیں کہوں گی۔ اگر بچی بہت بے چین ہوجاتی ہے تو دوا Chamomilla 200 کی ایک خوراک دے دیا کریں، سکون آجائے گا۔ چہرے کے دانوں کے لیے آپ دوا Berboris AQ30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ آپ کا جو پہلا مسئلہ ہے اس کے لیے دوا Secal Corr30 کے 4-4 قطرے چار مرتبہ لے لیا کریں۔

● محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر 15 سال ہے۔ قد بہت چھوٹا ہے۔ آپ کوئی ایسی دوا تجویز کریں جس سے میرے قد میں جلد اضافہ ہو۔ میرا وزن کافی زیادہ ہے خصوصاً پیٹ اور کولہے بہت بڑھ گئے ہیں۔ مجھے لیکوریا کا مرض بھی ہے۔ پہلے میرا چہرہ بالکل صاف تھا، اب تقریباً ڈیڑھ ماہ سے چہرے پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل رہے ہیں۔ جن میں مواد بھی ہوتا ہے اور چہرے پر کیل بھی بہت زیادہ ہیں۔ آپ کوئی اچھی سی دوا تجویز کریں جس کے ذیلی اثرات نہ ہوں۔ (ایک بیٹی، انجرا۔ اٹک)

☆ بیٹی! آپ چھوٹے قد کی بجائے اگر وزن کم کرنے پر توجہ دیں تو اس سے کافی بہتر نظر آئیں گی اور جب وزن کم ہوگا تو میں نے اکثر دیکھا ہے، قد بہت تیزی سے بڑھتا ہے۔ آپ وزن کے لیے L.111 اور Trimdrops لے لیا کریں، ان شاء اللہ وزن کم ہوگا۔ لیکوریا اور دانوں کے لیے Bovista30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔

● میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے کی جلد چکنی ہے اور ہر وقت مسام کھلے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت زیادہ کیل اور دانے نکل آتے ہیں۔ بھاپ دے کر جب میں کیل نکالتی ہوں تو سوراخ بن جاتے ہیں جو چہرے پر بہت ہی بدنما لگتے ہیں اور دانے ختم ہوکر داغ چھوڑ جاتے ہیں۔ براہ کرم کوئی اچھا سا نسخہ بتائیں، مشکور ہوں گی۔ (انعم فاطمہ۔ شادن لنڈ)

☆ محترمہ انعم فاطمہ صاحبہ! آپ کی جلد چکنی ہے اور چکنی جلد والے ان مسائل کا شکار رہتے ہی ہیں۔ ٹونر جو آپ کو بتایا ہے، آپ استعمال کرسکتی ہیں۔ جلد کی چکناہٹ اور داغ دھبے دور کرنے کے لیے بیسن میں عرق گلاب گھول کر لگالیا کریں، چہرہ صاف ہوجائے گا ان شاء اللہ۔ چکنی اور چٹ پٹی چیزوں سے احتیاط کریں۔ پانی زیادہ استعمال کریں۔

☆ **صرف جواب:**

محترمہ اخت محمد عمار صاحبہ لودھراں! آپ نے لکھا کہ آپ کی رنگت پہلے اچھی تھی یا بال پہلے اچھے تھے، اب نہیں رہے تو چندا! یہ علامات آپ کی جسمانی کمزوری کو ظاہر کررہی ہیں۔ صرف بالوں پر کنڈیشنر یا تیل وغیرہ لگاتے رہنے سے فائدہ نہیں ہوتا جب تک کہ آپ کی مجموعی صحت اچھی نہ ہو۔ آپ دوا Five phos, Schwabe کی 4-4 گولیاں دن میں چار مرتبہ استعمال کرتی رہیں۔ بالوں کے لیے آپ یہ کریں کہ سفید پیاز لے کر اس کا عرق نکال لیں اور سر پر اچھی طرح مالش کرکے کپڑا لپیٹ لیں، پھر 4 گھنٹے بعد سرسوں کا تیل لگائیں اور 15-20 منٹ رہنے کے بعد سرسوں کی کھلی سے سر دھو لیں۔ ہفتے میں ایک بار یہ عمل کرلیں، ان شاء اللہ بال اگنے لگیں گے۔ رنگت کے لیے تازہ پودینے کی 20-25 پتیاں رات میں ایک کپ پانی میں بھگودیں اور اوس میں رکھ دیں۔ صبح چھان کر ایک چمچ شہد اور لیموں ملا کر پی لیا کریں۔

☆ **صرف جواب:**

محترمہ اخت محمد جمیل صاحبہ نیو ٹاؤن! آپ دوا Hydrastis30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں اس کے ساتھ اسی HydrastisQ کا سادہ پیٹرولیم جیلی میں مرہم سا بنالیں اس کو مسوں کے مقام پر لگالیا کریں۔ ان شاء اللہ خارش نہیں ہوگی اور مسے بھی سوکھ جائیں گے۔ گھریلو ٹوٹکا بعض لوگوں کو مفید ہوتا ہے کہ بینگن کا سرا پیس کر مسوں پر ملنے سے مسے ختم ہوجاتے ہیں۔ آپ اپنی بہن کو دوا Eupatosiumpef30 اور Pulsatilla30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ استعمال کروائیں طاقت کی چیزیں استعمال کروائیں، گائے کا گوشت بالکل نہ دیں۔ اگر مچھلی کے تیل کے کیپسول جو کہ Seven Seas کے نام سے ملتے ہیں تو استعمال کرواسکتی ہیں۔

مقامِ عبرت

بنتِ محمد اشرف

"امی! آپ ہاسپٹل میں جن آنٹی سے باتیں کر رہی تھیں وہ کون تھیں اور آپ انہیں کیسے جانتی ہیں؟"

میری چھوٹی بہن نے ہسپتال سے واپسی پر امی جان سے استفسار کیا۔ ہم دونوں بہنیں اپنی ایک عزیز خاتون کی عیادت کے لیے امی جان کے ساتھ ہسپتال گئی تھیں۔ تب ہی وہاں ایک بیماری بوڑھی خاتون امی سے اس طرح ملی تھیں جیسے انہیں عرصہ سے جانتی ہوں۔ ہسپتال سے واپسی پر انہی کی بابت بہن نے امی سے پوچھا تو امی کہنے لگیں:

"شاید تمہیں یاد نہ رہا ہو، تم دونوں بہت چھوٹی بھی تو تھیں جب ہم کرائے کے مکان میں رہتے تھے اور یہ خاتون میری پڑوسن تھی۔ اس کا نام روبینہ ہے، انہیں تم لوگ روبی آنٹی کہتے تھے۔"

پھر امی جان ہمیں ان کے بارے میں بتانے لگیں کہ وہ اپنے بیٹے کو ہسپتال لے کر آئی ہوئی تھیں۔ کہہ رہی تھیں کہ اس کی بیماری کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ اس کو کیا ہوتا جا رہا ہے؟ دن بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے، اب تو سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہے۔ پھر باقی گھر کے حالات اور پریشانیاں بھی مجھ سے شیئر کرنے لگی کہ بس باجی کیا بتاؤں ہمارے حالات نے کون سا رخ اختیار کر لیا ہے؟ میرے کسی بیٹے نے تعلیم مکمل نہ کی، تینوں نے ادھوری چھوڑ دی ہے۔ بیٹی الگ دربدر ہو رہی ہے۔ وہ اسلام آباد میں نرسنگ کا کورس کر رہی ہے۔ شوہر نے حالات سے تنگ آکر ڈرائی کلینر کی دکان کھول لی ہے جس سے کچھ خاص آمدنی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ گھر کا آدھا حصہ بھی حالات سے تنگ آکر کرائے پر چڑھا دیا ہے۔

امی کی زبانی روبی آنٹی کی باتیں اور حالات سن کر میرے ذہن میں 17 سال پہلے والا ماضی گھوم گیا۔ بہن کو شاید یاد آیا ہو یا نہ ہو لیکن مجھے وہ خوب یاد تھیں۔ اس وقت میں چھوٹی اور ناسمجھ تھی۔ روبی آنٹی کی بیٹی راحیلہ میری ہم عمر تھی اور ہم ایک ہی کلاس میں پڑھتی تھیں، لیکن راحیلہ ایک بہت بڑے پرائیویٹ ادارے میں پڑھتی تھی جبکہ ہم گورنمنٹ اسکول میں پڑھتے تھے۔ روبی آنٹی اس کے بہت ناز نخرے اٹھاتی تھیں۔ ہر سال اس کی سالگرہ کا فنکشن بڑے پیمانے پر کرتی تھیں۔ وہ اسے بہت مہنگے لباس جن کی جدید تراش خراش ہوتی، پہناتیں۔ بال بھی جدید اسٹائل کے مطابق بیوٹی پارلر سے کٹوا رکھے تھے، اسی طرح آنٹی خود بھی سارا دن اپنا بناؤ سنگھار کرتی رہتی تھیں اور بغیر پردے کے خوب بن ٹھن کر بازاروں میں جایا کرتی تھیں۔ ہم چونکہ بچے تھے، ہمارے ذہن پختہ نہیں تھے۔ اس لیے ہمیں بھی وہ سب کچھ بہت اچھا لگتا تھا۔

ہمارا گھرانہ چونکہ الحمدللہ دین دار تھا اور میرے ابو جدید فیشن کے مخالف تھے اس لیے ہم انہیں دیکھ کر دل مسوس کر رہ جاتے تھے۔ مجھے اب بھی خوب یاد ہے کہ ایک دن آنٹی ہمارے گھر آئی ہوئی تھیں کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم سب کھیل رہے تھے، امی نے ہم سے زبردستی کھیل چھڑوایا اور نماز پڑھنے کے لیے تیاری کروانے لگیں۔ یہ دیکھ کر آنٹی کہنے لگیں:

"چھوڑیں کیوں ان پر سختی کرتی ہیں؟ ابھی بچے ہیں، خود ہی بڑے ہوں گے تو پڑھ لیں گے ابھی تو ان کی کھیلنے کی عمر ہے، کھیلنے دیں۔"

تو امی نے جواب دیا تھا: "اگر ابھی نماز کی عادت نہ ڈالی تو بڑے ہو کر بھی نماز کی پابندی نہیں کریں گے اور انہیں نماز بوجھ معلوم ہوگی، اس لیے زبردستی پڑھواتی ہوں۔"

یہ سن کر آنٹی کہنے لگیں:

"ہم لوگ تو نماز نہیں پڑھتے، نہ میں پڑھتی ہوں، نہ میرے شوہر اور بچے تو خیر ابھی بچے ہیں۔"

پھر تھوڑا توقف کے بعد کہنے لگیں:

"اگر برا نہ مانو تو ایک بات کہوں، نماز تو بھوکے لوگ پڑھتے ہیں، غریب لوگ پڑھتے ہیں اور ہم تو اللہ کے فضل سے کھاتے پیتے لوگ ہیں" (نعوذ باللہ)۔

یہ زہریلا جملہ انہوں نے بڑے تکبر سے کہا اور ہمارے گھر سے چلی گئیں۔ مجھے یہ بات اس لیے یاد رہ گئی کہ ان کے جانے کے بعد کافی دیر تک امی جان توبہ کرتی رہی تھیں۔

اس کے کچھ عرصہ بعد یوں ہوا کہ آنٹی کے شوہر جن کی فرنیچر کی بہت بڑی دکان تھی، ان کو کسی نے بیرونِ ملک ملازمت کے سنہرے خواب دکھائے تو انہوں نے دھوکے میں آکر ساری دکان بیچ دی اور ویزا لگوا کر بیرون ملک جانے کی تیاری کرنے لگے۔ مگر جس ایجنٹ کو انہوں نے پیسے تھے، اس نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور سارا پیسہ ہضم کر کے غائب ہو گیا۔ دکان کے بک جانے اور رقم ضائع ہونے سے ان کے مالی حالات بہت خراب ہونا شروع ہو گئے۔ حالت فاقوں تک پہنچ گئی تو آہستہ آہستہ وہ گھر کا قیمتی سامان بھی بیچنے لگے۔ ہر طرف سے پریشانیوں نے ان کو گھیر لیا۔ مجبوراً انہوں نے ڈرائی کلینر کی دکان کھولی جس میں آنٹی خود بھی مدد کرتی تھیں اور گھر میں لوگوں کے کپڑے دھو دیا کرتیں۔

بڑے بیٹے کی شادی کی تو بہو اچھی نہ نکلی اور اس نے ناک میں دم کر کے رکھ دیا، بالآخر بیٹا الگ ہو گیا اور جس بیٹے کو وہ ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی ہوئی تھیں بعد میں اس کے متعلق پتہ چلا کہ اس کو ہیروئین کا چسکا لگ گیا تھا۔ آخر تنگ آکر اس بیٹے کو بھی گھر سے نکال دیا۔

یہ سب حالات قرآن پاک کی اس آیت کی عملی تفسیر ہے، جس کا ترجمہ ہے:

"اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی بہت شدید ہے۔" (سورۃ ابراہیم)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مزاحیات

سونے کی چیز:

بیگم نے پہلی بار میٹھا پکوان بنایا اور صاحب سے وعدہ کہ کھانے کے بعد انہیں کوئی سونے کی چیز دیں گے۔

صاحب نے بڑی مشکل سے اس "پکوان" کو کھایا جب بیگم نے انعام کا مطالبہ کیا تو انہوں نے خاموشی اختیار کر لی بیگم نے دوبارہ کہا مجھے کوئی سونے کی چیز دیں نا؟ صاحب نے کہا یہ لو تکیہ اور جا کر سو جاؤ۔

نفرت:

بیگم: مجھے تو اپنے میاں کی سمجھ نہیں آتی ہے روز دال پکاتی تو بے حد تعریفیں کیں۔ دوسرے روز دال پکائی تو خوش دلی سے کھالی، تیسرے چوتھے دن خاموشی سے کھالی مگر پانچویں روز چیخ اٹھے کہ مجھے دال سے نفرت ہے شدید نفرت۔

صابن:

بیگم صاحبہ صابن سے برتن دھونے کے بعد ان میں چائے لے کر آئیں۔ کچھ دیر بعد پوچھا! چائے میں میٹھا زیادہ تو نہیں؟ صاحب بولے: نہیں صرف صابن زیادہ ہے۔

کیک:

بیگم صاحبہ: (روتے ہوئے) آج میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے کیک بنایا تھا وہ کتا کھا گیا۔

صاحب: کوئی بات نہیں میں آپ کو دوسرا کتا لا دوں گا!

(ام ضرار۔ کراچی)

وجۂ خفگی:

ڈاکٹر (نرس سے) وہ کنجوس مریض کس بات پر خفا ہو رہا تھا۔

نرس: اس بات پر کہ دوائیں ختم ہونے سے پہلے وہ کیوں صحت یاب ہو گیا۔ (محمد زبیر، راشدہ غزل۔ فارسٹ کالج پشاور)

خاص دیسی گھی سے تیار شدہ خوش ذائقہ مٹھائیاں
حلوہ پوری
سموسے جلیبی
دلبہار سوئیٹس
بلاک 13-B، توشی اسکوائر، گلشن اقبال بالمقابل المصطفیٰ ہسپتال، کراچی۔ فون: 34972764

باورچی خانے میں پہلا دن

کوثر پروین

آج میں آپ کو اپنے باورچی خانے میں پہلے دن کے بارے میں بتاتی ہوں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں آٹھویں کلاس میں پڑھتی تھی۔ اس وقت مجھ سے بڑی بہن اور امی ہی زیادہ تر کھانا پکایا کرتی تھیں اور ہم مزے سے کھایا کرتے تھے۔ البتہ میں سبزی وغیرہ بنانے میں ان کی تھوڑی بہت مدد کر دیا کرتی تھی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ امی اور بڑی بہن کسی عزیز سے ملنے گئیں۔ ابو شام کو گھر آئے تو گوشت اور بھنڈیاں لے آئے کہ انہیں رات کے کھانے کے لیے بنالینا۔ میں نے سامان لے کر رکھ لیا اور سوچ میں پڑ گئی کہ کیسے بناؤں؟ پھر سوچا شاید کچھ دیر میں امی آجائیں اور مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا مل جائے! لیکن عصر سے مغرب کا وقت ہوگیا پر امی نہ آئیں (ان دنوں موبائل فون بھی نہ تھے)۔ انتظار کرتے کرتے اندھیرا چھانے لگا تو میرے ہاتھوں کے طوطے تو کیا چیل، کوے، کبوتر سب کچھ اڑ گئے۔

ابو اپنے کمرے میں مطالعے میں مصروف تھے۔ میں جانتی تھی کہ ابو عشاء کے بعد کھانا مانگیں گے۔ مجبوراً خود ہی اٹھی اور کام شروع کیا۔ ساتھ ساتھ امی اور بہن کو بھی یاد کرتی رہی کہ نجانے کہاں رہ گئیں ہیں۔ بہرحال جیسے تیسے میں نے گوشت صاف کیا جو کہ بے حد مشکل لگا، اس کے بعد پیاز کاٹے اور گوشت ککر میں چڑھا دیا۔

بھنڈی گوشت میری پسندیدہ ڈش تھی۔ ہمیں چوں کہ پکی پکائی کھانے کی عادت تھی اس لیے پکاتے ہوئے بہت غصہ آرہا تھا۔

گوشت چڑھا کر میں نے بھنڈیاں دھو کر کاٹیں، پھر یاد آیا کہ امی انہیں پہلے فرائی کرتی ہیں۔ میں نے جلدی سے کڑاہی میں تیل گرم کیا اور بھنڈیاں ڈال دیں۔ ادھر ککر کا ٹائم پورا ہو چکا تھا، ویٹ اٹھائی اور گوشت بھوننے لگی۔ سارے مصالحے اندازے سے ڈال دیے اور خوب گوشت بھونا، پھر بھنڈیاں جو کہ فرائی ہو چکی تھیں گوشت میں شامل کر کے بڑے فخر سے ابو کے لیے روٹی بنائی اور ابو کو کھانا دینے چلی گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد ابو اپنے کمرے سے باہر آتے دکھائی دیے اور پھر باہر نکل گئے۔ میں بہت خوش ہوئی کہ ڈانٹ نہیں پڑی یعنی اس کا مطلب تھا کہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ مجھے بھی سخت بھوک لگ رہی تھی۔ بھنڈی گوشت کے تصور سے ہی منہ میں پانی آنے لگا تھا اور پھر میرے اپنے ہاتھوں کا!

میں نے پلیٹ میں سالن نکالا اور کمرے میں لے آئی۔ مگر یہ کیا...... پہلے ہی لقمے نے منہ کا مزہ خراب کر دیا۔ بھنڈیاں بالکل پھیکی تھیں کیوں کہ میں بھنڈیاں فرائی کرتے وقت نمک ڈالنا بھول گئی تھی اور سالن میں بھی نمک بہت کم تھا۔ سالن بے حد خشک تھا اور گوشت...... وہ تو ٹھیک سے گلا ہی نہیں تھا! ہزار کوشش کی کہ دانتوں کے زور سے ہی بوٹی کاٹ سکوں مگر ممکن نہ ہو سکا۔ تب میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ابو کی عظمت دل میں بیٹھ گئی۔ سوچا ابو کتنے اچھے ہیں، میرا ایسا بنایا کھانا جیسے تیسے کھا بھی لیا اور کوئی نقص بھی نہ نکالا۔ کاش سبھی آدمی میرے ابو جیسے ہوتے!

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین
The TRUTH
Subscription Charges
Rs. 1200 for 1 Year (52 issues 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 issues 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 issues 1 issue free)
Bank Account
The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi
کراچی: 0334-3372304 | حیدرآباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528
کوئٹہ: 0333-7805339 | سرگودھا: 0321-6018171 | تربت: 0321-2140814
لاہور: 0300-4284430 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0300-7332359
پشاور: 0314-9007293 | فیصل آباد: 0333-4365150
پرانے شمارے بھی منگوائے جا سکتے ہیں
سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052,021-36881355
www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com

خواتین کا اسلام
381 بدھ 17 رجب 1431ھ مطابق 30 جون 2010ء
تین چیزیں
www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

سراسر خسارہ

’’اور تم (گناہ کرتے وقت) اس بات سے تو چھپ ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔ لیکن تمہارا گمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں ہے۔ اپنے پروردگار کے بارے میں تمہارا یہی گمان تھا جس نے تمہیں برباد کیا، اور اسی کے نتیجے میں تم ان لوگوں میں شامل ہوگئے جو سراسر خسارے میں ہیں۔‘‘

(سورۂ حم سجدہ آیت 23,22)

تشریح:

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ بعض احمق کافر یہ سمجھتے تھے کہ اگر وہ کوئی گناہ چھپ کر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوگا، اس وقت وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے گناہ کا نہ کوئی گواہ ہے اور نہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو اس کا پتہ چلے گا۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو ہر بات کا گواہ ہے ہی، خود ان کے جسم کے یہ اعضاء بھی ان کے خلاف گواہ بن جائیں گے۔

الحدیث

دعوتِ طعام کے اصول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے جس میں صرف امیروں کو بلایا جائے اور حاجت مندوں، غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس نے دعوت کو (بلاوجہ شرعی) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث کے پہلے جزو کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ جب کوئی ولیمہ کرے تو غریبوں، حاجت مندوں کو نظر انداز نہ کرے ان کو ضرور دعوت دے۔ جس ولیمہ میں ان کو نہ بلایا جائے صرف امیروں اور بڑے لوگوں کو مدعو کیا جائے اس کا کھانا اس لائق نہیں ہے کہ کھایا جائے۔ ظاہر ہے کہ ولیمہ کے علاوہ دوسری قسم کی دعوتوں کا حکم بھی یہی ہے۔ حدیث کے دوسرے جزو کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی شرعی مانع یا مجبوری نہ ہو تو مسلمان بھائی کی دعوت کو قبول کرنا چاہیے۔ اس سے دلوں میں جوڑ پیدا ہوتا ہے اور قبول نہ کرنے سے دلوں میں دوری اور بدگمانیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس لیے بلاوجہ دعوت کا قبول نہ کرنا اللہ و رسول کی مرضی اور حکم کے خلاف ہے۔

آثار صحابہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ’’یہ آپ کیا کر رہے تھے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ اللہ کا ایسا دین ہے کہ جس کو اللہ نے اپنے لیے منتخب کیا اور اسی کی تبلیغ کے لیے اپنے پیغمبر بھیجے لہٰذا میں تم کو بھی ایسے اللہ کی طرح بلاتا ہوں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی عبادت کا حکم دیتا ہوں اور یہ کہ لات و عزیٰ کو بالکل چھوڑ دو۔‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ’’یہ ایسی بات ہے کہ آج سے قبل میں نے کبھی نہیں سنی۔ میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا جب تک کہ اپنے والد ابو طالب سے بیان نہ کرلوں۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا ناگوار ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان سے پہلے راز فاش ہوجائے فرمایا: ’’اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے تو اس معاملہ کو ابھی پوشیدہ رکھنا۔‘‘ گو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات ایمان نہیں لائے مگر اللہ نے ان کے دل میں ایمان راسخ کر دیا تھا اگلے روز صبح ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر کیا بات پیش کی تھی۔ آپ نے فرمایا: ’’گواہی دو کہ اللہ صرف ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور لات و عزیٰ کا انکار کردو اور جن کو خدا کا شریک بتایا جاتا ہے ان سے بالکل اظہارِ بے زاری کرو۔‘‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب قبول کیا اور اسلام لے آئے اور ابو طالب کے ڈر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھپ چھپ کر آتے رہے اور اپنے اسلام کو چھپائے رکھا ظاہر نہ ہونے دیا۔ (البدایہ 24/3) [حیاۃ الصحابہ حصہ اول]

آئینہ دیکھنے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ وَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ. (رواہ البزار)

ترجمہ: حمد و شکر اس اللہ کے لئے جس نے میرے جسم کو موزوں بنایا اور مجھے اچھی شکل و صورت عطا کی اور مجھے اس خوش نمائی سے نوازا جس سے دوسرے بہت سے بندوں کو نہیں نوازا گیا۔

پیاو سحر

نیک کام میں حصہ ڈالیے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''حجاب نمبر'' کی پسندیدگی کے بارے میں خطوط کا سلسلہ اب تک جاری ہے، جنہیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری بہنوں کو اس نمبر کا کتنی شدت سے انتظار تھا اور وہ اسے پڑھنے، دوسروں کو پڑھانے اور اس سے ملنے والے نظریے کو پھیلانے میں کتنی مخلص اور سنجیدہ ہیں......

''خواتین کا اسلام'' کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ مسلمان عورت کو اس کا بھولا ہوا مقام یاد دلایا جائے، اسے ماں، بہن اور بیٹی کے اس روپ پر فخر کرنے کا جذبہ دیا جائے جو صحابیات اور امت مسلمہ کی تاریخ کی ہزاروں لاکھوں اولوالعزم ماؤں کی زندگیوں سے منعکس ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے خواتین کا اسلام کی مجلسِ ادارت اور قاریات دونوں کا باہمی تعاون بے ضروری ہے...... اپنے اپنے خاندانوں اور حلقوں میں خواتین کا اسلام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کر کے آپ اس مہم میں بھرپور تعاون کر سکتی ہیں...... اس کے ساتھ ساتھ ہمیں آپ کی دعاؤں کی بھی ضرورت ہے......

کئی قاریات قلمی تعاون بھی کرتی ہیں...... ہم ان کے بے حد ممنون ہیں...... کچھ نئی لکھنے والیوں نے ہمت کی ہے اور ماشاء اللہ خوب لکھنے لگی ہیں، ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مگر ایک شکوہ بھی ہے کہ جو قاریات ذرا ڈھنگ سے لکھنا سیکھ جاتی ہیں پھر ان کی تحریریں کم ہوتے ہوتے بالکل غائب ہونے لگتی ہیں...... ہماری کئی پرانی لکھنے والیاں ایک عرصے سے غیر حاضر ہیں، حالاں کہ خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مضامین خاص کر افسانوں اور کہانیوں کی طلب بدستور باقی ہے...... گزارش ہے کہ اس نیک کام میں حصہ ڈالنا نہ چھوڑیے۔ اور ہمت کر کے ایک بار پھر کاغذ قلم سے رشتہ جوڑ لیجیے۔

والسلام

نعت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

آدم کے لیے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی ہے

پاکیزہ تر از عرش و سماء جنتِ فردوس
آرام گہِ پاک رسولِ عربیؐ ہے

آہستہ قدم، نیچی نگہ، پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں روحِ رسولِ عربیؐ ہے

اے زائرِ بیتِ نبوی یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

کیا شان ہے اللہ رے محبوبِ نبیؐ کی
محبوبِ خدا ہے وہ، جو محبوبِ نبیؐ ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابرِ کرم آج
جو آگ مرے سینے میں مدت سے لگی ہے

یہ نعتیہ کلام علامہ سید سلیمان ندویؒ کا ہے جو انہوں نے روضۂ اطہر کے سامنے پڑھا تھا

چیف ایڈیٹر: مفتی فیصل احمد ایڈیٹر: مولانا محمد افضل میگزین ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل ریحان

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون 021 36609983 ای میل KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِ تعاون اندرون ملک: 600 روپے، بیرون ملک: 3700 روپے

حقوق زوجین

۶

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

اب بیوی کے مالی حقوق بیان کیے جاتے ہیں:

مہر کے مسائل:

نکاح منعقد ہوتے ہی بیوی کا سب سے پہلا حق جو خاوند پر عائد ہوتا ہے وہ مہر ہے، اس کی ادائیگی خاوند کے ذمہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔'' الآیۃ (4/4)

''چناں چہ جن عورتوں سے (نکاح کر کے) تم نے لطف اٹھایا ہو ان کو ان کا وہ مہر ادا کرو جو مقرر کیا گیا ہو۔'' الآیۃ (24/4)

''لہٰذا ان کنیزوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرلو اور ان کو قاعدے کے مطابق ان کے مہر ادا کرو۔'' الآیۃ (25/4)

خاوند جب تک بیوی کا مہر ادا نہ کرے یہ اس کے ذمہ فرض ہے جو وجوبِ زکوٰۃ سے بھی مانع ہے خواہ مہرِ معجّل ہو یا مؤجل۔ اگر ادا کیے بغیر مرگیا تو دوسرے قرضوں کی طرح یہ قرض بھی اس کے ترکہ سے ادا کرنا ضروری ہے۔

بہت سے لوگ بیویوں کا مہر ادا نہیں کرتے، یہ کتنا بڑا گناہ ہے؟ اس کا اندازہ اس حدیث سے کیجیے:

حضرت میمون کردی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک بار نہیں دو بار نہیں، تین بار نہیں، دس بار سنا ہے کہ جو شخص کسی عورت سے قلیل یا کثیر مہر پر نکاح کرے اور اس کے دل میں عورت کا حق ادا کرنے کا خیال نہ ہو تو اس نے عورت سے دھوکا کیا۔ پھر عورت کا حق ادا کیے بغیر مرگیا تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے زانی بن کر پیش ہوگا۔ اور جو شخص کسی سے قرض لے اور صاحبِ حق کو اس کا حق ادا نہ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس نے دھوکا کیا، اس کا مال ادا کیے بغیر مرگیا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے چور بن کر پیش ہوگا۔'' (طبرانی فی الاوسط والصغیر باسناد صحیح)

اب بالاختصار مہر کے کچھ مسائل ذکر کیے جاتے ہیں:

☆......مہر عقد نکاح میں طے ہوجانا چاہیے کہ کتنا ہوگا؟ تاہم کسی نے مہر کا ذکر کیے بغیر نکاح کرلیا یا یہ شرط رکھ دی کہ مہر ادا نہ کروں گا، بلا مہر ہی نکاح کر رہا ہوں تب بھی مہر ادا کرنا پڑے گا۔

☆......مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی) ہے۔ اگر کسی نے اس سے بھی کم مقدار میں مہر مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی یہ مقدار ادا کرنا ہوگی اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں، تاہم اس میں غلو کرنا اور بہت زیادہ مہر مقرر کرنا پسندیدہ نہیں۔ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''خبردار! عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر نہ کرو، اس لیے کہ یہ چیز اگر دنیا میں باعثِ عزت وعظمت اور اللہ کے ہاں باعث تقویٰ و بزرگی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بڑھ کر اس کے مستحق تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور یہ کام کرتے) لیکن میرے علم میں نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ سے زیادہ پر کسی بیوی سے نکاح کیا ہو یا کسی بیٹی کا نکاح کرایا ہو۔'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

☆......یوں تو نکاح ہوتے ہی پورا مہر خاوند کے ذمہ واجب ہوجاتا ہے لیکن اس میں یہ احتمال رہتا ہے کہ اگر رخصتی سے پہلے خاوند نے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا پڑے گا، اگر طلاق سے پہلے پورا مہر دے چکا تو ضروری ہے کہ طلاق کے بعد عورت آدھا مہر خاوند کو لوٹا دے۔ البتہ درج ذیل صورتوں میں پورا مہر مؤکد ہوجاتا ہے: (1) میاں بیوی کا ہم بستر ہونا۔

(2) دونوں میں خلوۃ صحیحہ کا پایا جانا یعنی دونوں کو ایسی تنہائی کا موقع مل جائے جہاں ہم بستر ہونے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں، حسی نہ طبعی نہ شرعی، لہٰذا اگر دونوں میں کسی کو ایسا مرض لاحق ہے جس کے سبب ہم بستری ممکن نہیں یا عورت حیض یا نفاس میں ہے یا کسی کا رمضان کا روزہ ہے یا حالت احرام میں ہے تو ایسی خلوت معتبر نہیں۔

(3) رخصتی سے پہلے دونوں میں سے ایک کی وفات ہوجانا۔

(4) رخصتی کے بعد طلاق بائن دے کر دورانِ عدت دوبارہ نکاح کرلینا (اس سے بھی پورا مہر مؤکد ہوجاتا ہے خواہ ہم بستری یا خلوۃ صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو)۔

☆......اگر نکاح کے وقت مہر کا تذکرہ نہ کیا یا خاوند نے شرط عائد کی کہ مہر نہ دوں گا یا مہر میں کوئی حرام چیز دینا طے کی مثلاً شراب یا مجہول قسم کی چیز دینا طے کی مثلاً یہ کہا کہ ایک جانور دوں گا یا کوئی کپڑا دوں گا تو ان صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا۔

(مہر مثل کیا ہے) یعنی لڑکی کے دودھیالی خاندان (مثلاً بہنوں، پھوپھیوں یا چچازاد لڑکیوں) میں ایسی شادی شدہ لڑکی دیکھی جائے جو ہر لحاظ سے اس کی ہمسر ہو۔ جتنی عمر اس کی ہے اتنی ہی عمر میں اس کی شادی ہوئی ہو۔ اسی طرح حسن وجمال، کنوارے پن، مال و دولت، شہر وعلاقہ، دین داری، سلیقہ تجربہ میں یہ اس کی مماثل ہو تو جو مہر اس لڑکی کا مقرر کیا گیا تھا وہی مہر اس کا بھی مقرر کیا جائے۔ یہ مہر مثل ہے، اگر لڑکی کے ددھیالی خاندان میں کوئی ایسی لڑکی نہیں تو کسی دوسرے خاندان میں جو اس کے خاندان کے مثل ہو، ایسی لڑکی دیکھی جائے جو مذکورہ بالا صفات میں اس کی ہمسر ہو۔ اس کا مہر اس لڑکی کے حق میں مہر مثل ہوگا۔

عمرہ پر جانے والیوں سے!

سائرہ فاروق۔ کراچی

جی ہاں! یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے کہ ہماری بہت سی بہنیں اتنا خرچہ کر کے عمرے کے لیے جاتی ہیں لیکن عمرے کے فرائض وواجبات تک نہیں جانتیں۔ یوں احرام کی پابندیوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ثواب کی بجائے اپنے اوپر دم اور صدقات وغیرہ واجب کر کے واپس آجاتی ہیں۔ اس کا تجربہ مجھے اپنے عمرہ کے سفر کے دوران ہوا۔

میں نے دیکھا کہ خواتین کو عمرے کے بنیادی احکام بھی معلوم نہیں حالاں کہ ایسی بھی خواتین تھیں جو پہلے بھی کئی بار عمرہ کر چکی تھیں۔ زادِ راہ اور سامان کے لحاظ سے تو ان کی تیاری خوب تھی لیکن بنیادی شرعی احکامات تک معلوم نہ تھے۔ ایک بڑی غلطی جو میں نے اکثر پاکستانی اور ملیشیائی عورتوں میں دیکھی، وہ یہ تھی کہ ان کا اسکارف آدھی پیشانی کو ڈھانکے ہوئے تھا اور وہ وضو کرتے وقت اسکارف پر ہی مسح کرتی تھیں۔ اس کی وجہ سے ان کا وضو مکمل نہیں ہوتا تھا اور نمازیں حتیٰ کہ طواف بھی فاسد ہو جاتا تھا۔ اسی طرح ایک غلطی یہ دیکھی کہ اگر ماہواری کی حالت ہو تو اپنے شہر سے احرام کی نیت نہیں کی جاتی بلکہ مکہ مکرمہ جا کر پاک ہونے کے بعد مسجدِ عائشہ جا کر نیت کی جاتی ہے۔

ایک اور بڑی غلط فہمی یہ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ خصوصاً خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھے بغیر عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔ اکثر عورتوں کا نظریہ یہ تھا کہ حرم شریفین میں سب سے بڑی عبادت حرم میں نماز ادا کرنا ہے، حالاں کہ عورت اپنی قیام گاہ (ہوٹل وغیرہ) میں نماز پڑھ کر وہی فضیلت حاصل کر سکتی ہے، ہاں عمرہ طواف اور خانہ کعبہ کی زیارت کی نیت سے حرم جا سکتی ہے۔ ایک اور بات یہ کہ طواف نفلی کی فضیلت کا اندازہ بہت کم عورتوں کو ہے۔ حرم میں اپنا وقت باتوں میں گزارا جاتا ہے۔ اگر یہ وقت طواف میں گزرے تو کتنا ثواب ملے! دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کے تمام اعمال اور عبادات ایسی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت کا درجہ حاصل کرلیں۔

میرا اس طرف توجہ دلانے کا مقصد یہ ہے کہ میرے وہ تمام بھائی بہن جو یہ مسائل جانتے ہیں وہ ایسے لوگوں کی تربیت کریں جو عمرہ کے شرعی احکام سے ناواقف ہیں اور عمرے پر جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ان شاءاللہ ان کے لیے بھی صدقہ جاریہ ہوگا اور جانے والوں کا عمرہ اور دوسری عبادات بھی کامل اور شریعت کے مطابق ہو جائیں گی۔ (نوٹ: اس مضمون میں درج مسائل جناب مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کے کتابچوں "خواتین کا حج" اور "عمرہ کا آسان طریقہ" سے لیے گئے ہیں۔)

☆......نکاح کرتے ہوئے تو مہر کا کوئی تذکرہ نہ کیا لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی نے باہم رضامندی سے کچھ مقرر کر لیا تو یہی مہر خاوند کے ذمہ ہے جو اسے ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ اگر رخصتی سے پہلے طلاق کی نوبت آگئی تو اس مہر کا نصف واجب نہ ہوگا۔ بلکہ کپڑوں کا ایک جوڑا دینا واجب ہوگا۔

☆......اگر مہر کے متعلق یہ طے ہو کہ نکاح ہوتے ہی نقد ادا کرنا ہے تو یہ مہر معجّل ہے، اور اگر یہ طے ہو کہ اتنی مدت کے بعد ادا کرنا ہے یا بیوی جب مطالبہ کرے گی تب ادا کیا جائے گا تو یہ مہر مؤجل ہے۔

☆......اگر مہر کی مقدار تو طے کر لی لیکن اس کی کوئی وضاحت نہ کی گئی کہ معجّل ہے یا مؤجل؟ تو اس میں عرف کا اعتبار ہوگا۔ اگر اس علاقہ کا عرف اور رواج مہر معجّل ادا کرنے کا ہے تو اس کو بھی معجّل سمجھیں گے اور اگر علاقہ کا عرف مہر مؤجل کا ہے تو اس کو بھی مؤجل سمجھیں گے۔

☆......اگر خاوند نے مہر معجّل ادا نہیں کیا تو عورت کو اختیار ہے وہ چاہے تو خاوند کو اپنے قریب نہ آنے دے۔ خاوند کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے یا خاوند کے ساتھ سفر میں نکلنے سے انکار کر دے، شرعاً اسے حق ہے۔ خاوند کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا، ہاں مہر معجّل کی ادائیگی کے بعد بیوی ہر طرح پابند ہے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ نیز خاوند کو اختیار ہے اسے جہاں چاہے لے جائے۔

☆......عاقلہ بالغہ لڑکی اپنا کل مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ لیکن معافی وہ معتبر ہے جو دل سے ہو۔ آج کل مہر معاف کرانے کا رواج بن گیا ہے، عموماً پہلی رات ہی لوگ مہر معاف کرا لیتے ہیں۔ ظلم یہ کہ والدین کی طرف سے بھی لڑکی کو تلقین ہوتی ہے کہ خاوند اگر کہے تو تم مہر معاف کر دینا۔ وہ بے چاری رواج کے تحت مجبور ہو کر معاف کر دیتی ہے۔ شریعت کی رو سے ایسی معافی کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں۔ ہاں اگر خاوند مہر بیوی کے قبضہ میں دے دے اور اس سے واپسی کی امید بھی توڑ دے پھر بیوی خوش دلی سے کچھ لوٹا دے تو خاوند لے سکتا ہے، ایسا ہبہ یقیناً معتبر ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ بہر صورت مہر ادا کر دے۔ معاف کرا کر عورت کا احسان مند اور زیر بار ہونا مرد کی شان کے خلاف ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"پھر اگر اس کوشش پر بھی (مہر) ادا نہ ہو سکا تو نفس میں ایک دوسری کم ہمتی جو خلافِ غیرت ہے پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ عورت سے معاف کرایا جائے۔ پس اس سے درخواست کی جاتی ہے، سو اول تو اس درخواست کا پورا کرنا اس کے قبضہ میں ہے۔ اگر وہ پورا نہ کرے اس کو اختیار ہے، دوسرے خود یہ درخواست ہی ذلت سے خالی نہیں (اصلاح انقلاب امت 133/2)۔"

معاف کرانے کا جو طریقہ رائج ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"مگر یاد رہے کہ ایسی معافی عنداللہ ہرگز معتبر و مقبول نہیں۔ اس صورت میں یہ عنداللہ علیٰ حالہ مشغول الذمہ (اللہ کے نزدیک اپنی ذمہ داری کے بوجھ تلے) رہے گا۔" (ایضاً 134/2) (جاری ہے)

بہترین گفٹ پیکیج

اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو

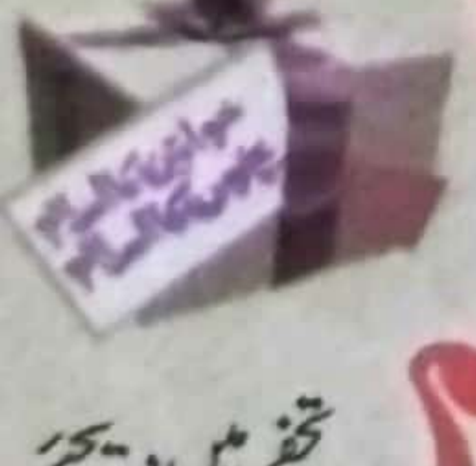

بچوں کا اسلام

یا

خواتین کا اسلام

تحفے میں دیجئے

دو ماہ تک ہر ہفتے کا تازہ میگزین صرف 100 روپے میں بھجوائیں۔

جتنے میگزین بھجوانا چاہتے ہیں ان کی مجموعی رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں یا بینک میں جمع کرانے کی صورت میں نیچے دیئے گئے نمبروں پر رابطہ فرمائیں۔

نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور ایڈریس لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

مزید معلومات کیلئے: Ph:021-36688747 EXT 246-213

یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

ہمارا پتہ: سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 11/1 G-4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

خالد اقبال تائب

پردہ اٹھا رہا ہوں میں پردے کے باب سے

پردہ ہی پارسائی کا زریں اصول ہے
پردے کا اہتمام تو حکم رسول ہے
پردہ صحابیات میں تھا رائج اس طرح
جسموں کے ساتھ روح کا ہو رشتہ جس طرح

پردہ اٹھا رہا ہوں میں پردے کے باب سے
دیکھو کہ ہو رہا ہے جدا رخ نقاب سے

اک واقعہ سناؤں میں یہاں ازرہِ مثال
معلوم جن سے ہو ہمیں ان کی حیا کا حال
اک نیک بخت شخص ہوئے جنگ میں شہید
تقدیر میں ازل سے لکھا تھا انہیں سعید
جب والدہ کو ان کی ہوئی کہیں سے خبر
پہنچیں درِ حضور پہ غم کا لیے اثر
بے چین مضطرب تھیں مگر تھیں وہ بانقاب
چھوڑا نہ غموں میں بھی اف دامن حجاب
دل ان کا زخم زخم تھا آنکھوں میں اشک تھے
پردے میں اس طرح تھیں کہ سب محوِ رشک تھے
گو سب کو تھی خبر کہ یہ تقویٰ کا ہے کمال
پھر بھی کسی نے ان سے یونہی کر لیا سوال
طاری کسی پہ ہوتا ہے جب گریہ و ملال
اپنا سنبھلنا آپ ہی ہو جاتا ہے محال
صدمے سے اک طرف تو ہیں آپ اس قدر نڈھال
اور دوسری طرف یہ حجابات کا خیال......
کیا راز ہے بتائیں تو اس اہتمام میں
غم اپنے کام میں ہے اور آپ اپنے کام میں
اس پر جواب ان کا بہت مختصر سا تھا
لیکن ہے سچ کہ لہجہ بڑا معتبر سا تھا
فرمایا جان لخت جگر تھی، گزر گئی
غیرت تو اس کے ساتھ نہیں میری مر گئی

پردہ اٹھا رہا ہوں میں پردے کے باب سے
دیکھو کہ جدا ہو رہا ہے رخ نقاب سے

کاش ہم کو صحابہ کی حیا سے سبق ملے
کچھ اپنی زندگی میں بھی ان کی رمق ملے
کھل جائے ہم پر راز کہ پردہ ہے چیز کیا
اسلاف نے سکھائی تھی ہم کو تمیز کیا
موقع ہے راہ حق کی طرف رخ کو موڑ لیں
رشتہ جو دین سے ٹوٹ گیا ہے وہ جوڑ لیں

پردہ اٹھا رہا ہوں میں پردے کے باب سے
دیکھو کہ ہورہا ہے جدا رخ نقاب سے

مرسلہ: اہلیہ مفتی فہیم اشرف۔ حیدرآباد

ہمارے حضرت

مردوں کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے کہ وہ بیعت کرتے ہیں جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے مگر سنت سے ثابت ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی بیعت کرنی چاہیے اور یہ ذمہ داری خواتین کے محرم مردوں کے سپرد ہے کہ وہ اپنی مستورات کی اصلاح ظاہر و باطن کی فکر کرتے ہوئے ان کا اصلاحی تعلق بھی اپنے واسطے سے کسی متبع سنت شیخ سے جوڑ دیں۔ اب چلیے اسی زمرے میں، میں آپ کو اپنی بیعت کا قصہ سناتی ہوں۔

ام عبداللہ

میں ابھی اُس عمر میں تھی کہ جب بچوں کو کھیل کود کی طرف ہی رجحان ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ابو اور سب بھائی تیار ہو کر کہیں جا رہے ہیں تو میں بھی ان کے پیچھے پڑ گئی کہ مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔ کبھی ابو کی انگلی پکڑتی تو کبھی بڑے بھائی کا دامن تو کبھی دوسرے بھائیوں کو سفارش کا کہتی۔ انہوں نے مجھے لاکھ سمجھایا کہ تم ابھی چھوٹی ہو لیکن میں تھی کہ ضد پہ اڑی رہی، پھر انہوں نے بتایا کہ ہم تو بیعت کرنے جا رہے ہیں اور تم بہت چھوٹی ہو۔ تمہارے لیے مشکل ہوگا!!

لیکن میرے بے حد اصرار اور طفلانہ ضد کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ مجھے ساتھ لے ہی گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالستار رحمہ اللہ (جامعہ خیر المدارس ملتان) سے بیعت کر لی۔ پھر اسی اصلاحی تعلق اور ان ہی کی دعاؤں کی برکت تھی کہ اللہ نے میٹرک کی تعلیم کے بعد مجھے اپنے دین کی تعلیم کے لیے چن لیا۔

دین کی تعلیم کے ساتھ میں نے دنیاوی تعلیم بھی مکمل کر لی اور اپنے ادارے میں ہی دین کی نسبت سے مشغول ہوگئی۔

پھر میری زندگی میں وہ قیامت خیز گھڑی بھی آئی جب میرے حضرت کا انتقال ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد جب غم کچھ ہلکا ہوا تو میں نے سوچا کہ اب میں کیا کروں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے دادرسی کی اور میرے دل میں حضرت خواجہ خواجگان خان محمد صاحب رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق جوڑنے کا خیال جڑ پکڑ گیا۔

میں نے ابھی ان سے بیعت نہیں کی تھی لیکن سوچ ضرور لیا تھا۔ ایک دن مجھے اللہ کے فضل سے حضرت سے فون پر بات کرنے کا موقع ملا۔ بات تو خیر کیا کی کیوں کہ حضرت تو عموماً بات نہ کرتے تھے لیکن سن ضرور لیتے تھے۔ میں نے موقع کو غنیمت جانا اور اپنی عرضی عرض کرنا شروع کر دی، آخر میں دعا کی درخواست کی تو حضرت نے ایک جملہ فرمایا جو وہ اکثر بولا کرتے تھے۔

''اللہ رحم کرے......''

ان کے ایک بول کا اثر ہی اتنا تھا کہ ہم نے اکثر لوگوں کے مسائل کو حل ہوتے دیکھا ہے۔ بہرحال دل کی سچی آرزو ہو تو اللہ اس کو ضرور پوری کرتے ہیں۔ ہماری زندگی میں پھر اللہ کے فضل سے ایک دن ایسا آیا کہ ہم بیعت کرنے ان کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ کا رومال اپنے ہاتھوں میں تھاما تو ایسا لگا جیسے دنیا کی ساری نعمتیں اور سکون مجھے مل گیا ہو۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ تھی۔

دن گزرے رہے، گھڑیاں چلتی رہیں اور وہ وقت بھی آ گیا جب حضرت کی کو اللہ میاں کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور جنت کی نعمتوں میں جا بسے۔ جس وقت مجھے ان کی رحلت کی خبر ملی تو ایسے لگا جیسے مجھ سے سب کچھ چھین لیا گیا ہو۔ میرا جسم شل ہو گیا، جو کام میں کر رہی تھی، چھوٹ گیا، آنسو کی لڑیاں جاری تھیں اور زبان پر صرف یہی تھا:

''کاش میں اس دار فانی سے چلی جاتی اور ان کی ہستی اس دنیا میں رہتی۔''

کیوں کہ ابھی ہمیں ان کی ضرورت تھی، وہ ایسی ہستی تھے جن کا وجود اس فتنوں کے دور میں اہل حق کے سر پر چھاؤں کی طرح تھا۔ حضرت کے اٹھ جانے کے بعد صرف ان کی صلبی اولاد ہی یتیم نہیں ہوئی بلکہ ہزاروں طالبان اصلاح، سینکڑوں دینی ادارے اور دسیوں دینی جماعتیں بھی یتیم ہو گئی ہیں۔ وہ کیسے باکمال تھے کہ جن کے جانے سے ایک شہر یا ایک ملک نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ویران ہو گیا۔ آہ جن کی جدائی میں آبادیاں ہی نہیں جنگل بھی اداس ہیں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وانت خیر الراحمین آمین۔

کشکول

غمگین ہونے کی وجہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ ایک مرتبہ آپ بہت غمگین بیٹھے ہوئے تھے اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا ہو۔ ایک شاگرد نے حضرت سے جا کر پوچھا: ''حضرت! آپ کے چہرے پر غم کے آثار نظر آ رہے ہیں، خیریت تو ہے؟''

آپ نے فرمایا: ''ہاں کچھ غم ہے۔''

انہوں نے اصرار کیا: ''حضرت کیا غم ہے؟'' اس وقت دارالعلوم دیوبند میں دستار بندی کا جلسہ ہو رہا تھا۔

فرمایا: ''جلسے میں ایسی مصروفیت ہوگئی کہ آج جب ہم مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو ہماری تکبیر اولیٰ چھوٹ گئی، امام سے نہیں سن سکے۔'' پھر فرمایا ''پچپن سال میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ چھوٹ گئی۔''

اب آپ اندازہ لگائیں کیوں کہ صرف تکبیر اولیٰ چھوٹ جانے کا مطلب ہے کہ قرأت سنی، رکوع میں شریک ہوئے، رکعت مل گئی اور ایک قول کے مطابق تکبیر اولیٰ میں بھی شرکت ہوگئی لیکن اس کے باوجود تکبیر اولیٰ کے چھوٹنے پر آپ اتنے غمگین تھے۔ دوسری طرف ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری جماعتیں نکل جاتی ہیں اور اکثر نمازی حضرات مسبوق ہو کر نمازیں پوری کرتے ہیں لیکن اس کا احساس نہیں ہوتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارے اندر بے حسی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرما کر اسے دور فرمائے آمین۔

﴿بنت ناصر محمود﴾

دین کی برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلام میں مجھ پر تین بڑی مصیبتیں آئی ہیں۔ ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ، دوسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ، تیسرے توشہ دان کا حادثہ۔

پوچھا گیا: ''توشہ دان کے حادثے کا کیا مطلب ہے؟''

فرمایا: ''ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تمہارے پاس کچھ ہے؟

میں نے کہا: ''توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لے آؤ۔'' میں نے کھجوریں نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے ان پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔

پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو بلا لاؤ۔''

میں بلا لایا انہوں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں پھر اسی طرح دس دس آدمی آ کر کھاتے رہے یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھا لیا پھر بھی کچھ کھجوریں بچیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس توشہ دان میں سے ہاتھ ڈال کر نکالنا، الٹنا نہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں: ''میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں بھی کھاتا رہا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی بھی کھاتا رہا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو سامان کے ساتھ میرا توشہ دان بھی لٹ گیا۔ کیا میں آپ لوگوں کو نہ بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائیں؟ میں نے اس میں سے دو سو وسق یعنی ایک ہزار پچاس من سے بھی زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔'' (حیاۃ الصحابہ 117/30)

﴿آسیہ محمد رحیم۔ پٹھان کالونی منگھوپیر روڈ کراچی﴾

علم روشنی ہے:

☆...... علم سمندر کی مانند ہے۔ اسے حاصل کرنا چاہتے ہو تو کنارے پر نہ کھڑے رہو بلکہ گہرائی میں اتر جاؤ۔

☆...... علم وہی دیرپا اور مستقل ہوتا ہے جو اپنی کوشش اور تجربے سے حاصل کیا جائے۔

☆...... علم حاصل کرنے کے مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کنویں کے لیے پانی۔

☆...... دنیا میں ان ہی لوگوں کی عزت ہوتی ہے جنہوں نے اپنے استادوں کا احترام کیا۔

☆...... طلب علم میں شرم مناسب نہیں کیوں جہالت شرم سے بدتر ہے۔

☆...... کتابیں جوانی میں رہنما، بڑھاپے میں تفریح اور تنہائی میں رفیق ثابت ہوتی ہیں۔

☆...... اپنے بٹوؤں کو پیسوں سے بھرنے کے بجائے اپنی الماری کو اچھی کتابوں سے بھر دو۔

☆...... اپنا اچھا کام لوگوں کی نکتہ چینی سے ترک نہیں کرنا چاہیے

☆...... سب سے بڑا اور بہتر کام وہ ہے جو علم کے ساتھ وابستہ ہو۔

جہاں بینی:

ایران کا دارائے اعظم شکار کو نکلا۔ ایک جنگل میں چرواہے پر نظر پڑی۔ اسے دشمن یا اس کا جاسوس سمجھ کر اس کا نشانہ لیا۔ ابھی اس نے تیر چلایا بھی نہیں تھا کہ چرواہا چیخا: ''حضور! یہ غلام آپ کا دشمن نہیں بلکہ سرکاری مویشیوں کا چرواہا ہے۔''

دارا نے اسے قریب بلایا اور کہا: ''تو خوش قسمت ہے کہ عین وقت پر اپنا تعارف کرا دیا۔ ورنہ ذرا دیر بعد ہمارا تیر تیرے سینے میں پیوست ہو چکا ہوتا!''

چرواہے نے سر جھکا کر عرض کیا: ''حضور والا کی یہ جہاں بینی لائق ستائش ہے۔ ناچیز اپنے تمام مویشیوں کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہے لیکن حضور اس غلام کو سینکڑوں بار دیکھنے کے باوجود پہچاننے سے قاصر ہے۔''

غداری:

نوشیرواں کے سامنے ایک ایسا مجرم پیش کیا گیا جس پر غداری کا الزام لگایا گیا تھا۔ جب معاملات کی تحقیق ہوئی تو مجرم اپنے جرم سے انکار نہ کر سکا۔

نوشیرواں نے اپنے وزیر بزرجمہر سے کہا: ''اس احمق سے پوچھو! اس نے غداری جیسے ذلیل جرم کا ارتکاب کیوں کیا؟''

جب بزرجمہر نے یہی سوال مجرم کے سامنے دہرایا اس نے ندامت سے جواب دیا: ''دولت کی ہوس میں۔''

نوشیرواں نے اپنے دانا وزیر سے کہا: ''بزرجمہر! تم اس احمق کو کوئی اچھی سی مثال دے کر بتاؤ کہ اس نے ایک ایسا بڑا جرم کیا ہے، جس سے نہ اہل وطن خوش ہوں گے اور نہ وہ لوگ جنہیں خوش کرنے کے لیے، دولت کی طمع میں اس نے یہ جرم کیا۔''

بزرجمہر نے ذرا سکوت اختیار کیا، پھر بولا: ''احمق انسان! وطن کا غدار اس احمق کی طرح ہوتا ہے جو اپنے باپ دادا کا مال چوروں کو کھلا دے اور اس کے اس جرم کو نہ باپ دادا معاف کریں اور نہ چور اس کے شکر گزار ہوں۔''

﴿شمائلہ مصطفیٰ۔ الکرم اسکوائر کراچی﴾

دو بیویوں میں انصاف کا عجیب قصہ:

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں۔ ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اُس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے۔ پھر دونوں بیویاں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملک شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا۔ لوگ اُس دن بہت مشغول تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔ حضرت یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل کی دو بیویاں تھیں جب ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے ہاں سے پانی بھی نہ پیتے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۷۶۹)

مری چشم تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں

سیرت کا کون سا گوشہ ہے جس پر لکھا نہیں گیا، کون سا پہلو ہے جس پر نہیں کہا گیا، کون سی زبان ہے جو مدح نبی سے آراستہ نہ ہوئی ہو۔ یقیناً کوئی گوشہ، کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر خامہ فرسائی نہ کی گئی ہو۔ تعبیرات کے شہ پارے، خطابت کے شاہکار، منظوم جواہر پاروں سے لے کر ادیب وخطیب وشاعر دربار رسالت میں حاضری اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں، عبادت سمجھتے ہیں۔ انداز سب کا عاشقانہ، ہر ایک کا والہانہ، اس لیے نہیں کہ سیرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حاجت ہے کہ جمال سیرت تو ان سب سے مستغنی وبے نیاز ہے...... تاہم لفظوں کے جس صدف کو ابر سیرت چھو گیا، وہ گوہر میں ڈھل گیا......

ولکن مدحت مقالتی بمحمد......

کیا کوئی زبان ایسی ہے جہاں ادب کی فضائیں حضور رسالت میں سلام نہ کہتی ہوں، پیام نہ دیتی ہوں ......نہیں اور قطعاً نہیں، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو ہے محبوبیت وعقیدت کا، دلوں میں آپ کے احترام وعظمت کا، شاہ ہو کہ گدا، فقیر ہو کہ امیر، عاصی ہو کہ پاک باز، بندۂ مومن کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا چراغ روشن رہتا ہے، یہ چراغ...... چراغ محبت وسرمایۂ ملت بھی ہے اور سرمایۂ ملت کا نگہبان بھی، گناہوں سے آلودہ، معاصی کا خوگر، لاابالی وآوارہ، ہر سو غفلت کے چھائے ہوئے آندھیروں میں گھرے ایک امتی ختم الرسل کے سامنے جب نام ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کا آجائے تو اس کی آنکھوں میں عقیدت کا نور، محبت کا سرور جھلکنے لگتا ہے، جھلکنے لگتا ہے۔ آیئے صرف دو مثالیں پڑھیے۔ ایک شاہ وحکمراں کی اور دوسری ایک شاعر کی......

(1) بادشاہ ناصر الدین محمود کے ایک خاص مصاحب کا نام ''محمد'' تھا، بادشاہ اسے اسی نام سے پکارتا تھا۔ ایک دن انہوں نے خلاف معمول ''تاج الدین'' کہہ کر آواز دی۔ وہ تعمیل حکم میں حاضر تو ہو گیا لیکن بعد میں گھر جا کر تین دن تک نہیں آیا۔ بادشاہ نے بلاوا بھیجا۔ تین روز تک غائب رہنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا:

''آپ ہمیشہ محمد کے نام سے پکارتے ہیں لیکن اس دن آپ نے 'تاج الدین' کہہ کر پکارا، میں سمجھا کہ شاید آپ کے دل میں میرے لیے کوئی خلش پیدا ہو گئی ہے، اس لیے تین دن حاضر خدمت نہیں ہوا۔''

بادشاہ ناصر الدین نے کہا ''واللہ! میرے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کی کوئی خلش نہیں، تاج الدین کے نام سے تو میں نے اس لیے اس دن پکارا تھا کہ اس وقت میرا وضو نہیں تھا اور مجھے ''محمد'' کا مقدس نام بغیر وضو کے لینا مناسب معلوم نہ ہوا۔'' (تاریخ فرشتہ 276/1)

سعدیہ بنت فرید احمد

(2) اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہیں، لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوانوں نے جو بلا کے ذہین تھے۔ اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی۔ اس وقت تک وہ دو بوتلیں شراب پی چکے تھے اور ہوش قائم نہ تھے، تمام بدن پر رعشہ طاری تھا، حتیٰ کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان سے نکل رہے تھے، ادھر ''انا'' کا یہ حال تھا شروع سے اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے، جانے کیا سوال زیر بحث تھا، فرمایا......

''مسلمانوں میں تین شخص ایسے پیدا ہوئے جو ہر اعتبار سے کامل الفن ہیں، پہلے ابوالفضل، دوسرے اسد اللہ خان غالب، تیسرے ابوالکلام آزاد......''

شاعر وہ شاذ ونادر ہی کسی کو مانتے تھے۔ ہم عصر شعراء میں جو واقعی شاعر تھا، اسے بھی اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے۔ کمیونسٹ نوجوانوں نے فیض احمد فیض کے بارے میں سوال کیا تو طرح دے گئے۔ جوش کے متعلق پوچھا، کہا: ''وہ ناظم ہے......''

سردار جعفری کا نام لیا، مسکرائے...... فراق کا ذکر چھیڑا، ہوں ہاں کر کے چپ ہو گئے۔ ساحر لدھیانوی کی بات نکلی تو فرمایا: ش، ق کرنے دو۔ ظہیر کاشمیری کے بارے میں کہا: نام سنا ہے، احمد ندیم قاسمی، فرمایا ''میرا شاگرد ہے......''

نوجوانوں نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رخ پھیر دیا۔

''حضرت! فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، نشہ میں چور تھے، زبان پر قابو نہیں تھا لیکن چونک کر فرمایا...... ''کیا بکتے ہو؟ ادب وانشاء یا شعر وشاعری کی بات کرو۔''

کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا۔ ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا، مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے، فرمایا...... ''اجی پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں؟ یہ ارسطو، افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے، ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں۔''

اس لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک خبیث فطرت کمیونسٹ نے سوال کیا کہ ''آپ کا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا خیال ہے؟''......

اللہ اللہ، ایک شرابی جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا......

''بدبخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے، ایک سیہ رو سے پوچھتا ہے! ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟''

تمام جسم کانپ رہا تھا، ایکا ایکی رونا شروع کیا، گھگھی بندھ گئی۔

''ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا، تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب...... باخدا دیوانہ باش وبا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوشیار! اس شریر سوال پر توبہ کر، میں تمہارا خبث باطن خوب سمجھتا ہوں......''

وہ قہر وغضب کی تصویر ہو گئے، اس نوجوان کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں، اس نے بات کو موڑنا چاہا، مگر اختر کہاں سنتے تھے اسے اٹھوا دیا، پھر خود اٹھ کر چلے گئے۔

تمام رات روتے رہے، کہتے تھے......

''یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں، میں گناہ گار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں۔''

(مجھے ہے حکم اذان 18,17)

ایک گناہ گار امتی ختم الرسل کا والہانہ عشق رسول یہ تھا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی اختر شیرانی کی یہ نعت بھی قارئین پڑھ لیں:

اگر اے نسیم سحر ترا گزر ہو دیار حجاز میں
مری چشم تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں
تمہیں حد عقل نہ پا سکی فقط حال اتنا بتا سکی
کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو عیاں ہے رنگ مجاز میں
نہ جہاں میں راحت جاں ملی نہ متاع امن وامان ملی
جو دوائے درد نہاں ملی تو ملی بہشت حجاز میں
کروں نذر نغمۂ جانفزا میں کہاں سے اختر بے نوا
کہ سوائے نالۂ دل نہیں ہے مرے دل کے غم زدہ ساز میں

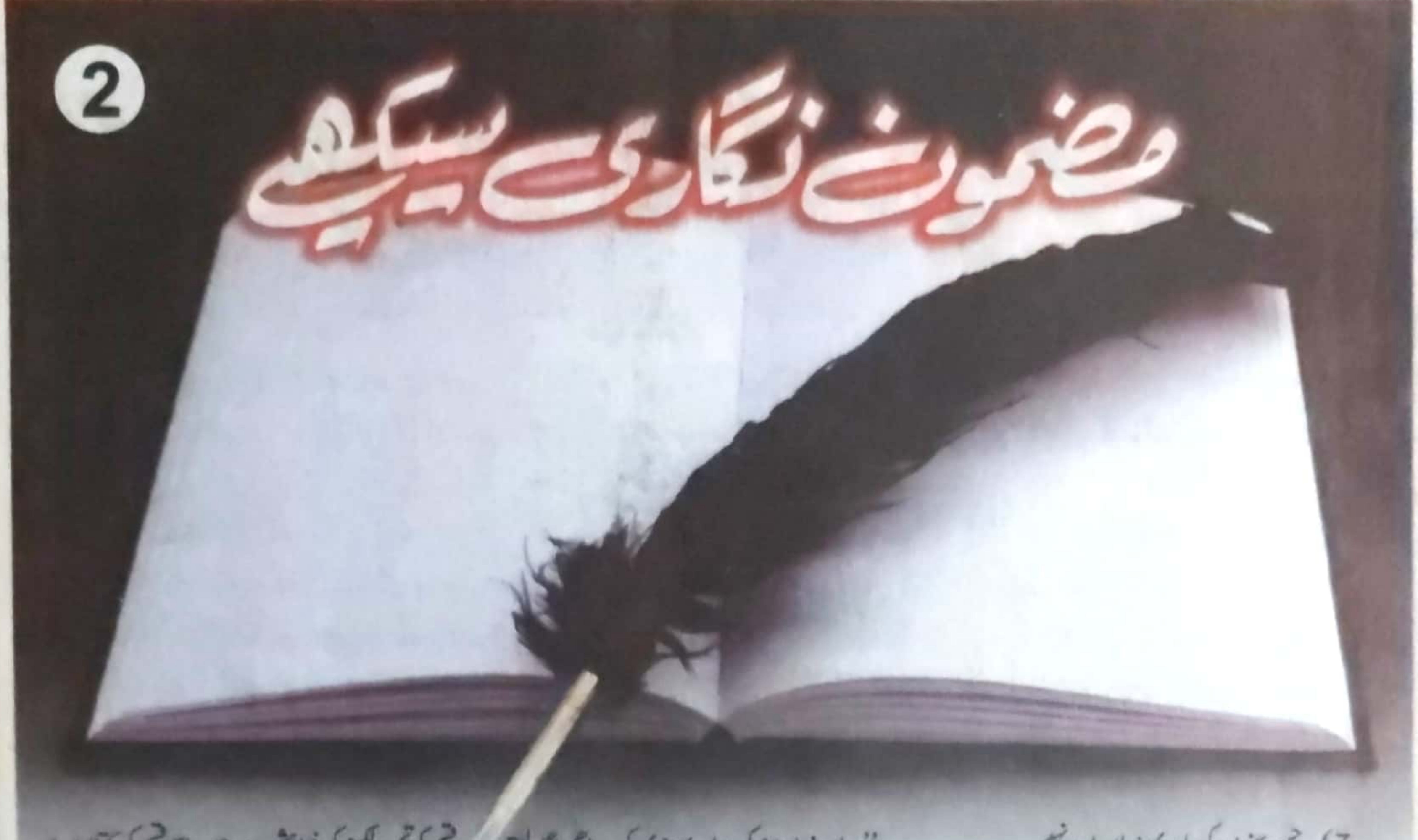

2

مضمون نگاری سیکھیے

ام حسان

7) جن بہنوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ اہلِ زبان خواتین سے میل جول رکھ کر صحیح اردو بولنے اور لکھنے کی کوشش کرسکتی ہیں، لیکن انہیں یہ بات بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ مضمون نگاری کے لیے صرف اردو زبان صحیح بول لینا اور سمجھ لینا کافی نہیں بلکہ اس کے لیے مستقل محنت کی ضرورت ہے۔ اپنے خیالات کو کاغذ پر لانے کے لیے ادبی انداز سیکھنا اور اردو زبان کا وہ اسلوب اختیار کرنا ضروری ہے جسے عام بول چال میں ''کتابی اردو'' کہا جاتا ہے۔

بعض نئے لکھنے والی بہنیں گفتگو یا جوشیلی تقریر کے انداز میں مضامین لکھ کر مختلف ماہناموں اور اخبارات کو بھیج دیتی ہیں اور جب مضمون کی اشاعت سے مایوس ہوجاتی ہیں تو شکایت کرتی نظر آتی ہیں کہ ''جی فلاں اخبار یا فلاں رسالے کے منتظمین صرف اپنے رشتہ داروں کے مضامین شایع کرتے ہیں، دیکھیے نا! ہم نے اتنے مضامین ارسال کیے، اب تک ایک بھی شایع نہ ہوا۔''

ایسی لکھنے والیاں مایوسی کا شکار ہوکر مزید محنت اور کوشش ترک کردیتی ہیں، حالاں کہ ان کو چاہیے اپنے اندازِ تحریر سے عامیانہ پن ختم کر کے اسے اخباری اور کتابی اردو کے انداز سے قریب تر کرنے کی کوشش کریں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان کے مضامین شایع نہ ہوں۔

عامیانہ اردو اور ادیبانہ طرز کا فرق ایک مثال سے سمجھیے۔ کسی معزز خاندان کا لڑکا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کوئی غلط دھندہ شروع کردے تو اب اس واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے لوگ مختلف فقرے استعمال کریں گے۔ کوئی کہے گا:

''میاں! پڑھنے کی بجائے سبزی کی ریڑھی لگالیتے تو اچھا تھا''

کسی کا انداز یہ ہوگا: ''بیٹا! پڑھ لکھ کر بھی ذلیل و خوار ہوئے۔''

مگر ایک ادیب اسے سمجھاتے ہوئے مہذب انداز میں یوں کہے گا: ''صاحب زادے! کیوں اپنے خاندان کے نام کو بٹہ لگاتے ہو؟''

8) مضمون نگاری سیکھنے اور ادبی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے، اچھی ادبی کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے آپ کو نامور ادیبوں اور مصنفینکی تحریرات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی نثر میں اچھے الفاظ کے استعمال کے لیے مشہور شعراء کے شعری مجموعوں کا مطالعہ کرنا فائدہ مند ہے۔ ڈاکٹر اقبال، جگر مرادآبادی، خواجہ عزیز الحسن مجذوب جیسے اسلامی سوچ رکھنے والے شاعروں کا کلام ضرور پڑھیے۔ یہ اشعار اور مصرعوں کے مناسب استعمال میں بھی مفید ثابت ہوگا مگر کتابوں کے انتخاب میں پوری احتیاط سے کام لیں۔ اس لیے کہ آج کل ہر ذہن اور ہر نظریے کے لوگ پائے جاتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ کسی بے دین مصنف یا مادہ پرست شاعر کے کلام سے استفادہ کرتے کرتے آپ خود اس کے باطل خیالات سے متاثر ہوجائیں۔ بہتر ہوگا کہ کتب کے انتخاب سے قبل اپنے بڑوں سے مشورہ کرلیں۔ مستقل طور پر آپ کے لیے خواتین کا اسلام، بچوں کا اسلام، روزنامہ اسلام اور ہفت روزہ ضرب مومن کا مطالعہ ضروری ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی مدنظر رکھیں کہ آپ جس قسم کی تحریر لکھنے کی خواہش مند ہیں، اسی قسم کی کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کرنا مفید ہوگا۔ مثلاً آپ دینی اور علمی مضامین لکھنا چاہتی ہیں تو ماہنامہ الفاروق (کراچی)، ماہنامہ البلاغ (کراچی)، ماہنامہ البینات (کراچی)، ماہنامہ الخیر (ملتان)، ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک) کافی مفید ثابت ہوں گے۔ اصلاحی مضامین لکھنا ہوں تو ماہنامہ سلوک واحسان کا انداز دیکھیے۔

ماضی کے نامور اہلِ علم مصنفین میں سے حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہم اللہ بلند پایہ ادیب تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد منظور نعمانی، حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمہم اللہ بہترین قلم کار تھے۔ دور حاضر میں حضرت مفتی محمد محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، حضرت مفتی ابولبابہ اور مولانا قاری منصور احمد مانے ہوئے محققین اور نثر نگار ہیں، آپ ان حضرات کی تحریروں سے خوب فائدہ اٹھاسکتی ہیں۔

اگر آپ تاریخی مضامین لکھنے کی خواہش مند ہیں تو مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شاہ معین الدین ندوی رحمہ اللہ کی سیر الصحابہ، مولانا رشید ارشد کی 'بیس بڑے مسلمان' اور مولانا محمد میاں مرحوم کی 'علماء دیوبند کا شاندار ماضی' پڑھیں۔

کہانیاں لکھنا چاہتی ہیں تو اشتیاق احمد، مسعود احمد برکاتی، محمد زکریا مائل، مرزا ادیب اور دیگر اچھے ادیبوں کی کہانیاں پڑھیں۔ (جاری ہے)

بہت حزیں تھے عنادل بہار سے پہلے!

۲

رفعت سعدی

نیند نازیہ کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، بے شمار خیالات اور سوچیں اس کے ذہن کا احاطہ کیے ہوئے تھیں...... اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا واقعی اس کے دن پلٹ گئے ہیں یا پھر یہ کسی نئی آزمائش کا پیش خیمہ ہے، اتنا کچھ تو اس نے مانگا بھی نہیں تھا......

بار بار دن بھر کے واقعات اس کے ذہن میں گردش کررہے تھے۔ آج سیٹھ افضل خان اپنی اہلیہ کے ہمراہ ان کے گھر آئے تھے...... اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے اس کا ہاتھ مانگنے...... ان کے کہنے کے مطابق ان کا بیٹا تبلیغ میں وقت لگا کر آیا ہے...... داڑھی رکھی ہوئی ہے...... اور دین دار لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے...... نازیہ کے والدین کے لیے تو ان لوگوں کا رشتہ کے لیے چل کر آنا ہی کافی تھا...... پھر انکار کی بظاہر کوئی وجہ بھی نہیں تھی...... سو فوراً ہاں کر دی گئی...... انہیں بھی اتنی جلدی تھی کہ دو ہفتے بعد نکاح اور ایک ماہ بعد شادی کی تاریخ لے کر ہی اٹھے...... اماں بھی آج اس سے راضی ہوگئی تھیں......

''میری بیٹی بڑے نصیبوں والی ہے۔'' ماں نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا تھا......

''اللہ کرے ایسا ہی ہو۔''

تب اس کے دل سے آواز اٹھی تھی...... اب بھی وہ یہی دعا مانگتے ہوئے نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

☆

''ہما ادھر آؤ ذرا...... مما کے کمرے میں......''

عامر نے آکر بلایا تو کنگھا کرتی ہما بالوں کو کیچر میں قید کرکے مما کے کمرے میں آگئی، جہاں مما ڈھیر سارے شاپنگ بیگ کھولے بیٹھی تھی......

''مما! اتنی ساری شاپنگ!'' ہما حیرت سے چلائی۔

''ہاں بیٹا! آج رات میری سہیلی فہمیدہ اعزاز کی بیٹی کی شادی ہے...... کچھ تحائف ہیں اس کے لیے...... اور ملبوسات میں سے ایک تم پسند کرلو...... باقی میں اسے دوں گی......''

ہما ان کے اس خلاف عادت میٹھے لہجے پر حیرت زدہ سی کھڑی تھی...... سوٹ کام دار اور نہایت قیمتی تھے...... ہما نے ہلکے گلابی رنگ کا ایک خوب صورت سوٹ پسند کیا......

''یہ میچنگ جیولری اور شوز بھی لائی ہوں۔ تم بھی لے لو......''

مما نے ایک اور شاپر کھولتے ہوئے کہا......

ہما نے جیولری میچ کرلی......

''عامر بھی جائے گا آپ کے ساتھ......'' ہما نے ایک طرف رکھے عامر کے تین نئے سوٹ دیکھ کر کہا......

''ہاں! اور تم بھی جلدی تیار ہو جانا، عشاء سے پہلے چلنا ہے......''

ہما چیزیں اٹھا کر اپنے کمرے میں آگئی...... شام کو وہ تیار ہو کر گاڑی میں بیٹھے تو وہ عامر کے ساتھ بیٹھ گئی......

''بھائی! اس سوٹ میں تو شہزادے لگ رہے ہو!'' ہما نے تعریف کی تو عامر ہنس پڑا......

''اپنے شہزادے بھائی کی شادی کے بارے میں بھی کبھی سوچا ہے تم نے؟'' عامر شوخی کے موڈ میں تھا......

''یہ سوچنے کا کام تو مما پاپا کو کرنا ہے البتہ جب ہوگی تو میں اپنے سارے ارمان پورے کروں گی......'' ہما نے جواب دیا......

''اچھا! یہ بتاؤ بھابھی کیسی ہونی چاہیے تمہاری؟''

''کم سے کم تمہارے جیسی نہیں!'' ہما کے برجستہ جواب پہ عامر کے ساتھ مما بھی مسکرائیں......

''سچ بتاؤں ہما! آج میرا نکاح ہے۔'' عامر نے بتایا......

''تمہارا؟ خواب میں یا خیال میں؟'' ہما نے اس کی بات مذاق سمجھی۔

''حقیقت میں...... مما سے پوچھ لو!'' عامر نے پر یقین لہجے میں کہا تو ہما نے مما سے تصدیق چاہی۔

''سچ ممی؟......''

''ہاں بیٹا!'' مما نے تصدیق کی تو ہما ششدر رہ گئی۔

''مجھے کیوں نہیں بتایا...... پاپا کہاں ہیں؟ نکاح کہاں ہو رہا ہے؟'' ایک ہی سانس میں اس نے کئی سوال کر ڈالے اور پھر اس کی آنکھیں برسنے لگیں......

''میں نے منع کیا تھا تمہیں نہ بتایا جائے...... میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا......'' عامر اسے تسلی دینے لگا......

''سوتیلی بہن ہوں نا...... تم مجھے بہن نہیں سمجھتے...... بھاڑ میں جائے ایسا سرپرائز...... ایسی باتیں بہنوں سے بھی کوئی چھپاتا ہے......'' ہما روتے ہوئے کہہ رہی تھی......

''ہما پلیز چپ ہو جاؤ جب تم اپنی بھابھی کو دیکھو گی تو ناراضگی بھول جاؤ گی......'' عامر اسے چپ کرانے کی کوشش کررہا تھا......

''مجھے معلوم ہی نہیں وہ کون ہے؟...... مجھے اتار دو ہمیں میں نے نہیں جانا......'' ہما مچل رہی تھی......

''سوری ہما! آج شادی تو نہیں ہو رہی...... شادی پہ سارے ارمان پورے کرلینا، اب ان کا گھر قریب آرہا ہے...... پلیز خود کو سنبھالو......'' عامر اور مما نے بمشکل اسے چپ کروایا......

پاپا کی گاڑی بھی قریب آگئی تھی...... جس میں وہ اپنے دوستوں اور نکاح خواں وغیرہ کے ساتھ آئے تھے...... عامر نے جان بوجھ کر ہما سے یہ بات مخفی رکھی تھی...... اس نے نکاح پر بھی رشتہ داروں اور دوستوں میں سے کسی کو نہیں بلانے دیا تھا...... یہ سب اس نے شادی پہ اٹھا رکھا تھا...... ہما سے چھپانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے کردار کی بھنک نازیہ یا اس کے والدین کے کانوں تک پہنچے...... ہما صاف گو اور صحیح بات بتانے میں کسی کی رعایت رکھنے والی نہیں تھی...... اگر ہما کے ذریعے فاتحہ کو اس رشتے کا پتہ چل جاتا تو وہ ضرور نازیہ اور اس کے والدین کو عامر کے بارے میں بتاتی...... پھر عامر کو یقین تھا کہ جولڑکی اپنے کزن کے لیے انکار کرسکتی ہے...... اور اپنی بات پہ قائم رہنے کے لیے ماریں کھا سکتی ہے...... وہ اس کے لیے بھی انکار کرسکتی ہے...... اسی لیے عامر نے داڑھی بڑھالی تھی...... جس کا کسی نے بھی نوٹس نہیں لیا تھا کیوں کہ وہ پہلے بھی کئی بار شوقیہ یا فیشن کے طور پر چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھ چکا تھا......

گھر میں داخل ہونے کے بعد جب پہلی بار ہما کی نظر سجی سنوری نازیہ پر پڑی تو اس کا دل خوشی سے مچل اٹھا...... اس کی بھابھی کو ایسا ہی ہونا چاہیے! اس نے فخر سے سوچا...... پھر دوسرے لمحے عامر کا خیال آتے ہی وہ بجھ سی گئی۔ اسے پتہ تھا عامر اپنے آپ کو بدلنے والا نہیں...... نہ ہی پردے وغیرہ کا قائل ہے...... اس جیسے شخص کے ساتھ اس معصوم لڑکی کی کیسے نبھے گی؟...... نکاح کی تقریب انجام کو پہنچی اور واپس گھر پہنچتے پہنچتے بارہ بج گئے تھے...... مما پاپا نے اپنے کمروں کی راہ لی...... جبکہ کامیابی کے نشے میں سرشار عامر ہما کے پیچھے اس کے کمرے میں آگیا......

''کیسا رہا سرپرائز؟'' عامر نے اس سے پوچھا......

''حیرت انگیز!'' ہما نے بظاہر خوش دلی سے جواب دیا......

''اب بھی ناراض ہو مجھ سے......'' عامر اس کے

آپ کا دستر خوان

مونگ کی دال کا حلوہ

(عمائلہ رحمت۔ گلشن اقبال رحیم یار خان)

دستر خوان کے لیے ترکیب...... ایسی ترکیب جو آسان ہو اور جلدی بھی بن جائے؟ میں یہی بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اچانک مونگ کی دال کے حلوے کا خیال آ گیا۔ امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گا، شرط ہے کہ خود بنایئے گا۔

اجزاء: مونگ کی دال آدھا کلو، دودھ ایک لیٹر، چینی ڈھائی کپ، کھویا یا بالائی ایک پاؤ، تیل تین کپ، بادام 25 گرام، الائچی 4 سے 6 عدد۔

ترکیب: مونگ کی دال کو ایک گھنٹہ پانی میں بھگو دیں۔ پھر دودھ میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ دال گل جائے اور دودھ خشک ہو جائے پھر دال کو موٹا موٹا پیس لیں (لیکن خیال رہے کہ دال کو اتنا نہ پیسیں کہ آٹا بن جائے)۔

اب تیل گرم کریں اور الائچی ڈال کر پسی ہوئی دال ڈال دیں۔ اب دال کو اچھی طرح بھون لیں۔ پھر چینی ڈال کر مسلسل چمچ چلاتی رہیں۔ اب بادام، پستہ، بالائی، ڈال کر تھوڑی دیر پکائیں اور اتار لیں۔ اب ڈش میں نکال کر اوپر بادام، پستہ، چھڑک دیں، لیجیے حلوہ تیار ہے، آج ہی پکا کر کھلائیں اور داد وصول کریں۔ اتنے مزے کا بنتا ہے کہ سب تعریف کرتے ہیں۔

گلاب جامن

(اخت حبیب اسلم۔ جرمنی)

اجزاء: خشک دودھ ایک کپ، گھی ایک کھانے کا چمچ، بیکنگ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، میدہ ایک کھانے کا چمچ، چینی ڈیڑھ کپ، پانی ڈیڑھ کپ، انڈے دو عدد، تیل/گھی تلنے کے لیے۔

ترکیب: خشک دودھ میں میدہ اور بیکنگ پاؤڈر ملا کر چھان لیں۔ انڈا اور گھی ملا کر گوندھ لیں۔ قدرے نرم ہاتھوں سے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا لیں۔ گولیوں کو دبائیں مت ورنہ سخت ہو جائیں گی۔ تیل گرم کر کے گہرے براؤن رنگ ہونے تک تل لیں۔ تلنے کے لیے تیل زیادہ مقدار میں لیں اور گہرے پین میں تلیں۔ آنچ درمیانی رکھیں۔

اب چینی میں پانی ملا کر چاشنی بنائیں۔ چاشنی گاڑھی نہیں کرنی بلکہ ایک تار سے پتلی رکھیں۔ اب تلے ہوئے گلاب جامن چاشنی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر 7-5 منٹ تک پکائیں۔ احتیاط سے الٹتے پلٹتے رہیں۔ چار پانچ منٹ پکانے کے بعد کسی باریک سلائی سے ایک گلاب جامن کو چیک کر لیں۔ اندر سے نرم ہوا تو چولہا بند کر دیں۔ اگر سخت محسوس ہو تو دو تین منٹ مزید پکا لیں۔

یہ گلاب جامن کی ترکیب میری آزمائی ہوئی ہے۔ بے شمار مرتبہ میں نے اس ترکیب سے گلاب جامن بنائے ہیں۔ بہت مزے دار بنتے ہیں۔ سب گھر والے پسند کرتے ہیں۔ جن بہنوں نے پہلے دوسری ترکیب سے بنائے ہیں اور ٹھیک نہیں بنے وہ بہنیں اس ترکیب سے ذرا دھیان سے بنائیں، ان شاء اللہ پہلی مرتبہ ہی ٹھیک بنیں گے۔ آج کل تو ویسے ہی چینی کا بحران ہے۔ چینی کا بحران ختم ہوا تو ضرور اس ترکیب کو آزمایئے گا۔ اپنی خصوصی دعاؤں میں سب قاریات ہمیں یاد رکھیں۔

''اب بھی ناراض ہو مجھ سے......'' عامر اس کے تاثرات جاننا چاہتا تھا......

''نہیں تو!'' ہما نے مختصر جواب دیا......

''میں نے اس دن تمہیں کہا تھا ناں کہ ہو سکتا ہے میں اس لڑکی کی مدد کروں اور تم ہنس پڑی تھیں!......''

عامر جان بوجھ کر اسے اس موضوع کی طرف لے آیا۔

''کیا وہ لڑکی؟...... ناز یہ وہی لڑکی ہے، لیکن بھائی! تم نے اس کا پتا کیسے چلایا اور وہ تو مذہب کی پابند اور پردہ کرتی ہے...... تم اسے یہ سب کرنے دو گے اور کیا واقعی تم اس کے لیے بدل گئے ہو؟'' ہما نے سنجیدگی سے پوچھا......

''میں کیوں بدلوں گا...... اسے میری خاطر بدلنا ہو گا......!'' عامر کا لہجہ سپاٹ ہو گیا......

''عامر! تم اپنے جیسی کسی بھی ماڈرن لڑکی سے شادی کر سکتے تھے...... ایک معصوم لڑکی کو ستانے سے تمہیں کیا ملے گا؟'' ہما کے لہجے میں دکھ تھا۔

''تمہیں معلوم ہے جو خواہش میرے دل میں اٹھے میں اسے ضرور پورا کیا کرتا ہوں...... اب میں اپنی تسخیر کی قوت کو آزمانا چاہتا ہوں...... تم دیکھ لینا...... جب وہ یہاں آئے گی تو وہی کچھ کرے گی، جو میں چاہوں گا...... رہی بات معصوم ہونے کی...... جو لڑکی بچپن کی منگنی توڑ کر بوڑھے باپ کو ذلیل کرے وہ معصوم ہے؟'' عامر کا لہجہ سخت ہو گیا......

''تو اسے سزا دینے کی ذمہ داری تمہیں کس نے سونپی؟'' ہما نے اسی لہجے میں سوال کیا۔

''اور تمہیں جرح کرنے کا حق کس نے دیا؟'' عامر اٹھ کھڑا ہوا......

''بات تم نے خود شروع کی ہے عامر! اور میں تمہاری بڑی بہن ہوں، اگر سمجھتے ہو تو...... اور سنو! مڈل کلاس کے ایک غریب کی بیٹی پہ زبردستی اپنی مرضی مسلط کر کے تم سکندر اعظم نہیں بن جاؤ گے، تم اپنے ہم پلہ لوگوں میں شادی کر کے یہ خود ساختہ تسخیر کی قوت استعمال کرتے تو میں تمہیں بہادر تسلیم کر لیتی......'' عامر بغیر جواب دیے پیر پٹختا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ (جاری ہے)

تین چیزیں

سمیہ محی الدین

کہتے ہیں کہ تین چیزیں سوچ سمجھ کر اٹھانی چاہیے قلم، قدم، قسم۔ کیوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی بہک جائے تو یہ نئے افسانے نئی داستانیں جنم دیتے ہیں۔ اس کا ایک بار ہمیں بھی تجربہ ہوا اور اسی وجہ سے یہ سطور لکھنے کا موقع فراہم ہوا۔ لکھنے کا معاملہ بھی عجیب ہے جب کوئی تحریر برجستہ لکھ ڈالو تو بہت ہی اچھی لگتی ہے اور جب بہت محنت سے سوچ بچار کے بعد کچھ اضافہ کچھ کمی کے بعد تحریر سامنے آتی ہے وہ انتہائی بودی سی معلوم ہوتی ہے۔

ایک بار ہمارا قلم بھی پھسل گیا اور جو تحریر وجود میں آئی

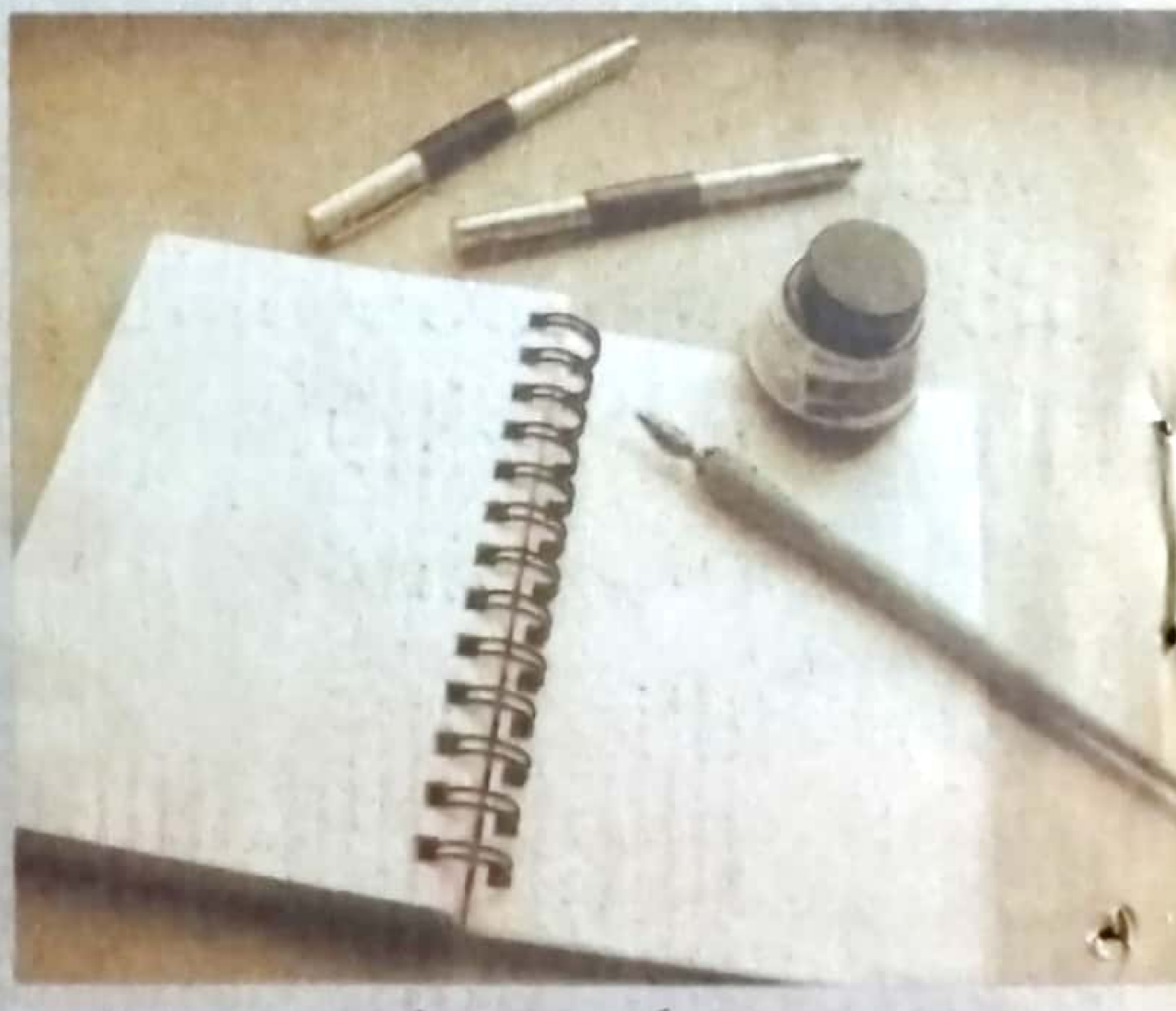

وہ ''خواتین کا اسلام'' میں ''زندگی کا یہ سفر کاٹنا ہے اگر''...... کے عنوان سے منظر عام پر آئی اور ہم نے بے خیالی میں رسالہ اٹھا کر امی کو دیا کہ پڑھیں۔

جب امی نے ہماری تحریر پڑھی تو تیز نظروں سے گھورا......

''یہ کیا لکھا ہے تم نے؟ تمہاری کیا شادی ہوئی ہے جو یہ شادی کے بعد کی زندگی کے بارے میں قلم اٹھایا ہے؟''

ہم جو تعریفی کلمات کی توقع کر رہے تھے، یہ حملہ سہہ نہ سکے اور ہڑبڑا کر رہ گئے۔ اعتراض میں بھی جان تھی۔ اب ہم لگے اپنی صفائیاں پیش کرنے......

''امی! تو کیا ہوا ایک بات مجھے معلوم تھی، سو میں نے دوسروں کو بتادی، ویسے بھی کسی کو کیا پتہ لکھنے والی کون ہے؟......''

''ہاں جو جاننے والے ہیں وہ کیا کہیں گے کہ یہ ایسی لڑکی ہے! تمہیں ایسا ہرگز نہیں لکھنا چاہیے تھا۔''

جب امی کا غصہ عروج کے زینے طے کرنے لگا اور ہمارے حوصلے پست ہونے لگے تو ہم نے یک دم پینترا بدلا۔

''امی! کسی کو کیا معلوم۔ کوئی لکھنے والی کے نام کو غور سے نہیں پڑھتا۔'' اس جملے سے ہم نے اپنے اطراف کے قارئین کی طرف امی کی توجہ مبذول کروائی مگر امی کہنے لگیں:

''سب جانتے ہیں تمہارے ابو کو ساری کراچی والے جن کے ساتھ تمہارے ابو نے جماعت میں وقت لگایا ہوا ہے......''

''امی مرد تھوڑی پڑھتے ہیں۔''

ہم نے اپنی پہچان کا گھیرا تنگ کرنا چاہا تھا مگر امی نے پھیلا کر پورے شہر پر محیط کر دیا تھا۔ ہم نے دل میں کہا (اتنے پاپولر ہیں ہمارے ابو؟!) مگر زبان سے نہیں کہا کیوں کہ ویسے ہی شامت آئی ہوئی تھی۔

ہم نے زبان سی لی اور اپنے جرم کا اعتراف کرلیا اور چند مسنون دعائیں پڑھ کر دعا مانگی کہ یا اللہ کوئی امی سے اس کا تذکرہ نہ کرے ورنہ پھر سے بجھی چنگاری بھڑک اٹھے گی لیکن اس کے باوجود ہمیں اس وقت تک ڈانٹ پڑتی رہی جب تک ایک وقت نہیں گزر گیا جب امی کے ذہن سے وہ تحریر محو ہوئی تو ہمیں سکون ہوا۔

اب ہم نے احتیاطی تدابیر شروع کیں، کچھ عرصہ تک ''خواتین کا اسلام'' امی کی نظروں سے اوجھل رکھا۔ اگر کبھی کسی شمارے میں ہماری تحریر آگئی تو اس کو ایسے چھپایا، جیسا کہ عاشق اپنے معشوق کے خط کو چھپا کر رکھتا ہے اور پھر ہمیں اس بات پر شرح صدر ہو گیا تھا کہ آئندہ قلم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہے۔ شادی کے بعد کے تجربات لکھنے والی بہنیں بہت ہیں، اس لیے مجھ جیسی بچیوں کو اس کی ضرورت نہیں۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ہماری ایک عزیزہ عائشہ باجی نے بھرے مجمع میں ہماری ایک تحریر ''ہم کدھر جا رہے ہیں'' کی تعریف کی اور کہا ''میں سمجھی کہ لکھنے والی کوئی ضعیف العمر خاتون ہوگی مگر تم ہو، مجھے پتہ نہیں تھا!''

ہم اس تعریف پر بھیگی بلی کی طرح دبک کر بیٹھ گئے۔ چوں کہ امی برابر میں ہی بیٹھی تھیں اور سن رہی تھیں۔ اب ہمیں یقین ہو گیا کہ انہوں نے بجھتی چنگاری کو ہوا دے دی ہے، اب پھر سے ہماری شامت آئے گی، حالاں کہ اس تعریف پر تو ہمارے دل میں لڈو پھوٹنے چاہیے تھے۔

بعد میں امی کہنے لگیں کہ وہ کون سی تحریر ہے جس کی وہ تعریف کر رہی تھیں۔ ہم نے خاموشی سے رسالہ نکال کر رکھ دیا جب امی نے وہ تحریر پڑھی تو امی کہنے لگیں:

''سمیہ! یہ کب لکھی ہے تم نے؟''

میں نے کہا: ''کوئی چار یا پانچ ہفتے گزر گئے۔''

کہنے لگیں: ''مجھے کیوں نہ بتائی اتنی اچھی تحریر ہے جب ہی تو وہ تعریف کر رہی تھی۔''

ایک شکوہ سا لبوں پر آ کر دم توڑ گیا کہ اگر بتا بھی دیتی تو آپ کے نزدیک کون سا اہمیت رکھتی۔ ویسے بھی کسی بات پر ڈانٹ پڑنی تھی مگر میری حیرت کی انتہا نہیں رہی جب امی نے کئی دفعہ وہ مضمون خود بھی پڑھا، بہن بھائیوں کو بھی پڑھایا اور ابو کو بھی پڑھنے کو دیا۔ پھر ہمیں ایک بات سمجھ میں آئی کہ والدین کو تو اپنی اولاد سے بہت پیار ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد کو کوئی برا بھلا کہے کیوں کہ وہ اپنے دل کا ٹکڑا سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے امی نے اُس تحریر پر اعتراض کیا تھا کہ کوئی کچھ کہہ دے گا۔

بہر حال اب یہ اطمینان ہو گیا کہ امی ہر تحریر پر باتیں نہیں سنائیں گی بلکہ وہ تحریر تھی ہی ایسی۔

ہم نے اپنے قلم کو قابو میں رکھنے کا عہد کرلیا اس کے بعد سے ہر بدھ کو امی پوچھتی ہیں 'کوئی تحریر آئی ہے؟' اگر آئی ہوتی تو فوراً پڑھتیں۔ اب مجھے بھی حقیقی خوشی نصیب ہوئی جب گھر میں سب میری تحریریں پڑھنے لگے۔

والدین ہی تو ایک انسان کا اصلی سرمایہ ہوتے ہیں۔ زندگی کے نشیب و فراز، اتار چڑھاؤ، رہنے سہنے کا ڈھنگ، یہ سب والدین ہی تو سکھاتے ہیں۔ اگر کہیں ذرا سی غلطی ہو جائے تو والدین ہی تو اصلاح کرتے ہیں، دوسرے تو صرف تنقید کرتے ہیں۔ ہماری امی تو اتنی عظیم ہیں جہاں کہیں غلط دوستوں سے سابقہ پڑا فوراً حرکت میں آجاتی ہیں۔ دن رات دعائیں، دن رات نصیحت و پند، اٹھتے بیٹھتے جینے کا ڈھنگ سکھانا، معاشرے میں رہنے سہنے، معاملات معاشرت کا سلیقہ۔ کوئی ایسی لڑکی مل گئی جس سے دنیا کی حرص و طلب میں اضافہ ہو، اس سے ملنا ملانا ختم، تعلقات بڑھانے سے حد درجہ چڑ ہے امی کو۔

مدرسے کی دوستی مدرسے کی حد تک، اسکول کی دوستی اسکول کی حد تک، حتیٰ کہ اگر ہم کسی سہیلی کے ساتھ ہونے والی بات چیت امی کو بتائیں تو امی اس میں سے بھی ایسے واقعات کی نشاندہی کرنا اپنا فرض سمجھتی ہیں جو اچھے یا برے نتائج کا اعلان کرتے ہوں۔

بس ہمیشہ اللہ سے لو لگانے کی ترغیب، سنتوں پر عمل پیرا ہونے دن رات کے چوبیس گھنٹے آپ علیہ السلام کے طریقوں کے مطابق گزارنے کی ترغیب ضرور دیتی ہیں اور صبر و رضا کی پیکر ہیں۔ جو بھی امی کو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ تمہاری ماں عظیم ہے اب آپ لوگ ہی بتائیں کہ ہے ناں میری ماں عظیم؟؟

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● میرا مسئلہ یہ ہے کہ بیٹی کی پیدائش کے بعد سے جو کہ اب ڈیڑھ سال کی ہے، میرے پاؤں خصوصاً ایڑیوں میں بہت درد ہوتا ہے اور چلتے ہوئے ٹانگوں سے ہڈیوں کے چٹخنے کی آوازیں بھی آتی ہیں۔ وجہ پریشانی یہ ہے کہ میری امی جو جوڑوں کی بیماری کی وجہ سے چارپائی پر ہیں تو کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ بیماری موروثی ہو۔

براہ مہربانی جلد از جلد کوئی اچھی سی دوا بتادیں۔ بچوں کے بہترین ہاضمے کے لیے بھی کوئی دوا یا دیسی نسخہ بتادیں۔

(ام محمد رضا۔ حبیب شوگر مل نواب شاہ)

☆ محترمہ ام محمد رضا صاحبہ!

آپ نے بچی کی پیدائش کے بعد میرے خیال میں کیلشیم اور دوسری طاقت کی دوا نہیں لی۔ اس وجہ سے اب جسم میں درد وغیرہ ہورہے ہیں۔ بہر حال اب آپ دوا Calc flour6x اور Calc phos6x کی 4-4 گولیاں دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ دودھ یا دودھ سے بنی چیزیں زیادہ استعمال کیا کریں۔ کچھ دیر روزانہ دھوپ میں بیٹھا کریں ہڈیوں کے لیے بہت مفید ہے۔ بچوں کے لیے Chamomill 30 بہترین دوا ہے۔ دن میں 3 مرتبہ 3-4 قطرے دے دیا کریں۔ ان شاء اللہ صحت اچھی رہے گی۔

● میری بیٹی عمر جس کی عمر 21 سال ہے۔ پچھلے دو سال سے بستر پر پیشاب کرنے لگی ہے۔ دو سال سے میسنز بھی 2 یا 3 ماہ کے وقفہ سے ہوتے ہیں۔ 17 سال کی عمر میں T.B ہوگئی تھی جس کا مکمل علاج ہوا تھا، اب اس کا حافظہ بھی حد درجہ کمزور ہوگیا ہے۔ ڈرتی بہت زیادہ ہے، دیواروں کو گھور گھور کر دیکھتی اور بتاتی ہے کہ مجھے عجیب شکلیں نظر آتی ہیں۔ حال ہی میں MH نیکاٹری وارڈ میں 15 دن ایڈمٹ رہی ہے لیکن معمولی سا فرق پڑا ہے۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں دوا ایک سال استعمال کرنی ہے اور ایک سال سے قبل اس کی شادی کرنے سے نقصان کا خطرہ ہے۔ اس کے لیے اچھی سی دوا منتخب فرمادیں۔ عمر بھر دعاؤں میں یاد رکھوں گی نیز آپ سے رائے لینا پسند کروں گی کہ کچھ بہتری محسوس ہونے پر شادی کردی جائے تو کوئی نقصان تو نہیں ہوگا؟ (ام طہٰ۔ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ سرحد)

☆ محترمہ ام طہٰ صاحبہ! آپ نے جس بچی کا مسئلہ بتایا ہے اگرچہ اس کی بیماری سے یا اولاد سے کوئی تعلق نہیں مگر چوں کہ وہ مناسب عادت نہیں تھی، اس لیے احساس ندامت محسوس کرتی ہے۔ اس کا تو یہی حل ہے کہ استغفار کرتی رہے مگر بلا وجہ دوائیں نہ کھائے، جسم اور خراب ہوجائے گا۔ ان کے شوہر ضرور علاج کروائیں کیوں کہ ان کا مسئلہ ہے۔ وہ دوا Selenium30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔

آپ کی بیٹی کے لیے دوا Causticum200 اور Benzonic acid200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات لے لیا کریں۔ مینسز کے لیے اس کو دوا AshokaQ کے 5-5 قطرے دن میں تین مرتبہ ایک گھونٹ پانی میں ملا کر دے دیا کریں۔

● ڈاکٹر صاحبہ! میری بیٹی عمر 13 سال ہے۔ ابھی تک بالغ نہیں ہوئی۔ اس کا قد اپنی ہم عمروں کے مقابلے میں کم ہے۔ اس کی نانی، دادی اور ابو کا قد بھی چھوٹا ہے اس لیے مجھے زیادہ فکر ہے کہ کہیں اس کا قد بھی چھوٹا نہ رہ جائے۔ اس کے چہرے پر میری طرح بال ہیں۔ رنگت بھی سانولی ہے اس کے لیے کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں۔

(ربغ میرک۔ لاہور)

☆ محترمہ ربغ میرک صاحبہ! آپ کی بچی چوں کہ ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے، اس لیے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا قد بڑھ سکتا ہے۔ باقی یہ کہ دودھ وغیرہ زیادہ استعمال کروایا کریں۔ ہلکی پھلکی لٹکنے وغیرہ کی ورزش کروایا کریں۔ دوا میں اس کو Baryla Carb 200 اور Barylamur 200 دونوں سے 4-4 قطرے دن میں دو مرتبہ صبح و شام دے دیا کریں رنگت کے لیے اس کو Face Care Cream پابندی سے 3-4 مرتبہ استعمال کروایا کریں۔ چقندر، پودینہ وغیرہ کا عرق دیا کریں خون صاف ہوگا۔ سعید غنی کا صندل سوپ اچھا ہے استعمال کروا کر دیکھیں اس کے ساتھ صندل اسکن، وائٹز، اسپرے بھی اچھے نتائج دیتا ہے۔

● میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری عمر 25 سال ہے میری شادی کو تین سال ہوگئے ہیں شادی سے پہلے میں کمزور تھی اور اب میرا پیٹ اور کولہے بہت بڑھ گئے ہیں مجھے کوئی ایسی دوا تجویز کردیں۔ دوسرا مسئلہ میری بھانجی کے ساتھ ہیں اس کو انگریزی دوا موافق نہیں آتی لینے سے فوراً الرجی ہوجاتی ہے اور اس کے بال بھی چھوٹے اور کم ہیں اور پیٹ بھی پھولا ہوا ہے وہ کہتی ہے کہ کوئی ایسی دوا یا ٹوٹکا تجویز کریں کہ اس کے بال لمبے اور گھنے ہوجائیں اور پیٹ بھی چھوٹا ہوجائیں۔ (زوجہ یحییٰ اخت سعید۔ خان پور ہگا شہر)

☆ محترمہ زوجہ یحییٰ صاحبہ! شادی کے بعد جسم میں کافی تبدیلیاں ہوجاتی ہیں اپنی غذا کام اور آرام اعتدال میں رکھنا پڑتا ہے ورنہ یہی صورت حال بن جاتی ہے آپ PhytolaccaQ کے 10-10 قطرے روزانہ کھانے سے ½ گھنٹہ پہلے سے لیا کریں۔ آپ کی بھانجی بالوں کو بیری کے پتے پیس کر اس سے دھولیا کریں اور بالوں میں کوب اچھی طرح ہفتے میں دو مرتبہ ناریل کا تیل لگا کر مساج کریں ان شاء اللہ فرق پڑے گا اس کے علاوہ پیٹ کم کرنے کے لیے Calc Casb 200 کے 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ لے لیا کریں۔

صرف جواب:

☆ محترمہ بنت خان صاحبہ کراچی! آپ میں چوں کہ کافی کمزوری ہے اس لیے مینسز بھی ٹھیک نہیں ہوتے مگر جلدی ہونا بہر حال مناسب نہیں آپ طاقت کے لیے دوا China30 اور Secal Corr کے 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ لے لیا کریں۔ اپنی غذا متوازن رکھیں ان شاء اللہ بہتری محسوس کریں گی۔

☆ محترمہ ص۔ن۔ع صاحبہ ملتان! آپ اپنا ایک بار پیشاب کا ٹیسٹ D/R ضرور کروالیں ہوسکتا ہے کہ کوئی مسئلہ ہو کیوں کہ بعض اوقات صرف انفکشن سے ہی یہ صورت پیدا ہوتی ہے آپ دوا Beuzonicaeid 200 صبح اور رات لے لیا کریں اس کے ساتھ Cautharis30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں کھانے میں پالک، ٹماٹر، امرود، گائے کا گوشت بالکل نہ استعمال کریں۔ پانی پیا کریں۔ ان دواؤں سے پسینہ کا مسئلہ بھی ان شاء اللہ حل ہوجائے گا۔ چھائیوں پر ایک چمچ لیموں میں ایک چمچ نمک ملا کر رکھ لیں اس کو دن میں 1-2 مرتبہ لگالیا کریں۔

☆ محترمہ سمیعہ اعجاز صاحبہ اٹک! آپ دوا Originum 200 کے صبح اور رات 4-4 قطرے ایک چائے چمچ پانی میں ملا کر لے لیا کریں۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں کثرت سے استغفار پڑھتی رہا کریں۔ اگر آپ کے والدین شادی کرنے کا کہہ رہے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے آپ کو ان شاء اللہ اس مشکل سے بھی نجات ملے گی اور ذہنی سکون بھی نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

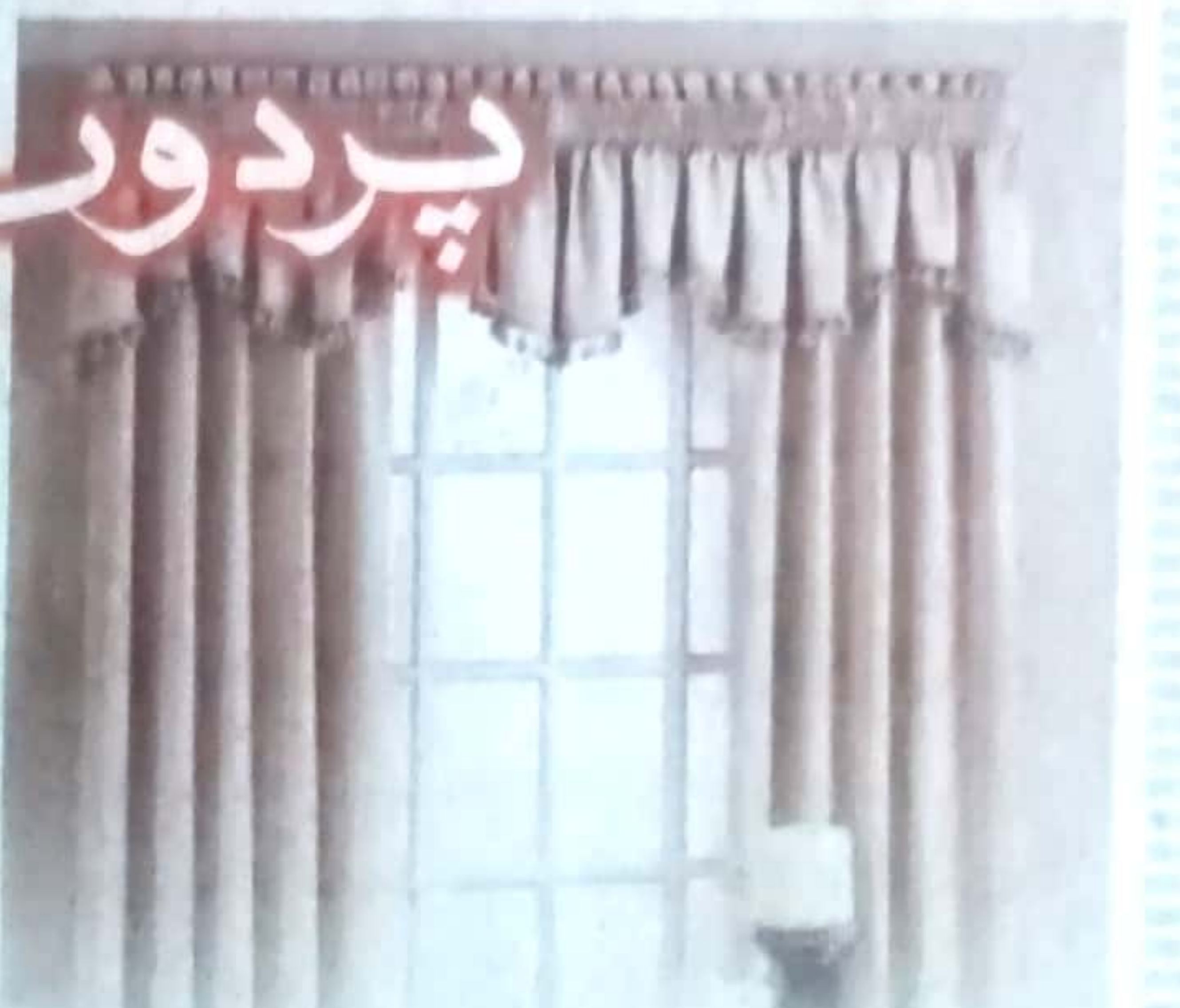

پردوں کا انتخاب

آپ کے ذوق کا آئینہ دار

ریحانہ عارف نواز۔ کراچی

پردہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، چھپانے کے لیے استعمال ہوتا ہے.....اگر اس پردے میں عورت مستور ہو تو اللہ کا حکم پورا ہو کر شیطان کی کمر ٹوٹتی ہے۔ اور اگر پردہ دروازے کھڑکیوں پر ہو تو مہمانوں پر گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اہلِ خانہ کا ذوق عیاں ہو جاتا ہے، کیوں کہ پردے انسانی ذوق کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔

پردہ بمعنی حجاب تو آپ ان صفحات میں پڑھتی رہتی ہیں.....لیکن آج ہم اس پردے کی بات کریں گے جو ہمارے گھروں میں دروازوں کے عیب چھپا کر پردہ پوشی کرتا ہے۔

آپ نے نیا گھر خریدا ہے یا گھر تبدیل کیا ہے یا آپ پہلے والی ترتیب سے اکتا گئی ہیں اور نئی ترتیب کے ساتھ گھر سجانا چاہتی ہیں تو پہلے کمروں کی ترتیب درست کرلیں اور پھر یہ دیکھیں کہ کمروں کی دیواروں کے رنگ کیا ہیں؟ فرنیچر کیسا ہے؟ اس کے بعد پردوں کے بارے میں سوچیں۔ کیوں کہ خواب گاہ ہو یا مہمان خانہ یا دالان ہر کمرے کی آرائش میں پردے نئی زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔ پردے پھول دار، سادہ اور ریشمی ہر انداز سے پسند کیے جاتے ہیں۔

لیکن ہمارا مشورہ ہے کہ پردوں کا انتخاب ایسا کیا جائے کہ ان میں سادگی نمایاں ہو، اس کے علاوہ رنگ کی مناسبت بھی بے حد ضروری ہے۔ آج کل پردوں میں ہلکے اور گہرے دونوں رنگ چل رہے ہیں۔ خواب گاہ کے لیے ایسے پردوں کا انتخاب کریں جو جلدی میلے نہ ہوں، اسی طرح مہمان خانے میں ایسے پردے اچھے لگتے ہیں جو نرم و ملائم ہوں۔

دالان گھر کا ایک ایسا حصہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ استعمال میں رہتا ہے اس کے لیے ایسے پردوں کا انتخاب کیا جائے جو گہرے ہوں جیسے بھورے، کتھئی اور خاکستری۔

خواتین کا اسلام

382

24 رجب 1431ھ مطابق 7 جولائی 2010ء

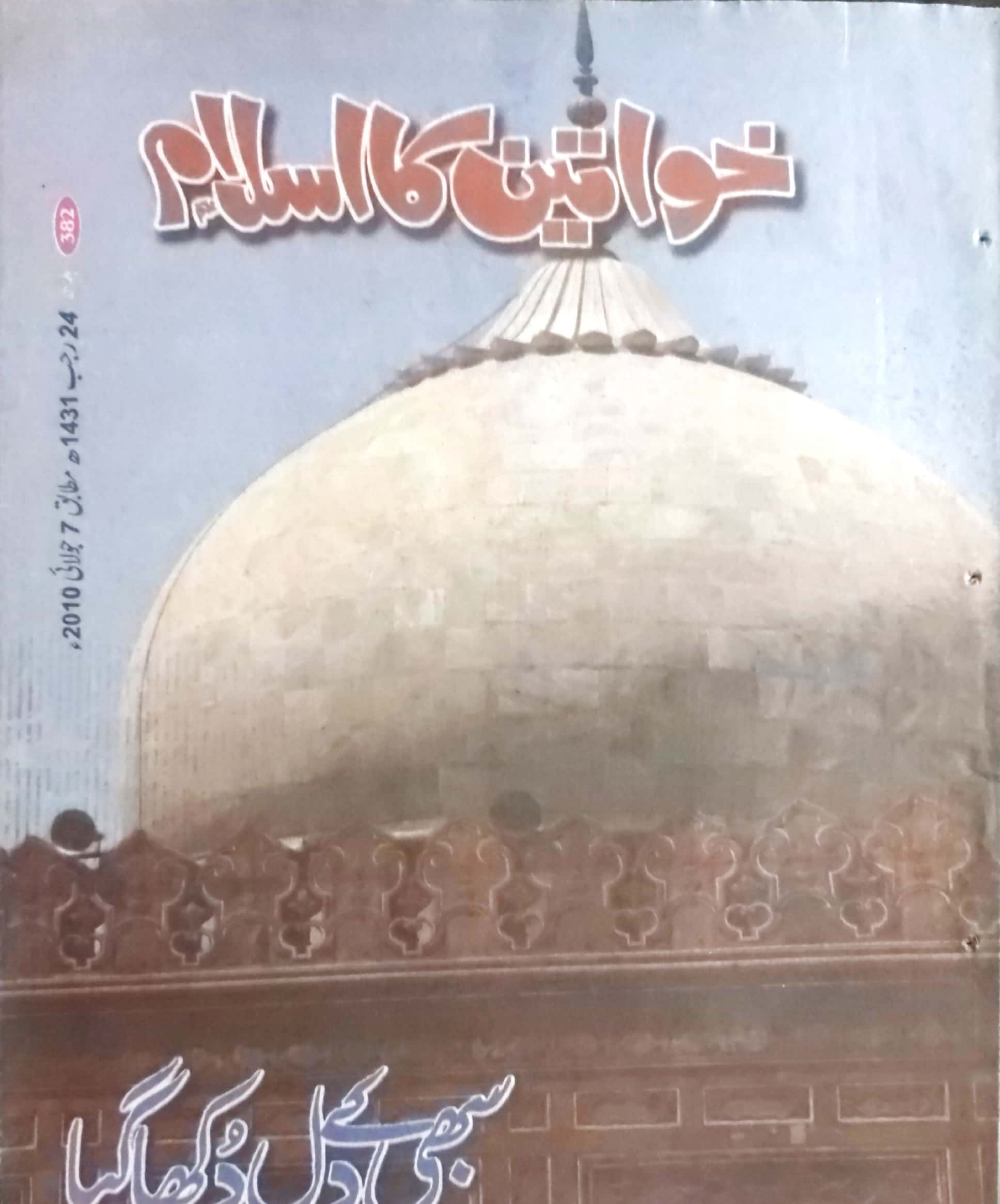

سبھی دل دُکھا گیا

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS

New and Unique Jewellery Collection

S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

سراسر خسارہ

''اور تم (گناہ کرتے وقت) اس بات سے تو چھپ ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔ لیکن تمہارا گمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں ہے۔ اپنے پروردگار کے بارے میں تمہارا یہی گمان تھا جس نے تمہیں برباد کیا، اور اسی کے نتیجے میں تم ان لوگوں میں شامل ہوگئے جو سراسر خسارے میں ہیں۔''

(سورۃ حم سجدہ آیت 23,22)

تشریح:

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ بعض احمق کافر یہ سمجھتے تھے کہ اگر وہ کوئی گناہ چھپ کر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوگا، اس وقت وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے گناہ کا نہ کوئی گواہ ہے اور نہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو اس کا پتہ چلے گا۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو ہر بات کا گواہ ہے ہی، خود ان کے جسم کے یہ اعضاء بھی ان کے خلاف گواہ بن جائیں گے۔

الحدیث

دعوتِ طعام کے اصول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے جس میں صرف امیروں کو بلایا جائے اور حاجت مندوں، غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس نے دعوت کو (بلاوجہ شرعی) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث کے پہلے جزو کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ جب کوئی ولیمہ کرے تو غریبوں، حاجت مندوں کو نظر انداز نہ کرے ان کو ضرور دعوت دے۔ جس ولیمہ میں ان کو نہ بلایا جائے صرف امیروں اور بڑے لوگوں کو مدعو کیا جائے اس کا کھانا اس لائق نہیں ہے کہ کھایا جائے۔ ظاہر ہے کہ ولیمہ کے علاوہ دوسری قسم کی دعوتوں کا حکم بھی یہی ہے۔ حدیث کے دوسرے جزو کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی شرعی مانع یا مجبوری نہ ہو تو مسلمان بھائی کی دعوت کو قبول کرنا چاہیے۔ اس سے دلوں میں جوڑ پیدا ہوتا ہے اور قبول نہ کرنے سے دلوں میں دوری اور بدگمانیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس لیے بلاوجہ دعوت کا قبول نہ کرنا اللہ و رسول کی مرضی اور حکم کے خلاف ہے۔

آثار صحابہ

حضرت خالد بن سعید بن عاص کا قبولِ اسلام

حضرت خالد بن سعید بن العاص اپنے تمام بھائیوں سے پیشتر شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے اور ان کے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کو ایک آگ کے کنارے کھڑا کیا گیا اس آگ کی وسعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا ہی کو اس کا علم ہے (کس قدر طویل و عریض اور بلند تھی) اور خواب میں یہ بھی دیکھا کہ کسی آنے والے نے ان کے پاس آکر ان کو آگ میں دھکا دینا چاہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمر پکڑے ہوئے ہیں اور آگ میں گرنے سے بچار ہے ہیں۔ اس گھبراہٹ میں ان کی آنکھ کھل گئی اسی وقت زبان سے نکلا: ''خدا کی قسم یہ خواب سچا ہے۔''

فوراً ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس خواب کا تذکرہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھ (من جانب اللہ) بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں، ان کی پیروی کرلو تمہارے خواب کی تعبیر یہی ہے کہ تم ان کی پیروی کرکے رہو گے اور اسلام میں داخل ہوں گے اور اسلام ہی تم کو آگ میں داخل ہونے سے بچائے گا اور تمہارا باپ اس آگ میں جا چکا ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم موضع اجیاد میں تشریف فرما تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول اے محمد آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی طرف بلاتا ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور بت پرستی کو جس پر تم جم رہے ہو چھوڑ دو، یہ پتھر نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع رسانی کرسکتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کون ان کی عبادت کرتا ہے کون نہیں کرتا ہے۔''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوراً ہی کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئے کہ میں گواہی دیتا ہوں بے شک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھر سے غائب ہوئے اور ان کے والد کو ان کے اسلام لانے کا پتہ چل گیا۔ ان کی تلاش کے لیے آدمی بھیجے، ان کو ان کے والد کے پاس لایا گیا، والد نے ان کو بڑی تنبیہ کی، ڈرایا دھمکایا اور جو کوڑا ہاتھ میں لیے ہوئے تھا اس سے اس قدر پٹائی کی کہ کوڑا ان کے سر پر توڑ دیا اور کہا: ''خدا کی قسم میں تیرا کھانا پینا بند کردوں گا۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر آپ کھانا پینا بند کردیں گے تو اللہ پاک ضرور اتنا رزق مجھے دے گا جس سے میں زندگی گزار سکوں گا۔'' اور یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے حضور علیہ السلام ان کا ہر طرح خیال رکھتے اور یہ اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد اول)

خوشی کے وقت کی دُعا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ

ترجمہ: حمدوستائش اس اللہ کے لئے ہے جس کے فضل واحسان سے اچھائیاں تکمیل پاتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی ایسی بات دیکھتے جس سے آپ کو خوشی اور مسرت حاصل ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور جب کوئی نامناسب بات دیکھتے تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ، (ہر حال میں تمام تعریف اللہ کے لیے ہے)

[صحیح الجامع]

حمد باری تعالیٰ

ترا نام جس دم بھی میں نے لیا ہے
دلِ مضطرب کو سکوں مل گیا ہے
ندامت کے باعث جو آنسو بہا ہے
مرے داغ عصیاں کو دھوتا گیا ہے
تری ذات اعلیٰ وارفع ہے سب سے
ترے در سے ہی مجھ کو سب کچھ ملا ہے
حوادث کی زد میں ہے دل کا سفینہ
کنارے لگادے یہی التجا ہے
زمین آسماں تو نے پیدا کیے ہیں
تو خالق ہے سب کا تو سب کا خدا ہے
کہیں آرزو کا دیا بجھ نہ جائے
زمانہ ہے برہم مخالف ہوا ہے
مروں جب زباں سے ترا نام نکلے
یہی ایک حسرت یہی مدعا ہے
نہیں کوئی تیرے سوا میرے مولا
ذکی پر خطا کو ترا آسرا ہے

جناب رفیع الدین ذکی قریشی

پیامِ سحر

اندھا دُھند نقالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:

استعماری طاقتوں نے دنیا میں جہاں جہاں قدم جمائے وہاں اپنی زبان، تہذیب اور ثقافت کو فروغ دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ہندوستان پر دوصدیوں تک انگریزی کی حکومت رہی۔ یہ حکومت ہمیں جو تحفے دے کر گئی ان میں سے ایک تحفہ انگریزی زبان بھی ہے جو آج ہماری کمزوری بلکہ مجبوری بن چکی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بین الاقوامی زبان اور رابطے کی زبان بن جانے کی وجہ سے اس وقت انگریزی سے جان چھڑانا بے حد مشکل ہو چکا ہے مگر اس کے باوجود ہمیں کچھ ایسی حدود وقیود کو اپنانا ہوگا جس کے ذریعے انگریزی کے منفی اثرات سے بچا جاسکے یا کم ازکم اس کی مضرتوں کو ہلکا کیا جاسکے۔

اس بارے میں باتیں تو بہت سی ہیں مگر فی الحال آپ سے ایک بہت اہم بات عرض کرنی ہے جو نہ صرف ہمارے میگزین بلکہ ہر اردو جریدے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ ہم اور کچھ نہ سہی، کم سے کم اپنی اردو زبان کو تو انگریزی الفاظ کی غیر ضروری ملاوٹ سے محفوظ رکھیں۔ یہ کونسی تک ہے کہ کہنے کو ہم اردو زبان بول رہے اور اردوادب لکھ رہے ہیں مگر ہمارے جملوں کے اہم ترین الفاظ انگریزی میں ہوتے ہیں اور ایسا بھول کر نہیں بلکہ قصداً کیا جاتا ہے تاکہ ہماری انگلش دانی کا رعب پڑے۔ اہل فن کے نزدیک یہ طرزِ عمل احساس کمتری کی انتہاء کی غمازی کرتا ہے۔

''خواتین کا اسلام'' کی ادارت کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہوئے روزانہ موصول ہونے والی ڈاک میں اس ناگوار صورتحال سے بار بار سابقہ پڑتا ہے۔ خصوصاً کہانیوں اور افسانوں میں تو انگریزی الفاظ کی بھرمار ہوتی ہے۔ ظاہر ہے اگر ہم اس مواد کو من وعن شائع کردیں تو اردو کا حلیہ ہی بگڑ جائے گا۔ اس لیے لکھنے والی بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریر میں حتی الامکان انگریزی الفاظ سے گریز کریں۔ 'شاکڈ' کو 'حیران' لکھنے میں آخر کیا برائی ہے؟ 'فرینڈ' کی جگہ 'سہیلی' کا لفظ کیوں موزوں نہیں؟ 'چوائس' کی بجائے 'پسند' لکھ دیا کریں تو کیا غلط ہوگا!؟

ممکن ہے بعض قاریات خیال کریں کہ افسانوں میں جب ماڈرن ماحول کے مکالمے لائے جائیں گے تو وہاں انگریزی کی بھرمار کرنا ہی ہوگی کیوں کہ وہ لوگ یہی اردو ملی انگلش بولتے ہیں۔ اس بارے میں اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ ایسی زبان کو عام کرکے ہم بہر حال اپنی زبان کو خراب کریں گے، چاہے عذر کوئی بھی تراش لیا جائے۔ بہتر یہی ہے کہ خالص اور صاف ستھری اردو لکھی اور بولی جائے۔ انگریزی کے صرف وہی الفاظ استعمال کیے جائیں جو اردو ادب کا واقعی حصہ بن چکے ہیں۔ ماڈرن طبقے کی ملاوٹی زبان سے گریز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اغیار کی اندھا دھند نقالی سے بچائے۔ آمین۔ والسلام

چیف ایڈیٹر: مفتی فیصل احمد   ایڈیٹر: مولانا محمد افضل   میگزین ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل ریحان

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل KhawateenKaIslam@DailyIslam.pk

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زر تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

حقوق زوجین

۷

نفقہ کا بیان:

☆...... بیوی کا نفقہ یعنی روٹی، کپڑا اور رہائش مہیا کرنا خاوند کے ذمہ واجب ہے۔ خواہ وہ غریب اور بیوی امیر ہی کیوں نہ ہو۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ نفقہ کس قسم کا ہو؟ تو اس میں دونوں کی رعایت کی جائے گی۔ اگر دونوں مال دار ہیں تو نفقہ مال داروں والا اور دونوں غریب ہوں تو غریبوں والا اور ایک امیر دوسرا غریب ہو تو درمیانہ درجے کا نفقہ مہیا کرنا ضروری ہے۔ لباس میں یہ تفصیل ہے کہ سال میں کپڑوں کے دو جوڑے دینا ضروری ہیں۔ سردی میں سردیوں والا گرمی میں گرمیوں والا۔

☆...... عورت نفقہ پانے کی مستحق تب ہوگی جب خاوند کے پاس رہے۔ یا میکے رہے تو خاوند کی اجازت سے، اگر خاوند کی اجازت کے بغیر میکے چلی گئی یا اجازت سے گئی مگر خاوند کے باوجود اس کے گھر نہیں آتی تو نفقہ کی حق دار نہیں۔

☆...... خاوند بیوی کا حق ادا نہیں کرتا اس لیے بیوی اس کے گھر نہیں آتی تو نفقہ کی مستحق ہے، ہاں اگر مہر مؤجل ہو تو بیوی کے لیے انکار کی گنجائش نہیں، ورنہ نفقہ سے محروم ٹھہرے گی۔

☆...... نفقہ میں حسب حیثیت کھانے کے علاوہ روزمرہ کی ضروریات مثلاً چارپائی، بستر، دری، چٹائی، ہانڈی توا، استعمالی برتن، اسی طرح صابن، تیل، کنگھا مہیا کرنا بھی خاوند کے ذمہ ہے۔ البتہ سرمہ، مسی، مہندی یا سنگھار کا دیگر سامان اس کے ذمہ نہیں۔ اسی طرح حقہ، تمباکو، پان، چھالیہ وغیرہ بھی خاوند پر نہیں۔

☆...... خاوند کو چاہیے کہ نفقہ واجبہ کے علاوہ بھی جیب خرچ کے طور پر کچھ رقم بیوی کو دیتا رہے، چناں چہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنی جی آئی (مرضی کے مطابق) خرچ کر سکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں۔ اس کی تعداد اپنی اور اپنی بیوی کی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے۔ مثلاً روپیہ، دو روپیہ پچاس روپے جیسی گنجائش ہو، یہ رقم خرچ سے علیحدہ دو لیکن صاف کہہ دو کہ وہ رقم صرف گھر کے خرچ کی ہے اور یہ رقم تمہارا جیب خرچ ہے۔ یہ تمہاری ملک ہے اس کو جہاں چاہو خرچ کرو۔ (تحفہ زوجین 91)

☆ مطلقہ عورت جب تک عدت میں ہے اس کا نفقہ خاوند پر ہے خواہ اس نے طلاق رجعی دی ہو یا بائن یا طلاق ثلاثہ۔

خاوند اگر ایسا تنگ دل اور بخیل ہے کہ بیوی بچوں کو ضروری نفقہ (جس کی تفصیل اوپر گذر چکی) بھی نہیں دیتا تو ان کے لیے جائز ہے کہ اس کے مال میں سے بلا اجازت اتنا مال لے لیں جو ان کے طعام ولباس کی ضرورت کے لیے کافی ہو. کما جاء فی الحدیث.

بیوی بیمار پڑ جائے تو علاج معالجہ خاوند کے ذمہ نہیں، وہ کرا دے تو اس کا احسان ہے۔ اس لیے کہ علاج اور دوا دارو واجب نہیں صرف مسنون ہے، تو جو چیز خود اپنی ذات میں واجب نہیں وہ خاوند کے ذمہ کیسے واجب ہوگی؟

مکان کی تفصیل:

☆...... بیوی کو رہائش کے لیے مکان مہیا کرنا بھی خاوند کے ذمہ ہے اور ضروری ہے کہ یہ مکان ہر طرح سے خالی ہو، یعنی خاوند کے والدین بھائی بہن وغیرہ کوئی رشتہ دار اس میں رہائش پذیر نہ ہو، اکیلے میاں بیوی رہیں۔ ہاں اگر بیوی خود ان کے ساتھ رہنا گوارا کر لے تو الگ بات ہے۔ بیوی کی طرح خاوند کو بھی اختیار ہے کہ اس مکان میں بیوی کے رشتہ داروں میں سے کسی کو نہ رہنے دے، ملنے والے آئیں اور مل کر لوٹ جائیں۔

☆...... بیوی الگ مکان کا مطالبہ کرے تو یہ بھی کافی ہے کہ خاوند بڑے مکان میں سے ایک کمرہ الگ اس کو دے دے۔ جس میں بیوی رہائش کے علاوہ اپنا مال اسباب محفوظ رکھ سکے۔ اس کا تالا چابی بھی بیوی کے سپرد ہو۔ اور کسی دوسرے شخص کا اس میں عمل دخل نہ ہو۔

بیوی کے مالی حقوق کا یہ خلاصہ بیان کیا گیا مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، فتاویٰ عالمگیریہ۔

(544-302/1 ردالمحتار 571-100/3)

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

زوج پر زوجہ کے یہ حقوق ہیں:

1) حسنِ خلق۔
2) برداشت کرنا ایذاء کا مگر باعتدال۔
3) اعتدال کرنا غیرت میں، یعنی نہ بدگمانی کرے نہ بالکل غافل ہو جائے۔
4) اعتدال خرچ میں، یعنی نہ تنگی کرے نہ فضول خرچی کی اجازت دے۔
5) احکام حیض وغیرہ کے سیکھ کر اس کو سکھلانا اور نماز اور دین کی تاکید رکھنا، اور بدعات اور منہیات سے منع کرنا۔
6) اگر کئی عورتیں ہوں تو ان کو برابر رکھنا حقوق میں۔
7) بقدر حاجت اس سے وطی کرنا۔
8) بدون اجازت عزل نہ کرنا۔
9) بدون ضرورت طلاق نہ دینا۔
10) بقدر کفایت رہنے کو گھر دینا۔
11) اس کے محارم اقارب سے اس کو ملنے دینا۔
12) راز ظاہر نہ کرنا جماع وغیرہ کا۔
13) حد سے زیادہ نہ مارنا، اور مثل ان کے اور حقوق۔

(امداد الفتاویٰ 185/2)

مختصر یہ کہ مردوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ بیویوں سے حسن سلوک اور اچھا برتاؤ رکھیں۔ ان کے حقوق کی رعایت کریں۔ ان کی اصلاح وتادیب سے غافل نہ ہوں، لیکن بے جا سختی بھی نہ کریں۔ انہیں محکوم وملازم سمجھنے کی بجائے رفیق ومددگار اور جیون ساتھی تصور کریں۔ کامیاب گھریلو زندگی کا راز اسی میں ہے۔ (جاری ہے)

گھر یوں بھی اُجڑتے ہیں

حب جاہ، ایک بہت ہی بری عادت ہے۔ حب مال سے بھی بڑھ کر ہے۔ عام طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا شکار ہمارا ریاستدان اور حکمران طبقہ ہے جو اس کے حصول میں تن من دھن لگائے ہوئے ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس مرض میں ہر عام و خاص مبتلا ہے۔ اگر معاشرہ کا بغور جائزہ لیا جائے تو ہر گھر میں حب جاہ کے مناظر نظر آئیں گے۔

ساس بہو اور نند بھابھی کے بیش تر جھگڑوں کی بنیاد یہی حب جاہ ہے۔ ساس اور نند کی ہمیشہ یہی خواہش اور تمنا ہوتی ہے کہ ہمارے گھر میں آنے والی بہو اور بھابھی ایک باندی کی حیثیت سے آئے تاکہ اس گھر میں اقتدار اور حاکمیت ہمیں ہی حاصل رہے۔ ایک نوکرانی اور ماسی کی طرح گھر کے تمام کام کاج کو تو سنبھال لے مگر ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ بلکہ دلچسپی ہی نہ لے۔

ہم جو بھی فیصلے کریں اس کو بے چوں چراں قبول کرلے۔ خواہ اس کو فیصلہ سے ذاتی طور پر اتفاق ہو یا نہ ہو۔ خواہ وہ فیصلے قرآن وسنت کے مطابق ہوں یا منافی ہوں بلکہ اس سے بڑھ کر اس کو کسی معاملے میں رائے کا بھی اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ ضروریات کے حوالے سے وہ ہماری محتاج رہے۔ اس کی کوئی ضرورت بھی خاوند براہ راست پوری نہ کرے بلکہ ہمارے واسطہ سے پوری کرے۔ اگرچہ وہ ضرورت خاوند سے متعلق ہی کیوں نہ ہو، تاکہ اس پر ہماری گرفت ڈھیلی نہ ہونے پائے۔

پھر اس بات کے فیصلے کا بھی ہمیں پورا پورا حق ہو کہ جس چیز کا اس نے مطالبہ کیا ہے، وہ اس کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر ہم اس کے مطالبے کو غیر ضروری قرار دے دیں تو اس کو اس پر خندہ پیشانی سے صبر کرنا چاہیے۔

پھر یہ بھی آرزو ہوتی ہے کہ اس کو کردار میں فرشتہ صفت ہونا چاہیے کہ اس سے کبھی بھی حکم عدولی کا ارتکاب نہیں ہو۔ اگر کبھی بقاضائے بشریت نادانستہ طور پر بھی اس سے حکم عدولی ہوگئی۔ تو وہ ہمیشہ کے لیے نافرمان ٹھہرے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی ضروری سمجھا جاتا ہے کہ بیٹے اور بھائی کے بہو اور بھابھی کے خلاف کان بھرے جائیں تاکہ میاں بیوی کے مابین تعلق زوجیت کہیں جڑ نہ پکڑ جائے۔ اگر ان میں اتفاق ہوگی تو ہماری گرفت کمزور ہوجائے گی (ایسی جاہ کا تو شاید حکمرانوں نے تصور بھی نہیں کیا ہوگا)۔

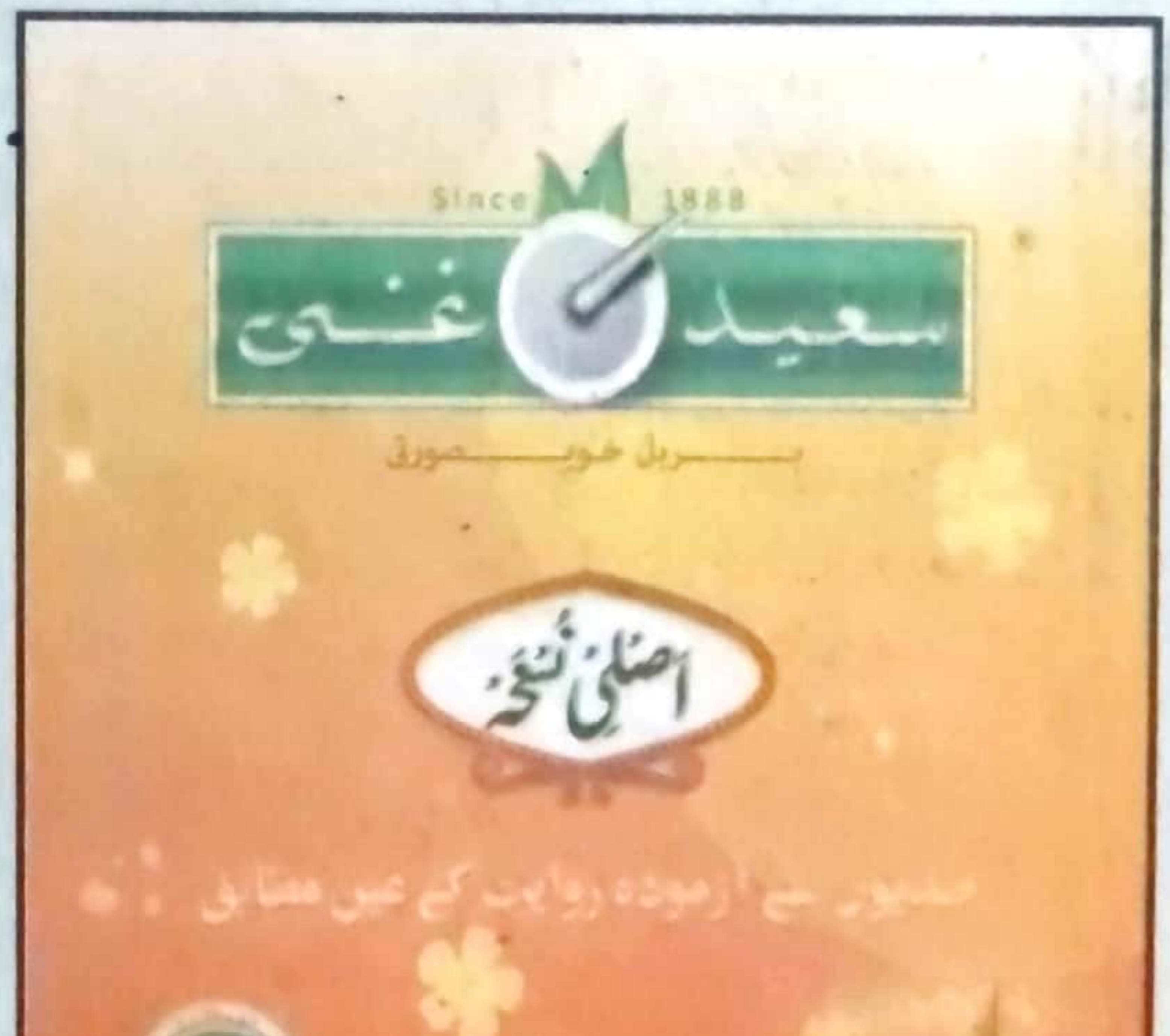

صاف ظاہر ہے کہ آنے والے مہمان کے ساتھ ایسی توقعات وابستہ کرنا نہ تو تقاضائے شریعت ہے اور نہ ہی دستورِ عرف اور نہ ہی دلہن کے بس کی بات...... کیوں کہ اس بندھن سے قبل والدین کے گھر میں ناز و نعم میں پلنے والی ایک صنفِ نازک ہی تو ہے جس سے ان تھک مزدوری کی توقع ہی نہیں بلکہ مطالبہ ہے۔

یقیناوہ ان کی توقعات پر پوری نہیں اتر پائے گی جس کی وجہ سے وہ سسرال میں ناموزوں ہوجائے گی۔ پھر جھگڑے اور فسادات کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ جو کئی برسوں پر محیط ہوجائے گا۔

زوجہ حسن بن حسین

پھر جب اولاد اس کی مدد کرنے کے قابل ہوگی اور نندیں اپنے اپنے گھروں کی ہوجائیں گی اور ساس کی گرفت نہ چاہتے ہوئے بھی جب کمزور پڑ جائے گی تب کہیں جا کر اس بے چاری کو سکون چین میسر آئے گا۔ گویا وہ ان ناگفتہ بہ حالات کے ہنگاموں سے گزر کر ہی اقتدار حاکمیت کے تخت پر براجمان ہوگی۔

اب اس اقتدار کی منتقلی کے بعد ساس زندگی کے اس مرحلہ میں داخل ہوچکی ہوگی جب اسے ایک مخلص غم گسار کی ضرورت ہوگی۔ بیٹیاں اپنے گھروں ہونے کی وجہ سے ماں کی خدمت سے قاصر ہوگئیں۔ تو اب ساس بہو اور پوتے پوتیوں کے رحم وکرم پر ہوگی۔ اب بہو اپنی اولاد کے ساتھ مل کر ایک ایک زیادتی کا بدلہ چکائے گی اور خوب دل ٹھنڈا کرے گی۔ اور نندوں کے لیے بھی اب بھائی کا گھر "نوگو ایریا" ہوچکا ہوگا۔

یہ ہے ہمارے معاشرے کی ایک بھیانک تصویر۔ اس کے پیچھے بنیادی طور پر جذبہ حبِ جاہ، دین سے ناواقفیت اور دوری جیسے اسباب کارفرما ہیں۔

ہائے کاش! دین اسلام کے سنہری اصولِ معاشرت پر عمل کیا جاتا، آنے والے مہمان کو دلوں میں جگہ دی جاتی۔ اس کو اپنی بیٹی اور بہن سمجھا جاتا۔ اور اس کو اس اجنبی ماحول میں جذب ہونے کا پورا پورا موقع فراہم کیا جاتا۔ اس کو حسنِ کردار سے اپنا اسیر بنایا جاتا۔ اس کے دکھ درد کو اپنی اولاد کے دکھ درد کی طرح اپنا سمجھا جاتا۔ اس کو بھی ایک انسان جتنی حیثیت دی جاتی اور اس کی ضروریات کا ادراک کیا جاتا۔ شریعت کے مقرر کردہ نان نفقہ کو اس کا حق سمجھتے ہوئے اس کی ادائیگی کی جاتی۔ اس کو اتنا پیار ومحبت دیا جاتا کہ وہ والدین کے پیار ومحبت کو بھول جاتی۔ اس کو اتنا آرام دیا جاتا کہ وہ والدین کے گھر کے راحت وسکون کو بھول جاتی پھر وہ آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتی اور آپ کے لیے دل کی راہیں وا کرتی۔ مذکورہ بالا توقعات یوں بھی حاصل کی جاسکتی تھیں، بلکہ

بطریق احسن حاصل کی جاسکتی تھیں۔

دوسری طرف بہو بھابھی کو بھی چاہیے تھا کہ وہ سابقہ ناانصافیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ساس کو ماں سمجھتے ہوئے اس کی خدمت کو سعادت سمجھتی اور یہ سوچتی کہ ان کے اعمال ان کے ساتھ ہیں اور میرے اعمال میرے ساتھ ہیں۔ یہ درست ہےکہ عمل کا ردعمل فطری ہوتا ہے۔ لیکن ناانصافیوں کا بدلہ ناانصافیوں کے ساتھ دینے کی بجائے انصاف کے ساتھ اور قطع رحمی کا بدلہ صلہ رحمی کے ساتھ دینا ہی کمال ہے۔ زخم کھا کر مسکرانا عظیم لوگوں کا ہی کام ہوتا ہے۔

المختصر اسلامی اصول معاشرت کے ذریعہ یہ گھر، جو آج جہنم کدہ بنا ہوا ہے جنت نظیر بنایا جاسکتا تھا۔ بہو اور بھابھی بھی اپنی ازدواجی زندگی کے ابتدائی سالوں میں یوں ذلیل ورسوانہ ہوتی۔ ساس بھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں یوں بے بسی کی عبرت ناک تصویر نہ بنتی اور نندوں پر بھی یہ دروازے ہمیشہ کے لیے مقفل نہ ہوتے۔ جگ ہنسائی کا سامان بھی یوں پیدا نہ ہوتا۔ اسلام کے سنہری اصول پر عمل پیدا ہوکر انسان دنیا وآخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقین وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مضمون نگاری سیکھیے

آخری قسط

ام حسان

9) ادبی مطالعہ کرنے سے قبل اپنے ساتھ پنسل ضروری رکھیں، نامور مصنفین کی عبارتوں کو پورے غور اور دل چسپی سے پڑھیں، ان کی عبارت کے انداز کو سمجھیں، جو الفاظ آپ کو بہت اچھے لگیں ان پر نشان لگالیں۔ اچھے فقرے، عمدہ مثالیں، نئی تشبیہات اور برمحل اشعار اپنے حافظہ میں محفوظ کرنے کی کوشش کریں...... جن خواتین کی اردو کمزور ہے وہ کا، کی، کے، ہے، ہیں، تھا، تھی اور وغیرہ کی اغلاط سے بچنے کے لیے ان عبارتوں پر غور کرکے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ کون سا لفظ کہاں اور کس طرح استعمال ہوا ہے۔

10) اچھی ادبی کتب کے مطالعے کے ساتھ ساتھ ایک کام اور کریں اگرچہ ہے راز کی بات اور ادیب حضرات اس بات کو چھپاتے ہیں، مگر آپ کے لیے ہم یہ راز کھولے دیتے ہیں...... یہ ادیب بننے کا سب سے اہم گر ہے...... تو غور سے سنیے......

آپ بہت سے ادیبوں کی تحریروں کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی ایک ادیب یا ادیبہ کے انداز تحریر سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں، بس اُس ایک ادیب یا ادیبہ کے انداز کو اپنے لیے نمونہ بنالیجیے۔ اس کی تحریر میں سے ان عبارتوں کو خاص طور پر بار بار پڑھیں جو آپ کو زیادہ اچھی لگیں۔ پھر ان پسندیدہ عبارات اور پیراگرافوں کو ایک کاپی میں بار بار لکھیں۔ ایک عبارت یا ایک پیراگراف کو کم از کم پانچ بار لکھیں، اس طرح مسلسل مشق سے خود بخود آپ اس مصنف کے انداز تحریر کو اپناتی چلی جائیں گی۔

ہر چند دن بعد ایک پیراگراف میں اپنے خیالات لکھ کر آپ اندازہ کرتی رہیں کہ آپ اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوئیں۔ آپ محسوس کریں گی کہ روز بروز آپ کا انداز تحریر اس ادیبہ کے انداز سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔

11) جب آپ اپنا مضمون مکمل کرچکیں تو ایک بار اس کی عبارت کو مناسب آواز میں روانی کے ساتھ پڑھیں، اگر عبارت کی بندش میں کوئی کمی ہے تو اس طرح وہ سامنے آجائے گی اور آپ اس کی اصلاح کرسکیں گی۔

12) اگر آپ ادبی ذوق رکھنے والی کسی خیر خواہ کی دوستی یا سرپرستی سے مالا مال ہیں تو ایک عرصے تک اپنا ہر مضمون تصحیح کی غرض سے ان کے سامنے ضرور پیش کریں۔

13) مذکورہ بالا کام کرنے کے بعد اب آپ کے ادیب اور مضمون نگار بننے میں صرف ایک مرحلہ باقی رہ جاتا ہے۔ وہ مرحلہ ہے مستقل مزاجی کے ساتھ مسلسل لکھنے کا۔ لکھیے اور مسلسل لکھیے، ہرگز نہ اکتائیے۔ رسائل اور جرائد میں مضامین شایع نہ ہونے سے نہ گھبرائیے، مایوسی کی کوئی وجہ نہیں، پختگی آتے آتے ہی آتی ہے، جس دن آپ کی تحریر میں پختگی پیدا ہوگئی، اسی دن سے آپ کی ہر تحریر قابلِ اشاعت ہوگی۔

عموماً بہنوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ان کی پہلی تحریر ہی کو کسی معیاری جریدے میں مناسب مقام مل جائے گا۔ یہ نادانی اور جلد بازی ہے۔ ہر بڑے کام میں صبر، ہمت اور استقلال کی ضرورت پڑتی ہے اور ادیب، صحافی اور مضمون نگار بننے میں تو اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے......

پرانے استاذ ادیب کہا کرتے تھے "میاں! چالیس مضامین لکھنے سے پہلے تو اشاعت کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔ اگر چالیسویں تحریر چھپ جائے تو خوش قسمتی سمجھنا۔"

تو یہی بات ہم آپ سے کہتے ہیں کہ صبر وہمت کے ساتھ مسلسل لکھتے جائیے کہ لگاتار محنت ہی کامیابی کی چابی ہے۔

ہاں آخر میں ایک اور اہم بات! ادیبہ اور مضمون نگار بننے کے لیے تو کچھ ضروری باتیں آپ نے سمجھ لیں، مگر کچھ بہنوں کو ادیبہ سے زیادہ شاعرہ بننے کا شوق ہوتا ہے۔

یاد رکھیے شاعری کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ شاعری کے باقاعدہ اصول وضوابط ہوتے ہیں، ہر شعر وزن کے مطابق بنانا ہوتا ہے، قافیہ اور بحر کی رعایت کرنا ہوتی ہے، اور بھی بہت سی باریکیوں کا لحاظ کرنا ہوتا ہے، آپ مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ ان رموز کی معرفت کسی استاذ کے بغیر نہیں ہوسکتی، جب تک کوئی اچھا استاد شاعر نہ ملے شاعری کے میدان میں قدم نہ رکھیں۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ شاعری ایک قدرتی ملکہ ہے، خداداد صلاحیت ہے، اس کے لیے خاص ذوق اور طبیعت چاہیے، استاد بھی تب ہی کچھ منجھائی کرسکتا ہے جب طبیعت میں شاعرانہ ذوق موجود ہو۔

غرض شاعری میں خاص ذوق اور ماہر استاد دونوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وقت ضایع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

کشکول

تین باتیں لوہے پر لکیر کی مانند ہیں:

1) پہلی بات یہ ہے کہ جو بندہ جس قدر اللہ رب العزت سے محبت کرے گا، اللہ رب العزت کی مخلوق اسی قدر اس سے محبت کرے گی۔

2) دوسری بات یہ ہے کہ جو بندہ جس قدر اللہ رب العزت کی عبادت کرے گا، اللہ کی مخلوق اسی قدر اس کی خدمت کرے گی۔

3) تیسری بات یہ ہے کہ جو بندہ جس قدر اللہ رب العزت سے ڈرے گا، اللہ کی مخلوق اسی قدر اس سے مرعوب رہے گی۔ (ماخوذ: خطبات فقیر)

﴿مرسلہ: سمیہ اقبال۔ مدرسہ عثمانیہ کراچی﴾

غم ہلکا کرنے کا مجرب عمل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کفار کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے بڑے مغموم تھے۔ اللہ رب العزت نے کتنے پیارے انداز میں فرمایا:

"واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولاتک فی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون."

(سورۂ نحل آیت 127-128)

کبھی آپ بہت پریشان ہوں تو اس آیت کو ذرا چند بار پڑھ کر دیکھیے، آزمودہ چیز ہے۔ بڑے بڑے غم اور پریشانیاں اللہ رب العزت اس آیت کے پڑھنے سے بندے سے دور فرمائیں گے اور دل میں ٹھنڈک آجائے گی۔

کبھی بھی کوئی پریشانی آئے آپ اس آیت کو پڑھیے۔ دیکھیے پھر اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو کیسے بدلتے ہیں؟ (ماخوذ: بکھرے موتی) ﴿ہمشیر محمد ابراہیم﴾

باہمت بیوی:

ایک شخص نے سفر پر جاتے وقت اپنی بیوی سے پوچھا: "تمہارے لیے کتنے دن کے کھانے کا انتظام کر جاؤں؟"

عورت نے جواب دیا: "جتنے دن کی میری زندگی ہے۔"

شوہر نے کہا: "زندگی میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

اس پر عورت نے جواب دیا: "پھر روزی بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں۔" (پرسکون گھر)

﴿ماریہ عبدالرحمٰن خان۔ ملتان﴾

بکھرے موتی:

1) جو اپنے راز کو چھپائے گا، اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

2) جھوٹی قسم کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کردے گا۔

3) سچ بولو چاہے سچ بولنے سے جان چلی جائے۔

4) بنی اسرائیل اس لیے تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں کو سزا دیتے تھے اور امیروں کو چھوڑ دیتے تھے۔

5) اگر تم غلطیوں کو چھپانے کے لیے دروازہ بند کر دو گے تو سچ بھی باہر رہ جائے گا۔

6) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بدی جو تمہیں رنجیدہ کرے، اس نیکی سے بہتر ہے جو تمہیں نازاں کرے۔

﴿ام کلثوم۔ خان پور بگا شہر﴾

قم:

نوادر کے شوقین یورپین سیاحوں کو مصر کے لوگ نادر ونایاب چیزیں دکھار ہے تھے۔

"یہ دیکھیے!" ان میں سے ایک شخص نے ایک سکہ سیاحوں کی جانب بڑھایا۔

"یہ نہایت قدیم سکہ ہے۔ صدیوں سے میرے خاندان میں محفوظ ہے اور دست بہ دست مجھ تک پہنچا ہے۔"

"لیکن ہمیں تو یہ زیادہ قدیم معلوم نہیں ہوتا۔"

"غور تو کیجیے۔" سکہ پلٹ کر دکھایا گیا۔ "سکے پر اجراء کی تاریخ درج ہے۔ ۳۵۰ قبل مسیح!!"

نمک پارے:

☆ آئینہ...... جس میں تم اپنی پسند کے احمق کو ہر وقت دیکھ سکتے ہو۔

☆ شعر...... جس کے دونوں مصرعے حقیقی بھائی ہوں۔

☆ سردرد...... امریکا کا قومی کلچر۔

☆ تنقید...... ہردل عزیز مشغلہ۔

☆ سوانح عمری...... ایک دماغ کی تاریخ۔

☆ پاکستان...... جہاں کسی تعلیم و تربیت کے بغیر تم سیاستدان بن سکتے ہو۔ ﴿ام ساریہ۔ کراچی﴾

تصوف کیا ہے؟

تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس اور تصفیۂ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال پہچانے جاتے ہیں تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو، نفس کی اصلاح ہو اور رب العالمین کی رضا اور اس کی معرفت حاصل ہو۔ تصوف کا موضوع تزکیہ تصفیہ اور تعمیر باطن ہے اور اس کا مقصد ابدی سعادت کا حصول ہے۔

تصوف کیا نہیں ہے؟

تصوف کے لیے نہ کشف و کرامات شرط ہے، نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے، نہ تعویذ گنڈوں کا نام تصوف ہے، نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا نام تصوف ہے، نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے، ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے۔

اسی طرح نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا تصوف ہے، نہ اس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مرید کی پوری اصلاح ہو جائے گی اور سلوک کی دولت بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت حاصل ہو جائے گی، نہ اس میں کشف و الہام کا صحیح اترنا لازمی ہے اور نہ وجد اور رقص و سرور کا نام تصوف ہے۔

عام طور پر یہ سب چیزیں تصوف کا لازمہ بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں۔ حالاں کہ ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اس قسم کی خرافات اسلامی تصوف کی عین ضد ہیں۔ (حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمہ اللہ کی کتاب "دلائل السلوک" 27-26) ﴿صدیقہ ضیاء۔ نزد مسجد نور علی ٹاؤن اڈیالہ روڈ راولپنڈی﴾

قطرۂ آب سے اب پھول بھی جل جاتا ہے

جیسا سانچا ہو اسی سانچے میں ڈھل جاتا ہے
وقت کی آنچ پہ انسان پگھل جاتا ہے
ذات کی راکھ میں پنہاں ہیں بہت انگارے
جو بھی ہاتھوں سے کھرچتا ہے وہ جل جاتا ہے
چکنی مٹی بھی ہو، بارش بھی ہو، تاریکی بھی
لاکھ سنبھلے کوئی آخر کو پھسل جاتا ہے
اجنبی راہ پہ چلتا ہے جو تنہا تنہا
اپنی منزل سے بہت دور نکل جاتا ہے
اس قدر حبس ہے اس بار بہاروں میں سرشک
قطرۂ آب سے اب پھول بھی جل جاتا ہے

پروفیسر امتیاز احمد سرشک

مرسلہ: آسیہ بنت محمد رحیم۔ کراچی

مجھے لکھنا ہے انسانیت کا ایک بابِ تابندہ
منور جس کے ہوں الفاظ مصرعے جس کے رخشندہ

''السلام علیکم باجی جان! اندر آجاؤں؟''

باجی جان نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور اثبات کا اشارہ دیا۔

''کیسی ہیں آپ باجی جان؟''

''ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ، تمہارے پرچے کیسے چل رہے ہیں؟''

''الحمدللہ...... باجی! کل ربیعہ کی شادی میں جانے کا ارادہ ہے آپ کا؟''

''ہاں...... بہت زور دے رہی تھی......''

''ٹھیک ہے باجی جان!...... اگر مجھے پرچہ جلد یاد ہوگیا تو میں چلوں گی۔''

☆

میں مدرسے سے گھر پہنچی تو ربیعہ کا میسج دیکھا......

''میرے والد I.C.U میں ہیں اس لیے کل کی دعوت کینسل ہوگئی ہے۔ معذرت کے ساتھ خصوصی دعاؤں کی درخواست......''

یہ پڑھ کر میرا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا......

ربیعہ...... میری عزیز سہیلی...... اس کی شادی پر والد I.C.U میں!

''یااللہ! ربیعہ کا کیا حال ہوگا؟...... اس کے والد کو کیا ہوگیا؟''

عصر کی نماز پڑھ کر میں رو پڑی۔

''اے اللہ! ان کو عافیت دے دے، ان کو شفائے کاملہ عطا کر دے۔''

دل مستقل بے چین تھا...... میں کبھی کچھ پڑھتی کبھی کچھ...... میری ربیعہ سے بات نہیں ہو پا رہی تھی۔ رات بارہ بجے میں لیٹی تو آنسو بہنے لگے......

''کیا میری سہیلی نے پلک بھی جھپکی ہوگی جو میں سونے جا رہی ہوں؟''

میں اٹھی اور صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر ربیعہ کے والد صاحب کی شفائے کاملہ کے لیے دعا مانگی۔

مگر اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہی ہوا۔ رات گئے تقریباً ڈیڑھ بجے بجے اطلاع آئی کہ ربیعہ کے والد کا انتقال ہوگیا ہے...... اناللہ وانا الیہ راجعون۔

انہیں ڈھونڈتی ہیں نگاہیں ہماری
جو خود چھپ گئے ساری محفل سجا کے
وہ اُٹھے تو افسردگی چھائی ایسی
دیے بزم کے بجھ گئے جھلملا کے

سبھی کے دل دکھا گیا

ڈاکٹر خلیل احمد شیخ مرحوم کے متعلق میں کیا لکھوں...... کہ ایسی شخصیتیں الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتیں...... قلم لکھنے سے عاجز ہوجاتے ہیں...... الفاظ بے معنی جاتے ہیں......

نہ ہے تابِ سخن مجھ میں، نہ ہے تحریر کا یارا
میں ذرّہ ہوں میرا موضوع ہے خورشیدِ جہاں آرا

نہایت باشرع اور پابندِ نماز تھے...... ہمیشہ باشرع لباس پہنتے تھے اور شریعت کو ہر بات میں مقدم رکھتے تھے۔ کلینک کے دوران جب نماز کا وقت آتا تو چاہے کتنے ہی مریض ہوں ''میں ابھی آیا'' کہہ کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ ہمیشہ مسواک ساتھ ہوتی......

اتباعِ سنت ہی کی برکت تھی کہ اللہ پاک نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھ دی تھی...... ان کے مریض کہیں بھی جاتے، لوٹ کر ڈاکٹر صاحب ہی کے پاس آتے تھے۔

وہ ہر مریض کو نہایت توجہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اپنے پیشے سے مخلص ہونے کا یہ حال تھا کہ ایک شخص کو ایسی جلدی بیماری تھی جس سے لوگ گھن کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب خود ان کے لیے مرہم بناتے اور نہایت توجہ سے ان کا علاج کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ صاحب بالکل ٹھیک ہوگئے۔ یہ بیماری ان کے پورے خاندان میں پھیل چکی تھی، سب نے ڈاکٹر صاحب کے علاج سے کروایا اور اللہ کے حکم سے اس موذی مرض سے نجات پائی...... اپنے پیشے سے اتنے مخلص اور انسانیت کا درد رکھنے والے تو اب ایک خواب ہوگئے ہیں......

ڈاکٹر صاحب نہایت زندہ دل شخص تھے۔ ان کی خوش گفتاری اور خوش اخلاقی پوری برادری میں مشہور تھی...... جب بھی گھر میں کوئی مشکل بات پیش آتی تو ٹیک لگا کر بیٹھتے اور دل ہلکا کرنے کے لیے فرمایا کرتے: ''اب تو بس اللہ ہی اللہ ہے۔''

ایک مرتبہ میری سہیلی کے ہاتھ میں پیپ پڑگئی اور ہاتھ بہت پک گیا۔ وہ دکھانے گئیں تو مزاحاً فرمانے لگے:

''بیٹا! تم اس پر پیاز باندھ کر تھوڑا اور پکا لو...... جب یہ پک جائے ناں تو خود ہی گھر میں ذبح کر لینا......''

بزرگوں سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے اور بہت تعلق رکھا کرتے تھے۔ اکثر خود ملنے تشریف لے جاتے۔ حضرت مولانا یحییٰ مدنی صاحب مدظلہٗ اور ان کے تمام صاحب زادوں سے خاص تعلق تھا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز سواتی صاحب مدظلہٗ سے بھی گہرا تعلق تھا۔

بنتِ مفتی محمد شاہد

وہ نہایت ہمت والے تھے۔ اپنا کام کبھی کسی سے نہ کہتے حتیٰ کہ جب طبیعت خراب ہوتی تو بھی کسی کو نہ بتایا کرتے تھے۔ جس دن انتقال ہوا، سینے میں شدید درد اٹھا کہ ذرا سا ہلنے سے بھی تکلیف ہو رہی تھی۔ ایمبولینس میں لے جانے لگے تو خود ہی آکسیجن ماسک لگا لیا، حالاں کہ سخت تکلیف تھی......

جو بن سکو تو درخشاں آفتاب بن جاؤ
بجھے بجھے سے ستاروں کی زندگی کیا ہے

تکلیف کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر نے دل کا بائی پاس تجویز کیا تو آپریشن تھیٹر میں ذکر کرتے ہوئے تشریف لے گئے اور پھر بے ہوشی میں ہی اپنے رب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے...... اللھم اغفرلنا ولہ

شام غم تو کاٹ لی سحر ہوئی چلا گیا
غضب کا آشنا تھا وہ سبھی کے دل دکھا گیا

ہمارے مدرسے کے استاذ حدیث نے ان کو غسل دیا...... غسل کے بعد چہرہ نہایت چمک رہا تھا...... ایسے جیسے سو رہے ہوں...... ایک نور اور اطمینان والی کیفیت تھی۔

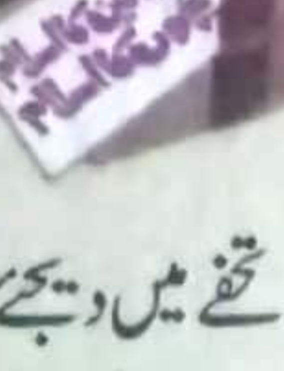

بہترین گفٹ پیکیج
اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو
بچوں کا اسلام
یا
خواتین کا اسلام
تحفے میں دیجیے
دو ماہ تک ہر ہفتے کا تازہ میگزین صرف 100 روپے میں بھجوائیں۔
جتنے میگزین بھجوانا چاہتے ہیں ان کی مجموعی رقم ہمارے پتے پر منی آرڈر کریں
یا بینک میں جمع کرانے کی صورت میں نیچے دیئے گئے
نمبروں پر رابطہ فرمائیں۔
نوٹ: خط اور منی آرڈر سلپ پر اپنا نام، فون نمبر اور ایڈریس لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔
مزید معلومات کیلئے: Ph:021-36688747 EXT 246-213
یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔
ہمارا پتہ:
سرکولیشن منیجر روزنامہ اسلام 11/1 G-4 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

حضرت مولانا یحییٰ مدنی صاحب مدظلہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوئی شخص جنازے میں ایسا شامل نہ تھا جو باشرع نہ ہو...... لوگوں کی کثرت سے محسوس ہوتا تھا کہ شاید عید کی نماز ہو......!

''اے اطمینان والی جان! لوٹ چل اپنے رب کے پاس اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی (اے نفس) میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا......''

سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ان کے جانے کا یقین ہی نہیں آرہا...... قرب قیامت کی یہی نشانی ہے کہ نیک لوگ ایک ایک کرکے رخصت ہوتے جارہے ہیں......

جو خیال تھے نہ قیاس تھے
وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے
جو محبتوں کی اساس تھے
وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے

ڈاکٹر صاحب ایک محبت کرنے والے اور دوسروں کا بہت خیال رکھنے والے شخص تھے...... ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے کے دوست نے خواب میں دیکھا کہ ان کے بیٹے اپنے دوست کے پاس جنازہ لائے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ان کا جنازہ پڑھا دیجیے دوست نے کہا:

''یہ آپ کے کون ہیں؟''

تو انہوں نے کہا: ''یہ میرے والد ہیں۔''

تو دوست نے کہا: ''یہ تو سو رہے ہیں اور زندہ ہیں اور زندوں کا جنازہ نہیں پڑھایا جاتا۔''

اُن کے بیٹے نے جواب دیا کہ نہیں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب زندوں کی طرح اٹھ کر بیٹھ گئے...... اس کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کی حسنات اور صدقاتِ جاریہ موت کے بعد بھی زندہ ہیں۔

ربیعہ بتاتی ہے کہ اس کے والد کے بہت قریبی دوست اس وقت پہنچ سکے جب ان کو قبر میں اتارا جا چکا تھا...... ان کے بے حد اصرار پر جب چہرہ کھولا گیا تو وہ مسکرا رہے تھے اور ان کے دندان شریف واضح تھے......

ولدتک امت یا ابن آدم باکیا
والناس حولک یضحکون سرورا
فاجھد لنفسک ان تکون اذا بکوا
فی یوم موتک ضاحکا مسرورا

''اے ابن آدم تیری ماں نے تجھے جنا تو تو رو رہا تھا اور تیرے اردگرد لوگ خوشی سے ہنس رہے تھے تو کوشش کر کہ جب تیری موت کے دن لوگ رو رہے ہوں تو تُو اس وقت مسرت سے ہنس رہا ہو......''

ڈاکٹر صاحب مرحوم جس طرح خود دین پر پابند رہے، اسی طرح اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کو بھی علم دین سکھا کر دین میں لگا کر اپنے لیے صدقۂ جاریہ بنا گئے......

ڈاکٹر صاحب کے گھر والوں کو میں یہی کہوں گی کہ زندگی کے مختلف رنگ و انداز ہیں، کبھی تو یہ بہت حسین لمحات پر مشتمل ہوتی ہے تو کبھی ایسے پل بھی ہوتے ہیں جو پہاڑ کی طرح دل و دماغ پر سوار ہو جاتے ہیں اور گزرنے میں ہی نہیں آتے۔ اسی طرح کبھی تو زندگی صبا اور نسیم کا خوشگوار جھونکا محسوس ہوتی ہے تو کبھی یوں لگتا ہے کہ انسان چلچلاتی دھوپ میں ہو اور دور دور کوئی چھاؤں نہ ہو...... بہرحال یہ سارے محسوسات زندگی کی حقیقت ہیں ان سے فرار ممکن نہیں ہے۔ مومن کے لیے تو یہ پیغام باعثِ نوید ہے۔

''الدنیا سجن المؤمن......''

اگر اس پیام پر غور کر لیا جائے تو ساری کلفتیں مشقتیں آسان معلوم ہوتی ہیں۔

بہت حزیں تھے عنادل بہار سے پہلے!

آخری قسط

رفعت سعدی

شادی کی تیسری صبح نازیہ ناشتے کے لیے عامر کا انتظار کر رہی تھی...... واش روم کا دروازہ کھلا...... عامر پہ نظر پڑتے ہی نازیہ سکتے میں آگئی۔

''یہ...... یہ آپ نے...... کیا کر دیا؟''

''کیا کیا ہے میں نے؟''

عامر اپنے تازہ شیو شدہ چہرے کو ہتھیلیوں سے تھپتھپاتا ہوا بے نیازی سے مسکرایا...... نازیہ صدمے کے مارے کچھ نہ بول سکی، عامر کے انداز نے ہی اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا...... اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

''کیا سوچ رہی ہو...... ناشتہ کرو!''

عامر نے اسے مخاطب کیا...... وہ اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے محظوظ ہو رہا تھا......

''مجھے بھوک نہیں ہے'' کہہ کر نازیہ کمرے سے باہر آگئی۔ دل و دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں...... وہ وسیع لان کے ایک کونے میں پڑے بینچ پر آبیٹھی...... آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے...... وہ اپنے دل کی کیفیت چھپانے پر قطعی قادر نہیں تھی...... یقیناً یہ ایک نئی آزمائش کی ابتداء ہے...... اس نے سوچا...... صبح کی ٹھنڈی ہوا سے پودے جھوم رہے تھے پھر وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوگئی......

''یا اللہ میں کمزور ہوں...... بے بس ہوں...... تو ہی میری مدد فرما......''

عامر ناشتہ کرنے کے بعد تیار ہو کر اسے تلاش کرتا ہوا وہیں آگیا......

''آج رات میرے فرینڈ عمیر کے گھر پارٹی ہے، محفل موسیقی کا پروگرام بھی ہے، بڑی مشہور گلوکار بلوائے ہیں اس نے...... تم دس بجے تیار رہنا......''

عامر یہ کہہ کر رکا نہیں...... چند منٹوں بعد اس کی گاڑی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی...... وہ اس کے سر پر ایک اور دھماکہ کر گیا تھا...... اس نے نازیہ کا جواب سننے کی زحمت نہیں کی...... اسے معلوم تھا کہ اس کا جواب کیا ہوگا...... نازیہ بھی سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے......

ہما یونیورسٹی سے واپس آئی تو نازیہ کا چہرہ دیکھ کر ٹھٹک گئی...... ''بھابھی آپ کو کیا ہوا؟''

نازیہ نے پہلے تو ٹالنے کی کوشش کی پھر ہمدردی پا کر بلک پڑی اور سب کچھ ہما کو بتا دیا...... ہما پریشان ہوگئی......

''بھابھی! عامر شروع سے ضدی ہے۔ پھر مما پاپا کے بے جا لاڈ پیار نے اسے بگاڑ دیا ہے......''

پھر ہما نے نکاح کے بعد ہونے والی گفتگو جو عامر نے ہما سے کی تھی نازیہ کو سنا دی......

''بھابھی آپ کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو اپنے آپ کو عامر کی مرضی کے مطابق ڈھال لیں...... یا پھر صبر کریں...... یاد رکھیں عامر آپ کے ساتھ جو سلوک بھی کرے...... مما پاپا اسے کچھ بھی نہیں کہیں گے......'' ہما نے اسے حقیقت بتائی......

''ہما! میں بے دینی والا راستہ کبھی نہیں اپناؤں گی...... میرا رب میری مدد کرے گا وہی مجھے صبر دے گا......'' نازیہ نے ایک عزم سے کہا......

''آپ کی مرضی!''

ہما نے کندھے اچکائے اور اپنے کمرے میں چلی گئی......

☆

اس شام نازیہ کے انکار پہ عامر نے صرف دھمکیوں سے کام لیا تھا...... لیکن پھر جلد ہی مار پیٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا...... ہر تیسرے چوتھے روز اسے کسی ناجائز محفل کے لیے مجبور کرتا...... یا پھر دوستوں کے سامنے بے پردہ آنے پر اصرار کرتا اور اس کے انکار پہ مارنا شروع کر دیتا...... وہ کسی سے شکایت نہیں کر سکتی تھی...... والدین دین سے دور اور یوں بھی غریب تھے جو عامر کے مقابلے میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے...... پاپا بزنس کے سلسلے میں اکثر باہر ہوتے...... مما سے کوئی امید رکھنا فضول تھا وہ یوں بھی گھر میں کم ہی ملتیں...... ایک ہما اس کی ہمدرد تھی لیکن عملاً اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی...... مما کو عامر کے سلوک کا علم تھا لیکن انہیں نازیہ سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی...... ایک دن اسے پٹتے دیکھ کر بولیں بھی تو یہ کہ ''یہ کیا جاہل مردوں کی طرح مارتے رہتے ہو یہ ہمارے اسٹیٹس کے خلاف ہے، نہیں پسند تو کاغذ پکڑا دو تمہارے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں''

ان الفاظ نے زخموں پہ نمک کا کام کیا تھا...... وہ ہر رات کے آخری پہر اپنے رب کے آگے سارے دکھ عرض کرتی...... اور اس کے دل کو سکون مل جاتا تھا۔

☆

''آج تم نے ضرور چلنا ہے...... میں دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں مانتیں!''

عامر اپنے کمرے میں کھڑا گرج رہا تھا۔ اس نے رات اسے کہہ دیا تھا کہ اپنے دوست ذیشان کی شادی میں وہ اسے لے کر جائے گا...... وہ گیارہ بجے تک تیار رہے...... لیکن وہ دس بجے گھر آیا تو نازیہ نے کوئی تیاری نہیں کی تھی کیوں ذیشان کی شادی میں وہ تمام خرافات موجود تھیں جو آج کل فیشن بن چکی ہیں...... دوسرے عامر اسے بے پردہ لے جانا چاہتا تھا...... نازیہ کے انکار پر وہ بھڑک اٹھا تھا......

''تم سمجھتی کیا ہو اپنے آپ کو؟...... دو ٹکے کی عورت!''

عامر نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا......

''میرے باپ سے وزیر مشیر تک ڈرتے ہیں...... اس باپ سے میں ہر بات منوا لیتا ہوں...... تم کیا چیز ہو؟''

عامر نے اسے زوردار جھٹکے کے ساتھ زمین پر پٹخ دیا......

''کس چیز کا غرور ہے تمہیں؟ باپ تمہارا خرچ تک نہیں اٹھا سکتا...... مجھ سے ضد بازی کر کے تمہیں کچھ نہیں ملے گا...... تمہارا ہے کون؟''

غصے سے عامر کی آواز پھٹ رہی تھی، آنکھیں انگارہ بن گئیں...... نازیہ اچانک اٹھ کر اس کے مقابل کھڑی ہو گئی......

''سچ کہہ رہے ہیں آپ مسٹر عامر! آپ واقعی بہت طاقت ور ہیں اور میں بے حیثیت سی لڑکی ہوں...... مجھے آپ سے ڈرنا چاہیے...... لیکن میں ایک ذات سے ڈرتی ہوں جو آپ سے کہیں زیادہ طاقت ور ہے...... آپ زیادہ سے زیادہ مجھے جان سے مار دیں گے...... لیکن اگر آپ کی بات مان کر بے دینی کے راستے پہ چل پڑوں تو اس عظیم ذات کے غصے اور قہر سے مجھے آپ نہیں بچا سکیں گے اور سچ کہا آپ نے کہ میرا باپ غریب آدمی ہے...... آپ کے والد تو قیامت کے دن بے تحاشا دولت دے کر آپ کے لیے نیکیاں خرید لیں شاید! لیکن میرے باپ کی یہ ہمت نہیں...... اس لیے اس لیے مجھے اپنی نجات کے لیے خود کوشش کرنی ہے...... رہی بات کہ میرا کون ہے تو میں بتا دوں کہ میرے ساتھ میرے خدا کی مدد ہے!......''

نازیہ کی آواز جذبات کی شدت سے لرز رہی تھی اور جسم کانپ رہا تھا...... عامر اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا...... نازیہ اس کے سامنے پہلی بار اس طرح بولی تھی اور اسے آئینہ دکھایا

خطاطی اور کتابت و انشاء

مولانا محمد اسحاق ملتانی

عہد گزشتہ کی خواتین میں بہت سی کاتبات ومنشیات بھی ہیں جنھوں نے فن انشاء اور حسن کتابت وخطاطی میں نام پیدا کیا ہے اور امراء وسلاطین نے سرکاری مراسلات ومکاتبات میں ان سے کام لیا ہے۔

ام الفضل فاطمہ بنت حسن بن علی الاقرع بغدادیہ کاتبہ، بنت الاقرع کی کنیت سے مشہور ہیں۔ فن خطاطی وخوش نویسی میں استاذ زمانہ تھیں۔ مشہور خطاط ابن البواب کے خط کی پوری نقل کرتی تھیں۔ اور اہل علم ان سے خطاطی سیکھتے تھے۔ امام ذہبی نے لکھا ہے۔

الکتابة التی جود واعلیٰ خطها وکانت تنقل طریقة ابن البواب (العبر)

فاطمہ کاتبہ کے طرز خط پر لوگوں نے اپنے خط درست کیے۔ وہ ابن البواب کاتب کے خط کی نقل کرتی تھیں۔ امام ابن جوزی کا بیان ہے:

وکان خطها مستحسنا فی الغایة

''ان کا خط انتہائی درجہ پاکیزہ اور حسین تھا۔''

بنت الاقرع کو ان کے حسنِ خط کی وجہ سے وزیر ابونصر عبدالملک کندری نے بلاد جبل بلایا اور دیوان عزیزی اور عیسائی شاہ روم کے مابین صلح نامہ کی کتابت کرائی، یہ صلح نامہ صرف ایک ورق میں لکھا گیا تھا، جس پر بنت الاقرع کو ایک ہزار دینار دیے گئے تھے۔ (المنتظم)

تھا..... اس کی آنکھوں میں یقین کی ایسی حدت تھی جس سے عامر کے پتھر دل پہ بھی چوٹ پڑ گئی تھی..... وہ خاموشی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا اور نازیہ جو اس سے سخت ترین ردعمل کی توقع کر رہی تھی حیرت زدہ رہ گئی.....

وہ گھر میں نہیں رکا..... گاڑی لے کر باہر نکل گیا..... اس کا ذہن بے تحاشا خیالات کی زد میں تھا..... اس سے آج تک اس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کسی نے بات نہیں کی تھی..... وہ اکثر مڈل کلاس کے بابر جیسے خوشامدی دوستوں میں گھرا رہتا..... ماں باپ ویسے بھی مطیع تھے..... باقی لوگ بھی اس کی اکھڑ طبیعت کی وجہ سے اس کے منہ لگنے سے کتراتے تھے..... آج نازیہ کے ایمان کی جرأت سے بھرپور الفاظ نے کچھ ایسا اثر کیا تھا کہ اس کے چہار جانب ندامت کے سمندر وجود میں آ گئے تھے اور وہ ان میں ڈوب کر ابھر رہا تھا.....

''واقعی میں بہت بے وقوف ہوں..... ایک وقت ایسا بھی تو آئے گا جب دولت کے بجائے کسی اور چیز کی ضرورت ہوگی..... جس سے میں بالکل تہی دامن ہوں.....''

''میں جس ذات سے ڈرتی ہوں وہ آپ سے زیادہ طاقت ور ہے'' اسے نازیہ کی باتیں یاد آ رہی تھیں..... ''میں کتنا بھی راستہ بدل لوں حقیقت میں ہم ایک منزل کے مسافر ہیں..... اس عظیم ذات کے پاس تو مجھے بھی جانا ہے.....''

نازیہ کی دعائیں رنگ لا رہی تھیں..... تسخیر کا دعویٰ کرنے والا خود مسخر ہو چکا تھا..... ''کتنی عظیم ہے نازیہ، اتنا ظلم برداشت کر کے بھی خاموش رہی.....'' وہ اسے پہلی بار سراہا رہا تھا.....

''میں کیوں بدلوں گا، اسے میری خاطر بدلنا ہوگا۔'' اسے نازیہ کے بارے میں ہما سے کہی ہوئی اپنی بات یاد آئی.....

''وہ نہیں بدلی، وہ سیدھے راستے پہ تھی..... مجھے ہی بدلنا ہوگا.....''

سڑکوں پہ بے مقصد گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ مسلسل سوچ رہا تھا.....

''ایک غریب کی بیٹی پہ اپنی مرضی مسلط کر کے تم سکندر اعظم نہیں بن جاؤ گے''..... ہما کی بات یادداشت کی سکرین پہ ابھری..... غریب کی بیٹی سیٹھ افضل خان کے بیٹے سے جیت گئی..... اس کا دل مکمل طور پر اعتراف شکست کر رہا تھا..... وہ شام کو گھر لوٹا تو پہلے عامر نہیں رہا تھا.....

اس نے آتے ہی نازیہ سے گزشتہ رویے پہ معذرت کی جسے نازیہ نے اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی قبول کر لیا..... اس نے آئندہ زندگی دین کے اصولوں کے مطابق گزارنے کا عزم کیا تو نازیہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چوم لیے..... رات کے آخری پہر نازیہ کی آنکھ کھلی تو وہ اس سے پہلے مصلے پر موجود تھا..... وہ بے اختیار الحمدللہ پکار اٹھی.....

اگلی صبح نہایت خوش گوار تھی..... بھائی کو دیکھ کر ہما نے بھی سچا راستہ اپنانے کا اعلان کر دیا..... نازیہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا..... اسے یوں لگ رہا تھا جیسے چہار جانب پھول کھل اٹھے ہوں..... اس کے دکھوں اور غموں کا طوفان اچانک تھم گیا تھا..... اور اب بہاریں مسکرا رہی تھیں..... وہ اپنے رب کے سامنے سربسجود ہونے چل دی..... آخر یہ سب اسی کا ہی تو کرم تھا.....!!

1987ء سے خدمت میں مصروف

پھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر
K.F.C
فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔
فون: 62/4582803-4518061(061) موبائل: 8566188(0300)

لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر
عامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور
فون: 19-7115015(042) موبائل: 8566188(0300)

اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری
مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1
فون: 2854595-2255880(051) موبائل: 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

1

خواتین صحت مند کیسے رہیں

اگر آپ خود کو صحت مند اور تندرست رکھنا چاہتی ہیں تو اپنی صحت کی فکر کیجیے اور خود کو صحت مند رکھنے کے لیے ابھی سے لائحہ عمل ترتیب دیجیے۔

حیاتین و معدنیات سے مبرا غذائیں کھانے سے ہم خطرناک بیماریوں کو دعوت دیتے ہیں، لہٰذا اگر آپ کی غذا متوازن نہیں ہے تو اس پر نظر ثانی کیجیے۔ جسم کا وزن صحیح رکھنے کے لیے ہمیں ان حراروں، چکنائی اور پروٹین کے درمیان توازن کی ضرورت ہوتی ہے جو ہم کھاتے ہیں اور جو ہم خرچ کرتے یا جلاتے ہیں۔ بہت سی غذائیں ایسی ہیں جن میں حرارے تو زیادہ ہوتے ہیں، لیکن حیاتین، معدنیات، پروٹین اور ریشہ زیادہ نہیں ہوتا کہ جو اچھی صحت اور وزن کے لیے ضروری ہیں۔ ایسی غذائیں مضر صحت ہوتی ہیں۔

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ آپ کی غذا متوازن اور صحت بخش ہے، پہلا قدم یہ ہوگا کہ دن میں کم از کم دو بار پھلوں اور سبزیوں کی مناسب مقدار کھائیں۔ اس کے علاوہ زیادہ روغنی کھانوں، سوڈے والے مشروبات، شکر، نمک اور خصوصاً بازار کے تیار شدہ کھانوں سے بچیں۔ اچھا تازہ گوشت صحت کے لیے نقصان دہ نہیں لیکن ہر چیز کا زیادہ استعمال بھی مناسب نہیں ہوتا۔ اس لیے گوشت ہفتہ میں دو بار کھائیے اور کوشش کیجیے کہ سرخ گوشت کا کم استعمال ہو اور اس کے مقابلے میں مرغی اور مچھلی کا گوشت زیادہ استعمال کریں۔ سرخ گوشت میں بھینس کے مقابلے میں گائے اور بکری کا گوشت بہتر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کے لیے ضروری ہے کہ روزانہ بغیر ملائی کے دودھ یا دہی ضرور اپنے کھانے میں شامل رکھیں۔

اب ہم چند ایسے امراض کے بارے میں لکھتے ہیں جن میں خواتین عام طور پر مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یہ امراض اکثر متوازن غذا اور پرہیز سے بھی کنٹرول کیے جا سکتے ہیں۔

ذیابیطس:

دل اور گردوں کے امراض اور فالج کی ایک وجہ ذیابیطس بھی ہے۔ اگر یہ مرض خاندانی ہو یا دوران حمل خون میں شکر بڑھ گئی ہو یا وزن زیادہ ہو یا پھر زیادہ وزن کے بچے کو جنم دیا ہو تو ذیابیطس کا خطرہ اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ کم لوگوں کو بروقت یہ علم ہو پاتا ہے کہ انہیں ذیابیطس ہے، اکثر کافی عرصہ تک اس سے بے خبر رہتے ہیں۔ عام طور پر ابتدا میں ذیابیطس کی علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ اگر آپ زیادہ کام کیے بغیر بار بار تھکن محسوس کرنے لگیں، بینائی میں دھندلا پن ہو، مسلسل پیاس لگے اور بار بار پیشاب آئے، کھجلی ہو، وزن تیزی سے کم ہونے لگے، ٹانگوں اور انگلیوں میں سنسناہٹ ہو یا وہ سن ہو جائیں یا پھر ورم مثانہ جیسا انفیکشن ہو تو فوراً معالج سے مشورہ کیجیے، کیوں کہ یہ علامات ذیابیطس کی بھی ہو سکتی ہیں۔ وہ ذیابیطس جس میں انسولین پر انحصار نہیں کرنا پڑتا عموماً بڑی عمر میں ہوتی ہے اور اکثر غذا میں احتیاط سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

سن یاس:

یہ بات لازمی نہیں ہے کہ عورت کو بڑی عمر میں ہی سن یاس (مینو پاز) سے واسطہ پڑے۔ 100 میں سے ایک عورت ایسی بھی ہوتی ہے جسے چالیس سال سے کم عمر میں ہی قبل از وقت سن یاس سے واسطہ پڑ جاتا ہے۔

عورتیں عموماً 45 سے 55 سال کی درمیانی عمر میں سن یاس کو پہنچتی ہیں تاہم کبھی کبھار عورتوں کو بیس سے تیس سال کی درمیانی عمر میں ہی سن یاس آن لیتا ہے۔ عام طور سے اس کی وجہ کوئی بیماری ہوتی ہے مثلاً گردے کی خرابی یا غدۂ درقیہ کا بگاڑ۔ اس کا سبب وہ آپریشن بھی ہو سکتا ہے جس میں دونوں بیضہ دانیاں نکال دی گئی ہوں۔ اکثر تمباکو نوشی کے باعث بھی سن یاس کچھ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔

جب زنانہ ہارمون ایسٹروجین کی کمی ہونے لگتی ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ سن یاس آنے والا ہے۔ یہ کیفیت چند ماہ سے چند سال تک رہ سکتی ہے اور اسے یاس سے قبل کا زمانہ (PERI. MENOPAUSE) کہہ سکتے ہیں۔ اس کی خاص علامات یہ ہیں کہ رات کو پسینہ آتا ہے، اندام نہانی میں خشکی ہو جاتی ہے، چہرے پر تمتماہٹ آتی جاتی ہے اور ماہواری میں بے قاعدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد بیضہ دانیوں میں بیضوں کی فراہمی کم ہوتی جاتی ہے اور سن یاس شروع ہو جاتا ہے۔

سن یاس کے بعد بوسیدگی استخواں (آسٹیو پوروسس) کی بیماری اور اکلیلی مرض قلب (کورونری ہارٹ ڈیزیز) کا امکان بڑھ جاتا ہے لہٰذا فشار خون اور ہڈیوں کا معاینہ کراتے رہنا چاہیے۔ مابدل ہارمونی علاج یا ہارمون کی تبدیلی کا معالجہ (HRT) کسی حد تک ان دونوں بیماریوں سے محفوظ رہنے میں مدد دیتا ہے، لیکن بعض خواتین کو اس معالجے کے باعث ذیلی اثرات کا سامنا ہوتا ہے لہٰذا معالج سے مشورہ ضروری ہے۔ غذا، ورزش اور مقوی ادویہ سے بھی ان خواتین کو فائدہ پہنچتا ہے۔

بوسیدگی استخواں:

اس مرض میں ہڈیاں کمزور ہو کر ان کے ٹوٹنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ بیماری معمر خواتین کو ہی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ بیس سے تیس سال کی خواتین کو بھی اس سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ ان خواتین کے لیے بوسیدگی استخواں (آسٹیو پوروسس) کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے جو مسلسل ضرورت سے زیادہ ورزش کرتی ہوں یا جن کا وزن معمول سے کم ہو اور جسم میں چکنائی بھی کم ہو یا جنہیں چھ ماہ یا اس سے بھی زیادہ عرصے تک ماہواری نہ آئی ہو۔ دوسرے عوامل جو اس بیماری کا سبب بن سکتے ہیں، یہ ہیں:

حنا گل

کیفین کا زیادہ استعمال، قبل از وقت سن یاس، رحم براری اور زیادہ عرصے تک جسمانی سرگرمی کا فقدان، یہ تمام عوامل ایسے ہیں جو ہڈی بنانے والے خلیوں کی صحیح کارکردگی میں مانع ہوتے ہیں۔

بوسیدگی استخواں ایک ایسی شدید تکلیف دہ حالت ہے جو ہڈیوں کو بے حد نازک اور کمزور بنا دیتی ہے۔ اس قدر نازک کہ ذرا پیر پھسلا یا دھچکا لگا اور ہڈی ٹوٹی......

ہڈیوں کی دبازت میں کمی، عورتوں کے جسم میں ایسٹروجین ہارمون میں کمی کے باعث ہوتی ہے۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں ہر آٹھ عورتوں میں سے ایک بوسیدگی استخواں کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

عموماً ابتدا میں اس بیماری کا علم ہی نہیں ہو پاتا۔ پتا اس وقت چلتا ہے جب کوئی خاتون ہڈی تڑوا بیٹھتی ہیں۔ البتہ کبھی کبھی اس بیماری کی علامت یہ ہوتی ہے کہ قد ذرا کم ہو جاتا ہے۔ اگر خواتین یہ نہیں چاہتیں کہ یہ نوبت آئے تو پھر انہیں ابتدا سے ہی یہ غور کر لینا چاہیے کہ ان کے لیے کون کون سی باتیں اس بیماری کا باعث بن سکتی ہیں اور انہیں اس سلسلے میں کیا احتیاطی تدابیر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس معاملے میں معالجہ سے مشورہ کریں۔ وہ آپ کو ہڈیوں کی دبازت کے معاینے اور ہارمون کی تبدیلی کے معالجے (ایچ آر ٹی) سے متعلق رائے دے سکتی ہے۔ کیلشیم والی غذاؤں کا زیادہ استعمال رکھیں۔ (جاری ہے)

غلطی کس کی ہے؟

قرۃ العین۔ چنی گوٹھ

''السلام علیکم سارہ!''

''وعلیکم السلام گل! کیسی ہو تم؟''

''میں تو ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسی ہو؟ آج چپ چپ نظر رہی ہو خیریت تو ہے سب گھر والے ٹھیک ہیں؟''

''ہاں گل تم پریشان نہ ہو سب گھر والے خیریت سے ہیں بس ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔''

''ابو کو کیا ہوا؟''

''بس گل دو دن سے ابو کے سر میں درد ہے کل شام اچانک تیز بخار آ گیا۔ ابو کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی اس وجہ سے رات نیند نہ آسکی۔ دعا کرو اللہ میاں میرے ابو جی کو جلد ٹھیک کر دیں۔''

یہ کہہ کر سارہ رونے لگی۔

''پلیز سارہ خاموش ہو جاؤ تمہارے ابو ٹھیک ہو جائیں گے، آؤ کلاس میں چلتے ہیں۔''

سارہ میری بہت ہی گہری دوست تھی۔ ہم ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے۔ وہ مجھے ہر بات بتاتی تھی۔ کوئی بات اس کی میرے سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔ ہم دونوں کو جو دیکھتا یہ کہتا کہ شاید دونوں بہنیں ہیں، ان دونوں کی عادتیں ایک جیسی ہیں، ایک ہی جتنا قد، ایک ہی جیسے بولنا اور بہت سی عادات وغیرہ۔

سارہ کو آگے ریگولر پڑھنے کا بہت شوق تھا، اس کے ابو اس بات پر راضی نہ تھے جبکہ مجھے آگے ریگولر پڑھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ سارہ نے ایک دن آ کر بتایا کہ اس کے ابو نے اسے اجازت دے دی ہے۔ سارہ بہت خوش تھی۔ دوسرے دن جب وہ اسکول آئی تو اس کے اترے ہوئے چہرے نے بتا دیا کہ کوئی خطرے والی بات ہے۔

میں نے پوچھا تو بتایا کہ میرے ابو میرے شرعی پردے کی وجہ سے مجھے ریگولر پڑھنے کی اجازت نہیں دے رہے جبکہ میں شرعی پردہ نہیں چھوڑنا چاہتی اس وجہ سے کل ابو نے ڈانٹا تھا۔

اس طرح دن گزرتے گئے اور سارہ بجھی بجھی سی رہنے لگی۔ اس طرح ہمارے امتحان نزدیک آ گئے۔ ایک دن سارہ نے آ کر بتایا کہ میرے بڑے بھائی کی شادی ہے۔ اس دن سارہ خوش نظر آ رہی تھی۔ میں بہت خوش تھی، چلو سارہ پہلے جیسی ہوتی جا رہی ہے۔ اس دن ہم نے بہت انجوائے کیا۔ ہلا گلا کیا۔ سارہ بہت خوش ہوئی لیکن

اس کے بعد سارہ دو تین دن اسکول نہ آئی تو میں بہت پریشان ہوئی لیکن دل میں یہ سوچ کر خاموش ہو گئی کہ وہ شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گی لیکن جب وہ اسکول نہ آئی تو میں اس کے گھر گئی کہ اس کو کیا ہوا ہے تو وہ مجھ سامنے نظر نہ آئی۔

میں نے اس کی امی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔

انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے کمرے میں ہے۔

میں اس کے کمرے میں گئی۔ اندھیرے میں لیٹی ہوئی سارہ مجھے کوئی خوفناک ڈھانچہ لگ رہی تھی۔ مجھ سے اس کی یہ حالت دیکھی نہ گئی، پوچھا: سارہ بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے۔

لیکن سارہ تھی کہ بولنے کو تیار نہیں۔ میں نے کہا:

''پلیز سارہ مجھے بتاؤ، کچھ تو بولو، سارہ تمہاری یہ حالت دیکھ کر رونا آ رہا ہے۔ تمہارے ساتھ یہ سب کس نے کیا میں اس کو چھوڑوں گی نہیں۔''

''نہیں نہیں، ایسا مت کہو، ایسا مت کہو، مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ یہ میری قسمت میں تھا، جو ہونا تھا وہ ہو گیا''

''کیا ہوا، مجھے سچ سچ بتاؤ!''

''گل! اصل بات یہ ہے کہ ہم سب بہن بھائی مذاق کر رہے تھے یعنی جس دن سے میں اسکول نہیں آئی اس دن سے، اس دن نا جانے ابو کو کیا ہو گیا۔ ابو نے مجھے ڈانٹا۔ وہ الفاظ کہے جو میں نے کبھی ابو کے منہ سے نہ سنے تھے۔ میرے کان یقین نہیں کر رہے تھے کہ یہ وہ ابو ہیں جو مجھے اتنا پیار کرتے تھے انہوں نے میرا نام کتنی مشکلوں سے رکھا تھا حالاں کہ میں اتنی بہنوں اور بھائیوں کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن میرے ہر نام پر کوئی نہ کوئی بہانہ بنا دیا یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ نام ٹھیک نہیں، اس کے معنی اچھے نہیں، یہ بہت مشکل ہے وغیرہ، قدم قدم پر مجھے اتنا پیار دیا، سب بہنوں میں سے زیادہ مجھے چاہا، میری ہر خواہش کو پورا کیا، بے شک خواہش جائز ہو یا ناجائز۔ اب میں یہ کیسے مان سکتی ہوں کہ ابو یہ کہہ سکتے ہیں۔ خدانخواستہ میں نے ایسا کیا کیا جو ابو نے مجھے یہ کہا...... شکل مومناں دی کرتوت کافراں دے......(صورت مومنوں والی کام کافروں جیسے)

پھر وہ سسکیاں لے لے کر کہنے لگی:

''ابو! پلیز مجھے بتائیں میں نے کیا کیا! میری کیا غلطی تھی! یہ کہ میں نے پردہ کیا؟ بات بات پہ مجھے کیوں سناتے ہیں؟ ابو آپ کیا کہتے ہیں میں شرعی پردہ چھوڑ دوں؟ ہرگز نہیں! ابو میرا ایمان اتنا کمزور نہیں جو میں یہ سب کر لوں، ابو آپ کو اپنی بیٹیوں پر یقین نہیں، جو کام آپ کی بیٹیوں نے کیا وہ بہت اچھا ہے۔ پھر آپ سب آئے گئے لوگوں کو یہ کیوں کہتے ہیں کہ میری بیٹیاں میرا کہنا نہیں مانتیں؟ ابو ہم آپ کا ہر کہنا مانتی ہیں لیکن یہ بات نہیں مان سکتیں۔ ابو مانا کہ ہم نے آپ کی نافرمانی کی ہے۔ ہاں! ابو ہم آپ کی نافرمانی کر سکتی ہیں لیکن اپنے خدا کی نہیں۔ ہم خدا کو ناراض نہیں کر سکتے۔ اگر خدا ناراض ہو تو ہمارا اس دنیا میں رہنا کس لیے؟۔ ابو آپ کہتے ہیں کہ ہم خالو سے پردہ نہ کریں، یہ پردہ نہیں ہوتا۔ ابو یہ سب کچھ قرآن پاک میں ہے۔ ابو مجھے افسوس ہے کہ آپ نے مجھے پردے کی وجہ سے نہیں پڑھنے دیا۔ کیوں اس بات کی وجہ سے نہیں پڑھنے دیا۔ مجھے ویسے کہہ دیتے کہ تم نے آگے کالج میں نہیں پڑھنا۔ آپ نے سمجھا کہ میں اس کالج کی خاطر یہ پردہ چھوڑ دوں گی لیکن نہیں۔ میں نے کالج نہیں پڑھنا۔ مجھے اس پردے میں رہنا ہے۔ ابو پلیز مجھے معاف کر دیں۔ ابو میں یہ دنیا کے دکھ سہہ لوں گی لیکن آخرت کا میرے لیے سہنا مشکل ہے۔ ابو اگر آپ ساتھ دیں تو آخرت کے دن ان شاء اللہ ہمارے پردے کی وجہ سے آپ کا سر اونچا ہو گا۔

ابو میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں لیکن خدا کا حکم نہیں ٹال سکتی۔ ویسے میں آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کروں گی......

پھر وہ کچھ رکی اور کہنے لگی:

''گل! تم بتاؤ کیا میں نے یہ سب غلط کیا۔ میں نے تو خدا کا حکم مانا ہے پھر مجھے ابو نفرت کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہیں۔ مجھ سے پہلے جیسا پیار کیوں نہیں کرتے۔ گل! میں ابو کا سارا کام کرتی ہوں لیکن مجھے وہ مزا کیوں نہیں آتا جو پہلے کام کرتے ہوئے آتا تھا۔ مجھے وہ ابو چاہییں جو پہلے میرے تھے، دنیا کے سب سے پیارے ابو۔ جو مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔''

یہ الفاظ کہہ کر سارہ رونے لگی! میں سوچ رہی تھی:

''آخر سارہ کی غلطی کیا ہے جو یہ اس کے ساتھ ہوا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس نے کون سا بڑا جرم کیا تھا جو اس کے ابو اس سے پیار نہ کرتے۔ آخر اس میں غلطی کس کی......؟''

ایک چٹ پٹا خط

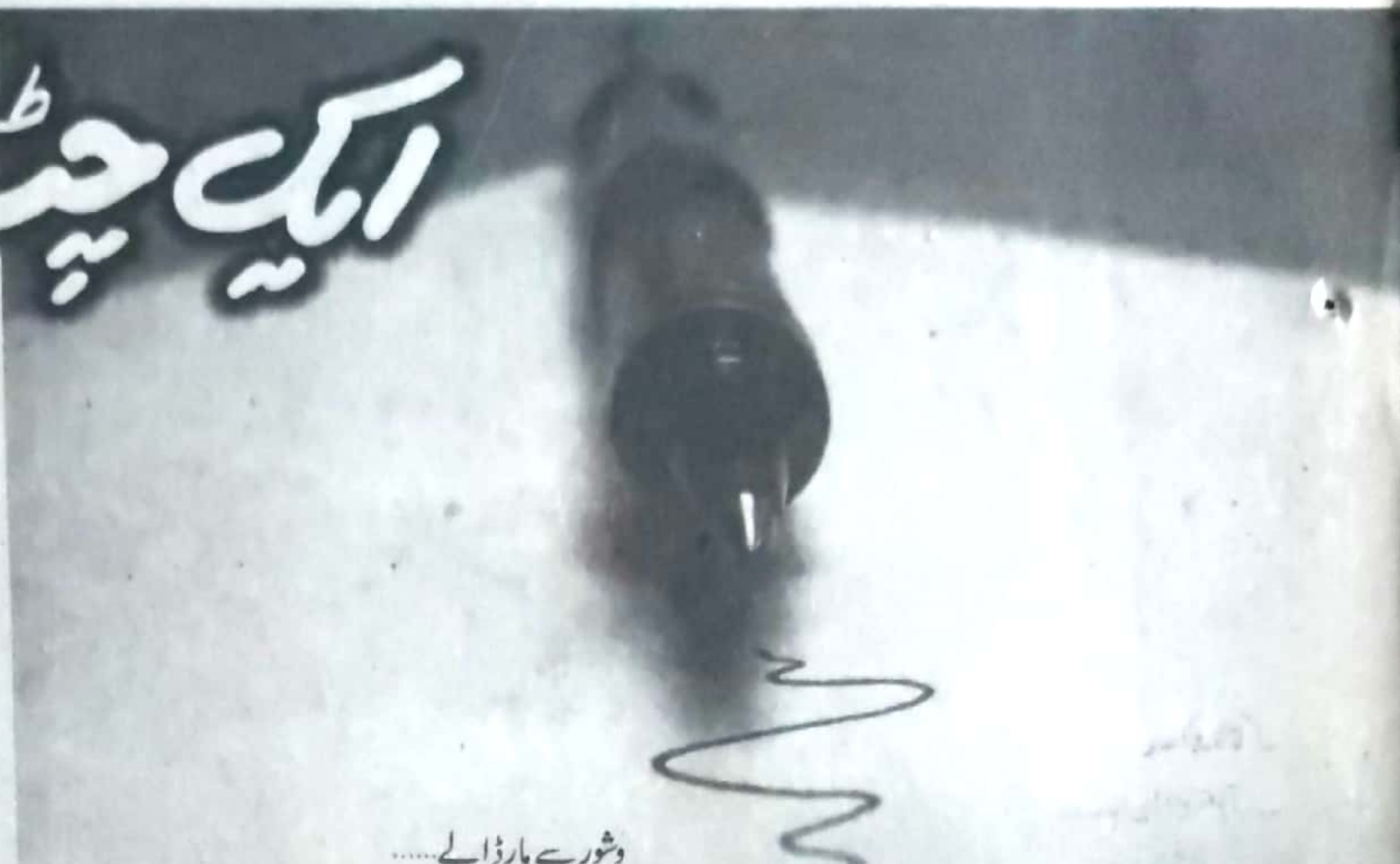

آہ! کیا لکھیں، شاید آپ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمیں لکھنا نہیں آتا...... یا ہم بے زبان ہیں...... او جی! ہمارے منہ میں پورے تین انچ کی زبان اور ہاتھ مبارک میں چار انچ، ایک ڈیسی میٹر، ایک سینٹی میٹر اور تین ملی میٹر کا اتنا...... آ...... آ...... لمبا قلم ہے۔

چچا جان! شمارہ 376 میں ہماری شایع ہونے والی اکلوتی کہانی میں آپ نے جو تبدیلیاں کیں۔ ہم نے ان پر ''سب ٹھیک ہے'' کا فلک شگاف نعرہ مارتے ہوئے آپ کی اس تبدیلئ نگارش پر بسر و چشم رضا مندی کا ہمہ جہت ثبوت پیش فرمایا اور سرورق کے وسط میں انتہائی لاڈ سے لکھے گئے اپنی کہانی کے نام ''لاڈو'' کو دو چار سلیوٹ زور وشور سے مار ڈالے......

لیکن ہمیں سب تبدیلی اور اصلاح منظور ہے......

تاہم ہمارے اپنے نام میں کی گئی تبدیلی ابھی تک ہم سے ہضم نہیں ہو رہی۔ یہ نیا نام ہمارے حلق شریف سے نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا، حالاں کہ ہم صرف سیڑھیاں ہی نہیں بلکہ لفٹ بھی لگا کر دیکھ چکے ہیں...... امید نہ تھی کہ آپ اس قدر صفائی سے ہمارے گمنام سے نام میں سے ایک عدد گول بوٹی یعنی ''ی'' چرا لیں گے۔ اب اگر گوشت مہنگا ہو گیا ہے تو اس میں بھلا ہمارا کیا قصور؟......

ہماری ننھی جان پر پہلے ہی ستم کیا کم تھے کہ آپ نے اس کم بخت مہنگائی کا بدلہ بھی ہم سے ہی چکایا، یعنی ہمارے گول مٹول سے نام میں سے ایک عدد گول مٹول بوٹی یوں الگ کر لی جیسے ہم بین الاقوامی قصاب ہوں اور ملک بھر میں گوشت کی روز افزوں بڑھتی مہنگائی کے ذمہ دار ہم ہی ہوں۔

اجی! ہم تو بالکل سیدھے سادے سے رائٹر ہیں...... بالکل جلیبی کی طرح...... کوئی قصاب وصاب نہیں ہیں...... مدیرِ محترم! ہمارا یہ نام ''فروا فاروقی'' تو یوں بھی قلمی تھا، اصلی نہیں تھا مگر آپ نے تو اس کی دُم بیچ بیچ ہی قلم کر دی اور اسے ''فروا فاروقی'' سے ''فروا فاروق'' بنا دیا۔ وہ تو شکر کہ ہمارا یہ نام اصلی نہیں تھا ورنہ اس تبدیلی کی لاج رکھتے ہوئے ہمیں تو اپنا پیدائشی سرٹیفکیٹ ہی تبدیل کرنا پڑ جاتا۔

بہر حال...... اب ہم انتہائی عاجزی وانکساری سے آپ کی خدمت میں یہ درخواست گوش گزار فرماتے ہیں کہ آیندہ کے لیے ہمارے اس نئے نویلے نام کو ''فروا فاروقی'' ہی لکھا جائے آپ ہماری تحریروں میں سے چاہے جتنے مرضی الفاظ کھا کر اپنی بھوک مٹا ڈالیں مگر ہم اپنے اس چہیتے نام میں سے کسی گول چھوڑ، چوکور بوٹی کو بھی کاٹنے کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیں گے۔

اب ہمارا یہ روتا دھوتا خط شایع کر کے اپنی اس حرفی غلطی کی تلافی فرمائیں ورنہ ہم آپ کے اس ہفت روزہ میگزین میں اپنے اسی نام سے مستقل لکھتے ہوئے مستقل آپ کا سر کھانا شروع فرما دیں گے۔

والسلام

فروا فاروقی

بقیہ: پشاوری کڑاہی گوشت

پشاوری کڑھائی گوشت تیار ہے۔

افغانی کباب

اشیاء:

گائے کا قیمہ ایک کلو (باریک پسا ہوا)، ہری مرچ دس عدد (باریک کٹی ہوئی)، کُٹی ہوئی کالی مرچ ڈیڑھ چائے کا چمچ، پیاز درمیانی باریک کٹی ہوئی، ٹماٹر ایک کلو (ابال کر پیس لیں)، نمک حسب ذائقہ، کوکنگ آئل ایک پیالی۔

ترکیب:

سب سے پہلے قیمے میں کٹی ہوئی پیاز، آدھی ہری مرچ، کالی مرچ اور نمک ملا کر اچھی طرح گوندھ لیں۔ پھر چار حصے کر کے بڑے بڑے پیڑے بنا لیں۔ ایک بڑے اور پھیلے ہوئے فرائنگ پین میں ذرا سی چکنائی لگا کر ان پیڑوں کو اچھی طرح سے سینک لیں جب سک جائے تو نکال کر ٹھنڈا کر لیں پھر باریک قتلے کاٹ لیں ایک دیگچی میں تیل ہلکا سا گرم کر کے ابلے ہوئے ٹماٹر بقیہ ہری مرچ، کالی مرچ اور نمک ڈال کر اچھی طرح بھون کر اتار لیں۔ پھر جو قتلے کاٹ کر رکھے ہیں انہیں فرائنگ پین میں تل کر ٹماٹروں والی دیگچی میں پھیلا کر ڈال دیں اور ہلکی آنچ پر دم پر رکھ دیں۔ پھر سنت طریقے سے کھانے کے لیے پیش کریں۔

ادرک کی میٹھی چٹنی

اشیاء:

ادرک 30 گرام، ہری مرچ پانچ عدد، لہسن آٹھ جوئے، ثابت دھنیا ایک چمچ، سفید زیرہ ثابت آدھا چمچ، انار دانہ یا کچا آم ایک عدد، چینی حسب ذائقہ، سرکہ ایک چمچ، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب:

ادرک، نمک، لہسن، مرچ اور کچے آم کو باریک پیس لیں۔ اب اس میں چینی شامل کر کے اسے دوبارہ پیس لیں، آخر میں دھنیا اور زیرہ موٹا موٹا کوٹ کر شامل کر لیں اور اس میں سرکہ ڈال دیں۔

جامن کی چٹنی

اشیاء:

کالے جامن (اتنے ہوں جن سے ایک کلو رس نکل سکے)، چینی ایک کلو، سرکہ ایک کلو، سونٹھ ایک پاؤ، لیموں کا رس آدھا کلو، نمک آدھا پاؤ، سفید زیرہ ایک چھٹانک، کالی مرچ ایک چھٹانک اور سیاہ زیرہ ایک چھٹانک۔

ترکیب:

کالے جامنوں کو دبا کر رس نکالیں۔ اس میں لیموں کا رس، کالی مرچ، بھنا ہوا زیرہ اور باریک پسی ہوئی سونٹھ ڈال دیں۔ اب دوسرے برتن میں چینی اور سرکہ ملا کر دھیمی آنچ پر رکھیں اور آہستہ آہستہ پکنے دیں۔ جب ابال آجائے تو جامن کے رس اس میں شامل کر دیں اور پکنے دیں۔ جب گاڑھا ہو جائے تو چولہے سے اتار لیں اور بوتلوں میں بھر لیں اور وقتاً فوقتاً دھوپ دکھاتے رہیں۔

پشاوری کڑاہی گوشت

اشیاء: گوشت آدھا کلو، سرخ مرچ کٹی ہوئی ایک کھانے کا چمچ، لہسن 8 تا 10 جوے، نمک حسب پسند، ٹماٹر ڈیڑھ پاؤ، ادرک ایک انچ کا ٹکڑا، ہری مرچ 8 تا 10 عدد، تیل ایک کپ، ثابت دھنیا، دو کھانے کے چمچ، سوکھی میتھی دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: آدھی پیالی پانی میں کٹی لال مرچ، نمک اور لہسن کے جوے باریک کاٹ کر گھول لیں، یہاں تک کہ پیسٹ بن جائے۔ اب تیل گرم کرکے اس میں پیسٹ ڈال کر بھون لیں۔ جب خوب بھن جائے تو اس میں گوشت ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ آدھا گل جائے پھر ٹماٹر اور ادرک باریک کاٹ کر ڈال دیں۔ اب اس وقت تک پکائیں جب تک پانی خشک نہ ہو جائے۔ جب گوشت بھن جائے تو اس میں کٹی ہوئی ہری مرچ، میتھی اور دھنیا (ثابت دھنیا اور سوکھی میتھی بھون کر باریک پیس لیں) ڈال کر ڈھک دیں۔

(باقی صفحہ 15 پر)

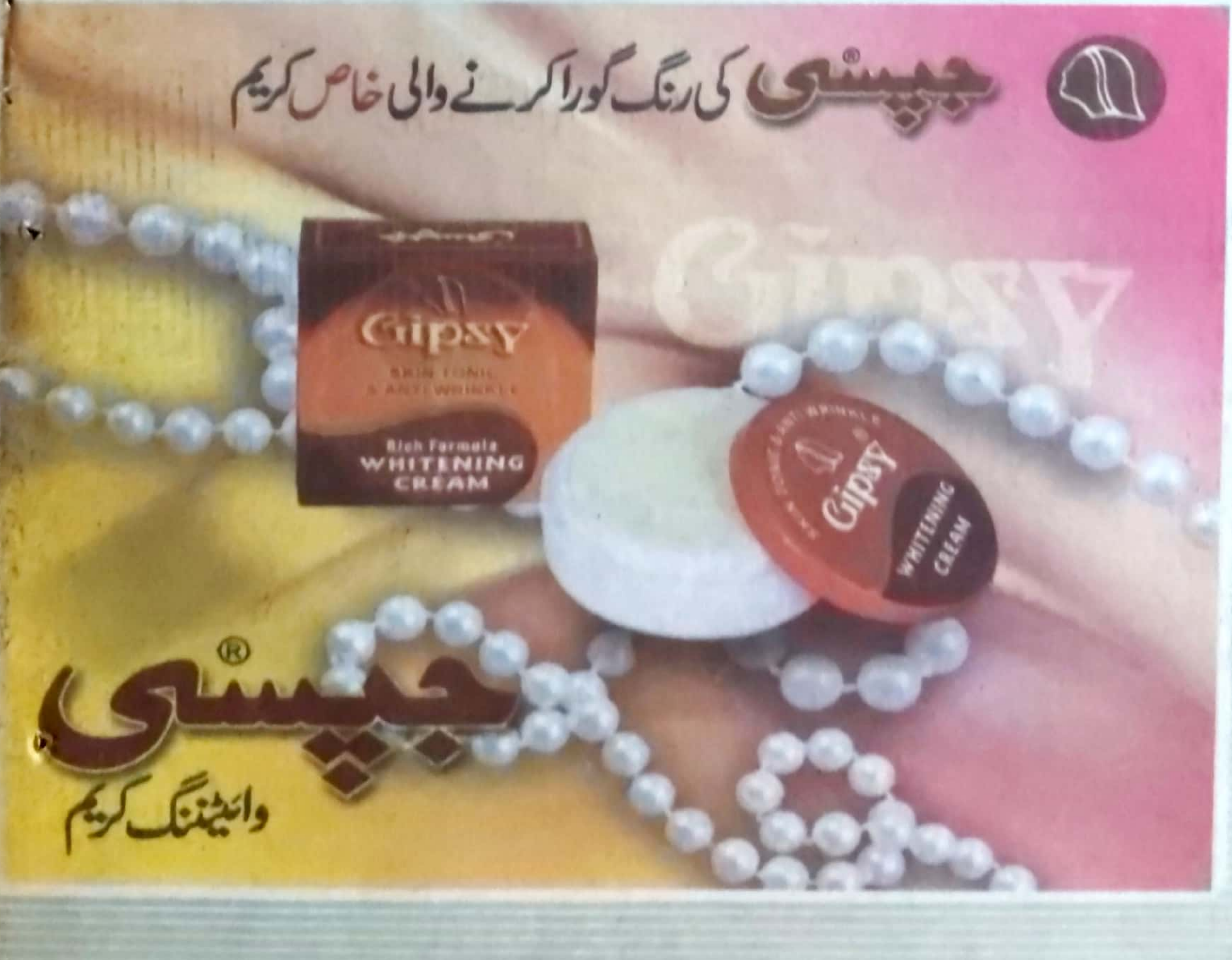

خواتین کا اسلام

386 بدھ 22 شعبان 1431ھ مطابق 4 اگست 2010ء

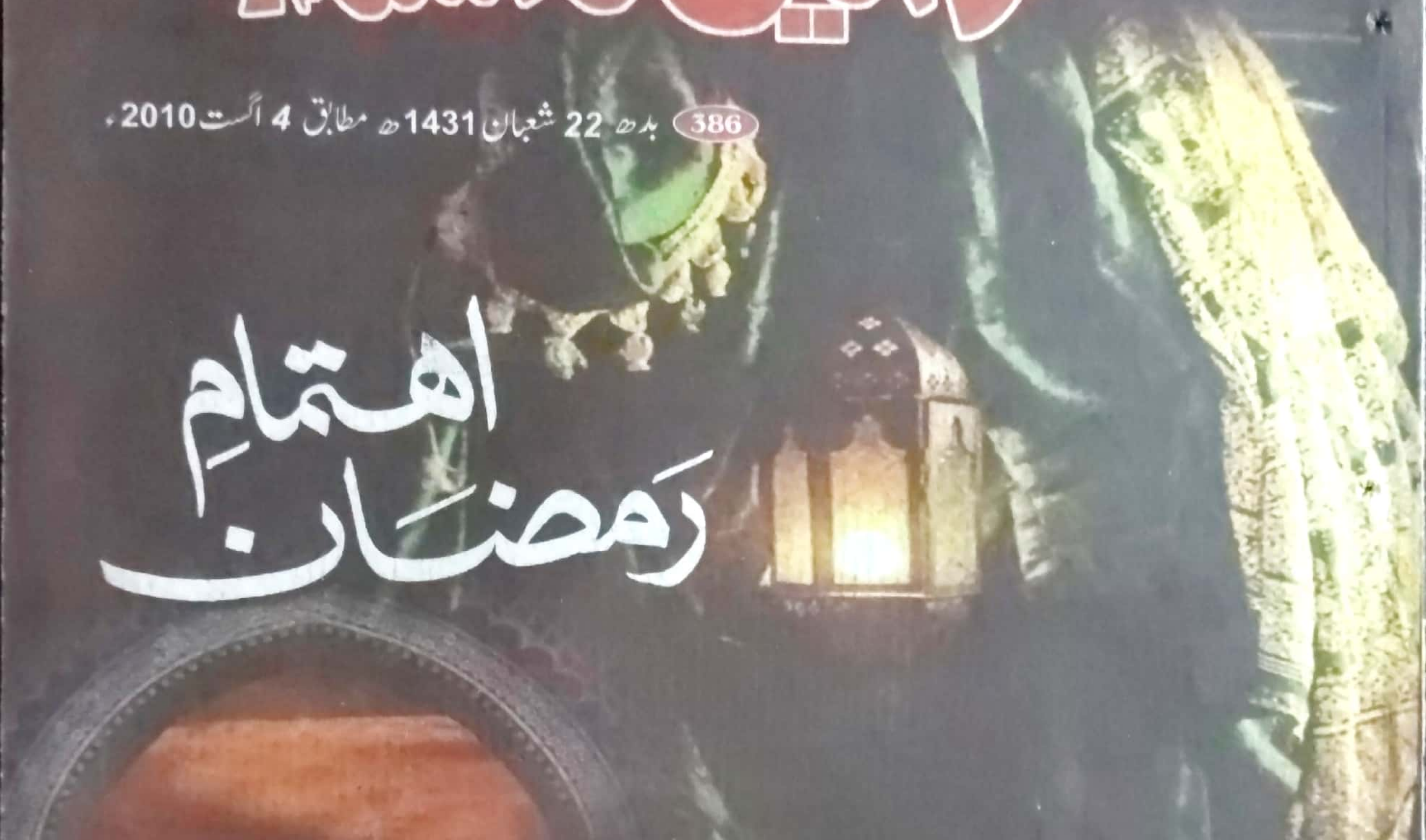

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS

New and Unique Jewellery Collection

S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

القرآن

نبیٔ اکرم جانوں سے زیادہ قریب

ایمان والوں کے لیے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، اوران کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اس کے باوجود اللہ کی کتاب کے مطابق پیٹ کے رشتہ دار دوسرے مومنوں اور مہاجرین کے مقابلے میں ایک دوسرے پر (میراث کے معاملے میں) زیادہ حق رکھتے ہیں، الا یہ کہ تم اپنے دوستوں (کے حق میں کوئی وصیت کر کے ان) کے ساتھ کوئی نیکی کرلو۔ یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ (الاحزاب:6)

تشریح: یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ اگرچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں، اور آپ کی ازواجِ مطہرات کو سب مسلمان اپنی ماں سمجھتے ہیں، لیکن اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کو میراث کے معاملے میں کسی مسلمان کے اپنے رشتہ داروں پر فوقیت حاصل نہیں ہوئی، چناں چہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی میراث اس کے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم ہوتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کی ازواجِ مطہرات کو اس میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا، حالاں کہ دینی اعتبار سے آپ اور آپ کی ازواجِ مطہرات دوسرے رشتہ داروں سے زیادہ حق رکھتی ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کو ان کے دینی رشتے کے باوجود میراث میں شریک نہیں کیا گیا تو منہ بولے بیٹے کو محض زبان سے بیٹا کہہ دینے کی بنا پر میراث میں کیسے شریک کیا جاسکتا ہے؟ البتہ اگر ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ ہو تو ان کے لیے اپنے ترکے کے تہائی حصے کی حد تک کوئی وصیت کی جاسکتی ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

الحدیث

اخلاقِ عالیہ

حضرت عائشہ اللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (یعنی نکاح ور خصتی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آجانے کے بعد بھی) گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، اور میرے ساتھ کھیلنے والی میری کچھ سہیلیاں تھیں (جو ساتھ کھیلنے کے لیے میرے پاس بھی آیا جاتا کرتی تھیں) تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو وہ (آپ کے اس احترام میں کھیل چھوڑ کے) گھر کے اندر جا چھپتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھجوا دیتے (یعنی خود فرما دیتے کہ وہ اسی طرح میرے ساتھ کھیلتی رہیں) چناں چہ وہ آ کے پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔ (صحیح بخاری ومسلم)

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحیح روایات کے مطابق نو سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آگئی تھیں اور اس وقت وہ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں اور انہیں اس سے دلچسپی تھی۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری حدیث میں خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنے متعلق یہ بیان ہے: وزفت الیہ وہی بنت تسع ولعبھا معھا۔ (یعنی جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں اور ان کے کھیلنے کی گڑیاں ان کے ساتھ تھیں) صحیحین کی زیرِ تشریح حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس کھیل اور تفریحی مشغلہ سے نہ صرف یہ کہ منع نہیں فرماتے تھے بلکہ اس بارے میں ان کی اس حد تک دلداری فرماتے تھے کہ جب آپ کے تشریف لانے پر ساتھ کھیلنے والی دوسری بچیاں کھیل چھوڑ کر بھاگتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو کھیل جاری رکھنے کے لیے فرما دیتے۔ ظاہر ہے کہ بیوی کی دلداری کی یہ انتہائی مثال ہے۔

(معارف الحدیث)

آثارِ صحابہ

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

کتاب الاستیعاب میں حافظ ابن عبدالبر نے یہ بیان کیا ہے اور اس کی تصحیح فرمائی ہے کہ معاویہ بن حیدہ قشیری نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''میں آپ کی خدمت میں اب تک نہیں آیا تھا، اس لیے کہ میں نے دونوں ہاتھوں کے پوروں سے بھی زیادہ مرتبہ آپ کے پاس نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی (اور دونوں ہاتھوں کو ملا کر اپنی قسم کی تعداد کی کثرت کی طرف اشارہ بھی کیا) اور اس امر کی بھی قسم کھا رکھی تھی کہ آپ کا دین نہ اختیار کروں گا، اب میں آپ کی خدمت میں ایسے کام (اسلام) کے لیے حاضر ہوا ہوں، جو میرے فہم سے بالاتر ہے مگر جس قدر کہ اللہ پاک نے میرے دل میں اتار دیا اور میں آپ سے اللہ کی ذاتِ عظیم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ فرمائیں کہ ہمارے پروردگار نے آپ کو ہم لوگوں کی طرف کیا پیغامات دے کر بھیجا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دینِ اسلام منوانے کے لیے بھیجا ہے۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''دین اسلام کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم کہو میں نے اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے اپنے آپ کو سپرد کر دیا اور اللہ کے ماسوا ہر ایک سے علیحدگی اختیار کی اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور مسلمان کی ہر چیز (جبراً) ہر مسلمان پر حرام ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور اسلام لانے کے بعد جس نے شرک کیا، اللہ اس کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ مشرکین کو بالکل نہ چھوڑ دے۔ مجھے ضرورت کیا تھی کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر تم لوگوں کو جہنم سے بچاؤں مگر بات یہ ہے کہ میرا رب مجھے بلائے گا اور بے شک وہ مجھ سے پوچھے گا کہ کیا میرا دین میرے بندوں تک تو نے پہنچا دیا تھا تو میں کہہ سکوں گا، اے میرے پروردگار! ہاں میں نے پہنچا دیا تھا۔ دھیان رکھو تم میں سے جو یہاں حاضر ہیں وہ غائبین تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں، دھیان سے سنو، بے شک تم لوگ اللہ کی پیشی کے لیے بلائے جاؤ گے اور اس طرح کہ تمہارے منہ پر پٹیاں بندھی ہوں گی، پھر سب سے پہلے جو چیز تمہارے اعمال سے خبر دے گی وہ ہر آدمی کی ران اور ہاتھ ہوں گے۔''

حضرت معاویہؓ نے کہا، میں نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول! یہی ہمارا دین ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں یہی تمہارا دین ہے اور جہاں کہیں بھی رہ کر تم یہ نیک کام کرو گے تمہارے لیے کفایت کرے گا۔'' ﴿حیاۃ الصحابہ﴾

وسعتِ رزق و برکت کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ.

''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لئے میرے گھر میں وسعت عطا فرما اور تو نے جو رزق مجھے عطا فرمایا اس میں میرے لئے برکت دے۔''

نوٹ: یہ دعا وضو کے دوران پڑھنا مسنون ہے۔

پیامِ سحر

تو کجا من کجا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سادگی مومن کا حسن ہے۔ سادگی ایمان کی علامت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سراسر سادگی اور بے تکلفی کا نمونہ تھی...... یہی رنگ ہم نے اپنے اکابر میں دیکھا ہے۔ گزشتہ دنوں حضرت شیخ القرآن قاری محمد یسین صاحب پانی پتی دامت برکاتہم (دارالعلوم کراچی نانک واڑہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت درس گاہ میں طلبہ کو پڑھا رہے تھے...... حضرت کی عمر اب 76 برس ہو چکی ہے اور اس درس گاہ میں 55 سال قرآن مجید کی خدمت میں منہمک ہیں مگر سادگی کا یہ عالم ہے کہ حضرت کے سامنے جو تپائی تھی، اس کا کتھئی رنگ کئی جگہ سے اتر چکا تھا اور مختلف رنگوں کے نمونے اس پر نمایاں ہو رہے تھے...... مگر حضرت کو اس کی بھلا کیا پروا تھی۔ وہ تو اپنے کام میں اس طرح منہمک تھے، جیسا کہ 25 برس پہلے اس وقت جبکہ میں ان کے سامنے ڈرتا اور جھجکتا ہوا بیٹھا کرتا تھا اور قرآن پاک کا سبق لیا کرتا تھا...... اس وقت بھی یہی تپائی تھی...... اس وقت اس کا رنگ سفید تھا...... دارالعلوم کراچی جیسے عظیم تعلیمی ادارے میں شعبہ قرآن مجید کے صدر مدرس کی درس گاہ کا فرنیچر اب بھی وہی ہے، جو 25 سال پہلے تھا۔

تب میں سوچ رہا تھا، حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم 55 سال سے حفظ قرآن مجید کے شعبے کو پال پوس کر ایک عظیم الشان ادارہ بنا چکے ہیں۔ اس درس گاہ سے حفاظ وقراء کے ان گنت قافلے سند فراغت لے چکے ہیں، ان سے حفظ قرآن کرنے والے خوش نصیب جن میں مہتممینِ مدارس، مفتیانِ کرام اور شیوخ الحدیث بھی شامل ہیں، پوری دنیا میں دینی کام کر رہے ہیں۔ مگر میر کارواں اب بھی اس کا طالب نہیں کہ اس کے رہوار کی زین تک تبدیل کر دی جائے کیوں کہ وہ اپنا پورا پورا اجر آخرت میں محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔

تب خیال آیا کہ یہ ہے ہمارے اکابر کا شیوہ۔ اور ایک ہم ہیں کہ سفر شروع کرنے سے پہلے ہی ہوائی ٹکٹ کی شرط لگا دیتے ہیں۔ کام کا آغاز بعد میں ہوتا ہے، ضروریات بلکہ سہولیات کی فہرست پہلے تیار کر لی جاتی ہے...... ہمارا مطالبہ ہوتا ہے کہ اللہ والے بعد میں بنیں گے، پہلے اللہ کی طرف سے فتوحات کے دروازے کھول دیے جائیں...... اس ذہنیت کے ساتھ ہم اپنے اکابر کی راہ پر چلنے کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں؟...... اور پھر وہ غیبی نصرت اور مدد ہمیں کیسے نصیب ہو سکتی ہے جو اکابر کے شب و روز ہر جگہ شامل حال نظر آتی ہے۔

والسلام میگزین ایڈیٹر

نعتِ رسولِ مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم

عبادت اتنی رسولِ انام کرتے ہیں
کہ خود فرشتے بھی جھک کر سلام کرتے ہیں
ہزار مرحلے طائف سے راہوں میں آئیں
وہ اپنی تیغ کو کب بے نیام کرتے ہیں
یہ بات اہلِ بصیرت پہ خوب روشن ہے
فرشتے کس کی گلی میں قیام کرتے ہیں
وہ ایک نورِ ہدایت جہاں کو دے کے گئے
وہ جس کا تذکرہ ہم صبح و شام کرتے ہیں
خدا سے عشق بھی کرتے ہیں وہ ہمہ اوقات
دل و نگاہ کو نذر اُس کے نام کرتے ہیں
عقیدتوں نے ہماری جسے تراشا ہے
وہ شوق آج ہم اُن کے ہی نام کرتے ہیں
خدا خود اُن کو بلاتا ہے عرش پر اپنے
فرشتے اُن کے لئے اہتمام کرتے ہیں
نہیں ہے صرف تبسم ہی مدح خواں اُن کی
کہ اُن کی مدح تو سب خاص و عام کرتے ہیں

ریحانہ تبسم فاضلی

چیف ایڈیٹر: مفتی فیصل احمد ایڈیٹر: مولانا محمد افضل میگزین ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل ریحان

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: khkislam@gmail.com

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِ تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

11

حقوق زوجین

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے:

خاوند کا حق ہے کہ اس کی موجودگی میں بیوی اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے کہ روزہ کے سبب خاوند کی خدمت واطاعت اور خواہش کی تکمیل میں خلل نہ آجائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نفلی روزہ کے لیے خاوند سے اجازت لے۔ خاوند کے لیے بھی مناسب نہیں کہ بلا وجہ بیوی کو عبادت سے روک دے۔ ہاں ضرورت کے تحت روک سکتا ہے بلکہ روزہ تڑوا بھی سکتا ہے (جس کی بعد میں قضا رکھنا ہوگی) چناں چہ حدیث میں ہے کہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر شکوہ کرنے لگیں کہ یارسول اللہ! میرے خاوند صفوان بن معطل (کا حال یہ ہے کہ) جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتے ہیں، جب نفلی روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ توڑوا دیتے ہیں۔ اور نمازِ فجر طلوع آفتاب کے وقت پڑھتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان باتوں کی حقیقت دریافت فرمائی تو وہ بولے: یارسول اللہ! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتے ہیں تو (اس کا سبب یہ ہے کہ) یہ دوسورتیں پڑھتی (اور نماز کو بہت طول دیتی) ہے حالاں کہ اس سے میں نے اس کو منع کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایک سورت ہوتی تب بھی تمام لوگوں کے لیے کافی ہو جاتی (تو دو دو سورتیں پڑھ کر نماز کو طول دینے کی کیا ضرورت؟)

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کا یہ کہنا کہ میرا روزہ توڑوا دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ یہ (نفلی) روزے شروع کر دیتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کرسکتا (دن میں خواہش پوری کرنے کے لیے روزہ توڑوا دیتا ہوں) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اور اس کا یہ کہنا کہ میں نماز طلوع آفتاب کے وقت پڑھتا ہوں تو اس کا سبب یہ ہے کہ ہم ایسے (محنت کش) گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کی یہ مجبوری سب کو معلوم ہے (کھیتی باڑی آب پاشی کے سبب رات گئے دیر سے سوتے ہیں طلوع آفتاب کے قریب آنکھ کھلتی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہاری آنکھ کھلے تو نماز پڑھ لو (ابوداؤد، احمد، حاکم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے موجود ہوتے اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر بھی کسی کو آنے کی اجازت نہ دے۔ (بخاری ومسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) دوسری جگہ ارشاد ہے: عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر رمضان کے سوا کسی ایک دن کا بھی روزہ نہ رکھے۔
(ابوداؤد وغیرہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی تصریح کی ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کے لیے نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے اور یہی حکم ہر اس روزے کا ہے جو اپنی ذات میں واجب نہیں لیکن عورت خود اپنے ذمہ واجب کرلے مثلاً منت کے روزے، قسم کے کفارہ کے روزے۔ اس قسم کے روزوں سے بھی خاوند کو روکنے کا حق ہے۔

خاوند کو تکلیف نہ پہنچائے:

کسی بھی پہلو سے خاوند کو تکلیف نہ پہنچائے، ایذا رسانی کی کئی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ خاوند کے گھریلو حالات، خفیہ عیوب یا ازدواجی راز ظاہر کیے جائیں۔ بالخصوص آخری بات یعنی خاوند کا پردہ فاش کرنا اور خلوت کی باتیں باہر نکالنا شریعت کی نگاہ میں سخت گناہ اور اخلاق وانسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے جو میاں بیوی میں اختلاف وانتشار کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہوگا جو بیوی سے ہم بستر ہو اور بیوی اس سے ہم بستر ہو پھر (صبح اٹھ کر لوگوں کے سامنے) بیوی کا راز فاش کرے۔" (مسلم وغیرہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

دوسری حدیث میں اس قسم کے جوڑے کو شیطان سے تشبیہ دی گئی چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ ایسے ہے جیسے شیطان مرد ایک شیطان عورت سے راستہ میں ملا اور سرعام لوگوں کے سامنے اس سے صحبت شروع کردی۔" (احمد عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا)

تکلیف پہنچانے کی ایک صورت یہ ہے کہ خاوند کی استطاعت وحیثیت سے بڑھ کر اس سے نفقہ کا مطالبہ کیا جائے۔ خاوند اگر نادار اور مفلس ہے تو گلہ شکوہ کرنے کی بجائے بیوی صبر وقناعت سے کام لے۔ نیک طینت اور مومنہ خاتون کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔ کتب حدیث میں اہل بیت نبوت کے گزر اوقات کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک ماہ اس طرح گزار دیتے کہ ہمارے ہاں آگ نہ جلتی، صرف کھجور اور پانی پر گزارہ رہتا۔ (ترمذی، احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں: آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک کبھی دو دن لگاتار جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی (چہ جائے کہ گیہوں کی روٹی کھاتے) بخاری ومسلم۔

امہات المومنین رضی اللہ عنہن ان صبر آزما حالات میں بھی کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو جس حال میں رکھیں اسی حال کو اپنے حق میں بہتر سمجھے۔ زیادہ حرص کرنے کی بجائے موجودہ نعمت پر قانع رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے ارض بما قسم اللہ لک تکن اغنی الناس (اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے نصیب میں رکھ دیا اس پر راضی ہو جاؤ تمام لوگوں میں تم سب سے بڑے امیر اور دولت مند ہو گے) ترمذی، احمد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (جاری ہے)

اعلان

رمضان المبارک میں فون کے اوقات

دس سے گیارہ بجے تک (دن)

فون: 068-5800129

دو سے تین بجے تک (دن)

فون: 0334-7282766

تنبیہ: یہ اوقات صرف شرعی مسائل کے لیے ہیں، لہٰذا اس دوران خوابوں کی تعبیر، عملیات، وظائف یا ذاتی مشورہ کے لیے فون نہ کیا جائے۔

اہتمامِ رمضان

رمضان المبارک ہمارے پاس سال میں ایک مرتبہ ایک مہمان کی طرح آتا ہے۔ اور ایک ماہ کا یہ مہمان ہم سے کچھ لینے کی بجائے ہمیں بے شمار اجر و ثواب سے نواز کر جاتا ہے۔ اس کا آنا ہمارے لیے عظمت اور برکت کا باعث ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس مہمان مہینے کے آنے سے پہلے اس کے استقبال کی تیاری شروع کردیں۔

رمضان کے استقبال کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ڈھیروں ڈھیر کپڑوں کی خریداری شروع کردیں اور افطار اور سحری کے لیے طرح طرح کی اشیاء خورد و نوش گھروں میں جمع کرلیں اور وہ پکوان گھروں میں پکائیں جو سارا سال کم ہی پکائے جاتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں۔

پیاری بہنو! کھانا پینا بے شک ضروری ہے لیکن اس مہینے کو بے تحاشا کھانے پکانے میں ضایع مت کریں، بلکہ جو اس ماہ کا حق ہے اسے ادا کریں۔ اس مہینے کے آنے سے پہلے اس کے لیے اہتمام کریں، جیسے سب سے پہلے تو اللہ کے حضور اپنے لیے دعا کریں کہ اے اللہ! ہمارے نصیب میں اس مہینے کو ضرور لکھ دیں کہ موت تو برحق ہے لیکن ہمیں اس مہینے کی میزبانی کی توفیق نصیب فرمادے۔ ہمیں زندہ رکھ اس ماہ تک، تاکہ ہم ہر فرض کو ادا کر کے ستر گنا زیادہ اجر سمیٹ سکیں۔

اس کے علاوہ اس مہمان مہینے کے اہتمام کے لیے اپنے گھر کا ایک حصہ اپنے لیے مخصوص کریں۔ اگر کوئی بک ریک وغیرہ آپ کے ہاں موجود ہے تو اسی جگہ کے پاس آپ اپنے لیے عبادت کی جگہ مخصوص کرلیں۔ اس ریک میں قرآن پاک، مجموعہ وظائف، منزل، فضائل اعمال، بہشتی زیور وغیرہ سیٹ کرلیں۔ اگر اس جگہ زیادہ آنا جانا نہیں ہے تو وہیں پر جائے نماز بھی بچھالیں یا پھر بوقت ضرورت بچھائیں۔

ام حمزہ عدنان۔ کراچی

رمضان میں مندرجہ ذیل امور کا روزانہ اہتمام کریں:

☆ صبح وشام کی مسنون تسبیحات اور دعائیں
☆ اول وقت نماز کا اہتمام
☆ قرآن پاک کی روزانہ ایک منزل
☆ نفل نمازیں خصوصاً تہجد کا اہتمام
☆ باوضو رہنے کا اہتمام
☆ ہر کام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اہتمام
☆ مسواک کا اہتمام
☆ تعلیم روزانہ فضائل اعمال سے
☆ قضا نمازوں کا اہتمام
☆ منزل یا حزب الاعظم (چھوٹی والی) پڑھنا وغیرہ

رمضان المبارک کے یومیہ معمولات اس طرح ترتیب دیں:

کوشش کریں کہ تہجد میں اٹھیں۔ سحری بنانے اور کرنے کے لیے تو اٹھنا ہی ہے۔ اگر آپ کچھ دیر پہلے اٹھ جائیں گے تو تہجد کی سعادت حاصل ہوسکتی ہے۔

ہر نماز کے ساتھ قضا نماز کی ترتیب بنالیں اور پھر صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ رمضان شریف کی مبارک ساعتوں میں یہ عزم کرلیں کہ اپنے ذمہ جتنی قضا نمازیں اور دوسرے فرائض وواجبات بدنی ومالی ہیں سب ضرور ادا کروں گی۔

روزانہ صبح شام کم از کم تین تسبیحات ضرور پڑھیں

☆ سوم کلمہ ☆ درود شریف ☆ استغفار

اشراق کی نماز دو رکعت یا چار رکعت پڑھیں۔ اس کے بعد اگر سونا چاہیں تو تھوڑی دیر آرام کرلیں کیوں کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے۔ اس کے بعد چاشت کے وقت اٹھیں۔ چاشت کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔ اس کے بعد گھر کے کام کاج میں لگ جائیں۔ اور نیت کریں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کررہی ہوں
☆ دوسروں کے اکرام کے لیے کررہی ہوں
☆ کوشش کریں کہ آپ کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔
☆ ظہر تک کاموں سے فارغ ہوکر اول وقت میں نماز پڑھیں۔ تھوڑی دیر قیلولہ کی نیت سے سنت طریقے سے سوجائیں۔ قیلولہ کرنے کا بہت ثواب ہے اس سے دماغ قوی ہوتا ہے اور رات کے قیام میں مدد ملتی ہے۔
☆ عصر کی نماز پڑھ کر تین تسبیحات پھر پڑھیں۔ افطاری کی تیاری کے دوران بھی آپ کی زبان ذکر اللہ سے تر رہے۔
☆ خوب دعائیں مانگیں، خصوصاً افطار کے وقت کی دعائیں رد نہیں ہوتیں۔
☆ افطار کے بعد مغرب کی نماز ادا کریں اور چھ رکعت اوابین کی نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد گھر کا کام وغیرہ سمیٹ لیں۔
☆ عشاء کی نماز اول وقت میں ادا کریں اس کے ساتھ بیس رکعت تراویح کی ضرور ادا کریں کہ تراویح سنت موکدہ ہے۔ اکثر خواتین اسے چھوڑ دیتی ہیں حالاں کہ اسے چھوڑنا گناہ ہے۔
☆ اس کے بعد اگر ہمت ہو تو اپنے قرآن کا معمول پورا کریں اور سنت طریقے سے سوجائیں۔

یہ کم از کم معمولات ہیں جو ضعیف سے ضعیف بھی تھوڑی سی ہمت کر کے کرسکتا ہے۔ ورنہ قوی لوگوں کو تو بڑھ چڑھ کر اس مبارک مہینے سے فائدہ اٹھانا چاہیے کہ نہیں معلوم کہ آئندہ پھر ہمیں نصیب ہو کہ نہ ہو!؟

ان معمولات پر عمل کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ بس کوشش کریں رمضان میں بازاروں کے چکر نہ لگائیں۔ عید کی تیاری کچھ پہلے مکمل کرلیں اس طرح ہم اپنے مہمان مہینے کا خوب صورت سے استقبال کر کے اللہ پاک کی رضا حاصل کرسکتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

آخری قسط

تذکرۂ اسلاف

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا احسان

محمد اسماعیل ریحان

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسلامی فقہ کو مدوّن کر کے امت پر جو عظیم احسان کیا امت اس کے بارے تاقیامت سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ امام صاحب نے فقہ کو جس انداز پر ترتیب دیا، آج تک فقہی کتب اسی کے مطابق تالیف ہوتی چلی آ رہی ہیں، جس میں سب سے پہلے عبادات یعنی طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم اور حج کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اس کے بعد معاملات (بیع وشراء، نکاح وطلاق وغیرہ) کا ذکر ہوتا ہے پھر عقوبات (حدود، قصاص وغیرہ) کا تذکرہ اور آخر میں وصایا اور میراث کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں۔ دیگر ائمہ اور ان کے تلامذہ نے بھی اسی ترتیب کو اپنایا اور اپنے فقہی مجموعے تیار کیے۔

امام صاحب نے تدوین فقہ کا آغاز ۱۲۰ھ میں کیا تھا، درمیان میں کوفہ سے غیر حاضری کے کچھ عرصے کو چھوڑ کر ۱۴۴ھ تک یہ کام ۲۲ برس مسلسل جاری رہا۔ اپنے تلامذہ اور ہم عصر علماء کی جماعت کے ساتھ امام صاحب ہر مسئلے کے لئے پہلے کتاب اللہ، پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے بعد آثار صحابہ اور آخر میں قیاس کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ حدیث کی حیثیت (صحیح، حسن، ضعیف، متواتر، مشہور، خبر واحد وغیرہ) جانچنے کے علاوہ وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال سے پہلے آخری عمل کیا تھا۔ ۱۴۴ھ تک تیار شدہ فقہی دفعات کی تعداد ۸۳ ہزار تھی جن میں ۳۸ ہزار مسائل، عبادات اور ۴۵ ہزار مسائل معاملات اور عقوبات سے متعلق تھے۔

یہ مجموعہ امام صاحب کی زندگی ہی میں اسلامی ممالک میں مشہور ہو گیا اور اہل علم نے اس کی نقول تیار کر کے گراں مایہ موتیوں کی مانند اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ عدالتوں کے قاضیوں نے بھی اسے ناگزیر سمجھا اور اس کے نسخے حاصل کیے جس سے ان کے لئے شریعت کے مطابق فیصلے کرنا نہایت آسان ہو گیا۔

اس مجموعے کی تکمیل کے بعد بھی امام صاحب کی وفات تک اس میں اصلاح اور اضافے کا کام جاری رہا۔ قید کے دوران بھی یہ کام نہ رکا، اور جب امام صاحب دنیا سے رخصت ہوئے تو فقہ کا ایک ایسا عظیم الشان ذخیرہ مرتب ہو چکا تھا جو تاقیامت امت کی رہنمائی کے لئے کافی تھا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے زمانے کے حکام کے ظلم وستم اور بے اعتدالی کے باعث فقہ کو وہ بالاتر قانونی حیثیت نہ مل سکی جو اس کا حق تھا مگر انہوں نے ہر دور اور ہر خطے میں خلافتِ راشدہ کے طرز پر ایک مثالی اسلامی حکومت کے قیام کے لئے شرعی احکام کا مدون مجموعہ تیار کر دیا تھا اس طرح وہ ہمیں اسلامی قوانین کا ایسا واضح مسودہ دے گئے جس کے ذریعے اللہ کے دین کو کسی بھی ملک میں چند گھنٹے کے اندر اندر نافذ کیا جاسکتا ہے۔

اہل باطل اقتدار پر قبضے کے بعد مہینوں بلکہ سالوں تک قانون سازی میں الجھے رہتے ہیں اس کے بعد بھی بعض اوقات کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو پاتا، مگر مسلمانوں کے لئے فقہ کی شکل میں ایسا روشن دستور موجود ہے جسے وہ اقتدار کی مسند پر آتے ہی نافذ کر سکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ کارنامہ ایک ایسا انقلابی اقدام تھا جسے آئندہ کے لئے ہر اسلامی انقلاب کی اساس کہا جاسکتا ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ کو خود بھی یقین تھا کہ مصائب کے ہجوم میں کی جانے والی ان کی جہدِ مسلسل کے اثرات رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

قرآن وسنت کی حقیقی ترجمانی کرنے والے اس فقہی دستور کے نفاذ اور بالادستی کے لئے وہ باصلاحیت تلامذہ کی ایک جماعت چھوڑ گئے تھے جن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔

”میرے دل کی مسرتوں کا سارا سرمایہ صرف تم لوگوں کا وجود ہے، میرے رنج وغم کا ازالہ تم ہی کر سکتے ہو۔ میں نے اسلامی قانون کی زین تمہارے لئے کس دی ہے اور لگام چڑھا کر تمہیں تھما دی ہے۔ اب جب تمہارا جی چاہے اس پر سوار ہو سکتے ہو۔ لوگ تمہارے نقش قدم چلیں گے، تمہارے ایک ایک لفظ کو چنیں گے۔ میں نے گردنوں کو تمہارے سامنے خم کر دیا ہے۔“ (معجم المصنفین: ج:۲، ص:۵۵)

تاریخ شاہد ہے کہ امام صاحب کے یہ الفاظ حرف بحرف درست ثابت ہوئے، ان کے بعد ان کے شاگردوں نے فقہ کو بامِ عروج پر پہنچایا اسے باقاعدہ اسلامی مملکت کے سرکاری قانون کی حیثیت دی گئی اور تمام اسلامی ریاستوں کے حکام، قاضی حضرات اور مفتیان کرام اس کے مطابق فیصلے کرنے لگے۔

یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں:

”قضی به الخلفاء والائمة والحكام واستقر عليه الامر......“

یعنی خلفاء اسلام، ائمہ حضرات اور حاکم اسی (فقہ حنفی) کے مطابق فیصلے کرتے تھے اور اس پر عمل جاری رہا۔

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ
اجمل زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام
فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام
فون: 4682803/62-4518061(061) موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)

اسلام آباد مستقل پتہ
فون: 2854595-2255880-(051) موبائل: 8566188(0300)

لاہور قیام
لاہور
فون: 19-7115015(042) موبائل: 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

خوش طبعی:

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بلند آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت میں ان کی آواز بے ساختہ اونچی ہوگئی تھی جیسا کہ گھر میں میاں بیوی کے درمیان کسی خاص موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو تو بے ساختہ جوش میں ایسا ہو جاتا ہے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی برداشت نہ ہوا۔ اندر گئے اور بیٹی کو پکڑ لیا تاکہ ماریں اور کہا: ''کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کرتی ہو؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ میں آگئے اور انہیں روکنے لگے۔ وہ اسی غصے کی حالت میں باہر چلے گئے، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بطور خوش طبعی فرمایا: ''دیکھا میں نے تمہیں ان سے کیسے بچایا؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کئی دنوں بعد دوبارہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی۔ دیکھا کہ آج کوئی تکرار نہیں ہو رہی تو عرض کیا:

''مجھے اپنی صلح میں بھی شریک کرلیں۔ جیسا کہ اپنی لڑائی میں مجھے شریک کیا تھا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم نے شریک کیا ہم نے شریک کیا۔'' (بحوالہ سنن ابی داؤد) ﴿مریم مصطفیٰ﴾

عورت ہی کیوں مستور رہے؟

جو چیز جتنی قیمتی اور فائدہ مند ہوتی ہے خدا اسے اتنا ہی چھپا کر رکھتا ہے۔ ہیرا پہاڑوں میں چھپا ہوتا ہے۔ موتی سمندر کی تہہ میں سیپ میں بند ہوتا ہے۔ گندم کا دانہ سٹے میں چھپا ہوتا ہے۔ مکئی کا دانہ تہہ در تہہ پردوں میں چھپا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ان مول بنایا ہے، وہ اسے بھی پردے میں چھپا دیکھنا چاہتا ہے۔

عورت کائنات کا بہت قیمتی، فائدہ مند اور ثمر آور اثاثہ ہے۔ وہ اشرف المخلوقات کی ماں ہے۔ نسل بڑھانے کا سبب ہے۔ عورت جتنا مستور رہے گی اتنا ہی اس کی قدر وقیمت میں اضافہ ہوگا۔ (ماخوذ: از بیان حضرت مولانا طارق جمیل صاحب) ﴿خدیجہ ارشاد﴾

گلدستہ

حرام کے نقصانات:

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے حرام کھانے کے مندرجہ ذیل نقصانات شمار کرائے ہیں۔

☆ پہلا نقصان یہ ہے کہ حرام کھانے سے انسان کے دل سے نور نکل جاتا ہے۔

☆ دوسرا نقصان یہ ہے کہ حرام کھانے سے طبیعت کے اندر سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔

☆ تیسرا نقصان یہ ہے کہ انسان کے دل میں برے برے جذبات اور خیالات کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر وقت انسان کے دل میں برے کام کا جذبہ ابھرتا رہتا ہے۔

☆ چوتھا نقصان یہ ہے کہ نیک کام کی طرف سے انسان کی طبیعت ہٹ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حرام کھانے سے انسان دین سے دور ہو جاتا ہے اور اس کی آخرت برباد ہونے لگتی ہے۔

﴿افشاں اشفاق﴾

اے کاش!

بچپن اور بڑھاپا احتیاج کا دوسرا نام ہے۔ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو ہر کوئی اسے نگاہوں سے اٹھا سکتا ہے اور جب واپسی کے لیے اپنی باگ موڑتا ہے تب بھی اسی طرح کی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ درمیانی وقفہ صرف شوخ وچنچل جوانی کی مانند ہے، جب اس کا طنطنہ اپنے عروج پر ہوتا ہے۔

کیا ایک ہی دن میں تین مختلف حالات وکیفیات دیکھنے کے باوجود بھی ہم اس سے غافل ہیں کہ سب کروفر عارضی اور ختم ہونے والا ہے۔ یہاں جو بھی آیا ہے فنا ہونے کے لیے ہی آیا ہے، اے کاش ہم سمجھ جائیں کہ...... سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا۔

دولت سے زیادہ نماز کی اہمیت:

حکایت ہے کہ ایک دن حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا گھوڑا آپ کے سامنے بندھا تھا۔ چور آیا اور گھوڑے کو کھول کر اس پر سوار ہوا اور چلا گیا۔ آپ نے دیکھ لیا لیکن آپ نے نماز نہ توڑی، باوجود اس کے کہ گھوڑا بیس ہزار درہم کا تھا۔

نماز سے فراغت کے بعد جب لوگوں کو معلوم ہوا تو آپ کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے:

''یہ آپ کی کس قدر کوتاہی ہے کہ چور کو گھوڑا لے جاتے ہوئے دیکھتے رہے اور خاموش رہے، اس وقت نماز توڑ کے گھوڑا لوٹا لیتے، پھر نماز پڑھ لیتے۔''

فرمایا: ''اے لوگو! میں ایک نہایت ضروری کام میں مشغول تھا اور وہ ایسا کام تھا جو گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ تھا، بلکہ لاکھوں گھوڑوں سے بھی زیادہ محبوب تھا اور گھوڑے کو تو میں نے اللہ کی راہ میں دے دیا۔''

﴿بنت ناصر۔ گولارچی ضلع بدین﴾

عطیۂ بادشاہی:

بادشاہ محمد شاہ حکمران تھا۔ ایک روز بادشاہ کے شکار کے دوران فرخ آباد کا نواب محمد خان ہودج میں پچھلی نشست میں بیٹھا تھا۔ بادشاہ ایک نفیس، خوش رنگ اور خوش ذائقہ آم کھا رہا تھا۔ آم آدھ سیر کا ہوگا۔ بادشاہ نے آم کی گٹھلی نواب محمد خاں کو دے دی۔ محمد خان نے گٹھلی رومال میں لپیٹ کر اپنے بیٹے کریم خان کو فرخ آباد بھیج دی۔ کریم خان بادشاہ کا عطیہ لینے شہر سے باہر دور تک آیا۔ اس نے بہت ادب سے عطیہ قبول کیا۔ گٹھلی حیات باغ میں بودی گئی۔ پودا اگا اور بڑھ کر درخت ہوا تو انتہائی عمدہ آم آئے۔ فرخ آباد میں ان کا ثانی نہ تھا۔ آم کے اس پیڑ میں بُور آنے لگتا تو سپاہیوں کی ایک جمعیت دن رات اس کی حفاظت کے لیے مستعد رہتی پھل آتا تو پیڑ کی جڑوں میں روزانہ تیس سیر دودھ ڈالا جاتا۔ (بنگش نواب آف فرخ آباد) ﴿ام سعد۔ کراچی﴾

ماہر امراض نسواں، ہومیو اسپیشلسٹ
ڈاکٹر ام محمد صاحبہ
ماہرانہ تشخیص
شافی تجویز
کم خرچ علاج
کلینک ٹائم صبح 9:30 تا 12:30 بجے
باحجاب خواتین کیلئے مکمل باپردہ ماحول کے ساتھ
ناگن چورنگی
یوپی موڑ
ڈسکو موڑ
کلینک
خواتین اور چھوٹے بچوں کے جملہ امراض کے شافی علاج کے لئے تشریف لائیں
دار الشفاء ہومیو کیئر کلینک
نزد جامع مسجد باب الاسلام سیکٹر 9 نارتھ کراچی
رابطہ 0300 9213888
بس روٹ نیاز کوچ، سٹی کوچ، عمر کوچ، شمع کوچ، W-22، W-18

تیاری رمضان کی

رجب کا چاند کیا نظر آیا رمضان المبارک اور عید بھی دو قدم کے فاصلے پر محسوس ہونے لگے اور پھر بہو صاحبہ کا روز تاریخیں گننا...... آج رجب کی دو ہو گئی...... ہائے آج پانچ رجب ہے...... توبہ رجب کی دس تاریخ ہو گئی ہماری تو کوئی تیاری ہی نہیں شروع ہوئی ابھی......

حبیبہ بیگم کا بھی دل دھڑک اٹھتا۔ رمضان آنے والا ہے اور ہم عاصی بندے...... یا اللہ پاک رمضان کی قدر شناسی نصیب فرما...... بہو صاحبہ ''تیاری کرنی ہے، تیاری کرنی ہے'' کے نعرے روز مارتیں پر تیاری کوئی نظر نہ آتی۔ دس دن ہو گئے، نہ تو کبھی معمول سے زیادہ تلاوت واذکار میں مصروف نظر آئیں نہ ہی کوئی نفلی روزہ رکھا۔ حبیبہ بیگم نے سوچا شاید ایام بیض کے روزے رکھتی ہوں اور تلاوت واذکار پوشیدہ کرنے کی عادی ہوں۔

در اصل حبیبہ بیگم اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ رہتی تھیں۔ چھوٹے بیٹے کی ضد اور پیہم اصرار پر کچھ ماہ کے لیے اس کے گھر رہنے آئی تھیں۔ بہو صاحبہ سے ''تیاری'' کی رٹ سن کر وہ فوراً تسبیح پکڑ لیتیں...... ''یا اللہ پاک بڑی ناسمجھی میں وقت گزر گیا...... اب ہمارے حال پر رحم فرما......''

ایام بیض بھی گزر گئے۔ بہو صاحبہ روز ہاتھ ملتیں ہائے اللہ ہمارا کیا ہوگا...... اب تو فقط ڈیڑھ ماہ رمضان کے آنے میں...... حبیبہ بیگم نے بھی حساب لگایا۔ تہجد کے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے...... یا اللہ رمضان میں ہی پڑھنا نصیب فرما دینا...... فوراً وضو کیا اور ''رمضان کے معمولات'' میں تہجد کو بھی جگہ دے دی۔

''اماں جی بس اب تو فقط ڈیڑھ ماہ باقی ہے رمضان شریف کے آنے میں...... ہماری تو کوئی تیاری ہی نہیں کیا ہوگا ہمارا؟ آپ دعا کیجیے ناں رمضان سے پہلے پہلے ساری تیاری ہو جائے......''

''اللہ بڑا مہربان ہے بیٹا...... ہمارے حال سے واقف، ہماری نیتوں سے آگاہ، ہماری مدد کرنے والا......'' حبیبہ بیگم نے بہو کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ مسکرا دی۔

''بس اماں آپ کی دعائیں چاہیے۔''

''میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں...... اللہ تعالیٰ تمہیں قبول فرمائے۔'' یہ کہہ کر حبیبہ بیگم سوچنے لگیں جوانی اور ایسی عاجزی ایسی فکر...... سبحان اللہ...... کبھی کسی عبادت کا چرچا نہیں کیا...... یا اللہ پاک مجھ گناہ گار کو بھی قبولیت والی عبادت نصیب فرما......

☆

آج بہو بیگم صبح سے خوش تھیں۔ سب کام جلدی جلدی نمٹائے۔ ہفتے کا دن ہونے کی وجہ سے بچے اور شوہر بھی گھر میں تھے۔ ظہر تک وہ سب کاموں سے فارغ بازار جانے کو تیار کھڑی تھی۔

قرأت گلستان

مغرب کے بعد بازار سے واپسی ہوئی...... دنیا جہاں کے شاپرز سے لدے پھندے دونوں میاں بیوی گھر میں داخل ہوئے تو بچے ان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ شاپرز کھلے، ساری شاپنگ دیکھی گئی۔ تعریف، تبصرے ہوتے رہے...... پھر ہر دوسرے تیسرے دن بہو بیگم بازار جاتی نظر آتیں، کبھی اپنی بہن کے ساتھ، کبھی شوہر ساتھ، کبھی کسی پڑوسن کے ساتھ...... کبھی درزی کا چکر کبھی سنار کا...... بازاروں کے چکر تھے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہے تھے...... حبیبہ بیگم کپڑوں، جوتوں کی قیمتیں سن کر سن ہو جاتیں۔ معصوم بچیوں کے آٹھ آٹھ سو کے سوٹ...... وہ حیران ہو جاتیں...... بہو بیگم فرماتیں۔

''ہم جیسا غریب کہاں جائے اماں، اس مہنگائی نے تو جینا دوبھر کر دیا ہے۔''

حبیبہ بیگم ارد گرد دیکھتیں کہ غریب کون ہے اور جینا کس کا دوبھر ہے؟

☆

''پچیس شعبان ہو گئی...... ہائے اللہ کچھ ہی دن ہیں رمضان کو ہماری کوئی تیاری نہیں ہے...... کچھ سوچا ہے آپ نے......''

پانی پیتی حبیبہ بیگم بہو صاحبہ کی بات سن کر اتنی بری طرح چونکیں کہ حلق میں پانی اٹک گیا اور کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔ بیٹا دوڑ کر قریب آیا اور پشت سہلانے لگا۔ جب ان کی کھانسی تھمی تو بہو صاحبہ دوبارہ شروع

''میں نے لسٹ بنالی ہے...... تقریباً پندرہ ہزار کا خرچہ ہے۔'' حبیبہ بیگم کی آنکھیں مارے حیرت کے پوری کھل گئیں۔ ابھی کل ہی تو وہ تیس ہزار کا حساب لکھ رہی تھی جو اس نے اس ایک ڈیڑھ ماہ میں بازاروں میں گنوائے تھے۔

''اب کیسی لسٹ بہو؟ کل تو تم کہہ رہی تھیں کہ تیاری مکمل ہو گئی بس اب درزی سے کپڑے اٹھانے ہیں۔ باقی سب ہو گیا۔''

''نہیں اماں جی، ابھی کہاں تیاری مکمل ہوئی...... ابھی تو صرف ہم ماں بیٹیوں کی ہوئی ہے۔ لڑکوں کے تو سلے سلائے لینے ہوتے ہیں اور وہ تو رمضان کے آخری عشرے میں نئے آتے ہیں۔ وہ تو تب لیں گے۔ اور ابھی تو میں کچن کے سامان کی لسٹ کی بات کر رہی ہوں۔'' حبیبہ بیگم نے گہرا سانس لیا۔ آخر انہوں نے سمجھانا شروع کیا۔

''رجب اور شعبان واقعی تیاری کے مہینے ہیں بہو...... خواری کے نہیں...... تین دن کی عید کے لیے تم تین ماہ بازاروں میں برباد کرنے کو تیار ہو؟ اور مہینے بھی فضیلت اور برکت والے...... ان دو ماہ میں رمضان شریف کی تیاری کرنے کا حکم ہے کہ نفس کو گناہوں سے بچنے اور خوب عبادتیں کرنے کا عادی بناؤ...... روزے رکھو تاکہ جسم کو عادت ہو...... تلاوت واذکار کی عادت بناؤ تاکہ جب رمضان آئے تو اس کی برکتوں سے فیض یاب ہو سکو اور اللہ کے قرب کو حقیقی معنیٰ میں پا سکو۔ پھر تمہاری عید صحیح معنوں میں عید ہوگی...... جب رمضان کی اصل روح کو ہی نہ پایا تو پھر کیسی عید؟ عید تو تب عید ہوگی جب رمضان کی قدر شناسی کی جائے۔ اگر ان کی پہچان نہ ہو قدر نہ کی جائے، ان کی رحمتوں، برکتوں سے مستفید نہ ہوا جائے تو پھر سب دن برابر ہیں...... عید کی بھی تیاری کرو۔ منع نہیں پر یوں بھی نہ کرو کہ بابرکت دن اور بابرکت راتیں بازاروں میں ضایع ہو جائیں...... کپڑے تو پورا سال بنا سکتے ہیں پر رجب، شعبان اور خصوصاً رمضان والی فضیلت تو کسی اور دن یا ماہ میں نہیں پا سکتے...... بہو! سوچو، سمجھو اور قدر کرو......''

حبیبہ بیگم نے آخری جملہ خوب جتا کر کہا۔ بہو صاحبہ کی نظریں جھک گئیں۔

''یا اللہ! ہمیں صحیح معنیٰ میں رمضان کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما...... ہمیں رمضان کی قدر کرنا نصیب فرما...... اس کی برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں سے فیض یاب ہونا نصیب فرما...... ہمیں ضایع ہونے سے بچا لے مولا...... ہمیں رمضان کو ضایع کرنے والوں میں شامل نہ فرمانا مولا۔''

حبیبہ بیگم اللہ تعالیٰ سے محو کلام ہو گئیں اور بہو صاحبہ اپنی سوچوں میں غلطاں و پیچاں ایک کونے میں بیٹھی تھیں...... نہ جانے اس کے دل میں ندامت و شرمندگی تھی یا نئے سوٹ کا نیا ڈیزائن ذہن میں مرتب ہو رہا تھا...... آیئے! ہم بھی اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں وہاں کیا ہے؟

کیا موبائل رکھنا ضروری ہے؟

☆ جی ہاں! موبائل رکھنا ضروری ہے لیکن ایک ضرورت کی حد تک...... ورنہ اس کے رکھنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے...... خصوصاً لڑکیوں کو...... کیوں کہ یہ فتنے کا سبب ہے۔ بہت فتنہ فساد مچاتا ہے اس نے کچھ لڑکیوں کو میں جانتی بھی ہوں جو اس منحوس شے سے برباد ہو چکی ہیں۔ ﴿انعم بتول بنت عبدالصمد۔ گلستان جوہر بھنائی آباد کراچی﴾

☆ اگر مرد پختہ عمر اور سنجیدہ مزاج کے حامل ہیں تو میں ان کے موبائل رکھنے کے حق میں ہوں لیکن خواتین کے پاس قطعاً موبائل نہیں ہونا چاہیے چاہے وہ کسی بھی عمر کی ہوں۔ اس نظریے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے برادری سسٹم کے اندر خواتین میں موبائلز پر غیبتیں کرنے کا رواج بہت ہے۔ کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ کچھ ہی دنوں پہلے تک موبائل کے بغیر ہماری زندگیاں بہت اچھی گزر رہی تھیں؟؟ ﴿ارسہ شاہد۔ کراچی﴾

☆ موبائل رکھنا صرف کاروباری حضرات اور شادہ شدہ جوڑے کے لیے ضروری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ کم عمر لڑکیوں کے ہاتھ میں ہرگز موبائل نہ دیں اور رہیں میری جیسی ہم عمر (کنواری) لڑکیوں کہ سہیلیاں بھی ہوتی ہیں، ان کے لیے پی ٹی سی ایل فون بہت کافی ہے۔ والدین با آسانی اس فون پر نظر رکھ سکتے ہیں۔ موبائل میں ادھر Massage کیا ادھر Delete کر دیا۔

﴿نادیہ سجاول خان۔ میرپور خاص (سندھ)﴾

آپ کی آرا

☆ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ ایک کیپسول ہے جس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے لہٰذا اسلحہ کی طرح اس پر مکمل پابندی ہونی چاہیے خاص کر غیر شادی شدہ لڑکیاں لڑکوں اور طلبہ کے لیے اسے ممنوع قرار دینا چاہیے اس کا باقاعدہ لائسنس ہونا چاہیے تاکہ تاجر، کاروباری، ڈاکٹر یا کوئی خاص حضرات اسے استعمال کریں۔ ایک خواتین کالج کی پرنسپل نے بتایا کہ نوے فیصد لڑکیاں اس کیسر میں مبتلا ہیں جو کہ کالج کی حدود میں ہر وقت موبائل کانوں کے ساتھ رکھتی ہیں۔ ہم اگر سختی کریں تو ہمیں ڈانٹ پلا دی جاتی ہے۔ ﴿زوجہ امجد رسول امجد۔ 94 بی سلائٹ ٹاؤن سرگودھا﴾

☆ اس جدید ترین ٹیکنالوجی کے دور میں موبائل فون نہ رکھنا حماقت سے خالی نہیں کیوں کہ آدمی ہر بات سے اور ہر ایک سے باخبر رہنا چاہتا ہے تو یہ ایک مفید ذریعہ ہے اور نعمت خداوندی بھی ہے۔ تاہم اس کا غلط استعمال حماقت شمار ہوگا۔ ﴿خالد محمود ضیاء۔ خانگڑھ﴾

☆ موبائل کے حوالے سے میں تین باتیں کرنا چاہوں گی۔ (1) موبائل رکھنا مجبوری نہیں البتہ ضروری ہے۔ (2) موبائل مرد حضرات سے زیادہ خواتین کے لیے ضروری ہے۔ بچیوں کو چاہیے کہ اگر انہیں باامر مجبور گھر سے نکلنا پڑے تو موبائل ضرور رکھیں۔ (3) موبائل "پرسنل" ذاتی نہیں ہونا چاہیے اگر یہ پرسنل نہ ہو تو لینڈ لائن کی طرح ہی ہے جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

﴿فضہ کنول۔ کہکشاں سٹریٹ نمبر 2 نیو گلگشت ملتان﴾

☆ موبائل سمجھدار لوگوں کے لیے رکھنا ضروری ہے لیکن اس کا استعمال حدود میں رہ کر کرنا چاہیے۔

﴿بنت محمد علی جوہر اعوان۔ میانوالی﴾

☆ موبائل فون رکھنا "خاص ضرورت" کے تحت ہی ضروری ہے۔ مثلاً ان حضرات کے لیے جو کاروباری معاملات میں ایک دوسرے سے رابطہ میں رہتے ہیں۔ یا وہ حضرات جو اکثر گھر سے باہر رہتے ہیں اور گاہے گاہے گھر والوں کو اپنے حالات کی آگاہی دیتے رہتے ہیں یا وہ حضرات جو بیرون ملک مقیم ہیں اور اپنے گھر والوں کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں۔ موبائل فون نوجوان نسل خاص کر صنف نازک کے لیے تو سم قاتل ہے کیوں کہ نئی پود کا رجحان آج کل موبائل کے مختلف پیکجز کی طرف بہت زیادہ مائل ہے۔ جس کے نتائج ہر اعتبار سے مہلک ہیں۔

﴿نازیہ منصور علی۔ فیوجر کالونی لانڈھی﴾

☆ بلاشبہ موبائل فون دور جدید کی اہم اور مفید ضرورت ہے۔ اگر اس کا استعمال درست کیا جائے تو یہ بہت فائدہ مند ہے مگر اس کا غلط استعمال ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ کاروباری حضرات، شادی شدہ خواتین اور دیگر کام کرنے والے افراد کے لیے اس کا استعمال ضروری اور فائدہ مند ہے تاکہ وہ دوسروں سے آسانی سے رابطہ کر سکیں۔ جبکہ نوجوان لوگ خصوصاً طالب علم کے لیے اس کا استعمال غیر ضروری ہے۔ کیوں کہ یہ طبقہ موبائل پر گیمز کھیلنے اور اپنے دوستوں کو پیغامات بھیجنے میں اچھا خاصا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ نوجوان لڑکیوں طالب علم کے لیے بھی موبائل کا استعمال بہت خطرناک نتائج سامنے لاتا ہے۔

﴿خدیجہ ارشاد، سعدیہ ارشاد۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ﴾

میگزین فری

10 "بچوں کا اسلام" اور 10 "خواتین کا اسلام" کا پارسل فری

1. کم از کم پانچ ایڈریس پر پارسل گفٹ کرائیں۔
فی پارسل ڈاک خرچ اندرون ملک صرف Rs. 50/= اور بیرون ملک Rs. 500/=

2. رقم جی آسان یا بینک میں آن لائن کی جا سکتی ہے۔

مزید معلومات کے لیے: 021-36688747 Ext: 246, 213
یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

منیجر سرکولیشن روزنامہ اسلام، 4G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

زنجیرِ محبت

ممشیر شیر محمد

گزشتہ سے پیوستہ

اصلاحی مجالس میں وہ پابندی سے شرکت کرنے لگی۔ راہیں کھل رہی تھیں اور اس کا ظاہر و باطن بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا تھا۔

وہ شرعی لباس پہننے لگی۔ اپنے خوب صورت سراپے کو بڑی چادر میں سمیٹے رہتی۔ نمازوں کی پابندی، پھر سنتوں کا خیال اس کی زندگی کا حصہ بن گیا تھا۔ وہ خود بھی حیران ہو جاتی کہ برگر فیملی کے مخلوط ماحول میں بھی وہ خود کو بدلنے میں کامیاب کیسے ہو گئی؟

☆

''ایک اللہ والے نے اللہ سے پوچھا:

'یا اللہ آپ کی قیمت کیا ہے؟'

غیب سے آواز آئی: 'سب کچھ مجھ پر فدا کر دو۔ میں تمہیں مل جاؤں گا......' اس نے کہا: 'یا اللہ! یہ سودا تو بہت سستا ہے کہ ہم گناہوں کے غلاظتوں سے اَٹے دنیا کے کنکر پتھر پھینک کر آپ کو پالیں۔''

آنسو اس کے گالوں پر بہہ گئے، اس نے کتاب کا ورق پلٹا...... ''ساویہ......''

دروازہ پر ہلکی سی دستک دے کر عدیل اندر آ چکا تھا۔ وہ جلدی سے سنبھل گئی......

''یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ تم نے افشینہ کی منگنی میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا ہے؟''

وہ تھوڑی دیر اس کے جواب کا منتظر رہا لیکن وہ خاموش تھی...... ''پورا خاندان چچا کے پورشن میں جمع ہے لہٰذا تم بھی جلدی سے نیچے پہنچو، میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں'' ...... وہ اسے حکم دیتے ہوئے بولا......

''تمہیں انتظار کرنے کی ضرورت نہیں میرا فیصلہ اٹل ہے......''

وہ جو جانے کے لیے مڑا ہی تھا واپس پلٹا......

''ساویہ بند کرو یہ ڈرامہ! تمہیں شاید اندازہ نہیں کہ انوار پیلس کا ہر فرد تمہاری وضع قطع اور ان حرکتوں پر ہنستا ہے۔ تم کیوں خود کو مذاق بنانے پر تلی ہوئی ہو۔''

''کوئی ہنستا ہے تو ہنسے، مجھے پرواہ نہیں، مجھے قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا۔''

اس نے اطمینان سے جواب دیا...... اور وہ ششدر رہ گیا۔

''ساویہ تم سوچ لو خود مجھے بھی تمہاری یہ دقیانوسیت پسند نہیں۔'' ''محترم میں نے آپ کے لیے یہ انداز اختیار کیا بھی نہیں ہے۔ جس کے لیے کیا ہے اسے پسند ہے۔''

''ساویہ!!'' وہ غصے سے دھاڑا۔

''تمہارا لہجہ تمہارے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔''

اس نے اسے دھمکی دی۔

''میرا لہجہ شریعت کے عین مطابق ہے۔ میں عارضی رشتوں کی خاطر رب کو ناراض نہیں کر سکتی......'' اس نے پر عزم لہجے میں کہا۔ ''میں دیکھتا ہوں کہ تم کب تک اس راہ پر چلو گی......''

''میں اپنی منزل کا تعین کر چکی ہوں۔ اب موت بھی اس راہ پر آئے گی، دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس راہ سے نہیں ہٹا سکتی......''

اس نے ایک غضب ناک نگاہ اس کے باپردہ سراپے پر ڈالی اور باہر نکل گیا......

☆

عدیل نے منگنی توڑ دی۔ انوار پیلس پر ایک زلزلہ طاری تھا۔

''میں ایسی دقیانوسی اور شدت پسند لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔''

اس کا یہ جملہ ساویہ کے کانوں تک بھی پہنچا تھا۔ ممی کی آنکھیں رو رو کے سرخ ہو چکی تھیں پاپا گم صم تھے اور سائرہ اس سے نگاہیں چرا رہی تھی۔ وہ پاپا کے پاس کارپٹ پر بیٹھ گئی...... ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگی:

''پاپا...... آپ مجھ سے ناراض ہیں؟''

پاپا نے اس کے پرنور چہرے کی طرف دیکھا......

''اس میں تمہارا کیا قصور ہے بیٹا؟'' پاپا کی نگاہیں جھک گئی تھیں۔ ''انوار پیلس کا ہر فرد گمراہی کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ رحمت خداوندی نے راہ حق کے لیے تمہیں منتخب کر لیا۔ اگر میری اولاد نے حق کا راستہ اختیار کر لیا ہے تو یہ میرے لیے باعث فخر ہے نا کہ باعث ندامت۔ صدمہ اس بات کا ہے کہ جنہیں سب کچھ سمجھا آج انہوں نے ہی نامراد کیا۔ دنیا کی حقیقت کھل چکی ہے۔ میرا بھی یہ فیصلہ ہے کہ جس راہ پر تم چل پڑی ہو ہم بھی اسے اختیار کریں گے۔''

''پاپا......''

اس نے بے یقینی سے باپ کی طرف دیکھا۔ اس نے ان کے ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگائے۔

''پاپا...... اس جملے کے لیے میرے کان جانے کب سے ترس رہے تھے......''

''میری پیاری بیٹی...... جو دعوت تم زبان سے نہ دے سکی تمہارے عمل نے دے دی۔''

''پھر تم کب لے کر چلو گی ہمیں اپنے حضرت کی مجلس میں؟''

''آج مرکز میں بیان ہو گا۔ ان شاء اللہ عصر میں چلیں گے۔''

اس نے خوش دلی سے جواب دیا۔

''تو پھر عصر میں تو بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ جلدی سے کام سمیٹ لیتے ہیں۔'' ممی کی پرجوش آواز پر اس نے سائرہ کی طرف دیکھا تو وہ بھی مسکرا رہی تھی۔

''ٹھہرو بیٹا''

وہ اٹھنے لگی تو پاپا نے اسے دوبارہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''ساویہ بیٹا! ان رشتوں سے میرا دل ٹوٹ چکا ہے۔ میرے لیے یہاں رہنا اب ممکن نہیں اور تمہارے لیے بھی مسائل ہیں لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنا الگ گھر لے لیں۔'' پاپا نے ایک اور فیصلہ سنایا تو وہ تڑپ گئی۔

''نہیں پاپا! پلیز ایسا مت کیجیے گا۔''

پاپا نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ ''کیوں بیٹا؟''

''پاپا! دین اسلام ہمیں جوڑنا سکھاتا ہے توڑنا نہیں سکھاتا...... یہ ہمارے وہ رشتے ہیں کہ جن کے ساتھ عمر کا ایک حصہ بتا دیا۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت عطا کر دی تو ہم انہیں اس حال میں اکیلا کیسے چھوڑ دیں۔ پاپا کیا آپ یقین نہیں رکھتے کہ عمل کی جس تبلیغ نے آپ کو ہدایت کی طرف متوجہ کیا وہ انہیں بھی متاثر کر سکتا ہے۔ ہم ان ہی کے درمیان رہیں گے۔ انہیں دعوت دیں گے۔ اللہ سے مانگیں گے۔ آپ دیکھیے گا کہ ان شاء اللہ ہماری زندگیوں میں وہ دن بہت جلد آئے گا جب انوار پیلس کا ہر فرد اللہ کی رحمت کے سائے تلے ہوگا۔ ہم زنجیر محبت میں انہیں جکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے......''

''ان شاء اللہ''

اس کے عزم پر سب نے مل کر کہا تھا......

☆

شب چاہے کتنی ہی تاریک وطویل ہو اپنے اختتام پر وہ روشن صبح میں ضرور تبدیل ہوتی ہے۔ غموں کی دھوپ کے بعد خوشیوں کی چھاؤں بھی انسان کا مقدر بنتی ہے۔ اگر خوشیاں رہبر اور ہادی اسلام کی تعلیم کردہ حدود کے اندر ہوں تو اس کی نورانیت قلوب تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔

خلوص نیت کے ساتھ کی جانے والی محنت رنگ دکھانے لگی اور زنجیر محبت کی کڑیاں بڑھتی چلی گئیں۔ بہار جلوہ افروز ہو چکی تھی...... انوار پیلس کا اندرونی ہال خواتین کے لیے مختص تھا جہاں انوار پیلس کی پریاں شرعی لباس میں آنے والی خواتین کا استقبال کر رہی ہیں۔ سرخ جوڑے میں ملبوس ویسے کی دلہن جنت کی کوئی حور لگ رہی تھی اس کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا، اس مسافر کی مانند جو سفر طویل کے بعد منزل کو پا لیتا ہے۔ وہ نگاہیں جھکائے ماضی میں گم تھی۔

''یار وا اس کی رحمت بہت وسیع ہے، ہمارے تصور سے بھی زیادہ۔''

وہ پیاری آواز پھر اس کے آس پاس گونجی تھی......

''واقعی اس کی رحمت بہت وسیع ہے ہمارے تصور سے بھی زیادہ......''

''سماویہ اعجاز سے سماویہ عدیل بننا مبارک ہو۔''

کسی نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

اس نے چونک کر دیکھا سامنے عائشہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

''یار مان گئے تمہیں۔ تم نے بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ شادی کی بھی تو اسی سے...... ویسے یہ تو بتاؤ کہ وہ بندہ تم جیسی شدت پسند لڑکی سے شادی کرنے پر کیسے تیار ہو گیا؟''

اس نے اسی کا جملہ دہرایا تو وہ ہنس پڑی۔

''اس لیے کہ وہ خود بھی شدت پسند ہو گئے......''

''آخر تم نے اسے قائل کر ہی لیا۔''

''نہیں میں نے نہیں اللہ کی رحمت نے قبول کیا ہے۔''

اس نے جذب سے جواب دیا۔

''آہا...... لیکن...... دعاؤں کا بھی تو اثر ہوتا ہے ناں۔''

اس نے شرارتی لہجے میں کہا تو وہ جھینپ گئی۔ ''بدتمیز۔''

''کون؟ میں یا وہ؟''

''تم'' اس نے تلملا کر جلدی سے جواب دیا جس پر عائشہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''بن کر دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم''

سماویہ نے اسے گھور کر دیکھا پھر...... خود بھی مسکرانے لگی۔

اخت حافظ محمد عظیم

انسان کی خبر لو

وہ میری زندگی میں پہلا واقعہ تھا جس نے میری آنکھیں نمناک کر دیں۔

ہوا یوں کہ میرے سیکنڈ ائیر کے امتحان میں بس دو تین دن باقی تھے، جبکہ رول نمبر کی سلپ مجھے ابھی تک نہیں ملی تھی۔ اسی سلسلے میں مجھے کالج جانا تھا۔ میں جاتے ہوئے کرایے وغیرہ کے لیے بھائی جان سے پیسے لیتی تھی، مگر اس دن بھائی سے پیسے لینے یاد نہ رہے اور بھائی جان اپنے مقررہ وقت پر کھیتوں کی طرف نکل گئے۔

بھائی جان کے نکلتے ہی مجھے پیسے یاد آئے تو میں دروازے کی طرف دوڑی لیکن وہ نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ میں نے چھوٹے بھائی سے کہا:

''جلدی چلو، اُدھر سڑک سے گزرتے ہوئے ان سے مل لیں گے۔''

وہ مجھے بائک پر بٹھا کر تیزی سے سڑک کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن بھائی جان اس دن شاید بہت جلدی میں تھے، جب ہم موڑ پر پہنچے تو وہ وہاں سے گزر چکے تھے۔ تب میں نے چھوٹے بھائی سے کہا:

''میں یہاں اتر جاتی ہوں۔ آپ بھائی جان تک پہنچیں اور پیسے لے آئیں، میں یہیں انتظار کروں گی۔''

وہ مجھے اتار کر پیسے لینے چلے گئے اور میں وہیں سڑک کے کنارے کھڑی ہو گئی۔ اسی اثنا میں ایک خاتون جو پاس سے گزر رہی تھیں میرے قریب آئیں اور یوں گویا ہوئیں:

''بیٹا! آپ اکیلی کیوں کھڑی ہیں؟ اگر کسی کی منتظر ہیں تو چلیں اتنی دیر میں آپ کا ساتھ دے دیتی ہوں۔''

میں نے کہا: ''نہیں وہ میرے بھائی بڑے بھائی جان کے پاس گئے ہیں، ابھی آ جائیں گے۔''

وہ کہنے لگیں: ''بیٹا! برا مت ماننا آپ بھی میری بیٹیوں کی ہی طرح ہیں اور مجھے اپنی بیٹیوں کی طرح ہی عزیز ہیں۔ اس طرح لڑکیوں کا اسٹاپ پر اکیلے کھڑا ہونا اچھا نہیں ہوتا۔ آپ کو نقصان ہو سکتا ہے۔'' ان کا لہجہ گلوگیر تھا۔

میں نے جواب دیا: ''نہیں خالہ جان! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

مگر وہ کہنے لگیں: ''بیٹی! آپ درست بھی ہوں مگر بدنیت لوگ غلط مطلب لے سکتے ہیں۔''

یہ سن کر میں اس طرح چونکی کہ حد نہیں، مجھے اپنی غلطی کا یکدم احساس ہو گیا۔ ندامت سے میری آنکھیں نم ہو گئیں۔

''میرا فرض بنتا تھا بیٹی...... آپ کو صحیح اور غلط سمجھاؤں۔ میری بات کو برا مت ماننا۔''

عین ممکن تھا کہ میں شرمندگی کے مارے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتی لیکن اسی لمحے بھائی آ گئے۔ خاتون رخصت ہو گئیں اور میں کالج کی طرف روانہ ہو گئی۔ دل سے ان کے لیے دعائیں نکل رہی تھیں۔ دماغ سوچوں میں غرق تھا اور زبان پر یہ شعر تھا۔

بہتر ہے مہر و ماہ پہ ڈالو نہ کمندیں
انسان کی خبر لو کہ وہ دم توڑ رہا ہے

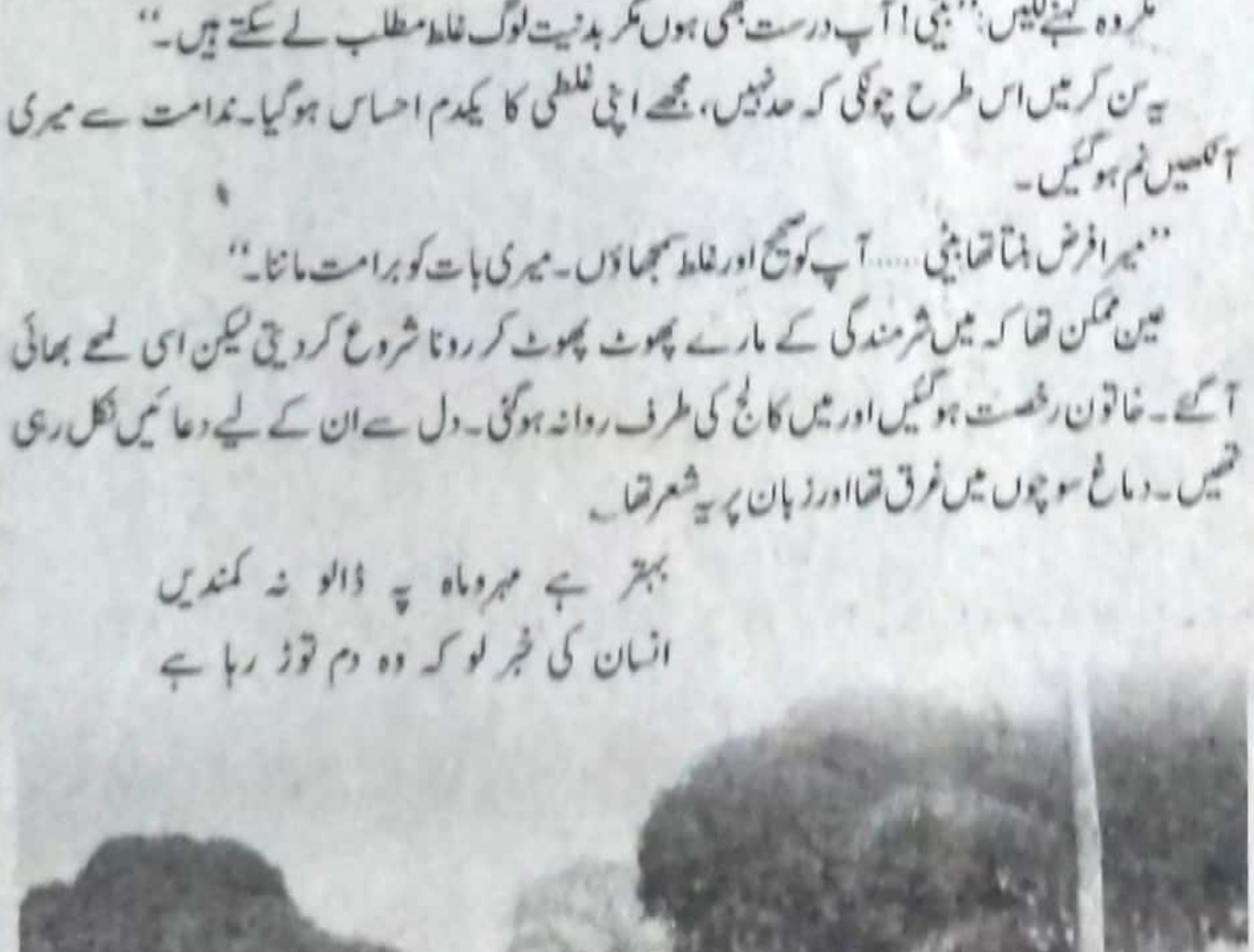

آپ کا دسترخوان

چکن شاشلک

صبا شہزاد

اجزا: چکن ایک کلو (بغیر ہڈی کے کیوبز بنالیں)۔ لہسن پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ ادرک پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔ سویا ساس ایک کھانے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ چینی ایک چائے کا چمچ۔ تیل دو کھانے کے چمچ۔ لال مرچ کٹی ہوئی آدھا کھانے کا چمچ۔ ٹماٹر تین عدد۔ شملہ مرچ تین عدد چوکور کاٹ لیں۔ (چوکور کاٹ کر گودا نکال لیں اور ایک پیالے میں ساس بنالیں) پیاز تین عدد۔ (چھیل کر چوکور ٹکڑے کر کے الگ الگ کرلیں)

شاشلک کی ساس بنانے کے لئے: ٹماٹر کا بچا ہوا گودا۔ لال مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سویا ساس ایک چائے کا چمچ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔ ٹماٹو ساس دو کھانے کے چمچ۔

سبزیوں میں ڈالنے کے لئے: سویا ساس ایک کھانے کا چمچ۔ چینی آدھا چائے کا چمچ۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ۔ تیل ایک کھانے کا چمچ۔ سفید سرکہ ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے چکن ایک جگہ رکھ کر کسی بھاری چھری کے ساتھ ہلکا ہلکا کچل لیں تاکہ سب ٹکڑے ایک جیسے ہوجائیں پھر ان میں اوپر دی گئی ساری اشیاء اچھی طرح ملا کر آدھے گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ ایک بڑا فرائنگ پین لے کر ہلکا سا تیل ڈال کر بوٹیاں پھیلا کر رکھیں ہلکی آنچ میں دونوں اطراف سے سیک لیں۔

اب دوسرے فرائنگ پین میں ذرا سا تیل ڈال کر سبزیاں ڈال دیں۔ سویا ساس، سرکہ، چینی، نمک اور کالی مرچ ڈال کر جلدی جلدی چمچ چلا کر تین منٹ بعد سبزیاں نکال کر چکن بوٹی میں ڈال دیں۔ اب اسی فرائنگ پین میں ٹماٹر کا گودا، سویا ساس، ٹماٹو ساس، نمک اور لال مرچ ڈال کر ہلکا سا پکا کر ساس بنالیں۔ سادے چاول ابال کر دم کے لئے رکھ دیں۔ شاشلک جب کھانے کے لئے نکالنا ہو تو ایک کڑاہی میں چار کھانے کے چمچ تیل گرم کریں، تین جوے لہسن کے باریک باریک کاٹ کر تیل میں گولڈن براؤن کرلیں، ابلے ہوئے چاول ڈال کر جلدی جلدی تل کر نکال لیں۔ ایک پھیلے ڈش میں اطراف میں چاول رکھیں درمیان میں تیار کی ہوئی شاشلک اوپر سے ساس ڈال کر گرم گرم پیش کریں۔

نانی جان کے ٹوٹکے

☆ گائے کا کچا دودھ ہونٹوں پر لگانے سے ہونٹ گلابی ہوتے ہیں۔

نیم کے پتوں کو پانی میں ابال کر پودوں کی جڑوں میں ڈالیں، پودوں کے کیڑے مکوڑے مرجائیں گے۔

☆ زیتون کا تیل بالوں کو لمبا، گھنا اور چمک دار بناتا ہے۔

آدھے سر کا درد دور کرنے کے لئے کلونجی کے تیل کے چار قطرے ایک کپ پانی میں ڈال کر صبح نہار پیٹ پئیں۔ ان شاء اللہ آدھے سر کا درد کچھ دنوں بعد بالکل ختم ہوجائے گا۔

سردیوں میں تھرموس میں چائے ڈالنے سے ایک مہک سی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس مہک کو دور کرنے کے لئے ایک چمچ سرکہ نیم گرم پانی میں ڈال کر تھرموس کو دھولیں۔ تھرموس کا شیشہ بھی چمک جائے گا اور مہک بھی ختم ہوجائے گی۔

☆ چہرے کے BlachHeds (سیاہ دھبے) دور کرنے کے لیے ان پر کینو کے چھلکے رگڑیں۔

☆ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے دور کرنے کے لیے روغن بادام کی مالش کریں۔

☆ گھاس کا داغ اتارنے کے لئے کپڑوں پر داغ کی جگہ پر مٹی کا تیل اور سپرٹ ایک ایک چمچ ڈال کر دھوئیں۔ داغ اتر جائے گا۔ ﴿ ام رومان فاطمہ۔ کراچی ﴾

آج کیا پکائیں؟

مریم سعید بٹ

کہتے ہیں کہ ایک شخص مزدوری کی تلاش میں سبزی منڈی پہنچ گیا جہاں اسے ایک دکان پر گاڑیوں سے سامان اتارنے اور لادنے کا کام ملا۔ چند دن گزرے ہوں گے کہ دکان کے مالک نے اس کے کام سے خوش ہو کر اسے نہ صرف انعام دیا بلکہ اس کی ڈیوٹی بھی وہاں سے تبدیل کر دی اور ہدایت کی کہ دوسرے دن صبح سے وہ سبزیوں کی چھانٹی کا کام کرے۔

دوسرے دن دکان دار نے اسے ایک آلو کی بوری دی اور کہا کہ اس میں سے چھوٹے آلو ایک طرف اور بڑے آلو ایک طرف کر دے۔ یہ کہ کر دکان دار تو چل دیا جبکہ مزدور بوری کھول کر چھانٹی کے کام میں لگ گیا۔ صبح سے دوپہر ہوگئی، دکان دار نے جب دیکھا کہ مزدور نے کام مکمل نہیں کیا تو اٹھ کر اس کے پاس پہنچا، دیکھا کہ ابھی بمشکل ایک تہائی آلو ہی چھانٹے گئے ہیں، دکان دار مزدور کی پھرتی سے واقف تھا اس لیے حیرانگی بجا تھی، پوچھا کہ ابھی تک کام مکمل کیوں نہیں ہوا تو ملازم نے جواب دیا کہ ”میرے لیے سب سے بڑا مسئلہ انتخاب کا ہے۔ مجھے یہ بات نہایت پریشان کر رہی ہے کہ میں کس آلو کو چھوٹا اور کس کو بڑا سمجھوں۔“

یہ مثال خواتین پر بھی صادق آتی ہے جو ہر صبح اس مشکل سے دوچار ہوتی ہیں کہ آج کیا پکائیں؟ یہ خواتین کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ ایک دن یہی مسئلہ حل کرتے (حل کجرتے) گزرتا ہے کہ اگلے دن پھر یہ مسئلہ آن کھڑا ہوجاتا ہے کہ آج کیا پکایا جائے۔ یوں یہ صرف ایک دن کا نہیں بلکہ ہر روز کا مسئلہ ہے۔

گرمی ہو یا سردی کھانا تیار کرنا ویسے ہی ایک صبر آزما کام ہوتا ہے اور اس پر اگر کھانے کے انتخاب میں تاخیر ہو تو پھر دیر تک چولہے کے سامنے کھڑا رہنا ویسے ہی پریشان کر دیتا ہے۔ موسم اگر گرمی کا ہو تو پھر موسم کی حدت اور چولہے کی تپش، دونوں مل کر خاتون خانہ کا جو حال کرتے ہیں وہ کسی وضاحت کا متقاضی نہیں، لہٰذا خواتین کی کوشش ہوتی ہے کہ کھانا ایسا ہو جو ذائقے دار ہونے کے ساتھ ساتھ جلد بھی بن جائے۔ مگر پریشانی وہی ہے کہ کھانے کے انتخاب میں جو وقت ضائع ہوتا ہے وہ ان کے سب کیے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے۔

اگر خاندان مشترکہ ہو تو باورچی خانہ سنبھالنے والی خاتون کے لیے کھانے کا انتخاب اور بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ ایک وقت میں انہیں سب کی پسند کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور یہ بات کھانا بنانے سے بھی زیادہ دشوار ہو جاتی ہے۔ بعض خواتین ایسی ہوتی ہیں جو گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی کرتی ہیں، لہٰذا ایسی صورت حال میں وقت کی قلت اور کھانے کا انتخاب، ان کے لیے دہری پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔ وہ خواتین جو صرف گھر داری سنبھالتی ہیں، ان کے لیے یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ بچوں کے اسکول سے واپس آنے اور شوہر کے گھر لوٹنے سے پہلے ہی گھر کی صفائی ستھرائی کا کام مکمل کرلیں تاکہ اور بچے گھر لوٹنے کے بعد بھوک بھوک کا نعرہ نہ لگاتے رہیں۔

آپ کے مسئلہ ”آج کیا پکائیں؟“ کو حل کرنے کے لیے ہم آپ کو کچھ تجاویز بتاتے ہیں۔ جن پر عمل کرکے نہ صرف آپ اس جھنجھٹ سے نجات پاسکتی ہیں بلکہ اس طرح آپ کا وقت بھی بچے گا اور بغیر اطلاع گھر آئے مہمانوں کی بھی خوب اچھی طرح خاطر تواضع کی جاسکے گی۔

سب سے پہلے تو گھر کے تمام افراد کو سامنے رکھ کر ان کی پسند اور ناپسند کے لحاظ سے کھانوں کا ایک چارٹ بنائیں، پھر اپنے بجٹ کے مطابق ہفتے کے سات دنوں کو تقسیم کرکے یہ طے کرلیں کہ کس روز کون کون سے کھانے پکائے جائیں گے۔ اب اس چارٹ کے مطابق یہ چیک کریں کہ کس دن سبزی پکانی ہے، کس دن دال اور کس دن گوشت، چکن یا قیمہ وغیرہ۔ اس طرح آپ کو روزانہ یہ سوچنے سے نجات مل جائے گی کہ آج کیا پکایا جائے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بغیر اطلاع کے کچھ ایسے مہمان بھی گھر آجاتے ہیں جن کی تواضع اور کھانے کے لیے خصوصی انتظام کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ایک طرف تو آپ ذہنی طور پر منتشر ہوجاتی ہیں تو دوسری جانب گھر آئے مہمان کو بھی پوری طرح وقت نہیں دے پاتی ہیں۔ اس مسئلے کا ایک حل یہ ہے کہ ہفتے میں ایک بار آلو، دال یا قیمے کے کباب، کٹلس، سموسے، کچے کوفتے وغیرہ بنا کر فریز میں رکھ دیں۔ اس سے دو فائدے ہوں گے۔ اول تو یہ کہ آپ مہمانوں کو گھر میں دیکھ کر پریشان ہوئے بغیر اپنے ترتیب دیے گئے چارٹ کے مطابق بنائے گئے کھانے کے ساتھ ساتھ وقت ضائع کیے بغیر کچھ نئی چیزیں بھی بنا سکیں گی۔ دوسرا فائدہ یہ کہ اگر دستر خوان پر اس دن بنایا گیا کھانا گھر کے کسی ایک فرد کو پسند نہ آئے تو آپ اسے فوراً دوسری چٹ پٹی چیز تیار کرکے دے سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں اگر گھر پر مہمان کھانے کے بجائے چائے کے وقت پر آئے ہوں تب بھی شامی کباب، کٹلس اور سموسوں سے ان کی بہترین خاطر مدارت کی جاسکتی ہے۔

آلو ایک عام استعمال کی سبزی ہے اور اس سے بہت تھوڑے سے وقت میں کئی ڈشیں مثلاً آلو کی بھجیا، فنگر چپس، آلو کے پراٹھے وغیرہ تیار کیے جاسکتے ہیں، لہٰذا گھر میں آلو ہمیشہ رکھیں۔ یہ چائے سے لے کر دستر خوان تک، تمام پریشانیوں سے آپ کو نجات دلاسکتے ہیں۔ اگر گھر کا کوئی فرد کھانے کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھائے تو اس کے لیے آلو کی بھجیا بہت تھوڑے وقت میں تیار ہوسکتی ہے، نیز شام کی چائے پر اس سے تیار کردہ فنگر چپس لطف کو دوبالا اور بچوں کو خوش کر دینے کے لیے کافی ہیں۔

ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لیے آپ ایک اور کام بھی کرسکتی ہیں۔ وہ یہ کہ کوفتے، قیمے اور چکن کی تیاری میں استعمال ہونے والا مصالحہ تیار کرکے بھوننے کے بعد فریز میں رکھ لیں اور جب پکانا مقصود ہو تو باہر نکال کر اس میں من پسند چیز ڈال کر کھانا تیار کرلیا جائے۔ یہ ترکیب ان خواتین کے لیے بے حد مفید ہے جو کہ گھر سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی کرتی ہیں اور وقت کی قلت ہمیشہ ان کے لیے ایک بڑا مسئلہ رہتی ہے۔

یہاں میں گھر داری سنبھالنے والی تمام خواتین سے کہوں گی وہ کھانا پکانے اور گھر سنبھالنے کے حوالے سے خود کو ذہنی دباؤ کا شکار نہ کریں۔ اس طرح کا ذہنی تناؤ نہ صرف گھر داری کے معاملات میں ان سے بار بار غلطیاں کرواسکتا ہے، بلکہ انہیں رفتہ رفتہ سر درد کا شکار بھی بنا سکتا ہے، لہٰذا جو کام کریں مکمل اطمینان اور سکون سے کریں۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ مشورے گھر داری میں آپ کے لیے بڑے معاون ثابت ہوں گے اور اب آپ زیادہ اطمینان سے گھر داری کو سنبھال سکیں گی اور اپنے لیے آرام کا وقت بھی نکال پائیں گی۔

پردہ کی روح

آج کل لوگ اس کوشش میں ہیں کہ پردہ مروّجہ اٹھا دیا جائے اور عورتیں کھلے مہار آزادی سے کار میں بیٹھ کر گھوما کریں اور اس کو بے پردگی نہیں جانتے، حالاں کہ یہ سخت بے حیائی ہے۔ باقی میں اس کو بے پردگی نہ کہوں گا جو غریبوں کی عورتیں منہ چھپا کر گھونگھٹ نکال کر میلے کچیلے کپڑوں میں شرم وحیا کے ساتھ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکلتی ہیں، اس لیے جو روح ہے پردہ کی وہ ان کو حاصل ہے اور یہاں سے ان متکبرین کا جواب بھی نکل آیا جو علماء سے غریبوں کی نسبت تحقیراً پوچھا کرتے ہیں کہ کیوں صاحب ان جولاہوں اور تیلیوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں، باہر پھرتی ہیں اور ہماری عورتیں پردہ کرتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کی عورتیں پردہ کرتی ہیں گو باہر نکلتی ہیں اور تمہاری عورتیں پردہ نہیں کرتیں گو گھر میں بیٹھتی ہیں، چناں چہ چچازاد بھائی، نندوئی، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائی سب کے سامنے آتی ہیں اور ایسی صورت سے کہ بنی ٹھنی، مانگ نکال رکھی ہے، مسی کی دھڑی جمی ہوئی، ہاتھوں میں کڑے، چھڑے، چوڑیاں ہیں، گوٹے ٹھپے کے کپڑے......اور بالکل بے محابا آتی ہیں، اور پھر غضب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہنسی دل لگی بھی ہوتی ہے پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہماری عورتیں پردہ میں رہتی ہیں۔

ہاں اتنا فرق ہے کہ تمہاری عورتیں گھر میں بیٹھ کر بنی سجائی نامحرموں کے سامنے آتی ہیں اور غریبوں کی عورتیں میلی کچیلی منہ چھپا کر اپنی ضرورت کے لیے حیا کے ساتھ باہر پھرتی ہے، بس یہ بے پردگی نہیں ہے۔ بے پردگی بی اے، ایم اے اور ایف اے پاس (اکثر) عورتوں کی ہے کہ کھلے منہ مردوں کی طرح آزادی سے بوٹ سوٹ سے آراستہ پھرتی ہیں۔

مرسلہ: ام حافظ سبحان محمود۔ قاضی سونڈا

ایک (جدید) تعلیم یافتہ شخص اپنی بیوی سے کہتے تھے کہ کاش وہ دن ہو کہ میں ہوں اور تم ہو، ٹھنڈی سڑک پر ہاتھ میں ہاتھ لے کر گھومیں!!

یہ ہیں نئی تعلیم کے اثرات......مومن ہو یا کافر......حیا سب کے اندر ہے لیکن اگر نہیں ہے تو اس نئی تعلیم میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نئی تعلیم کے فتنہ سے حفاظت فرمائے، آمین یارب العالمین۔ (ماخوذ: از مواعظ اشرفیہ۔ التھذیب)

مسلمانوں کے اتحاد کا مرکز

مفتی اعظم فلسطین محمد امین الحسینی مرحوم نے اپنی ڈائری میں ترکوں کی اسلامیت ختم کرنے کے لیے انگریزوں کی مکروہ سازش سے پردہ اٹھایا ہے۔ وہ اتاترک مصطفیٰ کمال کے ایک قریبی ساتھی کمال بک اوخری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

برطانوی وزیر خارجہ لارڈ کرزن، مصطفیٰ کمال پاشا اور عصمت انونو کے درمیان ترکی کی اسلامی حیثیت ختم کرنے کے لیے باقاعدہ معاہدہ ہوا تھا اور لارڈ کرزن نے عصمت انونو سے کہا تھا۔

''ہم تم ترکوں کو اب آزاد نہیں چھوڑیں گے کہ تم دوبارہ مسلمانوں کے اتحاد کا مرکز بن جاؤ گے اور ''مسئلہ شرق'' جسے ہم مدتوں پہلے بھگت چکے ہیں، پھر زندہ ہو جائے گا۔''

مصالحت کی گفتگو کے دوران کرزن کی طرف سے جو چار شرائط پیش کی گئی تھیں وہ عصمت انونو نے من وعن تسلیم کرلیں۔ وہ شرائط یہ تھیں:

شائستہ جبیں

1......ترکی اسلام سے اپنا تعلق منقطع کرے۔

2......اسلامی خلافت منسوخ کردی جائے۔

3......عثمانی دستور کی بجائے، جو شریعت اسلامی پر مبنی ہے، سیکولر دستور نافذ کیا جائے۔

4......خلافت کے حامی اگر کوئی تحریک چلائیں تو انہیں کچل دیا جائے۔

یہ چاروں شرائط مزید اضافوں کے ساتھ مصطفیٰ کمال نے نافذ کردیں۔

(مجلہ فلسطین......اکتوبر 1970ء)

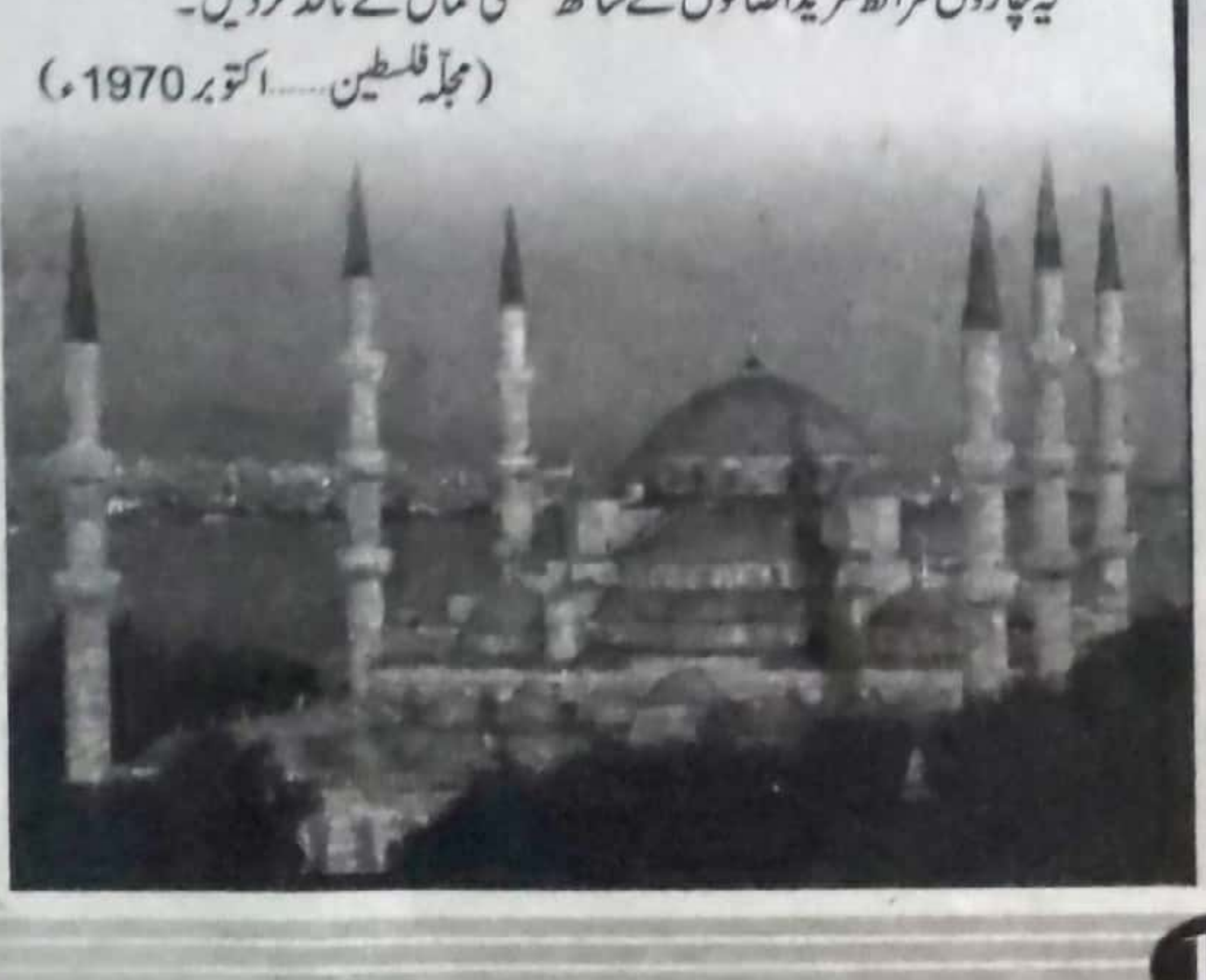

تحفظ ناموس رسالت

یہ جون 1999ء کا واقعہ ہے۔ برطانیہ کے شہر مانچسٹر میں واقع لڑکیوں کے اسکول میں ایک تقریری مقابلہ ہوا۔ موضوع تھا (Famus Religious Person) یعنی مذہبی شخصیات۔ اس موقع پر ایک بچی کو بلایا گیا جس کی تقریر کا موضوع تھا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم''

اپنی تقریر کے دوران جب بھی یہ بچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتی تو غیر ارادی طور پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام درود پاک نہ پڑھتی۔ اسی اثناء میں کلاس کی ایک بچی کو اس کی یہ حرکت انتہائی ناگوار گزری۔ اس کی غیر ارادی لغزش کو وہ بچی ایک دو دفعہ تو برداشت کرتی رہی، اچانک وہ اپنی نشست سے اٹھی اور زور زور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے لگی۔

''صلی اللہ علیہ وسلم......صلی اللہ علیہ وسلم......''

اس کی گونج دار آواز سن کر تمام ہال میں سناٹا چھا گیا اور پھر اس بچی کو ہال سے نکال دیا گیا کیوں کہ تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ کسی نے اس طرح نظم وضبط توڑا ہو۔ یہودی اور عیسائی اساتذہ اور ماہرین نفسیات کے ایک بورڈ کو بٹھایا گیا تا کہ بچی کی اس حرکت کا سبب دریافت کیا جائے۔ جب اس سے ڈسپلن کی خلاف ورزی کے متعلق سوال پوچھے گئے تو اس بچی نے سسکیوں اور آہوں میں یہ جواب دیا:

ام محمد ربیانیل ۔ جامعہ سلمیٰ للبنات ۔ اٹک

''جب کوئی ہمارے آقا خاتم الانبیاء امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی لیتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ درود شریف پڑھے۔ درود پڑھنا میرا ایمانی اور دینی استحقاق اور فریضہ ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے میں کسی ڈسپلن کی پابند نہیں ہوں اور نہ ہی کوئی ڈسپلن مجھے اس کی ادائیگی سے روک سکتا ہے۔''

یہ تھا ایک اس بچی کا جذبہ ایمانی۔ کیا ہم نے اس بچی سے کچھ سیکھا؟

حرا معظمہ

چہ میگوئے

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تقسیم ہند سے قبل جب جنگ عظیم ثانی عروج پر تھی دہلی میں چند امریکی فوجی گھومتے گھامتے چاندنی چوک میں آنکلے، وہاں مٹھائی کی دکانیں بھی تھیں، ایک دکان پر گئے تو ایک امریکی نے جلیبی کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ٹرے سے اٹھایا اور توڑ کے دیکھا تو اس کے اندر سے شیرہ نکلنے لگا۔ امریکی بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرہ اس ٹیڑھی میڑھی جلیبی میں کیسے ڈالا گیا کیونکہ اسے کوئی ایسا سوراخ نظر نہیں آرہا تھا جہاں سے شیرہ ڈالا گیا ہو۔

ایسا ہی ایک اور دل چسپ واقعہ ہے، ایک ایرانی ہندوستان کی سیاحت پر آیا تو دہلی بھی گیا۔ تب بھلا زمانہ تھا اور مسلمانوں کی جیسی کیسی حکومت تھی قائم تھی۔ وہ ایرانی چاندنی چوک میں ایک حلوائی کی دکان پر گیا تو اسے عجیب وغریب انداز کی جلیبیاں نکالتے ہوئے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی جلیبی نہیں دیکھی تھی۔ مارے حیرت کے وہ حلوائی سے فارسی میں مکالمہ کرنے لگا۔ مکالمہ کچھ یوں ہوا۔

ایرانی: ''خوشا! ایں چیست؟'' (یہ کیا ہے؟)

حلوائی: (قہقہہ لگاتے ہوئے) ''ہاہا! اور میٹھی پیست......''

ایرانی: (حیرت سے) ''چہ میگوئی......؟'' (تونے کیا کہا؟)

حلوائی: (ایرانی کے تاثرات کو ٹٹولتے ہوئے) ''گھی میں پوئی......''

ایرانی: (سنجیدہ ہوتے ہوئے) ''باز بگو......!'' (پھر کہو)

حلوائی: (تیوری پر بل ڈال کر) ''لینا ہو لو، ورنہ آگے بڑھو۔''

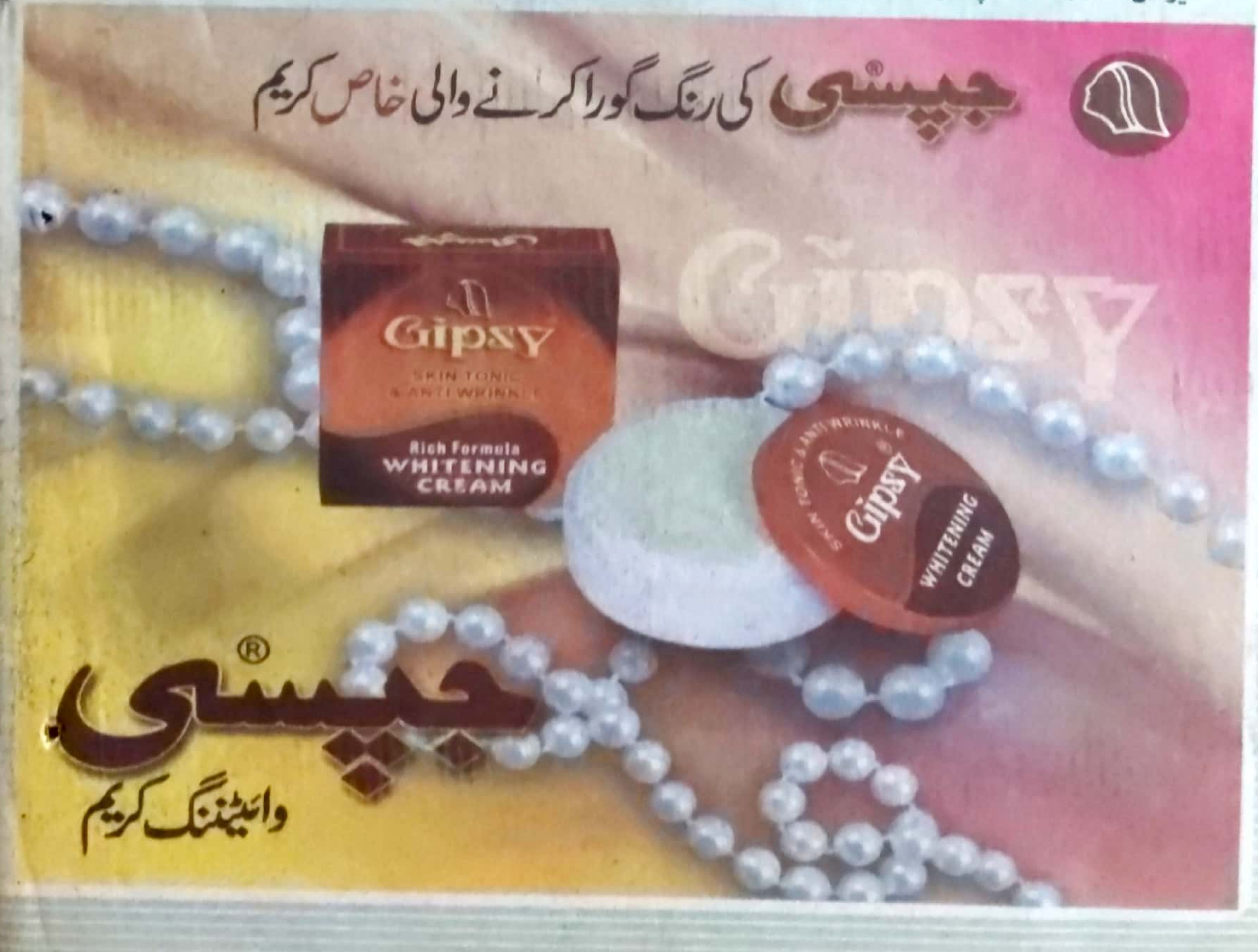

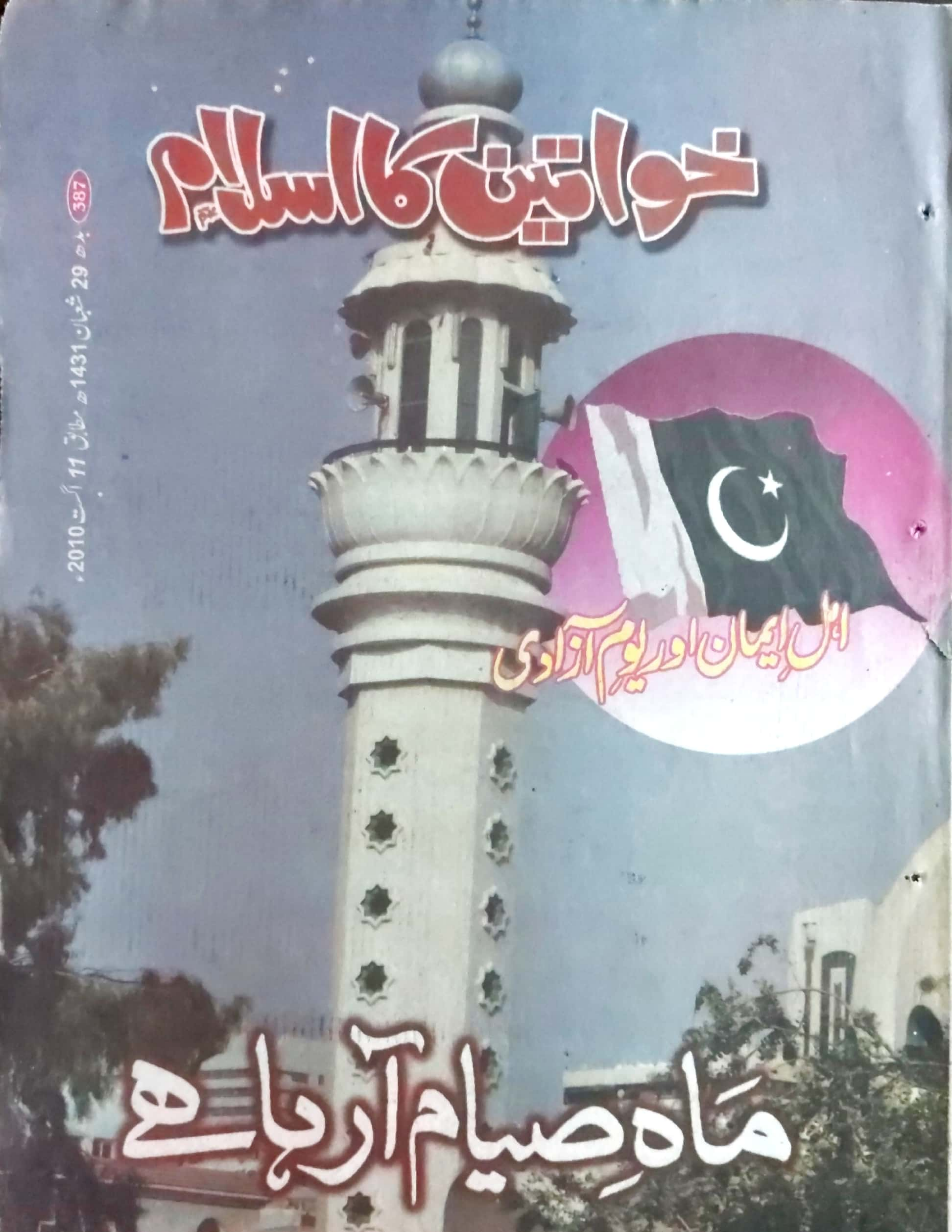

www.zaibyjewellers.com

ZAIBY JEWELLERS

New and Unique Jewellery Collection

S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

پرلے درجے کی گمراہی

اور یہ کافر لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: ''کیا ہم تمہیں ایک ایسے شخص کا پتہ بتائیں جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم (مرکر) بالکل ریزہ ریزہ ہو چکو گے، اس وقت تم ایک نئے جنم میں آ ؤ گے؟ پتہ نہیں اس شخص نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، یا اسے کسی طرح کا جنون لاحق ہے؟'' نہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ خود عذاب میں اور پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (سورۂ سبا:8,7)

تشریح یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مذکورہ بات کا جواب ہے۔ انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دو احتمال ذکر کیے تھے، ایک یہ کہ (معاذ اللہ) آپ نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مرادف ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب الٰہی کو دعوت دینے والا کوئی کام نہیں کیا، اس کے برعکس آخرت کے منکرین ضرور عذاب کا کام کر رہے ہیں۔ دوسرا احتمال کافروں نے یہ ذکر کیا تھا کہ (معاذ اللہ) آپ کو جنون لاحق ہو گیا ہے، اور جنون کی حالت میں اگرچہ عذاب نہیں ہوتا، لیکن مجنون راستے سے بھٹکا ہوا ضرور ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ آپ نہیں، بلکہ منکرینِ آخرت پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

الحدیث

صلہ رحمی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''میں اللہ ہوں، میں الرحمٰن ہوں، میں نے رشتۂ قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمٰن کے مادہ سے نکال کر اس کو رحم کا نام دیا ہے، پس جو اسے جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔'' (سنن ابی داؤد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مشیت سے پیدائش کا ایسا نظام بنایا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا رشتوں کے بندھنوں میں بندھا ہوتا ہے، پھر ان رشتوں کے کچھ فطری تقاضے اور حقوق ہیں جن کا عنوان اللہ تعالیٰ نے رحم مقرر کیا ہے، جو اس کے نام پاک رحمٰن سے گویا مشتق ہے (یعنی دونوں کا مادہ ایک ہی ہے) پس جو بندہ انسان کی فطرت میں رکھے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ان حقوق اور تقاضوں کو ادا کرے گا (یعنی صلۂ رحمی کرے گا) اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ وہ اس کو جوڑے گا (یعنی اس کو اپنا بنالے گا اور فضل وکرم سے نوازے گا) اور اس کے برعکس جو قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور قرابت کے ان حقوق کا پامال کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں اور انسان کی فطرت میں رکھے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دے گا، یعنی اپنے قرب اور اپنی رحمت وکرم سے محروم کر دے گا۔ (معارف الحدیث)

آثار صحابہ

حضرت ذی الجوشن ضبابی رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام

طبرانی نے بیان کیا کہ ذی الجوشن ضبابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ ہوئے تو میں ایک بچھیری جس کا نام قرحاء تھا، لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

'اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کے لیے قرحاء بچھیری لایا ہوں، آپ اس کو لے لیں۔'

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'مجھے اس کی حاجت تو نہیں، ہاں اگر تمہارا ارادہ ہو تو اس کے عوض میں تم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زرہ دے دوں، جو مجھے غزوۂ بدر میں ملی ہے۔'

ذی الجوشن نے کہا: 'میں اس کا تبادلہ اعلیٰ درجہ کے گھوڑے سے بھی نہ کروں گا، زرہ تو کیا چیز ہے۔'

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں۔' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اے ذی الجوشن! تم اسلام کیوں نہیں لے آتے کہ تمہارا شمار اسلام لانے والوں کی صفِ اول میں ہو جائے۔'

میں نے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'انکار کیوں کرتے ہو؟'

میں نے کہا: 'اس لیے کہ آپ کی کمزوری بتاتی ہے۔'

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تمہیں ان کی بدر کی لڑائی کی کیا خبر ملی؟'

میں نے کہا: 'سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔'

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'ہمیں تو تم کو راہ خدا بتانی ہے۔'

میں نے کہا: 'مجھے منظور ہے، بشرط یہ کہ کعبہ کو فتح کر کے آپ وہیں رہنے لگ جائیں۔'

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'شاید اگر تم زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لو گے۔'

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو آواز دے کر کہا: 'ان کا جھولا لے کر توشہ کے لیے مدینہ کی عجوہ کھجوروں سے بھر دو۔' جب میں چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'یہ شخص بنی عامر کے بہترین شہ سواروں میں سے ہے۔'

حضرت ذی الجوشن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا میں غور کے علاقہ میں اپنے گھر میں تھا کہ ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: 'لوگوں کا کیا حال ہے؟'

اس نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ فتح کر لیا اور وہیں بس گئے۔

میں نے یہ سن کر اپنے جی میں کہا کہ کاش میں پیدا ہوتے ہی مر جاتا اور میری ماں کی گود مجھ سے خالی ہو جاتی، کاش کہ جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اسی روز مسلمان ہو جاتا۔'' (حیاۃ الصحابہ، جلد اوّل)

ایسا ایمان دے جس کے بعد کوئی کُفر نہ ہو

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَاناً وَّ یَقِیْناً لَیْسَ بَعْدَہٗ کُفْرٌ، وَرَحْمَۃً اَنَالُ بِھَا شَرَفَ کَرَامَتِکَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ. (ترمذی)

''اے میرے اللہ! میرے دل کو وہ ایمان ویقین عطا فرما جس کے بعد کسی درجہ کا بھی کفر نہ ہو (یعنی کوئی بات بھی مجھ سے ایمان کے خلاف سرزد نہ ہو) اور مجھے اپنی رحمت سے نواز دے جس کے طفیل دنیا اور آخرت میں مجھے عزت وشرف کا مقام حاصل ہو۔''

پیامِ سحر

اہلِ ایمان اور یومِ آزادی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ شمارہ ایسے وقت میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے کہ ایک طرف ماہ رمضان کی آمد آمد ہے اور اہلِ ایمان ہلال رمضان دیکھنے کے لیے مستعد ہیں تو دوسری طرف پاکستان کا یوم آزادی 14 اگست آیا چاہتا ہے اور قوم اس کا جشن بنانے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ جشن کی تیاریاں، آمدِ رمضان کی تیاریوں پر سبقت لے جارہی ہیں......

بلاشبہ پاکستان کا قیام اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے...... اس لیے اس کی آزادی کا دن ہماری تاریخ کا یادگار دن ہے۔ اس دن برطانوی استعمار کی شکست، ہندوؤں کی سازشوں کی ناکامی اور مسلمانانِ برصغیر کی جدوجہد کی بارآوری کو یاد کر کے ہر مسلمان ایک عجیب سی خوشی محسوس کرتا ہے......

مگر اس کے ساتھ ساتھ جب ملک وقوم کی موجودہ حالت پر نظر جاتی ہے تو دل میں درد کی ایک ناقابل بیان چبھن محسوس ہوتی ہے۔ وہ مملکت جسے اللہ اور اللہ کے رسول کے دین کے نفاذ کے لیے حاصل کیا گیا تھا، آج اس میں اسلام کو اجنبی بنانے کی کوششیں پورے زور وشور سے ہورہی ہیں۔ حکمرانوں کو دینی حمیت اور قومی مفادات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بانی پاکستان کی سوچ اور اقبال کی فکر ونظر کو ایک مذاق بنادیا گیا ہے۔ برسرِ عام کہا جارہا ہے کہ جناح نے ایک سیکولر ریاست کا خواب دیکھا تھا اور پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ قوم کی مذہب پرستی سے فائدہ اٹھانے کے لیے گھڑا گیا تھا۔

ہم اس دعوے کو کلی طور پر مسترد کرتے ہیں۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ تحریک پاکستان کی قیادت سے لے کر اس کے عام کارکنوں تک سب کی منزل ایک آزاد اسلامی مملکت کا قیام تھی نہ کہ ایک آزاد سیکولر ریاست کی تشکیل...... قوم کو دھوکا دینے والے وہ نہیں تھے، دھوکا ان غداروں نے دیا جو ذاتی مفادات اور اغراض کی تکمیل کے لیے پاکستان کی سیاست اور بیوروکریسی میں دخیل ہوتے رہے اور آج تک قوم ان پر اعتماد کرنے کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔

الحمدللہ پاکستان کے آئین کی بنیاد قراردادِ مقاصد اس ملک کے اسلامی تشخص کا قانونی طور پر تحفظ کرتی ہے...... اس تشخص کو بالائی سطح پر بیرونی طاقتوں کے اشاروں سے مجروح کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں لیکن اگر ہم بیدار رہیں تو یہ سازشیں کبھی پنپ نہیں سکتیں۔ خواتین اس بیداری میں نہایت فعال حصہ لے سکتی ہیں۔ وہ بچوں کی اسلامی تربیت کر کے، خاندان کی ذہن سازی کر کے اور ایک داعیانہ زندگی اختیار کر کے معاشرے میں صالح انقلاب لاسکتی ہیں۔ ''خواتین کا اسلام'' اس سلسلے میں ان کا شریک کار ہے۔

آیئے آمدِ رمضان کے ان بابرکت لمحات میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے وطنِ عزیز میں اسلامی روایات واقدار کو پروان چڑھانے کا کام لے لے۔ آمین

والسلام　　میگزین ایڈیٹر

رمضان اور مدینہ

رمضاں کا جو مہینہ آیا
یاد رہ رہ کے مدینہ آیا

ہاتھ اٹھا کر جو دعائیں مانگیں
ہاتھ رحمت کا خزینہ آیا

بارگاہِ نبویؐ میں پہنچا
جیسے ساحل پہ سفینہ آیا

حوصلہ سامنے ہونے کا نہ تھا
منہ چھپائے یہ کمینہ آیا

تن بدن کانپ رہا تھا میرا
اف، ندامت سے پسینہ آیا

عرض کرنا تھا دلِ زار کا حال
کچھ سلیقہ نہ قرینہ آیا

آہ افسوس صد افسوس نفیس
فصلِ گل میں بھی نہ پینا آیا

حضرت سید نفیس شاہ صاحب

چیف ایڈیٹر: مفتی فیصل احمد　ایڈیٹر: مولانا محمد افضل　میگزین ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل ریحان

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: khkislam@gmail.com

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِ تعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

12

حقوق زوجین

مولانا مفتی محمد ابراھیم صادق آبادی

خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے:

خاوند کا حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں بھی کسی نامحرم سے گفتگو نہ کرے۔ اور نہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے، بلا اجازت نکل جانے کی صورت میں وہ ناشزہ (سرکش نافرمان) بن کر نفقہ وسکنیٰ سے محروم رہے گی اور خاوند کی نافرمانی کا گناہ اس پر مستزاد۔ البتہ والدین یا محرم رشتہ داروں سے ملنا عورت کا ہے۔ اس حق سے خاوند اسے محروم نہیں کرسکتا۔

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ عورت والدین کی زیارت وملاقات کے لیے ہفتے میں ایک بار اور دوسرے محرم رشتہ داروں سے ملنے کے لیے سال میں ایک بار جاسکتی ہے۔ اسی طرح والدین بھی ہفتہ میں ایک بار اور دوسرے رشتہ دار سال میں ایک بار اس سے ملنے کے لیے آسکتے ہیں۔ یہ حکم ملاقات کا ہے۔ اگر عورت والدین یا رشتہ داروں کے ہاں رات ٹھہرنا چاہے یا وہ لوگ اس کے ہاں رات ٹھہرنا چاہیں تو اس کے لیے خاوند کی اجازت ضروری ہے۔ اگر خاوند کو بیوی کے والدین یا رشتہ داروں کے آنے اور ملنے پر کوئی اعتراض نہ ہو تو کوئی حد مقرر نہیں وہ جب چاہیں آکر مل سکتے ہیں۔

اگر عورت کا والد معذور محتاج یا بہت بیمار ہے اور کوئی اس کی خبر گیری کرنے والا نہیں تو حسب ضرورت بیٹی روز اس کے پاس آجاسکتی ہے۔ والد خواہ بے دین بلکہ کافر ہی کیوں نہ ہو، ایسی مجبوری میں خاوند سے اجازت لیے بغیر بھی جاسکتی ہے۔ البتہ خاوند کے روکنے کے باوجود چلی گئی تو نفقہ کی حق دار نہ ہوگی۔ وتفصیل المسئلۃ یلاحظ فی ردالمحتار (602/3)

خاوند جو کچھ کھلائے پہنائے اس پر شکر گزار ہو:

خاوند کا حق ہے کہ وہ حسب حیثیت بیوی کو جو کچھ کھلائے پہنائے جس قسم کی رہائش مہیا کرے بیوی اس پر شکر گزار ہو، خاوند کی شکایت نہ کرے، خاوند کی ناشکری کو حدیث میں کفر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس پر سخت وعید سنائی گئی۔ چناں چہ حضرت اسما بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنی ہم جولیوں میں بیٹھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا: اپنے محسنوں سے کفر (ناشکری) کرنے سے بچو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! محسنوں سے کفر کس طرح ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں ایک لڑکی عرصۂ دراز تک والدین کے پاس بے نکاحی بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے خاوند کی نعمت عطا فرماتے ہیں اور اس سے اولاد کی نعمت عطا فرماتے ہیں، پھر (ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے) کسی موقع پر اسے غصہ آتا ہے تو کفر (ناشکری) پر اتر آتی ہے اور خاوند سے کہتی ہے میں نے آج تک تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ (بخاری فی الادب المفرد باسنا وجید)

ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو، اس لیے کہ میں نے اہل جہنم میں (مردوں کی بنسبت)، تمہاری تعداد زیادہ دیکھی ہے۔ ان میں ایک خاتون نے کہا: کس سبب سے جہنم میں ہماری تعداد زیادہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس کا سبب یہ ہے کہ) تم لعن طعن بہت زیادہ کرتی ہو اور خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے عقل ودین میں ناقص ہونے کے باوجود دانا اور عقل مند مرد کو بے وقوف بنانے میں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ ان عورتوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے دین اور ہماری عقل میں کیا نقص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کے برابر نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس کی عقل کا نقص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوتا کہ عورت جب حالت حیض میں ہو تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس کے دین کا نقص ہے (بخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خاوندوں کی نافرمانی اور ناشکری بہت بڑا جرم ہے جو جہنم میں لے جانے کا سبب بن سکتا ہے پس مسلمان خواتین کو ان گناہوں سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

بچوں کو دودھ پلائے اور ان کی پرورش کرے:

خاوند کا حق ہے کہ بیوی اس کے بچوں کو دودھ پلائے اور ان کی پرورش کرے، چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین." (البقرہ 233/2) اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔

دودھ پلانا ماں کے ذمہ دیانۃً واجب ہے۔ اگر بلا عذر اس سے انکار کرے گی تو گناہ گار ٹھہرے گی۔ حدیث میں بھی اس پر سخت وعید سنائی گئی چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاذا بنساء تنهش ثديهن الحيات، قلت ما بال هؤلاء؟ قال هؤلاء يمنعن اولادهن البانهن "اچانک کچھ عورتوں کو دیکھتا ہوں کہ سانپ ان کے پستانوں کو ڈس رہے ہیں، میں نے پوچھا ان کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو اپنے دودھ سے محروم رکھتی تھیں" (ابن خزیمہ، حاکم عن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ)

ہاں اگر کسی عذر اور مجبوری کے سبب ماں دودھ پلانے سے انکار کردے تو اب اسے مجبور کرنا جائز نہیں۔ الا یہ کہ بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیے اور نہ کوئی دوسرا دودھ موافق آئے یا والد متبادل انتظام کرنے کی مالی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں ماں کو ہی مجبور کیا جائے گا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب تک نکاح قائم ہے عورت کے لیے دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں۔ خاوند کی طرف سے نان ونفقہ ہی اس کا بدل ہے۔ ہاں اگر طلاق پڑ گئی تو طلاق کی عدت گزرنے کے بعد چوں کہ خاوند سے نفقہ کی ذمہ داری ختم ہو چکی اس لیے مطلقہ اب دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے۔ بچے کے والد کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ بچہ ماں سے چھین کر کسی دوسری انا کے حوالہ کردے، بشرط یہ کہ ماں دوسری عورتوں کی بنسبت زیادہ اجرت کا مطالبہ نہ کرے، ورنہ والد کو حق ہوگا کہ بچہ اس سے لے کر کسی انا کے حوالہ کردے۔ (جاری ہے)

اعلان

رمضان المبارک میں فون کے اوقات

دس سے گیارہ بجے تک (دن)

فون: 068-5800129

دو سے تین بجے تک (دن)

فون: 0334-7282766

تنبیہ: یہ اوقات صرف شرعی مسائل کے لیے ہیں، لہٰذا اس دوران خوابوں کی تعبیر، عملیات، وظائف یا ذاتی مشورہ کے لیے فون نہ کیا جائے۔

ماہِ صیام آرہا ہے

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے۔ گناہ گاروں کے لیے اس ماہ مبارک میں سامانِ مغفرت ہے۔ جہنم کے مستحق ہونے والوں کے لیے آزادی کا پروانہ ہے۔ رمضان المبارک میں جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور جنت کے کھول دیے جاتے ہیں۔

''اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ اور شر کے چاہنے والے پیچھے ہٹ جا'' کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اس ماہ مبارک میں دن میں روزہ فرض اور رات کا قیام مسنون ہے۔

اس مبارک ماہ میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا سے بڑھ جاتا ہے اور ہر روز ملائکہ کے ذریعے منادی کرائی جاتی ہے کہ اے خیر کے طالب سامنے آ اور شر کے طالب ہٹ جا اور اللہ تعالیٰ کے لیے رمضان میں بہت سے لوگ جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔

اس ماہ مبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت، اور تیسرا عشرہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ ہر شخص اس کی فکر کرے کہ اس وقت کو غنیمت جانے۔ زیادہ سے زیادہ وقت ذکر واذکار، تلاوت قرآن مجید اور دیگر عبادات میں مصروف رہے۔ کلمہ طیبہ اور استغفار کا ورد کثرت سے کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ایک دروازہ ''ریان'' نامی ہے، جس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔''

ایک دن کے روزے کا ثواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے ایک دن کا روزہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اس قدر دور کردیتے ہیں کہ جس قدر کوا اپنی ابتدائی عمر سے بوڑھا ہونے تک اڑان میں مسافت طے کرتا ہے۔'' (تحفۂ رمضان)

دعائیں قبول ہوتی ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب رمضان کی پہلی رات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے خطاب کے لیے کھڑے ہوگئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: 'اے لوگو! تمہاری طرف سے تمہارے دشمن جنات کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا)۔

خوب سن لو! اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے (نگرانی کے لیے) مقرر فرمادیے ہیں۔ لہٰذا اب وہ رمضان المبارک گزارنے تک چھوٹنے والے نہیں۔ یہ بھی سن لو! رمضان شریف کی پہلی رات سے اخیر رات تک آسمان کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اس ماہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (تحفۂ رمضان)

کرنے کے کام:

☆ رمضان سے پہلے وہ کام جن کا تعلق بازار سے اور سحر وافطاری وعید سے ہے وہ کرلیں۔ ضروری خریداری کرلیں۔

ام عاصم ومعاویہ صدیق۔ واہ کینٹ

☆ رمضان سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرلیں۔

☆ رمضان شریف میں ہر قسم کے گناہوں سے خصوصیت کے ساتھ پرہیز کیا جائے۔

☆ اپنے ہاتھ، پاؤں اور زبان کو قابو میں رکھا جائے یعنی چغلی، غیبت، چوری وغیرہ سے بچیں۔

☆ علمائے دین، مدارس، خانقاہوں اور دینی مراکز کی حفاظت، اسلام کی سربلندی، مظلوم مسلمانوں کی حمایت ونصرت کی خوب دعائیں کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی رحمتیں برکتیں سمیٹنے کی طاقت ہمت عطا کرے۔ آمین۔

رمضان میں سحری

ام حمزہ عدنان۔ کراچی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو، اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا کرو کیوں کہ سحر میں کھانے پینے پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے۔ اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

افطار: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کی افطاری میں جلدی کرے (یعنی غروب آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے)۔ (معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی سے افطار کرے، اس لیے کہ پانی اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے۔'' (جامع ترمذی)

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ

اجمل زیدی

(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام

کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر۔ K.F.C کراچی۔ فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر۔ ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر۔ فون: 19-2218215(091) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام: 28 مارچ تا 6 اپریل، 28 جولائی تا 6 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر۔ ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔ فون: 4518061-62/4582803(061) موبائل 8566188(0300)

لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، 14 اکتوبر تا 27 اکتوبر۔ عامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور۔ فون: 19-7115015(042) موبائل 8566188(0300)

اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری۔ مکان نمبر 62 اسٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 قطبی چوک (مرکز) اسلام آباد۔ فون: 2255880-2854595(051) موبائل 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

گلدستہ

شیطان کا سوال

حضرت یوسف بن ارطات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب کوئی نوجوان اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے: دیکھو اس کی غذا کیا ہے؟ اس کی خوراک کیسی ہے؟ اگر اس کا کھانا پینا مال حرام سے ہے، حرام کھاتا ہے، حرام پیتا ہے، حرام پہنتا ہے، تو شیطان اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ اب تم اس کی طرف سے بے فکر رہو، اب تمہیں اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ حرام کھانے سے اس کی عبادت اس کو بالکل فائدہ نہیں دے گی۔" (کتاب الکبائر) ﴿افشاں اشفاق﴾

والدہ مولانا محمد علی جوہر:

ان کا نام آبادی بیگم تھا، بی اماں کے لقب سے مشہور تھیں۔ 1852ء میں پیدا ہوئیں اور 1924ء میں فوت ہوئیں۔ ان کے والد نے جنگِ آزادی 1857ء میں حصہ لیا تھا، پھر ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گئے تھے۔ آبادی بیگم کی تعلیم اگرچہ معمولی تھی مگر وہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھیں۔

27 سال کی عمر میں شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی اولاد میں چھ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ ترکہ میں معمولی سی زمین تھی۔ ان باوقار خاتون نے اپنی اولاد کو پڑھایا اور بہترین تعلیم دلائی۔ زیور بیچ کر بچوں کی تعلیم جاری رکھی۔ وہ بڑی معاملہ فہم اور خوددار خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنی اولاد کے اندر دین سے لگاؤ اور محبت پیدا کی۔ بچوں کی سخت نگرانی کرتی تھیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ بڑے ہو جانے کے بعد بھی کسی اولاد کی یہ مجال نہیں تھی کہ ماں کا کہا ٹال دے۔ یہی بچے تحریک آزادی ہند کے مشہور ترین قائد بنے۔

﴿اہلیہ مظہر شہزاد شیخ۔ لاہور﴾

نیک بیوی کی چار صفات:

علماء نے لکھا ہے کہ نیک بیوی کے اندر چار صفات ہوتی ہیں:

1) اس کے چہرے پر حیاء ہو۔ (یاد رکھیے کہ سرخی پاؤڈر سے انسان کے جمال میں اضافہ نہیں ہوتا، انسان کے جمال میں تو حیاء کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے، جس کے چہرے پر حیاء ہو اللہ رب العزت اس کے چہرے کو پرکشش بنا دیتے ہیں۔)

2) زبان کے اندر شیرینی ہو...... یعنی نرم بولنے والی ہو، جب خاوند سے بات کرے تو نرم لہجے میں کرے۔ (عام طور پر اکثر عورتیں غیروں سے بات کرتی ہیں تو سارے جہاں کی مٹھاس ان کی زبان میں ہوتی ہے اور جب خاوند سے بات کرتی ہیں تو اکثر اوقات لہجے میں کڑواہٹ بھری ہوتی ہے۔ اس کو شریعت نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا جب نامحرموں سے بات کرنا پڑ جائے تو آواز اور لہجے میں سختی اور بے گانگی ہو اور خاوند سے بات کرے تو بے حد نرمی سے ہونی چاہیے۔)

3) عورت کے ہاتھ ہر وقت کام میں لگے رہتے ہوں۔ (یعنی عورت گھر کے کام کاج میں، بچوں اور خاوند کے کام کاج میں لگی رہے۔)

4) اور اس کے دل میں اللہ رسول کی محبت ہو (اور جب یہ محبت ہو گی تو ان کے ارشادات کے مطابق ضرور خاوند سے بھی محبت ہو گی، اس کی اطاعت شعار ہو گی)۔

یہ چار خوبیاں نیک اور دین دار عورت کی پہچان ہے۔

(حوالہ: سکون دل)

﴿مرسلہ: نادیہ سجاول خان۔ میرپور خاص﴾

عجب کا کفارہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نئی قمیص پہنی اور دیکھ کر خوش ہونے لگی، وہ مجھے بہت اچھی لگ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کیا دیکھ رہی ہو؟ اس وقت اللہ تعالیٰ تمہیں (نظر رحمت) سے نہیں دیکھ رہے ہیں۔"

میں نے کہا: "یہ کیوں؟"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جب دنیا کی وجہ سے بندہ میں "عجب" (خود کو اچھا سمجھنا) پیدا ہو جاتا ہے تو جب تک وہ بندہ وہ زینت نہیں چھوڑ دیتا، اس وقت تک اس کا رب اس سے ناراض رہتا ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے وہ قمیص اتار کر اسی وقت صدقہ کر دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"شاید یہ صدقہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔"

ہم بہنوں کے لیے اس میں بڑی عبرت ہے۔

(ماخوذ: حیاۃ الصحابہ 411/2)

﴿مرسلہ: اہلیہ مفتی لطف الرحمن۔ شیخ لاہوری جھنگ صدر﴾

تبت سنو:

مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ بڑے بھولے بھالے اور سیدھے سادے تھے...... ہر وقت ان کا دھیان اللہ کی طرف لگا رہتا اور کثرت سے مطالعہ کرتے رہتے...... ایک بار اپنے ایک جاننے والے کے ہاں تشریف لائے، انہوں نے اپنے صاحبزادہ سے کہا کہ حضرت حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں اس کے لیے کچھ ضروری چیزیں چاہیے تم ان کے ساتھ بازار چلے جاؤ...... جب شام کو واپس تشریف لائے تو حضرت فرمانے لگے کہ میں نے دیکھا کہ جگہ جگہ سڑکوں پر بورڈ لگے ہیں اور ان پر لکھا ہے "تبت سنو"...... کہیں یہ نہیں لکھا "قل ہو اللہ" سنو، یہ کیا بات ہے؟ ان صاحب نے کہا: "حضرت آپ کے پڑھنے میں غلطی ہوئی ہے یہ تبت سنو نہیں تبت اِسنو (Tibet snow) ہے جسے اردو میں سنو لکھ دیا جاتا ہے یہ ایک کریم کا نام ہے...... فرمانے لگے جب ہی مجھے تعجب ہو رہا تھا کہ جگہ جگہ یہ کیا لکھا ہوا ہے؟

﴿ام ساریہ۔ کراچی﴾

شہد ہر مرض کا علاج

☆...... شہد نزلہ، زکام، بدہضمی اور آنکھوں کے علاج کے لیے مفید ہے۔

☆...... شہد میں اینٹی بائیوٹک، اینٹی الرجک وغیرہ سب اجزاء شامل ہے۔

☆...... شہد غذا، شفاء اور دوا ہے۔

☆...... شہد دنیا کی واحد منفرد دوائی ہے جو وائرس کو بھی ہلاک کر سکتی ہے۔

☆...... ماں کے دودھ کے بعد بچوں کے لیے شہد ایک بہترین اور مکمل غذا ہے۔

☆...... بلڈ پریشر Low، UP دماغی امراض بڑھاپا، امراض قلب، امراض چشم، ہاضمہ کی تمام تکالیف، نیا خون، قبض، دمہ امراض سینہ، امراض گردہ، امراض فالج، امراض بواسیر، ملیریا، امراض معدہ، موٹاپا کا قدرتی علاج، السر، درد کمر، جگر، اور دل کی بیماریوں کے لیے مفید ہے۔

☆...... مساج کے بعد چہرے پر لگانے سے کیل مہاسے ختم کرتا ہے اور رنگ کو نکھارتا ہے۔ شہد دنیا کی واحد مٹھاس ہے جسے شوگر کے مریض استعمال کر سکتے ہیں۔ شہد کی شفاء بخشی کے متعلق چودہ سو سال پہلے اعلان کیا گیا تھا۔ جو حقیقت ہے آج بھی تمام دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے۔ ﴿کوثر جبیں بنت محمد رمضان۔ نورآباد اٹک﴾

کل کا پاکستان

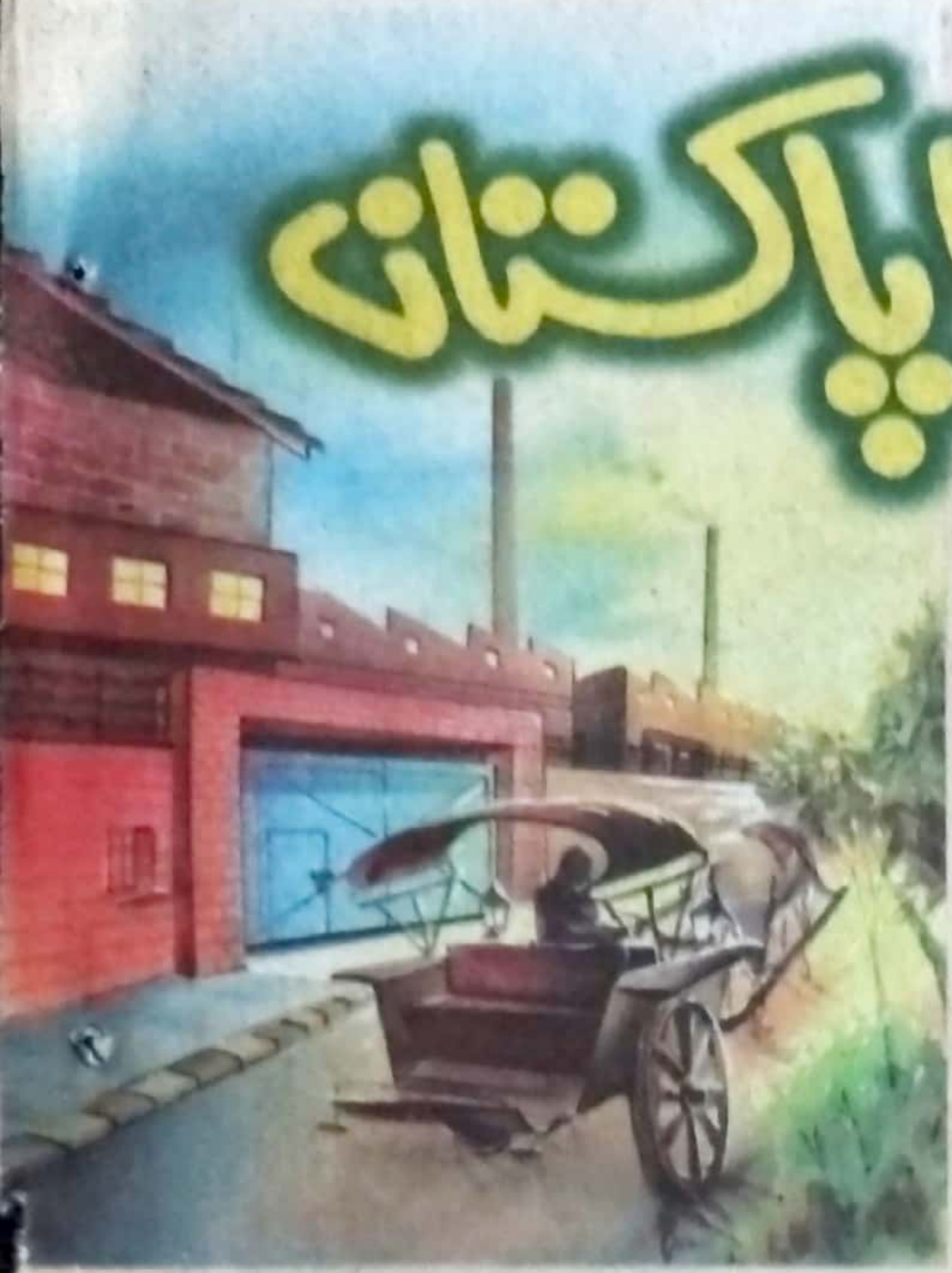

حفصہ حنیف بنگورا

تپائی پہ رکھی موم بتی کی ٹمٹماتی روشنی کمرے کی اداسی کو اور بڑھا رہی تھی۔ افشاں پیر پسارے ننگے فرش پر لیٹی ہوئی تھی اس کے پیر ایڑیوں کے بل پر دائیں بائیں حرکت کر رہے تھے۔ وہ چھت کو گھور رہی تھی جہاں دو سال قبل پنکھا لگا ہوا کرتا تھا مگر اب ملک میں بجلی ناپید ہو چکی تھی۔ دستی پنکھوں پہ گزارا تھا۔

کل افشاں کا میٹرک کا پرچہ تھا مگر اندھیرے میں کیا تیاری ہو سکتی تھی۔ اچانک اس کے والد کی آواز آئی؛

"افشاں بیٹی! گھوڑی کو چارا نہیں ڈالا ابھی تک؟"

"جی ابا جان! ابھی ڈالتی ہوں۔"

وہ باہر آئی تو اس کا بھائی ندیم ابا سے مخاطب تھا۔

"ابا اخبار میں آیا ہے کہ چوں کہ پانی کا سخت بحران ہے اس لیے ہر علاقے میں ہفتے میں صرف ایک دن پانی آیا کرے گا۔"

"ہاں بیٹا یہی حال رہا تو کسی دن پارلیمنٹ سے آکسیجن بل بھی پاس ہو کر رہے گا جس کے بعد ہر اس شخص کو آکسیجن لینے کا بل ادا کرنا پڑے جو مملکت خداداد میں سانس لینے جیسی عیاشی کرے گا۔"

"پٹرول، ڈیزل اور مٹی کا تیل اس قدر مہنگا ہو چکا ہے کہ سڑکیں ویران پڑی ہیں۔ لوگ موٹر کاریں تول تول کر بیچ رہے ہیں۔ خچر، گھوڑے اور سائیکلیں ہی نقل وحمل کے ذرائع ہیں اور ان سواریوں پر بھی روڈ ٹیکس نافذ ہے۔" ندیم سر پر ہاتھ مار کر بولا۔

"ہاں بیٹا! زرعی ملک میں اب کچھ نہیں اگتا سوائے بھوک کے۔ گندم، چاول، گوشت اور دیگر اجناس درآمد کیے جاتے ہیں۔ ملک سے فیکٹریاں، انڈسٹریاں ختم ہو چکی ہیں۔ سرمایہ داروں نے روپیہ پڑوسی ممالک میں لگا دیا ہے۔ مشینیں خاموش ہیں اور چمنیاں شفاف۔ ہر چیز غیر ملکی استعمال کی جا رہی ہے۔ جوتے سے لے کر کپڑوں تک اور دواؤں سے لے کر پینے کے پانی تک سب کچھ بدیشی مال ہے۔ ایک روٹی سو روپے کی ہو گئی ہے۔ آٹا ایک ہزار روپے کلو تک پہنچ گیا ہے۔"

"مجھے تو وہ وقت یاد آتا ہے جب ہم چھوٹے تھے، دن میں ایک ناشتا اور دو وقت کھانا کھاتے تھے۔"

ہاں اب تو بس ایک وقت کھانا کھایا جاتا ہے۔ اور...... باقی دو وقت فاقہ۔"

"ابو، ہماری یونیورسٹی سمیت تمام اسکولوں، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں طلبہ نہ ہونے کے برابر ہیں، سب روٹی روزگار تلاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں بھی بکرے دنبے، گدھے، گھوڑے اور بیل بندھے ہوئے ہیں کہ انہی چوپایوں کی خرید و فروخت سب کے لیے منافع بخش کاروبار ہے۔ بے روزگاری آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ اور مہنگائی ساتویں آسمان سے باتیں کرنے کے بعد اس سے بغلگیر ہو گئی ہے۔ سیاسی جماعتوں کے قائدین اور دیگر سیاست دان اپنی اپنی پارٹی اور اپنے اپنے جھنڈیوں کے نعروں، دعوؤں اور وعدوں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ حکمران طبقہ عوام مزید ریلیف دینے کا مشورہ سناتا ہے اور یہ بھی کہ موجودہ مہنگائی سے عام آدمی پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔"

"ابو اخبار میں پڑھا ہے کہ تمام وزیروں، مشیروں کے لیے اپنے اپنے ہوائی جہازوں کی منظوری دے دی گئی ہے اور قومی صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے لیے جو سینکڑوں کی تعداد میں ذاتی ہیلی کاپٹر منگوائے جا رہے ہیں۔ ان چیزوں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے "راہ گیر ٹیکس" بھی کچھ عرصے میں نافذ ہو جائے گا۔"

"ہاں بیٹا۔ پھر تو لوگ پیدل چلنے سے بھی خوف کھائیں گے۔"

یہ سن کر افشاں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ چھت پر پنکھا مخصوص گھرر گھرر کے ساتھ چلنا شروع ہو گیا تھا۔ موبائل کی ٹون کی آواز اس کی چارجنگ شروع ہونے کا پتا دے رہی تھی۔ شاید ابھی ابھی بجلی آئی تھی۔ افشاں کے دونوں ہاتھ بے اختیار دعا کے لیے اٹھ گئے۔

"یا اللہ میرے وطن پر رحم کر دے، جتنی نعمتیں تو نے اس ملک میں عطا کی ہیں کسی اور خطے کو نہیں دیں مگر تو اسے اچھے حکمران بھی عنایت کر دے۔ ہمیں شکر گزار قوم بنا دے، رشوت، جھوٹ اور کرپشن ختم کر دے۔ اس ملک کو ناکام ریاست کہنے والے ہی اس کی ترقی کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ جو لوگ مایوسیاں پھیلا رہے ہیں انہیں ہدایت دے۔ آمین۔"

حرمین کا مسافر

رُلانے اور ہنسانے والا
دلچسپ اور تاریخی سفرنامہ

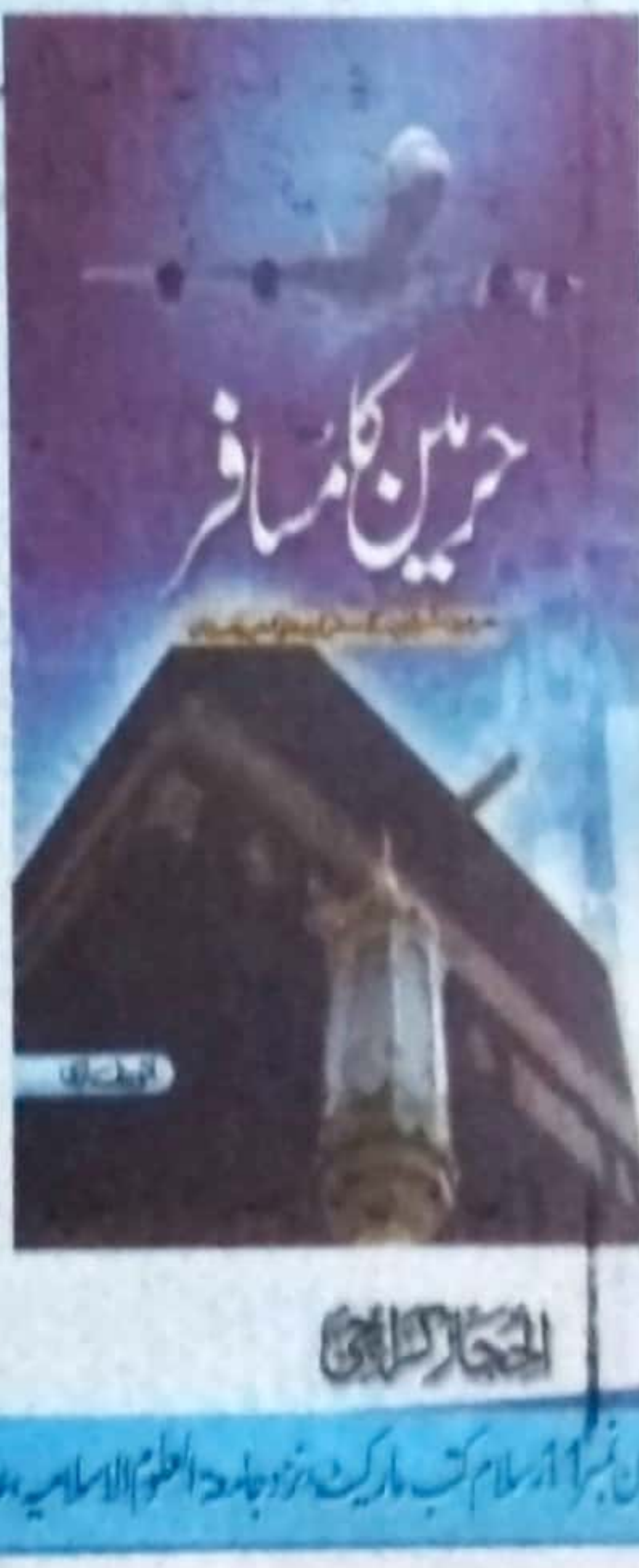

رعائتی قیمت 70 روپے
قیمت ڈاک خرچ کے ساتھ 130 روپے

ملنے کے پتے:
ادارہ اشاعت الخیر، ملتان 0300-7301239
پشاور 0314-9696344، 091-2580331
بہاولپور 0333-6367755، 062-2731947
قرآن محل، راولپنڈی 0321-5123698
لاہور 0321-4538727
اسلامی کتاب گھر، فیصل آباد 0321-7693142
مکتبہ عبداللہ، سرگودھا 0321-6018171
راولپنڈی 0333-5141413
0302-5475447
ملتان 0321-2647131

الحجاز کتب خانہ

دکان نمبر 11، اسلام کتب مارکیٹ، نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی رابطہ نمبر 0314-2139797

پروفیسر امتیاز احمد سرشک

جشنِ آزادی

اپنی تحریر سے روٹھوں کو مناؤں کیسے؟
اپنی تقریر سے یاروں کو جگاؤں کیسے؟
جب کہ اپنوں نے مرا زورِ بیاں ضبط کیا
چھین کر میرا قلم توڑ دیا
یہ میرے عہد میں پھر سے ہے، جشنِ آزادی
بڑے ہی جوش سے ہم پھر منا رہے ہیں، یہ دن
یہ ایک سوال مرے ذہن میں ابھرتا ہے
ہمارے ذہن جو اب تک غلام ٹھہرے ہیں
مناؤں کس طرح آزادی یہ بتائے کوئی
مجھے ہے تجھ سے محبت مگر اے ارضِ وطن
بقول فیض نظر اس طرف بھی جاتی ہے
جہاں پہ بچے جواں ہوتے قتل ہو جائیں
جہاں پہ بھیک میں بھی موت بخش دیتے ہیں
جہاں پہ ہونٹ ترستے ہیں اک ہنسی کے لیے
جہاں پہ دن بھی تڑپتا ہے روشنی کے لیے
جہاں پہ عیش مقید ہے شیش محلوں تک
جہاں طرب ہی مقدر ہے کچھ گھرانوں کا
ہر ایک فرد سکندر ہے کچھ گھرانوں کا
جہاں پہ اہلِ ہنر روز کٹتے رہتے ہیں
جہاں پہ اہلِ قلم روز بکتے رہتے ہیں
مگر تمہارا نہیں دوش اس میں پاک وطن
کہ ہم نے خود ہی تو قیمت لگائی ہے اپنی
کہ ہم نے خود ہی تو سونپا تجھے ہے غیروں کو
مجھے ہے تجھ سے محبت مگر اے ارضِ وطن!

انتخاب: آسیہ محمد رحیم۔ کراچی

ماسی یا پری؟

ساجدہ غلام محمد

صدف نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا تو محسن نے بھی اسے مسکرا کر دیکھا اور اندر کی جانب قدم بڑھائے لیکن راہداری کی روشنی میں آتے ہی اس کے لبوں کی مسکراہٹ اس وقت مدہم پڑگئی جب کچھ کہتے کہتے اس نے پلٹ کر صدف کی جانب دیکھا۔ وہ اب بھی پیار بھری نظروں سے اپنے شوہر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ محسن نے گہری سانس لیتے ہوئے ایک نظر اس کے سراپے پر ڈالی اور سر جھٹک کر کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے۔

''آج تو آپ کا پسندیدہ پکوان بنایا ہے میں نے۔ چٹ پٹے کباب! آپ غسل کر لیں۔ میں ابھی دو منٹ میں روٹیاں بنا لیتی ہوں۔''

وہ اس کی باتیں سنتا ہوا کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ ہر چیز ترتیب سے اپنی جگہ موجود تھی اور ان کی چمک دمک صدف کے سگھڑ پنے کا اعلان کر رہی تھی۔ مگر خود صدف کی اپنی یہ حالت تھی کہ نہ زیور نہ گہنے۔ کان بالیوں سے خالی اور بانہیں چوڑیوں کی کھنک سے محروم۔ بال الجھے ہوئے۔

''ٹھیک ہے تم روٹیاں بناؤ میں آتا ہوں۔''

محسن نے اپنے لہجے کو حتی الامکان خوش گوار رکھتے ہوئے صدف سے کہا۔

''جلدی آجایئے گا۔''

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد تک محسن خالی خالی نظروں سے دروازے کو دیکھتا رہا۔

محسن کو وہ دن یاد آگیا جب صدف دلہن کے روپ میں اس کے کمرے میں شرمائی سی بیٹھی تھی۔

''یہ صرف میری ہے۔''

اس نے پھولوں کے ہاروں کو اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے سوچا تھا۔ تعلیم یافتہ، خوب صورت، سلیقہ شعار، پردہ دار، صدف اس کی تمام تمناؤں کا مجموعہ تھی۔ وہ خود بھی نیک سیرت نوجوان تھا جس نے آج تک اپنی نگاہوں کو ہر ممکن حد تک بھٹکنے اور دل کو بہکنے سے باز رکھا تھا اور صدف کو دلہن کے روپ میں دیکھ کر اسے یہی لگا تھا کہ وہ اللہ کی طرف سے اس کے لیے بہترین انعام ہے۔

شادی کا پہلا مہینہ بہترین گزرا تھا۔ دوستوں اور رشتہ داروں کی طرف سے دعوتوں کا ایک طویل سلسلہ تھا۔ زندگی بہت خوب صورت ہو گئی تھی۔ ابھی تک وہ دونوں محسن کے امی اور ابو کے ساتھ رہ رہے تھے مگر اب لاہور جانا تھا۔

محسن کی چھٹیاں ختم ہونے میں دو تین دن رہ گئے تھے۔ اس کی ملازمت لاہور میں تھی۔ وہاں اس نے رہائش کے لیے ایک چھوٹا سا گھر بھی کرائے پر لے لیا تھا۔

☆

چھٹیوں کے بعد کام پر آج پہلا دن تھا اور شام کو وہ ایک خوش کن احساس لیے واپس گھر جا رہا تھا جہاں اس کے دل اور گھر کی ملکہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''جامنی رنگ کے کپڑے پہننا۔''

صبح جاتے ہوئے اس نے صدف سے کہا تھا اور راستے بھر سوچتا رہا تھا کہ وہ میرے لیے تیار ہو رہی ہوگی۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے ان گجروں کی مہک اپنے اندر اتار دی جو اس نے صدف کے لیے خریدے تھے۔

بڑی بے تابی سے اس نے گھر کی گھنٹی بجائی لیکن صدف کو دیکھ کر اسے کچھ حیرت ہوئی۔ متبسم چہرے کے ساتھ صدف نے اس کا استقبال کیا تھا لیکن وہ چوڑیوں کی کھنک، وہ پھولوں کی آرائش، وہ چہرے کا سنگھار، کچھ بھی تو نہیں تھا جس کی محسن کو توقع تھی۔

''صدف تم تیار کیوں نہیں ہوئیں؟'' اس نے بے اختیار پوچھا۔

''ارے اور کیا تیار ہوتی، آپ کی فرمائش کے کپڑے تو پہنے ہیں۔'' وہ ایک لاڈ سے بولی تو محسن کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں نے اتنے ڈھیر سارے زیور تو تمہیں لے کے دیے ہیں۔ وہ بھی پہنتیں ناں۔ مجھے اچھا لگتا۔''

اس کی بات سن کر صدف کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''پھر کچن میں کوئی کام نہ ہو پاتا مجھ سے۔ میں اپنی چوڑیاں اور انگوٹھیاں سنبھالتی یا چولہے پر چڑھے سرخ ہوتے پیازوں کو دیکھتی۔''

''ارے ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ چلو میں تمہیں چوڑیاں پہناؤں۔ اور یہ دیکھو۔''

محسن نے گجرے شاپر سے نکالے۔

''میں تمہارے لیے گجرے لایا ہوں۔ لاؤ ہاتھ۔''

صدف نے مسکراتے ہوئے بازو آگے کر دیے۔

''اچھے لگ رہے ہیں ناں؟''

گجرے پہنانے کے بعد اب وہ اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔

''بہت اچھے...... اُن کی خوشبو کتنی مسحور کن ہے۔''

صدف کے لہجے سے خوشی چھلک رہی تھی۔

''صدف تیار رہا کرو ناں! باہر کی دنیا میں بہت رنگ بکھرے ہیں اور ہر رنگ چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ مجھے دیکھو، میں خوب صورت ہوں لیکن میں اپنے دل سے یہی کہتا ہوں کہ سب سے خوب صورت رنگ تو میرے گھر میں ہے، اسے ہی دیکھوں گا۔''

محسن کے لہجے میں صدف کے لیے پیار ہی پیار تھا۔ وہ مسکرا کر رہ گئی۔

☆

کچھ ہی دنوں میں اسے اندازہ ہو گیا کہ صدف اپنے آپ پر وقت صرف کرنے کی بجائے گھر کی آرائش پر وقت زیادہ صرف کرتی ہے۔ بلاشبہ اس کے ہاتھ میں بہت لذت تھی اور محسن اس کے کھانوں کا دیوانہ تھا۔ اس کے اندر سلیقہ بھی بہت تھا لیکن محسن چاہتا تھا کہ وہ کام کاج سے فارغ ہو کر اس کے واپسی تک اس کے لیے تیار ہو جایا کرے، جائز حد تک بناؤ سنگھار اختیار کرے، گھر میں صرف وہ دو ہی تو تھے، اس لیے پردے کا مسئلہ بھی کوئی نہ تھا۔ لیکن صدف کو یہ سب فضول خرچی لگتا، محسن نے کہہ دیا تو تھوڑا بہت زیور پہن لیا۔ ورنہ اسے خود سے کوئی شوق نہیں تھا۔ چناں چہ تھوڑے ہی عرصے میں محسن اس سے ناراض رہنے لگا۔ اور اب آفس سے واپس آکر اپنے کمرے میں بیٹھا وہ یہی سوچ رہا تھا۔

''کیا ضروری ہے کہ ہر بار میں ہی اسے چوڑیاں وغیرہ پہننے کا کہوں؟ کیا اسے عقل نہیں ہے کہ میرے کہنے سے پہلے ہی وہ سب سمجھ جائے؟ میری خاطر ہی تھوڑا تیار ہو جائے؟''

☆

''بتاؤ ناں فری میں کیا کروں؟ پتا نہیں اب وہ مجھ سے ویسی دلچسپی نہیں لیتے جیسی لینی چاہیے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں دوسرا چکر نہ چل رہا ہو۔''

صدف بچی تو نہ تھی، ان کا بدلا ہوا رویہ محسوس کر لیا تھا اب جبکہ محسن دفتر گیا ہوا تھا، اس نے فوراً اپنی پرانی دوست فریحہ کو فون ملا لیا۔

''اچھا بس آدھے گھنٹے تک آتی ہوں۔ پھر مسئلے کا حل ڈھونڈتے ہیں۔''

فریحہ نے تسلی دے کر فون رکھا تو وہ بھی بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگی۔ گھر کی صفائی پہلے ہی کر لی تھی اور ہانڈی پک رہی تھی۔

☆

''ارے صدف تم تو بالکل بھی نہیں بدلیں۔ میرا خیال تھا کہ شادی کے بعد کچھ عقل آجائے گی۔ مگر کہاں جناب، وہی حلیہ اور وہی لباس۔'' فریحہ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"اچھا تم بیٹھو تو سہی، آتے ہی شروع ہوگئی ہو۔" صدف نے جھینپ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔

"ہاں اب ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے۔ آخر میں ازدواجی حیثیت سے تم سے دو سال بڑی ہوں۔"

فریحہ کی بات پر وہ مسکرائی، پھر آہستہ آہستہ بتانے لگی۔

"بہن! شروع میں تو سب ٹھیک تھا لیکن جب سے اس گھر میں آئے ہیں وہ کچھ نالاں رہنے لگے ہیں۔ میں تو ہر طرح سے ان کا خیال رکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ ان کی ہر چیز بغیر کہے ان کے سامنے حاضر کر دیتی ہوں۔ پھر بھی پتا نہیں کیوں......"

کہتے کہتے صدف کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"ارے ارے رونا نہیں۔ ابھی نکالتے ہیں اس مسئلے کا حل۔" فری نے اسے تھپکی دی۔

"انہوں نے کبھی اظہار کیا کہ یہ چیز انہیں بری لگتی ہے یا کوئی خاص چیز جو انہیں ناپسند ہو؟"

"کبھی خاص طور سے تو نہیں کہا، ہاں! مجھے زیور پہننے اور تیار رہنے کا ضرور کہتے ہیں۔"

صدف کی اس بات پر فریحہ چونک اٹھی۔ "ارے......تو تیار ہوا کرو ناں۔"

"مگر فری......" صدف نے بے چارگی سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہی ناں کہ تمہیں اس کی عادت نہیں ہے۔"

"ہاں" صدف نے ہولے سے سر ہلایا۔ "اور...... اور وہ کہتے ہیں کہ......کہ میں ذرا صاف ستھرے کپڑے پہنا کروں اور...... اور بن سنور کر رہوں اور......" صدف نے ہچکچاتے ہوئے ساری بات کہہ دی تو فری مسکرائی۔

"ہاں تو کیا غلط کہتے ہیں وہ؟"

"فری، دیکھو میں تو کبھی اس طرح کے تکلفات میں نہیں پڑی۔ میرے میکے میں تو ایسا رواج نہیں ہے۔ یہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔ بتاؤ ناں فری میں کیا کروں؟"

"ارے محترمہ، اب آپ ایک عدد شوہر بھی رکھتی ہیں اور آپ کو اس طرح اپنا حلیہ رکھنا چاہیے کہ وہ آپ کو دیکھیں تو خوش ہو جائیں۔ یہ بتاؤ محسن بھائی کب تک واپس آتے ہیں؟"

"پہلے رات آٹھ بجے تک آتے تھے۔ اب صبح کی شفٹ ہوگئی ہے اس لیے آج دوپہر دو بجے تک آجائیں گے۔ انشاء اللہ!"

"چلو اچھی بات ہے! ان شاء اللہ ایک ڈیڑھ بجے تک تم تیار ہو جاؤ گی محسن بھائی پہ بجلی گرانے کے لیے۔"

"لیکن فری میرے ذمے ابھی بہت سے کام ہیں، کپڑے دھونے ہیں اور......" صدف الجھن میں تھی۔

"سنو صدف، حسن اور خوب صورتی سب ہی کو پسند ہوتی ہے اور انہی طرف کھینچتی بھی ہے۔ جس طرح ہم عورتوں کو آرائش میں دلچسپی ہے اسی طرح مردوں کو بھی پسند ہے۔ اگر وہ اپنی اس حس کی تسکین کے لیے نامحرم عورتوں کو دیکھیں گے تو کیا انہیں گناہ نہیں ملے گا؟؟ جب ایک شخص شادی کرتا ہے تو سمجھو، بیوی کے روپ میں اس کے پاس ایک ایسی دوست آجاتی ہے جس سے وہ اپنے سارے ارمان پورے کر سکتا ہے، اسے اپنی خواہش کے مطابق سجا سکتا ہے، اپنے ذوق کی تسکین کرتا ہے، اب اگر وہی دوست اس کی خواہش کے مطابق نہ چلے تو وہ اپنے اندر کی خوب صورتی کے ذوق کو کہاں سے تسکین پہنچائے گا؟"

فری اسے سمجھا رہی تھی۔

"اگر محسن بھائی تمہیں اپنی خواہشات کے مطابق تیار دیکھنا چاہتے ہیں تو تمہیں ان کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے۔ کیوں کہ بیوی شوہر کی تسکین کا واحد جائز ذریعہ ہے اور تمہارے گھر میں تو اور کوئی ہوتا بھی نہیں ہے، پھر کیوں محسن بھائی کو تڑپا رہی ہو؟" فری نے صدف کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

☆

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟؟"

صدف نے کچھ جھینپ کر محسن سے کہا جو حیرت زدہ مگر ستائشی نظروں سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"دیکھ رہا ہوں کہ یہ پری کہاں سے میرے گھر آگئی۔ اور وہ ماسی کہاں گئی جو پچھلے دو ماہ سے اس گھر میں رہ رہی تھی۔"

محسن نے اسے چھیڑتے ہوئے جواب دیا۔

"پتا نہیں! لیکن آج سے آپ کے ساتھ یہ پری ہی رہے گی۔" صدف نے مسکرا کر کہا۔

"کہیں جائے گی تو نہیں ناں؟ وہ ماسی نہ واپس آجائے......"

"جی نہیں، اب ان شاء اللہ کبھی نہیں آئے گی۔ آپ منہ ہاتھ دھولیں۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔"

☆

تو اے میری پیاری بہنو! ذرا ہمت کرو اور شوہر کے آنے سے پہلے پہلے ذرا پیاری سی پریاں تو بن جاؤ کہ زندگی کا سارا حسن شوہر کے دم سے ہے اور آپ کا سارا حسن شوہر کے لیے ہی تو ہے۔ وہ خوش تو آپ بھی خوش!! کہیے صحیح کہا ناں؟؟

مسلمان زادیاں

حفیظ جالندھری

شرم و عزت والیاں
ہوتی ہیں عصمت والیاں

وہ حسن کی شہزادیاں
پردے کی ہیں آبادیاں

چشم فلک نے آج تک
دیکھی نہیں جن کی جھلک

سرمایۂ شرم و حیا
زیور ہے ان کے حسن کا

شوہر کے دکھ سہتی ہیں وہ
منہ سے نہیں کہتی ہیں وہ

کب سامنے آتی ہیں وہ
غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ

اعزازِ ملت ان سے ہے
نامِ شرافت ان سے ہے

ایمان پر قائم ہیں وہ
پاکیزہ و صائم ہیں وہ

انتخاب: عائشہ نصیرالدین

اجزاء:

چکن (آٹھ ٹکڑوں میں کٹی ہوئی) ایک کلو، نمک حسب ذائقہ، ادرک و لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچ، پسی ہوئی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، سفید زیرہ (بھون کر پسا ہوا) ایک کھانے کا چمچ، جائفل، جاوتری اور چھوٹی الائچی پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ، دہی آدھی پیالی، زردے کا رنگ آدھا چائے کا چمچ، لیموں کا رس چار کھانے کے چمچ، ڈالڈا کوکنگ آئل چار کھانے کے چمچ، تمام اجزاء کو ملا کر (صاف دھو کر کٹ لگائے ہوئے) چکن تکوں میں اچھی طرح لگائیں اور کم از کم چار سے چھ گھنٹوں کے لیے رکھ دیں۔

گریوں کے اجزاء:

ٹماٹر کا پیسٹ تین پیالی، نمک حسب ذائقہ، ادرک و لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچ، پسی ہوئی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، ہری مرچیں پسی ہوئی پانچ یا چھ عدد، لونگ چار تا پانچ عدد، چھوٹی الائچی آٹھ عدد، مکھن یا مارجرین تین کھانے کے چمچ، فریش کریم آدھی پیالی۔

سجانے کے لیے:

قصوری میتھی ایک چائے کا چمچ، ادرک باریک کٹی ہوئی ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب:

ثریا اقبال۔ ٹیکسلا

اوون کو 15 سے 20 منٹ کے لیے 180 ڈگری سینٹی گریڈ پر گرم کرلیں۔ مسالہ لگے تکوں کو اوون ٹرے میں رکھ کر دس منٹ کے لیے بیک کریں پھر پلٹ کراتنی ہی دیر کے لیے مزید بیک کرلیں (پلٹتے ہوئے ہلکا مکھن لگالیں) اس دوران گریوں کے تمام اجزاء کو دو پیالی پانی ڈال کر پکنے کے لیے رکھ دیں، جب گریوں گاڑھی ہونے لگے فریش کریم اور مکھن ملالیں۔ ابال آنے پر بیک کیے ہوئے چکن تکے ڈال کر ہلکی آنچ پر آٹھ سے دس منٹ کے لیے ڈھک کر دم پر رکھ دیں۔ ڈش میں نکالیں، ادرک اور قصوری میتھی چھڑک کر نان کے ساتھ گرما گرم پیش کریں۔

وہ بچّی

حفصہ خلیل

''امی جلدی سے تیار ہو جائیں آپ کو پتا ہے نا کہ آج ہم نے دعوت میں جانا ہے، سجاد کے دوست نے خاص طور پر دعوت کی ہے ہماری۔''

''اچھا ٹھیک ہے۔''

ہم وہاں پہنچے تو ان کے ہاں عمرکوٹ سے بھی کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔ مہمان عورتیں بہت پریشان لگ رہی تھیں۔ ان میں سے ایک عورت کی آنکھیں تو بات بات پہ چھلک جاتی تھیں۔ ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ نجانے کیا معاملہ ہے؟ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ تقریباً دو سال ہو رہے ہیں کہ ان کی بچی گم گئی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ اس بچی کے نانا وغیرہ نے بچی کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیا ہے۔ بچی کو ڈھونڈنے میں اپنا پیسہ پانی کی طرح بہا دیا حتیٰ کہ دوسرے شہروں میں جا کر انہوں نے ٹھیلے لگائے، جگہ جگہ گھومے کہ شاید وہ بچی ٹھیلے والوں سے کوئی چیز لینے کے بہانے ہی ان تک پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ بندر لے کر بھی جگہ جگہ گھومے کہ شاید اور بچوں میں وہ بھی آجائے بندر کا تماشا دیکھنے......!!

مگر بچی نہیں ملی، یہاں تک کہ دولت بھی ساری لگا دی اور کاروبار بھی سارا ختم ہو گیا۔ سب تھک ہار گئے۔ دکھیاری ماں کو کسی پل چین نہیں آتا...... ہر وقت پھولوں جیسی بچی کے لیے روتی رہتی ہے۔

اس کی ماں نے ہمیں روتے ہوئے بچی کی تصویر دکھائی۔ وہ بہت خوب صورت نقوش والی بچی تھی۔ دکھی ماں کی بپتا سن کر ہم بھی بہت غمگین ہو گئے۔

ہم گھر تو واپس آ گئے لیکن اس بچی کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹتی ہی نہیں تھی۔ دن اسی طرح گزرتے رہے۔

تقریباً ایک سال بعد میرا اپنی بہن کے ہاں میرپورخاص جانا ہوا۔ ان کے گھر کے بالکل سامنے والے گھر میں ایک کھڑکی باہر کی طرف کھلتی تھی۔ روزانہ صبح کے وقت اس گھر کی کھڑکی میں مجھے ایک بچی نظر آتی۔ ایک آدمی وہاں بیٹھا چائے بنا رہا ہوتا تھا اور وہ بچی بڑے مگن انداز میں اس کیتلی کو دیکھ رہی ہوتی تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ میں نے اس بچی کو کہاں دیکھا تھا۔ دو تین دن بعد اچانک میرے ذہن میں جھماکا سا ہوا کہ یہ تو اس تصویر والی بچی سے بہت ملتی ہے۔ میں نے اپنی بہن سے اس کا تذکرہ کیا لیکن اس کو منع کر دیا کہ کسی کو بھی نہ بتانا۔ پھر میں کراچی آ گئی اور اپنی بیٹی اور داماد سے اس کا ذکر کیا۔ سجاد نے ان کے گھر والوں کو بتایا۔ وہ لوگ فوراً عمرکوٹ سے ہمارے گھر آ گئے اور بہت گڑگڑانے لگے کہ ہمیں ہماری بچی دکھاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ لوگ حوصلہ رکھیں، ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی بچی نہ ہو۔ بہرحال میں ان سب کو لے کر میرپورخاص گئی۔ وہاں کے محلے والوں سے اور آس پاس کے لوگوں سے اس آدمی اور بچی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس آدمی کا کہنا ہے کہ گاؤں میں گھر کی چھت گرنے سے اس کا بچہ اور بیوی مر گئے ہیں، صرف اس کی بیٹی بچی ہے جس کو وہ یہاں لے آیا ہے۔ وہ آدمی ٹھیکیدار ہے، ہو سکتا ہے وہ آدمی جھوٹ بول رہا ہو اور بچی اس کی نہ ہو۔

انہوں نے وہاں کے وڈیروں کو اعتماد میں لے کر خفیہ طور پر چھان بین کی اور بالآخر ایک دن بچی تک پہنچ گئے۔ بچی نے اپنی ماں کو فوراً پہچان لیا اور اپنی ماں سے لپٹ گئی۔ بے چین ماں اور گھر والے اسے گلے لگا کر یوں پرسکون ہو گئے جیسے انہیں سارے جہاں کی دولت مل گئی ہو۔ اس آدمی کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

بچی جب اغوا ہوئی، تب وہ پانچ سال کی تھی۔ اب وہ آٹھ سال کی ہو چکی تھی۔ ہم نے بچی سے پوچھا کہ وہ آدمی اس کو کیسے یہاں لایا تھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن میں سپارہ پڑھ کر آ رہی تھی جیسے ہی گلی میں مڑی کسی نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس کے بعد مجھے کچھ پتا نہیں چلا، پھر میں نے اپنے آپ کو اس گھر میں پایا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ وہ آدمی تمہیں یہاں کیوں لے کر آیا تھا؟ تو اس نے کہا معلوم نہیں لیکن وہ روزانہ رات کو میرے پاؤں میں گھنگھرو باندھتا اور پھر ناچنے کو کہتا تھا اور بھی الٹی سیدھی حرکتیں کرواتا تھا۔

سب نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی بڑی مصیبت سے نجات دلا دی۔ اگر بچی نہ ملتی تو نجانے اس کا کیا حشر ہوتا؟

اور مجھے تو گویا انہوں نے اپنے سروں پر اٹھا لیا تھا۔ بار بار میرا شکریہ ادا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے لیے رحمت کا فرشتہ بنا کر بھیجا ہے، ہم ہمیشہ آپ کو دعائیں دیں گے اور میں سوچ رہی تھی کہ اے میرے پروردگار! آپ کی کیا شان ہے آپ کسی اور سے بھی یہ کام لے سکتے تھے لیکن آپ نے اتنے اچھے کام کے لیے مجھے چنا اور مجھے ہمیشہ کیلئے کسی کی دعاؤں کا مستحق بنا دیا...... واہ میرے مولیٰ واہ!

میری تمام ماؤں سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کی خصوصاً اپنی بچیوں کی جس قدر ہو سکے، حفاظت کیجیے۔ چھوٹے بچوں کو اکیلا باہر نہ چھوڑیے۔ نہ جانے کب اور کہاں کوئی درندہ گھات لگائے بیٹھا ہو۔ مندرجہ بالا واقعہ فرضی کہانی نہیں بلکہ یہ ایک حقیقی واقعہ ہے۔

میگزین فری

10 ''بچوں کا اسلام'' اور 10 ''خواتین کا اسلام'' کا پارسل فری

1۔ کم از کم پانچ ایڈریس پر پارسل گفٹ کرائیں۔
فی پارسل ڈاک خرچ اندرون ملک صرف Rs. 50/= اور بیرون ملک Rs. 500/=

2۔ رقم منی آرڈر یا بینک میں آن لائن کی جا سکتی ہے۔
(منی آرڈر کوپن پر اپنا رابطہ نمبر ضرور لکھیں/ بینک ڈیپازٹ سلپ نمبر SMS کریں۔

3۔ اپنے دوست اور احباب کے نام، ایڈریس اور فون نمبر خوشخط لکھ کر بذریعہ ڈاک بھیجیں یا SMS کریں۔

* اسٹاک میں موجود مختلف شمارے بلا فرمائش مہیا کیے جائیں گے۔

مزید معلومات کے لیے: 021-36688747 Ext: 246, 213
یا 0321-8212550 پر رابطہ فرمائیں۔

منیجر سرکولیشن روزنامہ اسلام، 4G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی۔

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

● میری عمر 16 سال ہے میرے جسم میں ہر آن ہر وقت درد رہتا ہے خاص کر کمر اور ٹانگوں میں اس قدر کہ میں سیدھی لیٹ جاؤں تو چیخیں نکل جاتی ہیں۔ نہ مجھ سے تیز کام کیا جاتا ہے نہ تیز چلا جاتا ہے۔ اکثر ہاتھ پاؤں سن ہوجاتے ہیں۔ کبھی سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک آدھا دھڑ سن ہوجاتا ہے۔ بال میرے بہت بہتر تھے لیکن اب وہ بھی ختم ہوئے جاتے ہیں۔ پلیز اس کے لیے ٹوٹکے کے علاوہ دوا بتایئے گا۔ (ام حبیبہ۔ نارووال)

☆ محترمہ ام حبیبہ صاحبہ! آپ دوا Bryonia 30 اور Spougia30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ ایک جائے کے چچ پانی میں ملا کریں۔ اس کے ساتھ Causticum200 کے 4-5 قطرے رات میں سوتے وقت لے لیا کریں۔ صبح نہار منہ ایک چچ زیتون کا تیل پی لیا کریں جسمانی صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ سینہ بھی مضبوط ہوتا ہے۔ قد کے لیے اگر چاہیں تو Barytamusim کے 4-5 قطرے ہفتے میں ایک بار لے لیا کریں۔ تھوڑی مستقل مزاجی سے لیتے رہیں کم از کم 5-6 ماہ میں آپ کو واضح فرق لگے گا۔

● میری چھوٹی بہن بچپن سے ہی بیمار ہے۔ اب اس کی عمر 19 سال ہے۔ وزن 80 کلو سے کچھ زیادہ ہے۔ پہلے گردوں میں پتھریاں تھیں وہ ختم ہوگئی ہیں۔ بہت زیادہ علاج کروائے تھے۔ پھر اس کے بعد کمر میں چوٹ لگی اس کے پلستر وغیرہ کروائے ہیں۔ اس کے بعد بھی اور پہلے بھی جسم میں درد، کمزوری بہت زیادہ ہے۔ آدھے سر کا درد، موٹاپا بہت زیادہ۔ دن اور رات میں کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ صحت ٹھیک ہو۔ ملتان نشتر ہسپتال سے بھی علاج کروایا ہے۔ شادی شدہ نہیں ہے۔ تین بیٹے ہیں۔ تینوں بیٹوں کے سر یعنی ماتھے آگے کی طرف کو بڑھتے ہیں۔ اب تیسرا بیٹا تین ماہ کا ہے اس کا سر بھی اسی طرح بڑھتا ہے۔ یہ کس قسم کی بیماری ہے۔ بچہ دودھ بھی ماں کا ہی پیتا ہے۔ بڑے بچوں کو آرام ہے۔ اب تیسرے بچے کا یہی مسئلہ ہے۔ (آمنہ بی بی۔ کبیروالا)

☆ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ! آپ نے اپنی بہن کی جو کیفیت لکھی ہے اور جو مختلف مسائل کا شکار رہی ہیں تو خون کی کمی ہوگئی ہے جس کی وجہ سے جسم پھولتا جاتا ہے اور درد کمزوری محسوس کرتی ہیں۔ آپ ان کو دوا Calc.Casb200 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ دیں ان شاء اللہ بہتر ہوں گی۔ آپ کے بیٹوں کے لیے دوا Calc.Phos6x کی 4-4 گولیاں دن میں چار مرتبہ دیں۔ یہ دوائیں کسی بھی ہومیو پیتھ اسٹور سے مل جائیں گی۔

● ڈاکٹر باجی! میں فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں۔ میں بہت سے مسئلوں سے دو چار ہوں اور پریشان رہتی ہوں۔ باجی پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میرے بال بہت زیادہ گرتے ہیں اور بہت زیادہ خراب ہیں سارے بال دو شاخ

ہوگئے ہیں میں ان کے سرے کاٹتی رہتی ہوں لیکن وہ وہاں سے پھر دو شاخ ہوجاتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ رات کو میرے منہ سے پانی بہت نکلتا ہے اور صبح جب میں سو کر اٹھتی ہوں تو میرا حلق اور زبان خشک ہوئی ہوتی ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے تین چار سال سے میرا قد بڑھنا رک گیا ہے۔ باجی کوئی ایسی دوائی بتائیں کہ قد دوبارہ بڑھنے لگے۔ کیوں کہ ابھی میری عمر ہے کہ میرا قد بڑھ سکتا ہے۔ باجی میرے سر میں بھی درد ہوتا رہتا ہے۔ زیادہ دیر بیٹھی رہوں یا تھوڑا سا سفر کروں تو میرے گردن کے پچھلے حصے میں اور کمر میں بہت درد ہونے لگتا ہے۔

(دیگر مسائل) (م۔ ج۔ فیصل آباد)

☆ محترمہ م۔ ج صاحبہ! بالوں کے لیے آپ ریش برگد (بڑ کی داڑھی) 250 گرام اور ناریل کا تیل 1 کلو لیں۔ اب ریش برگد کو 2-3 دن تک سایہ میں خشک کریں اور پھر کچل کر ناریل کے تیل میں 15 دن تک دھوپ میں رکھیں۔ اس کے بعد چھان کر بوتل میں رکھ لیں۔ ہلکے جڑوں میں ملا کریں۔ مینسز کے لیے دوا Colocynth 30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ آپ کی بہن کا جو پیٹ بڑھ رہا ہے اس کے لیے دوا Calc.carb200 کے 4-4 قطرے صبح اور رات لے لیا کریں۔ صبح نہار منہ ایک چچ شہد ایک کپ نیم گرم پانی میں ملا کر پی لیا کریں۔ اور چہل قدمی ضرور کریں۔ گھر میں ہی کر لیا کریں۔

● مجھے لیکوریا ہے عرصہ 10 سال سے وہ بھی بہت شدید اور حیض کے دن بھی 8 تا 9 ہیں۔ میری عمر 20 سال ہے۔ میرے بال 4 سال پہلے سے بہت تیزی سے سفید ہونا شروع ہوگئے ہیں بالوں کا کلر براؤن ہوگیا ہے، اور اب سفید ہوتا جارہا ہے، شاید میرے معدے میں مسئلہ ہے۔ بالوں کی رنگت بالکل خراب ہوگئی ہے۔ بال روکھے اور بے رونق ہوگئے ہیں۔ اور چہرے پر عجیب سے سوراخ ہوجاتے ہیں جس کے اندر کالا سا کچھ ہوتا ہے۔ میری ناک کے اوپر سیاہ نشان ہیں۔ لگتا ہے چھائی ہورہی ہے۔ براہ کرم اچھی سی دوا تجویز کردیں۔

(بنت محمد اقبال۔ کراچی)

☆ محترمہ بنت اقبال صاحبہ آپ کی جلد چوں کہ چکنی ہے اس لیے آپ کو اس کی روزانہ صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہیے اور اچھی آئل فری مصنوعات استعمال کریں یہ بلیک ہیڈز جلد میں گندگی جمع ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اندرونی مسائل کے لیے آپ دوا Sepia200 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ چہرے پر ٹماٹر اور لیموں کا پیسٹ ملا کر ملا کریں۔ مسام بند ہوں گے۔ رات میں سوتے وقت Mirc. sol200 کے 4-5 قطرے لے لیا کریں۔ آملہ کا تیل ہفتے میں دو مرتبہ لگالیا کریں۔

صرف جواب:

☆ محترمہ وجیہہ صاحبہ! آپ کا سینہ بار بار بیمار ہونے میں کمزور ہوگیا ہے اس وجہ سے جلدی موسم کا اثر ہوتا ہے آپ دوا Kalibi chrom30 اور Bryonia30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ لونگ کی بھاپ دن میں ایک مرتبہ ضرور لے لیا کریں۔ جما ہوا بلغم نکلے گا۔ چاول، آلو، گائے کا گوشت سے پرہیز کریں۔ زیادہ مفرحات نہ استعمال کریں، گرم ہوتا ہے۔ آپ کی دعاؤں کا بے حد شکریہ۔ میں بھی آپ کے لیے تہہ دل سے دعا گو ہوں۔

☆ محترمہ۔ م صاحبہ آپ کے اگر الٹرا ساؤنڈ میں آیا ہوتا تو یقیناً اس کی رپورٹ میں بھی Cyst لکھا ہوتا یا ڈاکٹر آپ کو بتا دیتی مگر اس طرح سے اخبار میں سے اپنی بیماری منتخب کرنا مناسب نہیں علامات ملنا ضروری نہیں۔ ابھی آپ نے F.S.C کیا ہے، ڈاکٹر بن جائیں گی تو خود سمجھ آجائے گا۔ وزن کی زیادتی کی وجہ سے ہر چیز پر اثر پڑتا ہے اسی لیے پیٹ بڑھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہلکی پھلکی ورزش اور چہل قدمی کیا کریں۔ ساتھ ہی دوا Calc.Casb200 کے 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ لے لیا کریں۔ چکنی چیزوں سے پرہیز کریں۔ زیادہ Tension نہ لیا کریں۔ آپ کو کچھ نہیں ہے۔

ظلم کی انتہا

فوزیہ پروین

''باجی آپ کو کام کروانا ہے؟''

یوں لگا، میرے کانوں میں جلترنگ بج اٹھے ہوں۔ بہت ہی خوبصورت آواز تھی۔ میں نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایک بہت ہی پیاری لڑکی چہرے پر بے حد معصومیت لیے کھڑی تھی۔

آج کل میری ماسی جو گھر کے تمام کام کرتی تھی، مہینے کی چھٹی پہ تھی اور مجھے بھی کسی کام کرنے والی کی اشد ضرورت تھی۔ ایسے میں وہ لڑکی مجھے نعمت غیر مترقبہ لگی۔ لڑکی بڑی آس بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کی عمر تقریباً اٹھارہ یا بیس سال تھی اور وہ اپنے حلیے اور انداز سے بہت ضرورت مند لگ رہی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟''

اس نے نگاہیں جھکاتے ہوئے دھیرے سے کہا:

''باجی! میرا نام مریم ہے۔''

''ماشاء اللہ بہت ہی پیارا نام ہے۔ ٹھیک ہے تم آج سے ہی کام شروع کر دو مگر یاد رکھو، کام صفائی سے کرنا، مجھے گندا کام بالکل پسند نہیں ہے۔''

اس کے چہرے پر دھنک کے رنگ آ گئے اور آنکھیں چمکنے لگیں۔

''باجی آپ فکر نہ کریں، میں کام بالکل اچھی طرح کروں گی۔''

اب کہ اس نے ذرا جوش سے جواب دیا تھا۔

میں نے پوچھا: ''تم رہتی کہاں ہو؟''

مریم نے کہا: ''باجی میرا میکہ تو یہیں یعنی کراچی میں ہے اور میرا سسرال پشاور میں ہے۔''

میں نے حیرت سے پوچھا: ''اچھا!...... تو تم شادی شدہ ہو؟''

وہ شرما گئی: ''جی ہاں!''

''تمہارے شوہر کیا کرتے ہیں؟ اور تمہارے کتنے بچے ہیں؟''

میں نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھ ڈالے۔

''باجی! میرے شوہر کا نام جمشید ہے۔ وہ پشاور میں ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ میرے بچے نہیں ہیں، بس یہی میری بدقسمتی ہے۔''

''تم میکے کب آئیں؟''

''باجی! میں چار مہینے سے یہیں پر ہوں۔ وہ نہ مجھے فون کرتے ہیں اور نہ مجھے لینے آتے ہیں۔ ویسے میں بھی اب اس جہنم میں نہیں جانا چاہتی، جہاں انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔'' تھوڑی دیر پہلے اس کے چہرے پر آنے والے رنگوں پر اچانک زردی سی چھا گئی۔

''نہ مریم! سسرال کو ایسا نہیں کہتے، شادی کے بعد لڑکی کا اصل گھر وہی ہوتا ہے۔''

''باجی میں جانتی ہوں کہ سسرال لڑکی کی جنت ہوتا ہے اور وہی اس کا اصلی گھر ہوتا ہے، میکے میں تو وہ پرائی ہوتی ہے، لیکن باجی! اگر آپ کو پتا چلے کہ سسرال میں میرے ساتھ کیا کیا ہوتا ہے تو آپ بھی میری طرح ہی سوچنا شروع کر دیں گی۔'' اب اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

''تو ایسا کیا ہوا تمہارے ساتھ جو تم سسرال جانا ہی نہیں چاہتیں!؟'' نہ چاہتے ہوئے بھی میں پوچھ بیٹھی۔

میرے سوال کے جواب میں مریم نے زبان سے تو کچھ نہ کہا بس آہستہ سے اپنے سر سے چادر اتار دی۔

مجھے ایک زبردست دھچکا لگا۔ میں یہ دیکھ کر کانپ اٹھی کہ اس کا دایاں گال، گردن اور آدھے سر کے بال جلے ہوئے تھے۔

''مریم!...... یہ کیسے جلے؟'' میری آواز میں واضح لرزش تھی۔

''باجی! ایک دن غلطی سے مجھ سے دودھ ابل گیا اور تھوڑا سا فرش پر گر گیا تو سزا کے طور پر میری ساس نے باقی کا سارا گرم دودھ میرے اوپر انڈیل دیا۔''

''یہ تو بڑا ظلم ہے، دودھ تو غلطی سے گرا تم سے اور اس کی اتنی کڑی سزا......؟''

''باجی! یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر کھانے میں ذرا دیر سویر ہو جائے تو میرے سسر اور دیور مجھے گرم گرم سلاخوں سے داغتے تھے۔''

پھر اس نے اپنے بازو اور ٹانگیں مجھے دکھائیں جہاں گرم سلاخوں کے نشان تھے۔ میں یہ دیکھ کر کانپ اٹھی۔

مریم نے کہا: ''باجی اگر بات ساس سسر کی ہوتی تو میں برداشت کر لیتی کیوں کہ وہ بھی میرے ماں باپ کی جگہ ہیں لیکن میرا دیور مجھے کس حق سے مارتا تھا، وہ تو میرے لیے نامحرم ہے۔''

''تمہارے خاوند کچھ نہیں کہتے تھے انہیں......؟''

''باجی! الٹا وہ بھی مجھے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ عورت تو پاؤں کی جوتی ہوتی ہے جسے میں جب چاہوں بدل سکتا ہوں اور سسرال والے کہتے ہیں، میں بانجھ ہوں ...... مگر آپ بتائیں کہ میرے بچے نہیں ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ باجی یہ تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے...... کیا میں انسان نہیں ہوں۔ مجھے صرف اس بات پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ ایک تو میں جہیز کا سامان نہیں لائی اور دوسرا میری اولاد نہیں ہے۔ یہ نعمت تو اللہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا......''

وہ جوش میں آئی تو بولتی چلی گئی۔ وہ یہ بھول گئی کہ وہ تو میرے پاس کام لینے کے لیے آئی تھی۔ مریم کو ایک ایسے انسان کی تلاش تھی جسے وہ اپنے دل کی باتیں بتا سکے اور اپنا دکھ ہلکا کر سکے۔ میں نے اس سے پوچھا تو وہ اپنا آپ کھو بیٹھی اور مجھے سب کچھ بتا دیا اور بلک بلک کر رو پڑی۔ اس کے ساتھ میری آنکھیں بھی بھیگ گئی تھیں۔ میں نے اسے کچھ دیر رونے دیا تاکہ وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔ پھر بڑی مشکل سے اسے چپ کروایا۔ پھر میں نے پوچھا:

''مریم! تمہارے باپ، بھائی نے سسرال والوں کو کچھ نہیں کہا؟''

مریم نے کہا ''باجی میرے والد تو میری شادی سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اور میرا بھائی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ الگ رہتے ہیں۔ انہوں نے کبھی میرا خیال نہ کیا، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ، اس گھر میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، وہ تو ماں کو ہی نہیں پوچھتا تو مجھے کیا پوچھے گا؟''

وہ اپنا دکھڑا سنا کے اور کل آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی تھی، لیکن میں سوچ رہی تھی کہ آج بھی معاشرہ وہیں کھڑا ہے جہاں دور جہالت میں تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا۔ اور آج زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ میں سوچ رہی تھی کہ کاش میں کہیں سے ڈھیر ساری خوشیاں لا کر اس پیاری سی لڑکی کو دے سکتی اور کاش میں اس بدبخت جمشید کو اس ہیرے جیسی لڑکی کی قدر سمجھا سکتی۔

میرے ابو میرے سائبان

باپ عمر بھر ایک سائبان اور ایک گھنے سایہ دار درخت کی طرح ہمیں زمانے کی کڑی دھوپ سے بچائے رکھتا ہے۔ اس کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب یہ سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے۔ اس صدمہ انگیز تجربے سے گزرنے والی بہنیں مذکورہ عنوان کے تحت اپنے تاثرات لکھ سکتی ہیں۔

کوشش کیجیے کہ ہمارے بڑوں کی زندگی کے وہ پہلو سامنے آئیں جو دوسروں کے لیے بھی سبق آموز اور مشعل راہ ہوں۔ **میگزین ایڈیٹر**

رمضان کریم
مزے کا ڈپ مایو گارلک کا، بڑھائے لطف افطار کا
Young's
Mayo Garlic
Young's
Mayo Garlic
Young's
Young's (Private) Limited
www.youngsfood.com
SPREAD HEALTH. SPREAD LIFE.

خواتین کا اسلام

391
28 رمضان 1431ھ مطابق 8 ستمبر 2010ء

یہ کیسی عید ہے!

www.zaibyjewellers.com
ZAIBY JEWELLERS
New and Unique Jewellery Collection
S.B. 7/70, Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400,
Ph: 5677786-5215455, Fax: +9221-5675967 Cell: 0321-9215455

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے، تاکہ اسے ہر دوسرے دین پر غالب کردے۔ اور (اس کی) گواہی دینے کے لیے کافی ہے۔“ (الفتح 28,27)

تشریح:

جیسا کہ اس سورۃ کے تعارف میں عرض کیا گیا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سفر سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام مسجد حرام میں عمرے کی غرض سے داخل ہوئے ہیں۔ اسی خواب کے بعد آپ نے تمام صحابہ کرام سے عمرے پر روانہ ہونے کے لیے فرمایا تھا۔ لیکن جب حدیبیہ پہنچ کر صلح کے نتیجے میں احرام کھولنا پڑا اور عمرہ ادا نہ کیا جا سکا، تو بعض حضرات کو یہ خیال ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب تو وحی ہوتا ہے، اور عمرہ کیے بغیر واپس جانا اس خواب کے مطابق نہیں ہے۔ اس آیت میں اس خیال کا جواب دیا گیا ہے کہ وہ خواب یقیناً سچا تھا لیکن اس میں مسجد حرام میں داخلے کا کوئی وقت متعین نہیں کیا گیا تھا۔ اب بھی وہ خواب سچا ہے، اور اگرچہ اس سفر میں عمرہ نہیں ہو سکا، لیکن ان شاء اللہ وہ خواب عنقریب پورا ہوگا۔ چناں اگلے سال وہ پورا ہوا، اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اطمینان کے ساتھ عمرہ ادا فرمایا۔

الحدیث

وہ مؤمن نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا: ”خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم! اس میں ایمان نہیں، خدا کی قسم! وہ صاحب ایمان نہیں۔“ عرض کیا گیا: ”یارسول اللہ! کون شخص (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس بدنصیب شخص کے بارے میں قسم کے ساتھ ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں، اور اس میں ایمان نہیں؟)؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں (یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے)۔“ (بخاری ومسلم)

تشریح: حدیث کے الفاظ میں غور کرکے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کیسے جلال سے معمور ہے، اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہوگا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کا اندازہ کیا رہا ہوگا۔ بہرحال اس پُر جلال ارشاد کا مدعا اور پیغام یہی ہے کہ ایمان والوں کے لیے لازم ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ ان کا برتاؤ اور رویہ ایسا شریفانہ رہے کہ وہ ان کی طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہیں۔ ان کے دلوں ودماغ میں بھی ان کے بارے میں کوئی اندیشہ اور خطرہ نہ ہو، اگر کسی مسلمان کا یہ حال نہیں ہے اور اس کے پڑوسی اس سے مطمئن نہیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسے ایمان کا مقام نصیب نہیں ہے۔

آثار صحابہ

دعوتِ اسلام

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان اپنی بیوی ہندہ کو گھوڑے پر بٹھا کر اپنی کھیتی کی طرف چلے اور میں بھی آگے آگے چل رہا تھا۔ میں نوعمر لڑکا اپنے گدھے پر سوار تھا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لے آئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اے معاویہ تم اتر جاؤ، تاکہ آپ سوار ہو جائیں۔ چناں چہ میں اتر پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گدھے پر سوار ہو کر ہمارے آگے آگے تھوڑی دور چلے۔ پھر ہم لوگوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہو کر فرمایا: ”اے ابوسفیان بن حرب اور اے ہند بنت عتبہ، خدا کی قسم تم لوگوں کو مرنا ضرور ہے، اس کے بعد تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے پھر جو بھلا ہوگا جنت میں داخل ہوگا اور جو برا ہوگا جہنم میں جائے گا۔ اور میں نے یہ جو کچھ کہا بالکل صحیح ہے اور تم دونوں وہ پہلے شخص ہو جن کو میں نے ڈرایا ہے۔“

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حم تنزیل من الرحمن الرحیم سے قالتا اتینا طائعین تک تلاوت فرمائی۔ ابوسفیان نے کہا: ”کیا آپ کہہ کر فارغ ہو گئے؟“ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سے اتر گئے اور میں سوار ہو گیا۔ میری ماں ہندہ نے ابوسفیان سے جھلا کر کہا:

”کیا اسی جادوگر کے لیے تم نے میرے بیٹے کو سواری پر سے اتروا دیا تھا۔“ ابوسفیان نے کہا: ”خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں، وہ جھوٹا نہیں۔“

(کنز 94/7)

یزید بن رومان بیان کرتے ہیں، حضرت عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما زبیر بن عوام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں پر اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کے حقوق سے آگاہ کیا اور ان دونوں کے لیے اللہ کی کرامت کا وعدہ کیا۔ ان دونوں حضرات نے آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی ملک شام سے چلا آرہا ہوں جب ہم لوگ معان اور زرقاء کے درمیان تھے پس ہمیں کچھ اونگھ سی آئی۔ اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ اے سونے والو بیدار ہو جاؤ، احمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ پس جیسے ہی یہاں ہم پہنچے ہم نے آپ کے بارے میں اطلاع پالی۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے ہی زمانے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخلہ سے قبل اسلام لا چکے تھے۔ (ابن سعد بحوالہ حیاۃ الصحابہ)

جو نبی نے مانگا عطا کردے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب مانگتی ہیں جو تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگا اور ہم ان سب چیزوں سے تیری پناہ مانگتی ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ مانگی ہے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کے لئے سعی وحرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت وطاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔

فائدہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائی ہیں، ان کو ہم یاد نہیں رکھ سکتے تو آپ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دعا بتادیتا ہوں جس میں ساری دعائیں آجائیں، چناں چہ مذکورہ بالا دعا کی آپ نے تعلیم فرمائی۔

پیاوِسحر

یہ کیسی عید ہے!

عید پھر آئی ہے..... مگر یہ عید کیسی عید ہے۔ چاروں طرف سسکیاں ہیں، آہیں ہیں، پتھرائی ہوئی نگاہیں ہیں۔ بہت سے لوگ اپنے پیاروں کو تلاش کررہے ہیں جنہیں طوفانی ریلا کب کا بہا کے لے جاچکا ہے۔ بہت سے اپنے مال مویشیوں سے محروم ہوکر سر تھامے بیٹھے ہیں، اکثر لوگوں کی عمر بھر کی کمائیاں لٹ گئی ہیں۔ برسوں کی محنت سے بنائے گئے گھر غرقاب ہوچکے ہیں۔ ماؤں نے پیسہ پیسہ جوڑ کر بچیوں کے جہیز کے لیے جو سامان تیار کیا تھا وہ خس وخاشاک کی طرح سیلاب میں بہہ گیا ہے۔ پردہ دار خواتین دربدر ہیں، بچوں سے ماؤں کے سہارے چھن گئے اور ماؤں سے ان کے جگر کے ٹکڑے جدا ہوگئے۔ خوددار اور عزت دار گھرانے فٹ پاتھوں پر آگئے ہیں..... کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے والے آج ایک لقمے کے لیے بھی دوسروں کے محتاج ہیں۔

ہاں یہ عید ایسے موقع پر آئی ہے کہ ایک قوم کے دو کروڑ افراد اپنا سب کچھ گنوا کر فقیر وقلاش کرچکے ہیں..... انہیں سہارے کی ضرورت ہے، مدد کی ضرورت ہے..... یہ سہارا کوئی اور نہیں بن سکتا..... یہ مدد انہیں کوئی اور فراہم نہیں کرسکتا..... ان کے مسلمان بھائی بہن ہی ان کے دکھ درد کو سمجھ سکتے ہیں..... ان تین کروڑ سیلاب زدگان کے بھائی بہن کچھ کم نہیں..... سیلاب سے بچے ہوئے 15 کروڑ پاکستانی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ہر مسلمان اسلامی برادری کے تحت ان کا بھائی ہے۔ اگر ہر کوئی ان کی کفالت کو اپنا دینی وقومی فریضہ سمجھ کر کمر باندھ لے تو یہ آفت زدہ افراد دوبارہ اپنے گھروں میں آباد ہوسکتے ہیں، اپنے پیروں پر کھڑے ہوسکتے ہیں۔ آیئے اس عید پر ہم اپنی خوشیاں ان کی جھولی میں ڈال دیں۔ ہم اپنے اپنے گھروں اور محلوں میں اپنے متعلقین میں برسوں عید مناتے آئے ہیں۔ آیئے اس بار ایک عید ان کے ساتھ منائیں..... اپنے اپنے علاقوں مارکیٹوں اور حلقوں سے چندہ کرکے ان کے لیے ضرورت کا سامان لے جائیں، اپنے ہاتھ سے ان کی نقد امداد کریں، ان کو جاکر حوصلہ دیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، ان کی ضروریات کا جائزہ لیں اور مزید ہمت اور تندہی سے ان کی مشکلات کو دور کرنے کی سعی کریں..... یہ ذمہ داری چند اشخاص کی، چند اداروں کی یا صرف حکومت کی نہیں..... پوری مسلم قوم کی ہے..... ہمیں اس فرض کو پوری سنجیدگی سے ادا کرنا ہوگا..... ورنہ تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

حدیث میں آتا ہے "وہ مسلمان نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا سوجائے۔" آج تین کروڑ افراد کی بھوک ہمیں آواز دے رہی ہے۔ ہم مسلمان ہوکر اس آواز کو بھلا کیسے نظر انداز کرسکتے ہیں؟

والسلام **میگزین ایڈیٹر**

مدینے کی گلی میں

ہر وقت تصور میں مدینے کی گلی ہے
اب دربدری ہے نہ غریب الوطنی ہے

اس شہر میں بک جاتے ہیں خود آکے خریدار
یہ مصر کا بازار نہیں شہرِ نبی ہے

اس ارضِ مقدس پر ذرا دیکھ کے چلنا
اے قافلے والو! یہ مدینے کی گلی ہے

نظروں کو جھکاتے ہوئے خاموش گزر جاؤ
بیتاب نگاہیں بھی یہاں بے ادبی ہے

اقبالؔ میں کس منہ سے کروں مدحِ محمدؐ
منہ میرا بہت چھوٹا ہے اور بات بڑی ہے

شاعر: جناب اقبال عظیم پسند: حفصہ حنیف ہنگورا

چیف ایڈیٹر: **مفتی فیصل احمد** ایڈیٹر: **مولانا محمد افضل** میگزین ایڈیٹر: **مولانا محمد اسماعیل ریحان**

"**خواتین کا اسلام**" دفتر روزنامہ اسلام **ناظم آباد 4 کراچی** فون: **021 36609983** ای میل: khkislam@gmail.com

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر **www.dailyislam.pk** **سالانہ زر تعاون** اندرون ملک: **600** روپے، بیرون ملک: **3700** روپے

قضاء نمازیں کس طرح پڑھی جائیں؟

سوال: (1) ایک شخص نمازی ہے۔ فجر کے سوا باقی نمازیں پابندی سے پڑھتا ہے۔ فجر اکثر وبیشتر قضاء ہوجاتی ہے، بلکہ کچھ عرصہ پہلے دوسری نمازیں بھی قضاء ہوتی رہی ہیں۔ اب یہ فجر اور دوسری نمازوں کی قضاء پڑھنا چاہے تو یہ اندازہ کیسے کرے کہ اتنی اتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں؟ یہ اندازہ تو بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس کی عمر 25 سال ہے۔ یہ شخص قضاء نمازیں کتنی تعداد میں پڑھے اور کس طرح پڑھے؟

(2) اگر وقت تنگ ہو تو عصر کی قضاء مغرب سے پہلے کرے یا بعد میں؟ (گڑیا۔ لاہور)

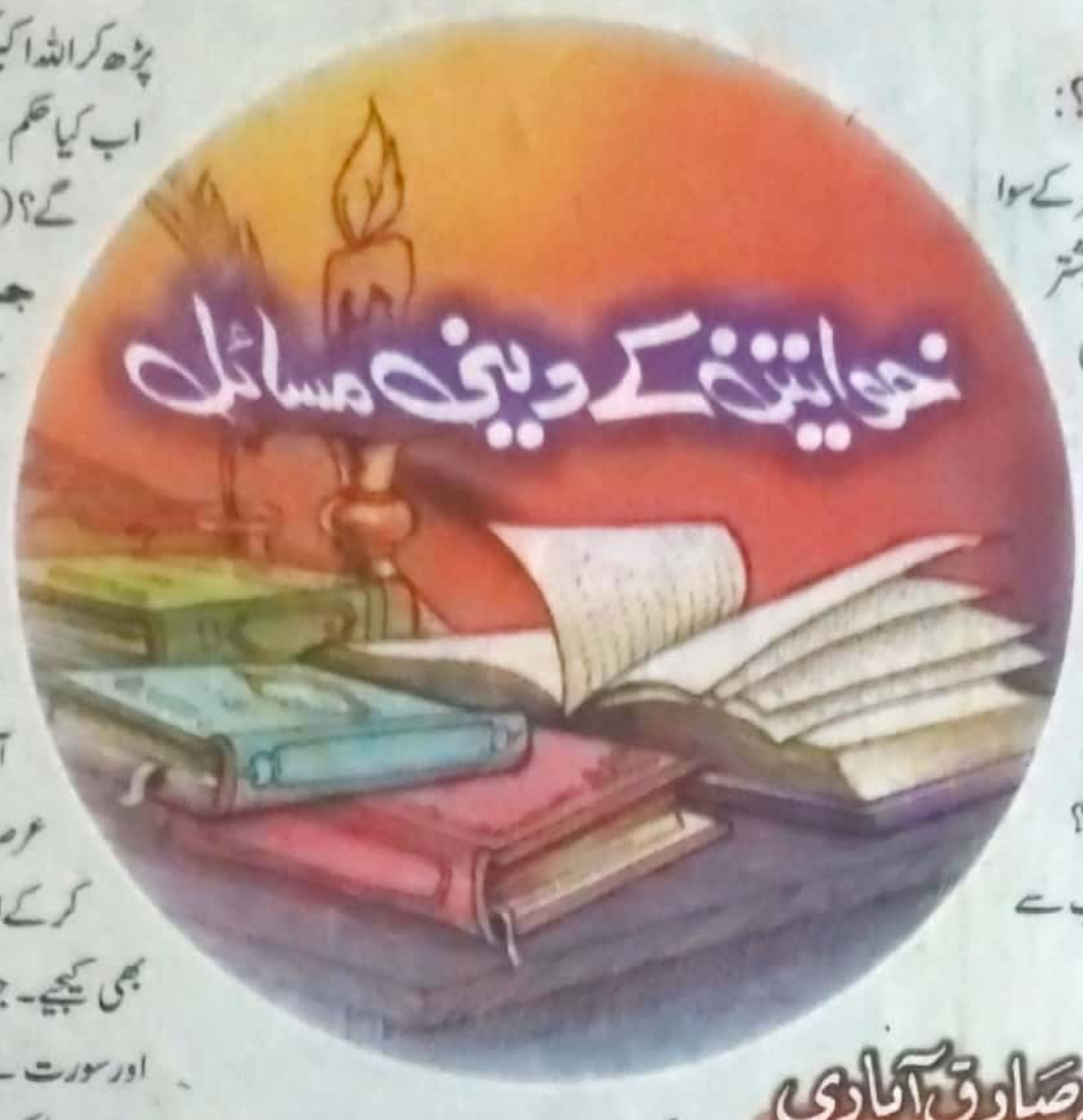

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جواب: (1) نماز فجر کی تاکید واہمیت تمام نمازوں کی بہ نسبت زیادہ ہے، جو شخص ایسی اہم نماز اکثر وبیشتر قضاء کردے، اسے نمازی کہنا غلط ہے۔ نمازی وہ ہے جو پانچوں نمازوں کا پابند ہو۔ باقی یہ کہنا کہ قضاء شدہ نمازوں کا اندازہ لگانا ناممکن یا مشکل ہے، صحیح نہیں۔ اس شخص پر ضروری ہے کہ سوچ بچار کے بعد خود یہ فیصلہ کرے کہ اب تک فجر یا دوسری نمازیں کتنی تعداد میں قضاء ہوئیں۔ اگر بلوغ کی عمر یاد ہے (کہ اتنے سال کی عمر میں بالغ ہوا تھا) تو اس وقت سے ورنہ پندرہ سال کی عمر سے (اور احتیاطاً بارہ سال کی عمر سے) اپنے آپ کو بالغ تصور کرکے باقی عمر کی نمازوں کا حساب کرے کہ کتنی پڑھی ہیں اور کتنی چھوڑی ہیں؟ واضح رہے کہ سال سے مراد قمری سال ہے جو شمسی سال سے دس دن چھوٹا ہوتا ہے۔ نمازوں کی تعداد کا محتاط اندازہ کرکے ان کی قضاء پڑھنا شروع کردے۔ چوبیس گھنٹوں میں تین اوقات چھوڑ دے (وقت طلوع، وقت استواء، وقت غروب) کہ ان میں کوئی نماز جائز نہیں۔ بقیہ اوقات میں جب چاہے جتنی نمازیں چاہے، پڑھ لے۔ دل میں اتنی نیت کافی ہے کہ دو رکعت نماز فجر قضاء پڑھتا ہوں یا چار رکعت نماز ظہر قضاء...... اگر سن مہینہ اور تاریخ کا تعین ممکن ہو تو نماز شروع کرتے وقت یہ تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً فلاں سال فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کی دو رکعت نماز فجر قضاء پڑھتا ہوں اگر ایسی تعیین ممکن نہ ہو تو اتنی نیت کافی ہے کہ میرے ذمہ فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں پہلی فجر پڑھتا ہوں، جب یہ فجر پڑھ لی تو اس سے اگلی پہلی بن جائے گی۔

(2) عصر کی قضاء چاہے مغرب سے پہلے پڑھ لے چاہے بعد میں، دونوں طرح جائز ہے لیکن قضاء نمازیں مکمل کرنے کے بعد صاحب ترتیب بن جائے گا۔ اس کے بعد اگر عصر قضاء ہوئی تو مغرب سے پہلے قضا پڑھنا ضروری ہوگی ورنہ مغرب ادا نہ ہوگی۔ الا یہ کہ عصر کا قضا ہونا یاد نہ رہا اور بھول کر مغرب پڑھ لی تو مغرب ادا ہوجائے گی۔ لوٹانے کی ضرورت نہیں، یا وقت اتنا تنگ ہوگیا جس میں دونوں نمازیں ادا کرنا ممکن نہیں تو ایسی صورت میں بھی ترتیب ساقط ہے، لہٰذا پہلے مغرب پھر عصر پڑھے۔

مثل بالا:

سوال: میں پچھلی نمازیں قضاء پڑھنا چاہتی ہوں لیکن نمازوں کی تعداد یاد نہیں، کبھی دو دن نمازیں پڑھیں تو چار دن چھوڑ دیں، ہفتہ پڑھیں تو دو ہفتے چھوڑ دیں۔ البتہ رمضان میں پابندی سے پڑھتی رہی، اب قضا شدہ نمازوں کی تعداد بھی کچھ یاد نہیں۔ انہیں کس طرح پڑھوں؟ نیز پانچوں نمازوں کی کتنی کتنی رکعتیں پڑھنی ہیں؟ میری عمر 27 سال ہے۔ (ایک بہن)

جواب: قضاء میں صرف فرض یا واجب نماز پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا فجر کی دو رکعت، ظہر وعصر کی چار چار رکعت، مغرب کی تین اور عشاء کی سات رکعت پڑھی جائیں گی، چار فرض تین وتر۔ مسئلہ کی مزید تفصیل اوپر لکھی جاچکی، اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے بلوغ کی (احتیاطی) کم از کم عمر 12 سال اور لڑکی کی 9 سال ہے۔

وتروں کی تیسری رکعت میں سورت چھوڑنے کا حکم:

سوال: وتروں کی تیسری رکعت میں سبحان اللہ، پھر سورۂ فاتحہ، پھر کوئی آیت پڑھنا ہوتی ہے لیکن مجھے یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔ میں ایک عرصہ تک سبحان اللہ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر اللہ اکبر کہتی، پھر دعاء قنوت پڑھ کر رکوع کرتی رہی، اب کیا حکم ہے؟ میرے وتر صحیح ہوگئے یا لوٹانے پڑیں گے؟ (ایضاً)

جواب: وتروں کی تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت یا کم از کم تین آیات یا ایک بڑی آیت پڑھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر کہی جائے پھر ہاتھ باندھ کر دعا قنوت پڑھی جائے، فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے، پس ترک واجب کے سبب آپ کی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔ جتنا عرصہ اس طریقے سے وتر پڑھتی رہیں حساب کرکے اتنے وتر لوٹا لیجیے اور اس نادانی پر توبہ استغفار بھی کیجیے۔ جہالت شریعت میں کوئی عذر نہیں۔ باقی فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ...... پڑھنا تو مسنون ہے۔ سبحان اللہ کہنا ثابت نہیں۔

صلوٰۃ الحاجت پڑھنے کا طریقہ:

سوال: صلوٰۃ الحاجت پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کی دعاء نماز میں پڑھی جاتی ہے یا نماز کے بعد؟ (ایضاً)

جواب: حدیث ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف یا کسی انسان کی طرف کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وضو کرے اور عمدہ طریقے سے (تمام آداب ملحوظ رکھ کر) وضو کرے پھر (بنیت صلوٰۃ الحاجت) دو رکعت نماز پڑھ کر پھر (سلام پھیرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعاء پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (ترمذی، ابن ماجه عن عبدالله بن ابی اوفیٰ رضی الله عنه)

"نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بردبار بخشنے والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو رب ہے عرش عظیم کا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنہار ہے سارے جہانوں کا۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کے اسباب کا اور بخشش کے ذرائع کا اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے بچاؤ کا اے اللہ! میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی غم دور کیے بغیر اور کوئی حاجت جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہو، پوری کیے بغیر نہ چھوڑ، اے مہربانوں میں سب سے بڑے مہربان۔"

چل میرے لاڈلے

ساجدہ بتول

عید کا دن تھا، گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا، چاروں طرف گہما گہمی تھی...... ہر طرف شور شرابا، نئے لباس، چمکتے سینڈل، چھنکتی چوڑیاں اور کھنکتی آوازیں، چم چم کرتی گاڑیاں، مہکتے دستر خوان اور ''آؤ جی...... عید مبارک'' کے آوازے...... یہ سب تھا لیکن جیسے پس منظر تھا، پیش منظر صرف ایک چیز تھی اور وہ تھی موبائل......!

یوں لگ رہا تھا کہ جیسے آج موبائل کا دن ہے...... عید اور اس کے دیگر لوازمات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے اور موبائل...... کہیں رنگ ہو رہی ہے تو کسی کے موبائل کو چارجنگ پہ لگایا جا رہا ہے، کوئی میسجنگ کر رہا ہے تو کوئی نیٹ ورک بزی ہونے کی وجہ سے بار بار کال ٹرائی کر رہا ہے اور پھر بار بار پیشانی پہ ہاتھ مارتا جا رہا ہے۔ ان سب ہی موبائل ہولڈرز میں ہم بھی شامل تھے...... اور شاید سب سے نمایاں تھے کیوں کہ ہمارا موبائل بالکل نیا نویلا تھا کیوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی یہ ہمیں بڑے بھیا نے عیدی کے طور پہ ہمیں گفٹ کیا تھا...... میں اس کے سسٹم کو ابھی پوری طرح سمجھ نہ پائی تھی لہٰذا باتوں میں مصروف منجھلے بھائی کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولی ''بھائی! یہ ڈیٹا کالز اور فیکس کالز کیسے آن ہوتی ہیں؟''

''یہ اس طرح آن ہوتی ہیں کہ......'' اتنا کہہ کر بھائی کھنکارے۔ ''اگر ہم سندھ چلے جائیں تو کراچی کے ریلوے اسٹیشن پہ اتر کر ذرا آگے ایک عجیب منظر دکھائی دے گا۔ مختلف دکانوں کے عقب میں ایک طرف تھڑے پر چٹائی بچھائے ایک میلی لنگی اور قمیص والا مجہول صورت شخص بیٹھا نظر آئے گا، اس کے آگے چھوٹی چھوٹی تہہ شدہ کاغذ کی پرچیوں کا ڈھیر ہے اور ہاتھ میں ایک طوطا...... آپ اس سے کہیں گی: ''چاچا جی! میری بھی فال بتایئے'' اتنا سن کر وہ غریب اس طوطے کو یوں تھپکی دے گا جیسے وہ اس کی کل متاعِ حیات ہو، اور پھر اسے چمکارتے ہوئے ان پرچیوں کے قریب کر کے کہے گا ''چل میرے لاڈلے! چک قسمت!'' طوطا اپنی چونچ اس ڈھیر پہ مارے گا اور ایک پرچی اپنی چونچ میں دبوچ لے گا جسے فوراً سے پیشتر وہ ''فال والا بابا'' اس کی چونچ میں سے نکال لے گا اور پھر اس پرچی کو کھول کر ایک نظر اس پہ جما کے دوسری نظر آپ پہ پھینکے گا اور کہے گا ''بادشاہو! تمہاری مالی حالت ایک سال کے اندر اندر یوں چمکنے والی ہے کہ بس بادشاہ ہی بن جاؤ گے۔''

اتنا کہہ کر بھائی مسکرائے اور پھر بولے ''کم از کم مجھ جیسا اعلیٰ تعلیم یافتہ تو ایسے اَن پڑھ کے منہ کبھی بھی نہ لگے۔ نہ مجھ جیسا ایسی حرکت کرسکتا ہے اور نہ آپ جیسی عزت دار گھر کی شہزادی ایسی گھٹیا حرکت کرسکتی ہے...... ہم جیسے عزت دار لوگ ایسے فال والے بابوں کو اَن پڑھ...... جاہل، بے وقوف، احمق، بے عقل اور نکھے کے نام سے پکارتے ہیں لیکن کیا آپ جانتی ہیں کہ بالکل ان ہی بابوں کی طرح وقت ہم بھی ضایع کرتے ہیں، ایسا ہی ایک طوطا ہم نے بھی پال رکھا ہے جو ہر وقت ہم اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور وقت بے وقت اس کے ذریعے کچھ نہ کچھ معلوم کرتے رہتے ہیں...... ہم کسی جاہل کو کوئی الزام دینے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں اور دیکھیں کہ کہیں اسی سے ملتی جلتی حرکت ہم بھی تو نہیں کرنے لگ گئے؟''

''میں سمجھی نہیں'' ان کی یہ تقریر میرے پلے نہیں پڑی۔

''سمجھ لوگی میری بہنا! ابھی سمجھ لوگی، وہ غریب تو پیٹ کے ہاتھوں مجبور ہے، اگرچہ فال بتانا گناہ کبیرہ اور بالکل ناجائز ہے مگر اسے تو اس بات کا علم نہیں ناں، تاہم میرے آپ جیسے جانتے بوجھتے ہوئے ایک عدد مشینی طوطے سے ہر وقت کچھ نہ کچھ معلوم کرتے نظر آتے ہیں، اسے ہاتھ میں لیے وقت ضایع کرتے رہتے ہیں۔''

''آپ کی یہ ساری گفتگو میرے سر کے اوپر سے گزر رہی ہے۔'' میں نے ایک بار پھر زبان کھولی۔

''چلو میں سمجھاتا ہوں۔'' اتنا کہہ کر وہ سانس لینے کو رکے پھر ایک ترچھی نظر میرے ہاتھ پہ ڈال کر بولے۔ ''یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟'' یہ سن کر میں نے اپنی دائیں ہتھیلی پہ نگاہ جمائی، جہاں ایک عدد چم چم کرتا کھلونا دھرا تھا۔

''موبائل......'' میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں ہاں ہاں......'' وہ اونچی آواز سے بولے۔ ''یہی ہے وہ طوطا جس کے پیچھے ہماری ساری قوم اپنا وقت ضایع کرنے میں لگی ہے، ہم یہ بالکل بھی نہیں سوچتے کہ جو باتیں ہمیں احادیث کے نام سے بھیجی گئی ہیں وہ واقعتاً احادیث ہیں یا......''

''پھر اس کا علاج کیا ہے؟ اب میں ان کی بات پوری طرح سمجھ چکی تھی۔

''علاج کون کرے اور کب کرے؟ ہمیں اس کی فرصت ہی نہیں......'' وہ طنزیہ تاسف سے بولے۔ ''اکثر میسجز میں کوئی ایسی بات لکھی ہوتی ہے، جسے آگے پھیلانے کی تاکید ہوتی ہے ورنہ کسی نقصان کا اشارہ دیا گیا ہوتا ہے، ماضی میں ایسا پرچے تقسیم کر کے کیا جاتا تھا، اب وہی چیز ایڈوانس ہو کر سامنے آگئی ہے۔''

''صحیح کہہ رہے ہیں آپ بھائی!'' میں تاسف کے ساتھ بولی۔ ''طوطا تو ہم نے بھی پال رکھا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ فال والا طوطا ہے اور یہ کال والا......!!''

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ

اجمل زیدی

(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا
مستقل پروگرام

کراچی قیام: 13 مارچ تا 27 مارچ، 13 جولائی تا 27 جولائی، 13 نومبر تا 27 نومبر
[illegible] 706 [illegible] K.F.C کراچی
فون: 9-7012068 (021) موبائل: 8566188(0300)

ملتان قیام: 28 مارچ تا 5 اپریل، 28 جولائی تا 5 اگست، 28 نومبر تا 7 دسمبر
ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان۔
فون: (061)4518061-62/4582803 موبائل: 8566188(0300)

پشاور قیام: یکم فروری تا 10 فروری، یکم جون تا 10 جون، یکم اکتوبر تا 10 اکتوبر
ہوٹل امین، جی ٹی روڈ ہشت نگری چوک پشاور شہر
فون: (091)2218215-19 موبائل: 8566188(0300)

اسلام آباد مستقل پتہ: 8 اپریل تا 30 مئی، 8 اگست تا 30 ستمبر، 9 دسمبر تا 30 جنوری
[illegible] 62 [illegible] 20 سیکٹر G-8-1 [illegible] اسلام آباد
فون: 2255880-2854595-(051) موبائل: 8566188(0300)

لاہور قیام: 14 فروری تا 27 فروری، 14 جون تا 27 جون، [illegible]
جامر ہوٹل، لوئر مال نزد سیشن کورٹ، لاہور
فون: (042)7115015-19 موبائل: 8566188(0300)

E-mail:syedajmalzaidi@hotmail.com - syedajmalzaidi@yahoo.co.uk

گلدستہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ:

علامہ دمیری نے نقل کیا ہے کہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس اونٹ پر سوار تھیں۔ اس کا نام ''عسکری'' تھا اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یعلیٰ بن امیہ نے چار سو درہم میں خریدا تھا اور بعض روایات میں ہے کہ دو سو درہم میں۔ (حیاۃ الحیوان 180/1 بحوالہ: تراشے) (بنت عطاء البصیر)

اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نقد سزا:

پروفیسر میاں محمد یعقوب شعبہ اردو پٹشنل سائنس کالج گجرانوالہ راوی ہیں:

1946,47ء کی بات ہے۔ میں لاہور کے سنٹرل ٹریننگ کالج میں BEd کا طالب علم تھا۔ وہاں ہمارے ایک بزرگ پروفیسر تھے...... چودھری فضل حسین، انہوں نے یہ واقعہ کلاس روم میں سنایا:

میں بیروت کی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا۔ وہاں ہندوستان (تقسیم سے قبل) کے بہت سے طلبہ وطالبات زیر تعلیم تھے۔ ان میں سے ایک لڑکی بہت شوخ وشنگ اور الٹرا ماڈرن قسم کی تھی۔ اس کا تعلق ہندوستان کے کسی مسلمان نواب گھرانے سے تھا وہ خود شاید فیشن کے طور پر کمیونزم کی پرچارک تھی۔ اپنے حسن اور امارت پر بہت ناز کرتی تھی۔ ایک دن ٹک شاپ اور اسلام اور کمیونزم کی بحث چل رہی تھی کہ اس نانہجار لڑکی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک آدھ نازیبا لفظ کہہ دیا، میں نے اسے بے نقط سنائیں۔ بہت برا بھلا کہا اور ہمیشہ کے لیے اس سے قطع کلامی کرلی۔ پھر یوں ہوا کہ مجھے اور اس نابکار لڑکی کو دوران تعلیم ہی میں برص کا مرض لگ گیا اس نے اپنے حسن کو بچانے کے لیے اس وقت کے اعلیٰ ترین ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے رجوع کیا، لیکن برص پھیلتا چلا گیا اور وہ خود بھی پھیلی چلی گئی، یعنی بے اندازہ موٹی ہوگئی۔ ہندوستان واپسی پر اس کا کہیں رشتہ نہ ہوسکا اور اپنی اس بری شکل کی وجہ سے اس نے گھر سے نکلنا بھی چھوڑ دیا اور وہ جو کبھی جانِ محفل ہوا کرتی تھی، سوسائٹی میں نسیاً منسیاً ہوگئی۔

ادھر واپسی کے بعد میں نے جہلم کے ایک معمولی سے ڈاکٹر سے علاج کروایا اور اللہ کے فضل سے چہرہ پر ایک آدھ داغ کے سوا شفا ہوگئی۔ ساری کلاس نے سوال کیا: ''جناب! اسے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کے سبب یہ سزا ملی، آپ پر برص کیوں حملہ آور ہوا؟'' بوڑھے پروفیسر کے جواب نے نہ صرف پوری کلاس کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، بلکہ سب کو آنسوؤں سے رلا دیا۔ فرمایا: ''مجھے اس وجہ سے برص ہوا کہ میں نے گالیوں پر اکتفا کیوں کیا اور اسے اسی دم قتل کیوں نہ کردیا۔'' (بحوالہ: عشق رسول کے ایمان افروز واقعات 90,89)

﴿مرسلہ: بنت قاری محمد زبیر عابد۔ پیر محل﴾

یہ دانت:

حضرت مولانا شفیع عثمانی رحمہ اللہ کی صاحب زادی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہمشیر کے دانت خراب ہوگئے تھے اور یکے بعد دیگرے انہی کئی دانت نکلوانے پڑے جس میں انہوں نے کافی تکلیف اٹھائی۔ ایک مرتبہ وہ دانت نکلوا کر حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان کا حال پوچھا تو اپنا حال بتاتے ہوئے ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی:

''اباجی! یہ دانتوں کا معاملہ بھی عجیب ہے، یہ جب بچپن میں نکلتے ہیں تو اس وقت بھی تکلیف دیتے ہیں اور جب ٹوٹتے ہیں تو اس میں بھی تکلیف دیتے ہیں۔''

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے یہ بات سن تو قدرے ناگواری کے ساتھ فرمایا:

''بیٹی! تمہیں ان دانتوں کی بس دو باتیں یاد رہیں کہ انہوں نے آتے وقت بھی تکلیف دی تھی اور جاتے وقت بھی تکلیف دے رہے ہیں، اور ان دونوں کے درمیان سالہا سال تک تم نے اس غذائی مشین کو استعمال کرکے جو لذت وراحت حاصل کی، اس کی طرف دھیان نہیں......!'' اسی طرح حضرت والد صاحب رحمہ اللہ باتوں باتوں میں اپنے متعلقین کو بھی اللہ کی نعمتوں کے استحضار اور ادائے شکر کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ چناں چہ ہمشیر محترمہ نے فوراً استغفار کیا۔ فرماتی ہیں کہ بحمداللہ اس کے بعد ایسا سبق مل گیا کہ اب ایسے کلمات زبان پر نہیں آتے جن سے ناشکری مترشح ہوتی ہو۔

گفتگو سے انسان پہچانا جاتا ہے:

ایک بادشاہ اس کا وزیر اور غلام جنگل میں شکار کو گئے۔ اتفاق سے وہ ایک دوسرے سے بچھڑ گئے، کچھ دیر کے بعد وہ ایک دوسرے کو تلاش کرتے ہوئے باری باری ایک ایسے راستے سے گزرے۔ جہاں ایک نابینا فقیر بیٹھا ہوا تھا۔ جب بادشاہ وہاں سے گزرا تو اس فقیر سے پوچھا: ''حافظ صاحب! کیا یہاں سے کچھ لوگ گزرے ہیں؟''

فقیر بولا: ''بادشاہ سلامت! ابھی ابھی آپ کا غلام اور وزیر ادھر سے گزرے ہیں۔''

بادشاہ نے حیران ہوکر پوچھا'' آپ تو نابینا ہیں پھر آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں بادشاہ ہوں اور وہ میرے غلام اور وزیر تھے جن کی مجھے تلاش ہے؟''

فقیر بولا: ''یہ کوئی مشکل بات نہیں، انسان اپنی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے۔ غلام نے مجھے اس طرح پکارا کہ او اندھے! یہاں سے کوئی گزرا ہے؟ وزیر نے مجھے کہا کہ سائیں جی! یہاں سے کوئی گزرا ہے اور آپ نے مجھے حافظ صاحب کہہ کر پکارا۔''

اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کے لیے اس کی زبان اور طرز گفتگو کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔

﴿سمیہ حسن محی الدین۔ فیوچر کالونی﴾

دنیادار عورت:

☆ ہنستی زیادہ ہے لیکن خوش کم رہتی ہے۔
☆ بولتی زیادہ ہے، سوچتی کم ہے۔
☆ ذہین زیادہ ہوتی ہے لیکن ذہن کا استعمال کم کرتی ہے۔
☆ دکھاوا زیادہ کرتی ہے، مطمئن کم ہوتی ہے۔
☆ پریشان زیادہ کرتی ہے، پشیمان کم ہوتی ہے۔
☆ ناراض زیادہ ہوتی ہے، مناتی کم ہے۔
☆ خوش لباس زیادہ ہوتی ہے، خوش گفتار کم۔
☆ حسد زیادہ کرتی ہے، صبر کم۔
☆ خوب صورت زیادہ ہوتی ہے لیکن خوب سیرت کم

﴿بنت محمد ریاض۔ جامعہ خلفائے راشدین﴾

ٹوٹکے

☆......کچوری بنانے کے لیے جب آٹا گوندھیں تو تقریباً ایک پاؤ آٹے میں ایک چمچ دہی کا ڈال دیں کچوری نرم اور پھولی ہوئی بنیں گی۔

☆......پکوڑے بناتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ بیسن کو تھوڑی دیر پھینٹ کر رکھیں اور بیسن زیادہ گاڑھا نہ ہو اور سبزیاں اس میں زیادہ ڈالیں۔ بھی ہری پیاز، پالک، آلو وغیرہ تو پکوڑے نرم اور خستہ بنتے ہیں۔

☆......رولز بناتے وقت سبزیوں کو ہلکا سا فرائی کرلیں تو رول اچھے بنتے ہیں۔

چاشت کا وقت تھا۔ حرم شریف میں ہمہ وقت ہونے والا صفائی کا سلسلہ اس وقت تو عروج پر ہوا کرتا تھا۔ رات کے عبادت گزار اب اپنی قیام گاہوں کو روانہ ہو چکے تھے اور رات کو سونے والے اب رحمت و انوارالٰہی کے طلب گار بے مختلف انداز سے اپنے رب سے ہم کلام تھے۔ کوئی طواف میں مصروف، کوئی اذکار و نوافل میں تو کوئی حجر اسود کو چھونے کی کوشش میں مصروف۔

سطوت باجی نے گہری سانس لے کر ماحول میں پھیلی ایک دلفریب خوشبو کو اپنے اندر اتارا اور چاشت کے نوافل حطیم میں ادا کرنے کی غرض سے اس طرف چل پڑیں۔ اس وقت چوں کہ رش کم ہوا کرتا ہے، سوانہوں نے تسلی اور اطمینان سے نماز ادا کی اور حرم شریف سے اتنا قریب ہونے پر اپنی خوش قسمتی پر اللہ کا شکر ادا کرنے لگیں۔ زبان گنگ تھی اور آنکھیں اشک بہانے میں مصروف...... نہ جانے کتنی ہی دیر وہ رب کعبہ سے ہم کلام رہیں جب دل ٹھہرا تو آنکھیں صاف کرتی ہوئیں حطیم سے باہر آگئیں۔

ان کے باہر آتے ہی نورالہدیٰ لپک کر ان کی طرف بڑھی تھی۔ تشکر، مسرت اور بے یقینی کی عجیب سی کیفیت اس کی آنکھوں میں رقصاں تھی۔ بڑھ کر سلام کیا۔ سطوت باجی نے اسے فوراً پہچان لیا اس نے شوق سے باجی کا ہاتھ تھاما تھا۔ حیرت اور خوشی کا ناقابلِ یقین احساس ایسا تھا کہ باجی نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ وہ بھی تشکر سے ان کے سینے میں سما گئی۔

☆

سطوت باجی اپنے گھر کے ہی ایک کمرے میں تجوید کا مدرسہ لگایا کرتی تھیں۔ علاقے کی بچیاں، لڑکیاں حتیٰ کہ بزرگ خواتین بھی ان کے پاس شوق سے تجوید کا سبق لینے آیا کرتی تھیں۔ علاقے میں تبلیغی جماعتیں آتیں تو مستورات کا قیام بھی ان کے گھر میں ہوتا اس طرح وعظ و نصیحت کا ایک سلسلہ اللہ کے فضل سے بحسن و خوبی چل رہا تھا۔

نورالہدیٰ بھی ان کے پاس مدرسہ پڑھتی تھی......

ایک شام چھٹی سے پہلے وہ ان کے پاس آئی اور کہا:

"باجی مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے بلکہ مشورہ کرنا ہے۔"

"ہاں کہو بیٹا!" انہوں نے شفقت سے کہا۔

"آپ تو کہتی ہیں ناں کہ اللہ نیک کو نیک سے ملاتا ہے۔ کہتی ہیں ناں؟" اس نے تصدیق چاہی اور ان کے اثبات میں سر ہلاتے ہی بولی:

"پھر میرا رشتہ ایک بدخصلت انسان سے کیسے ہو رہا ہے؟"

سوال کرتے ہی اس کے آنسو بہہ پڑے۔ باجی اس کی بات پر دنگ رہ گئیں۔ بہت ہی اچانک سوال تھا اور جواب ایسا دینا تھا کہ اٹھارہ انیس سالہ اس دوشیزہ کی تسلی ہو جائے۔ باجی نے اسے پانی پلایا، بہلایا پھسلایا اور کہا:

"ہم کل تفصیل اور فرصت سے اس موضوع پر بات کریں گے ان شاء اللہ، امی سے کہہ کر آنا کہ گھر دس پندرہ منٹ دیر سے آؤں گی۔"

وہ اثبات میں سر ہلا کر گھر چلی گئی اور باجی ذہنی طور پر خود کو آنے والی کل کے لیے تیار کرنے لگیں۔

☆

سطوت باجی نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر خوب اللہ پاک سے دعا مانگی کہ وہ نورالہدیٰ کے سوالوں کے جواب تسلی بخش اور مشورہ اسے قابل عمل دے سکیں، پھر جب وہ آئی تو باجی کو تفصیل بتانے لگی۔

"وہ میرے تایا کا بیٹا ہے۔ نام تو عبدالہادی ہے لیکن پہلے وہ عبدالہادی سے ہادی پھر ہادی سے ہدے ہو چکا ہے۔ کوئی واہیات فیشن ایسا نہیں، جو وہ نہ کرتا ہو۔ دین سے وہ کوسوں دور ہے۔ امی بھی اس رشتے کے حق میں نہیں لیکن ابو کی ضد ہے کہ بیٹی گھر میں ہی دینی ہے اور یہ کہ وہ اپنے بڑے بھائی کو انکار نہیں کر سکتے۔ ابو کے حال پر بھی اللہ رحم فرمائے۔ دین سے کوسوں دور ہیں، وہ یہ بات سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں کہ میرا اور اس کا مزاج میل نہیں کھاتا...... سچی بات ہے میں اس رشتے کے لیے بالکل تیار نہیں، اب آپ بتائیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"اس سلسلے میں تمہاری امی کو چاہیے کہ ابو کو سمجھائیں۔"

"وہ نہیں سنیں گے۔ کسی کی بھی نہیں سنیں گے۔"

"دیکھو ماں باپ اپنی اولاد کی بہتری ہی دیکھتے ہیں۔"

"لیکن میرے والد صرف ایک رسم دیکھ رہے ہیں کہ گھر میں رشتہ ہے تو باہر کیوں کریں؟...... باجی! کیا میں خود ابو سے بات کروں؟"

"تم ابو سے اس موضوع پر بات کر سکوگی؟" باجی نے حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں کر لوں گی۔" اس کے انداز میں ضد تھی۔

"وہ مان لیں گے تمہاری بات؟" باجی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں لیکن میں ڈٹ جاؤں گی پھر بھی نہ مانے، ضد

کی تو کہہ دوں گی کہ میں گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی، خالہ، چاچی، مامی، پھوپھی کسی کے بھی گھر......''

اس نے ضدی پن اور ہٹ دھرم انداز میں کہا۔

''دیکھو چندا! پہلی بات تو یہ کہ ماں باپ کی رضا میں ہی اللہ کی رضا ہوا کرتی ہے، ان کا فیصلہ سر آنکھوں پر...... پھر کیا تمہاری دین داری نے تمہیں یہی سکھایا ہے کہ تم اپنے ابو سے اس طرح بات کرو؟'' سطوت باجی کے لہجے پر وہ شرمندہ ہوگئی۔

''پھر میں کیا کروں؟'' وہ بے بسی سے بولی۔ ''ایسے لڑکے سے شادی کرنا اپنی دین داری کو بھی خطرے میں ڈالنا ہے۔ میں خود بہت کمزور ہوں۔ میرے لیے کوئی ایسا بندہ ہو جو دین داری میں میرا مددگار ہو، ورنہ شیطان کے لیے میں انتہائی آسان ہدف ہوں۔'' وہ رو پڑی تھی۔

قرأت گلستان

سطوت باجی کا دل پسیج گیا۔ ''دیکھو بیٹا! اللہ نے کس کو کس کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے یہ وہ ہی جانتا ہے اور وہ کب کس کا دل پھیر دے، یہ بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ہوسکتا ہے اللہ کو اس کو تمہارے وسیلے سے ہدایت دینی ہو...... جب اللہ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ تمہیں بھی اس نے چنا تو آج تم یہاں اور اس حال میں ہو، اگر اس کی نظرِ کرم نہ ہوتی تو تم بھی نجانے کس حلیے میں اور کہاں ہوتی...... ہے نا!''

نورالہدیٰ ہمہ تن گوش انہیں سن رہی تھی۔

''تم استخارہ کرلو! اللہ پاک عافیت والا معاملہ فرمائے۔''

''کیا تھا استخارہ...... اچھا خواب نہیں آیا۔'' اس نے منہ بسور کر کہا۔

''دیکھو استخارے کی بھی اصل حقیقت سمجھ لو...... استخارہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان عظیم ہے...... جس کی آج ہمیں قدر نہیں اور ہم نے استخارے کو کھیل تماشا بنا دیا ہے...... دیکھو استخارے کے بعد خواب میں کچھ دکھنا شرط نہیں ہے...... بلکہ استخارے کے بعد سونا بھی شرط نہیں۔ بس دل کی جو کیفیت ہو، دل میں جو خیال راسخ ہو جائے، وہی استخارے کا جواب ہے۔ تین دن کرو، تسلی نہ ہو تو سات دن کرلو اور اگر دل ایک طرف نہ بھی ہو تو پھر بھی استخارے کے بعد اہل مشورہ سے مشورہ کر کے جو کام کیا جائے وہ بہتر ہی ہوتا ہے کیوں کہ استخارہ میں تو ہم دعا ہی یہ کرتے ہیں کہ اللہ خیر تک پہنچا اور شر سے دور فرما، اور اللہ تو ہر شر کو خیر میں بدلنے پر قادر ہے، اس طرح استخارہ کر کے کیا گیا کام بفضلہ تعالیٰ بہتر ہی ہوتا ہے۔'' باجی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے اس کے چہرے سے اس کی سوچ کو پڑھنے کی کوشش کی۔

''اور اپنے امی ابو سے تلخ کلامی مت کرنا، ہرگز ہرگز اونچے لہجے میں بات نہ کرنا، نہ ہی غلط الفاظ استعمال کرنا...... بس اللہ تعالیٰ سے بہتری کی دعا مانگو، جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور اللہ جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔ انسان تو بے بس اور عاجز ہے، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں ان شاءاللہ سب اچھا ہی ہوگا۔'' سطوت باجی اسے دیر تک تسلی دیتی رہیں۔

نورالہدیٰ جب وہاں سے اٹھی تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر چکی تھی۔

☆

چھ ماہ بعد وہ شادی کا کارڈ لیے سطوت باجی کے پاس موجود تھی۔ اسے رخصت ہو کر دوسرے شہر جانا تھا۔ دوبارہ نجانے کب ملاقات ہوتی۔ سطوت باجی نے اسی وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے نصیحت کے چند موتی اس کے پلو میں ٹانک دیے۔ نورالہدیٰ نے بھی اسے قیمتی اثاثے کی طرح دل و دماغ میں محفوظ کرلیا۔

شادی میں باجی نے عبدالہادی کو دیکھا اور دل مسوس کر رہ گئیں اور پھر اس کے لیے وہ دعا کرنا کبھی نہیں بھولیں اور آج وہ شادی کے آٹھ ماہ بعد بیت اللہ شریف میں ملیں تھیں۔

☆

''میری خوش گوار ازدواجی زندگی اللہ کے فضل کے بعد آپ کی مرہون منت ہے۔ میرے دل میں آپ کی بات نقش تھی کہ اللہ کس کو کس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے یہ وہی جانتا ہے۔ بس پھر میں نے سوچ لیا کہ اللہ نے مجھے ان کی زندگی میں دین لانے کے لیے ہی ان کی زندگی میں شامل کیا ہے۔ میں نے خوب محنت کی۔ آپ کی نصیحتوں کے سائے میں میں نے یہ کام کیا، اللہ نے میری مدد کی اور اب وہ پھر سے عبدالہادی ہیں۔

وہ بہت بہت بہت اچھے انسان ہیں...... اللہ جو جانتا ہے وہ ہم نہیں جانتے، یہ بات تب میں نہیں سمجھ رہی تھی ہاں اب آسانی سے سمجھ آگئی ہے...... میں نے اتنے عرصے میں اللہ کا ایسا فضل دیکھا ہے کہ ساری زندگی بھی اگر سجدے میں سر رکھ کر گزار دوں تب بھی اس کا شکر ادا نہ ہو۔''

''اللہ قادر ہے ہر چیز پر، وہ ہمارے دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ بس زندگی میں کبھی اس کے شکر میں کمی نہ لانا، ہمیشہ دعا کرنا کہ اللہ مجھے اپنے شکور بندوں میں شامل فرما۔ شاکر کا مطلب ہے شکر کرنے والا اور شکور کا مطلب بہت بہت زیادہ شکر ادا کرنے والا، جن کے بارے میں اللہ خود فرماتا ہے کہ میرے شکور بندے بہت کم ہیں۔ بس میری دعا ہے اللہ تم دونوں سے اپنے دین کا کام لے۔ سچی دین داری اور اس پر استقامت نصیب کرے آمین۔''

سطوت باجی نے اسے صدق دل سے دعا دی۔

ان کا بیٹا عبداللہ انہیں ڈھونڈتا ہوا آیا تو انہوں نے اسے الوداع کہا۔

نورالہدیٰ پلٹ کر مقام ابراہیم کے پیچھے نفل پڑھتے ایک مرد کے پاس جا کھڑی ہوئی جس کی سنت کے مطابق داڑھی تھی اور اونچے پائینچے رکھے ہوئے تھے۔ آج کے اور آٹھ ماہ قبل کے عبدالہادی میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

''اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ ہے وہ پل میں دل پھیر دے، آٹھ ماہ تو پھر بہت طویل عرصہ ہے اور یہ بھی اللہ ہی کا فیصلہ تھا کہ عبدالہادی کے لیے نورالہدیٰ کو ذریعہ بنایا اور نورالہدیٰ کی سوچ بدلنے کے لیے مجھ ناچیز کو......''

انہوں نے سوچا اور عبداللہ کا ہاتھ چھڑا کر احساسِ تشکر سے اشک بار وہیں سجدہ ریز ہوگئیں۔

اَلحَمدُ رَبّی، اللہ حسبی

آئی وہ دیکھو، صبحِ مسرت
دور ہوئی، ذہنوں سے کدورت
بخشی خدا نے پھر یہ سعادت
ہم کو ملی تہوار کی دولت!
عید پھر اس کے فضل سے دیکھی
الحمد ربی ، اللہ حسبی

سایہ فگن ہیں خلد کے بادل
حوروں نے کھولے پھر اپنے آنچل
ہے دین اپنا، وہ دینِ اکمل
لایا تھا اس کو اک شاہِ مرسلؐ
اس نے ہدایت عالم کو بخشی
الحمد ربی ، اللہ حسبی

طیبہ کا والیؐ، ہے اپنا رہبر
رحمت سراپا، الفت کا پیکر
عیدِ مبارک، روزِ منور
نظمِ جماعت، اللہ اکبر!
چھائی دلوں پر، خوشیوں کی بدلی
الحمد ربی ، اللہ حسبی

حالِ مسلماں، ہے آج ابتر
غیروں کے آگے وہ ہے نگوں سر
یا رب تو کردے اس کو تونگر
پیدا ہو اس میں شانِ ابوذرؓ
اس میں جگا دے روحِ بلالیؓ
الحمد ربی ، اللہ حسبی

چھائے وطن پر انوارِ قرآں
دیوار و در ہیں اس کے فروزاں
اپنی روایات، کتنی درخشاں
ہے دینِ فطرت، دنیا میں تاباں
سب کے لبوں پر ہے یہ وِرد جاری
الحمد ربی ، اللہ حسبی

قاری محمد مسلم غازی

4

یہی میرا حوالہ ہے

ثمن کی رخصتی کے بعد کچھ دنوں تک تو سب اداس رہے، پھر اپنے اپنے دھندوں میں مگن ہوگئے۔ حرا بی۔ اے کر رہی تھی، ساتھ ساتھ اس نے گھر پر بچوں کو ٹیوشن بھی پڑھانا شروع کردیا تھا۔ آگے اس کا نفسیات میں ایم اے کرنے کا ارادہ تھا۔

ان کا رضاعی بھائی ریحان اب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے والد کے پاس کینیڈا چلا گیا تھا۔ ایک سال اس طرح پر لگا کر گزر گیا کہ پتا ہی نہ چلا۔ ولید کو شروع سے ہی صحافی بننے کا خبط تھا۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ایم سی کرتے ہی اسے ایک مشہور روزنامے میں ملازمت مل گئی۔ چند ماہ میں وہ ایک فرض شناس اخباری رپورٹر کے طور پر پہچانا جانے لگا تھا۔ اس کے فیچر بھی چھپا کرتے تھے۔ اسے چھپے ہوئے حقائق سامنے لانے اور لفظوں کے پیکر تراشنے کا کھیل خوب آتا تھا۔ کرائم رپورٹنگ کے لیے بعض اوقات اسے شہر سے باہر بھی جانا پڑتا۔ تب وہ دو دو، تین تین دن گھر سے باہر رہتا۔

گھر کا کھلا آنگن اب سونا سونا سا ہوگیا تھا۔

☆

انہی دنوں بھارت کی انتہا پسند تنظیموں نے پاکستان پر چند الزامات لگا کر دنگا فساد شروع کردیا تھا، بھارتی مسلمان گھرانوں پر معمول کے مطابق آفت ٹوٹ پڑی تھی۔ جگہ جگہ مسلمان قتل ہو رہے تھے، ان کے گھر جلائے جا رہے تھے۔ گرفتاریاں بھی انہی کی ہو رہی تھیں۔ ولید اور حرا ان خبروں سے بے حد پریشان تھے کیوں کہ اسی ہفتے ثمن اور عاشر پاکستان آ رہے تھے، حالات کی خرابی کی وجہ سے ان کا سفر ملتوی ہو سکتا تھا۔

''ثمن تم آ رہی ہونا۔''

حرا نے رات بڑی مشکل سے بھارت میں کال ملا کر اس سے بات کی تھی۔

''ہاں، اللہ نے چاہا تو..... کل ہم کل دو بجے کی فلائٹ سے آ رہے ہیں۔''

مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

☆

حرا پتھرائی آنکھوں سے آنے جانے والوں کو دیکھ رہی تھی۔ بے ربط سی سوچوں نے اس کے گرد دھند سی پھیلا دی تھی۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں نہ تھی۔ اس پر سکتہ طاری ہوچکا تھا۔

''ارے کوئی اس بچی کو تو سنبھالے۔ کسی طرح اس کا سکتہ توڑو۔'' بڑی چچی روتے ہوئے بولیں۔

''پیار بھی تو بہت تھا دونوں میں۔ ثمن اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتی تھیں۔'' کوئی بولا تھا۔

''سگی بہن کی موت کوئی معمولی بات تو نہیں۔ اور بہن بھی وہ جس کی شادی کو ابھی ایک ماہ ہی گزر رہا ہے''

کسی اور طرف آواز آئی اس کا ذہن دو لفظوں میں اٹکا رہ گیا تھا۔

''ثمن..... ثمن..... موت.....'' اس کی کنپٹیاں سلگنے لگی تھیں۔

''حرا! حرا..... ہماری ثمن آپی چلی گئی ہے۔ انہیں ہندوؤں نے مار ڈالا ہے۔'' ولید کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

''ثمن.....'' اس کے لبوں کی ہلکی سی جنبش ہوئی۔

مسکان خان

''ہندو مسلم فساد کے نتیجے میں افضل نانا کا پورا گھرانہ شہید ہوگیا ہے۔ ہندوؤں نے ان کے گھر کو آگ لگا دی ہے۔ جہاں عاشر اور ثمن بھی جل کر راکھ ہوچکے ہیں۔''

''ثمن!!''

اس کے لبوں سے چیخ کی صورت اس کا نام نکلا اور پھر وہ ثمن، ثمن پکارتی ہوئی چیخیں مار مار کر رونے لگی۔ جو خواتین پہلے اس کا سکتہ توڑنے کو کہہ رہی تھیں اب اس کے بے حال ہوتے وجود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔ رابعہ خاتون (حرا کی ماں) کو بھی غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔

روتے روتے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ وہیں فرش پر گر کر بے ہوش ہوگئی۔

☆

''نفرت کرتی ہوں میں تم سب سے..... نفرت کرتی ہوں..... تم لوگوں نے میری بہن کو مجھ سے چھین لیا۔ میری ثمن کو مجھ سے چھین لیا۔ نانی اماں! دیکھیں نانی اماں! آپ ٹھیک کہتی تھیں۔ انہوں نے ہمیشہ ہمیں دکھ دیے ہیں۔ ہمیشہ ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ ہمیشہ ہمیں زخم لگائے ہیں..... نفرت کرتی ہوں میں تم سب سے۔''

وہ دیوانہ وار، دیوار پہ لگے بھارتی اداکاروں کے پوسٹر کھینچ کھینچ کر اتار رہی تھی اور چلا چلا کر یہی بات بار بار دہرائے جا رہی تھی۔ پھر ایک ایک کر کے ساری سی ڈیز اور کیسٹیں نکالتی رہی اور توڑ توڑ کر پھینکتی رہی۔ ساری تصویریں اتار کر نیچے کچن میں لے آئی اور چولہا جلا کر ان سب کو آگ کی نذر کردیا۔

ولید یہ سب کچھ اس سے پہلے ہی ختم کر چکا تھا۔ وہ بھی دکھ اور کرب کی حالت میں تھا مگر اس پر اس کی طرح جنونی کیفیت طاری نہیں تھی۔

☆

حرا کو سنبھلنے میں کئی دن لگے تھے۔ اس کی جنونی کیفیت آہستہ آہستہ ختم ہوئی تھی۔ ریحان اس دوران تعزیت کے لیے آکر واپس کینیڈا جا چکا تھا۔

نانی اماں محسوس کر رہی تھیں کہ وہ دونوں کافی بدل چکے ہیں۔ ولید نماز پڑھنے لگا تھا اور حرا بھی اپنے سارے شوق کو آگ لگا کر گم صم بیٹھی رہتی تھی۔

اسے فارغ بیٹھے دیکھ کر نانی اماں نے بھی اپنی کچھ پرانی کتابیں اور ڈائریاں صندوق سے نکال کر ان کو پڑھنے کے لیے لا دی تھیں۔ حرا آج ان ڈائریوں کو پڑھ کر 58 سال پہلے کی دنیا میں پہنچ گئی تھی جب اس کی نانی 16 سال کی ''زہرہ'' تھیں۔ اور فضا میں رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ ان ڈائریوں کو پڑھ کر اسے معلوم ہوا کہ کس طرح مسلمان آگ اور خون کا سمندر عبور کر کے پاکستان پہنچے تھے۔ ان کا خاندان کس طرح لٹ پٹ کر آیا تھا اور کتنے مرحلوں سے گزر کر اس وطن میں اپنی جگہ بنا پایا تھا۔

ایک دن نانی اماں نے ایک دینی کتاب لا کر دی۔ کتاب کا نام تھا ''جشن آزادی'' یہ حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی ایک تقریر تھی جسے کتابی شکل دی گئی تھی۔ حرا کو یہ کتاب اتنی پسند آئی کہ اس نے پڑھ کر ولید کو دے دی۔ ولید تو تھا ہی صحافی۔ اسے پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے خود نانی اماں سے فرمائش کر کے ایسی کتابیں منگوانا شروع کردیں۔ نانی اماں کا کتب خانہ ایسی کتب سے بھرا ہوا تھا۔ وہ تو کب سے ترس رہی تھیں کہ کوئی اکابر کی ان کتب کو پڑھے۔ ان کا شوق دیکھتے ہوئے اب انہیں ایک اچھا مشغلہ مل گیا تھا۔ جب بھی آتیں دو چار کتابیں ساتھ لے آتیں۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی، انگریز استعمار نے ہمیں کیسے لوٹا، اسیران مالٹا، کاروانِ احرار۔ حرا اور ولید نے یہ سب پڑھ ڈالیں۔ پھر نانی جان نے اصلاحی کتب بھی لا کر دینا شروع کیں۔ تین چار ماہ میں ولید اور ثمن کا ذہن بہت بدل چکا تھا اور طرز عمل بھی۔ اب انہیں دوست دشمن کی پہچان ہوگئی تھی۔

ولید نے حرا کو بھی لکھنے کی ترغیب دی۔ اس نے بھی اچھا ادبی ذوق پایا تھا۔ بھائی کی حوصلہ افزائی سے اب وہ اخبار کے لیے فرضی نام سے مضامین لکھنے لگی، جن کا مواد ولید مہیا کرتا تھا۔ (جاری ہے)

رونقیں عید کی

اہلیہ محمد ابراہیم صدیقی

''بہن ہم ایک ہزار مہینہ کی کمیٹی ڈال رہے ہیں۔ آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں، کچھ ممبر کم ہو رہے ہیں۔'' عالیہ بیگم نے اپنی پڑوسن کے گھر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں بھئی خیریت تو ہے ایسی کیا ضرورت پیش آگئی؟''

''بس بہن! بیٹی کی شادی کے بعد پہلی عید ہے، عیدی لے کر جانی ہے۔ میں نے سوچا پہلی بیسی میں لے لوں گی تو میرا کام بن جائے گا۔''

''یا اللہ خیر عیدی جانے میں اتنے اخراجات آتے ہیں کہ اس کے لیے کمیٹی ڈالنی پڑے...... بھئی میری مانو تو تم ہرگز ایسے فضول چکر میں نہ پڑو...... بیٹی داماد عید میں آئیں تو جو حیثیت ہو دے دینا۔''

''بہن! ہمارے ہاں بیٹی داماد کا، ان کی ماں بہنوں کا جوڑا اور دیگر افراد کے گفٹ جاتے ہیں۔ میں تو بس ساس نندوں کا جوڑا کر دوں گی، مردوں کے تو میں نہیں کر سکتی، اتنی حیثیت ہی نہیں ہے۔'' عالیہ بیگم اپنی سادگی کا اظہار کر رہی تھیں۔

''میرا مشورہ تو یہی ہے کہ تم اس رسم بد کو ہرگز ضروری نہ سمجھو، دیکھو میری ایک ہی بیٹی ہے، میں تو ان فضول رسموں میں نہیں پڑتی...... ابھی تم سے شادی کے قرض اترے نہیں...... اور اب بلاوجہ خود کو زیر بار کرنا......''

عالیہ بیگم نے ٹھنڈے دل سے سوچا تو بات مناسب لگی۔

☆

آج ان کی بیٹی حنا میکے آئی ہوئی تھی۔ مغرب کی نماز کے بعد اس نے چائے نکالی اور ماں سے پوچھنے لگی:

''امی میری دونوں جٹھانیوں کی عیدی بڑی زوردار آئی ہے...... آپ کب لا رہی ہیں؟''

عالیہ بیگم نے اپنی مجبوری بتائی تو اس کی بیٹی نے اپنے پرس سے دس ہزار نکال کر ماں کے ہاتھ پر رکھ دیے۔

''امی آپ اس سے بندوبست کر لیجیے...... سسرال میں عزت بن جائے گی، ورنہ سب کیا کہیں گے کہ کیسے کنگلے لوگ ہیں......!''

''نہیں بیٹی یہ دھوکا ہوگا، جھوٹ ہوگا۔ اکثر لڑکیاں اسی طرح کرتی ہے سسرال میں اپنی جھوٹی شان دکھانے کے لیے...... مگر مجھ سے یہ نہیں ہوگا کہ تمہارے ہی پیسوں سے سامان خرید کر تمہیں پیش کروں۔''

''امی آپ ادھار سمجھ کر رکھ لیں نا......!'' اس نے پھر اصرار کیا۔

''دیکھو بیٹی! ہمیں ان فضول رسموں کو ختم کرنا ہے، اس سلسلے میں اگر کچھ تکلیف وہ باتیں برداشت کرنا پڑیں تو بھی ہنس کے ٹال دینا۔ میرا ساتھ دو میری بچی، ان فضول رسموں نے ہماری نیندیں اڑا دی ہیں۔''

حنا کی سمجھ میں بات آگئی۔ ''ٹھیک ہے امی اگر آپ یہی چاہتی ہیں تو یہی سہی''

☆

''ہمارے ہاں عید کے دن تقریباً پچاس آدمیوں کا کھانا بنتا ہے۔ قریبی رشتہ دار سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس دن کوئی بہو میکے نہیں جاتی۔''

حنا کی ساس نے اسے آگاہ کرتے ہوئے کہا...... اور وہ بے ساختہ بول اٹھی:

''امی میری تو پہلی عید ہے۔ شادی کے بعد آپ کی بیٹیاں بھی تو سسرال سے آئیں گی مجھے بھی جانے دیں......''

ساس نے غصہ سے اسے گھورا تو وہ گھبرا گئی۔

''اللہ خیر کرے امی جان ناراض ہو گئیں...... یہ میں نے کیا کہہ دیا؟''

شادی کو چھ ماہ ہی تو ہوئے تھے اور وہ بہت کم عمر بھی تھی...... لڑکیاں اس قسم کی کم عقلی کا مظاہرہ کر جاتی ہیں بعد میں پھر نفرتیں کدورتیں جھیلنی پڑتی ہیں......

''امی جان اسے ہمارے گھر کا کچھ پتہ نہیں ہے، آہستہ آہستہ سمجھ جائے گی۔ میں اسے سمجھا دوں گی آپ کچھ خیال نہ کریں...... ویسے بھی ہمارے گھر مہمان تو مغرب کے بعد آتے ہیں، کوئی مسئلہ تھوڑی ہے...... دوپہر کو تھوڑی دیر کو مل آئے تو کچھ حرج نہیں ہے۔'' اس کی جٹھانی نے فوراً مداخلت کر کے بات بنائی۔

ساس امی نے اسے دیکھا اور اس کو گھبرائے ہوئے دیکھ کر مسکرا دیں...... اور قائل ہوتے ہوئے سوچنے لگیں......

''خوشی کا موقع ہے، ضد بحث سے تو معاملات الجھتے ہی ہیں...... ہم نے خود اپنے لیے پیدا کیے ہیں مسئلے ورنہ سچی بات یہ ہے کہ مسئلہ کوئی نہیں...... اور پھر کیا ہوا اگر مل آئے تو، آخر سچ ہی تو کہہ رہی ہے کہ میری بیٹیاں بھی تو آتی ہیں۔''

حنا کی جٹھانی انتہائی پرخلوص نیک فطرت نیک سیرت کی مالک تھی۔ وہ ہر مسئلہ ہر معاملہ کو ایسے سنبھالتی کہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہونے دیتی تھی۔ وہ اس گھر کی بڑی بہو تھی اور اگر انہیں مثالی بہو کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہوتا...... ہر کسی کی ہمدرد و غم گسار تھیں، کسی کے لیے برا سننا یا برا رویہ رکھنا وہ برداشت نہیں کرتی تھیں...... حنا نے اپنی بہنوں سے یہی سنا تھا کہ دیورانی جٹھانی ہمیشہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے، شکایتیں لگانے اور ذلیل کروانے میں لگی رہتی ہیں، مگر یہاں تو یہ مثال بھی غلط ثابت ہو گئی۔ کمرے سے باہر آ کر اس نے حنا کو سمجھایا۔

''بری بات حنا! تم نے امی جان سے اس طرح کہا۔ امی کے آگے کوئی بیٹا بہو زبان نہیں کھولتے۔ ان کا بہت رعب ہے۔ اگر وہ غصہ میں کچھ کہہ دیتیں تو گھر کا ماحول خراب ہو جاتا۔ خاموشی سے دیکھو، سیکھو اور سمجھو...... اس گھر میں الحمدللہ نہ جھگڑے ہیں نہ ایک دوسرے کی غیبتیں ہیں، بہت سکون ہے، ہم تو خوش نصیب ہیں جو ہمیں ایسا گھر ملا ہے۔''

''مگر بھابھی عید کے دن امی سے ملنا بھی تو ضروری ہے۔''

تم فکر نہ کرو میں اس طرح کام ترتیب دے لوں گی کہ تم اپنے کام نمٹا کر میکے ہو آنا...... ویسے ہمارے گھر تو وہ رونق میلہ ہوتا ہے اور اتنا مزہ آتا ہے کہ ایک بار تم نے یہاں عید کر لی تو عید کے دن میکے جانا بھول جاؤ گی......''

''کیا واقعی!!''

''ہاں سچ بڑا مزہ آتا ہے! چھت پر انتظام ہوتا ہے۔ باہر کی سیڑھیاں مردوں کے لیے اور گھر کے اندر کی سیڑھیاں خواتین کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ چھت پر درمیان میں قنات لگ جاتی ہے، اس طرح مردانہ زنانہ الگ ہو جاتا ہے۔''

''اتنے مہمانوں کے لیے کھانا پکانا مسئلہ نہیں ہوتا؟'' حنا حیران تھی۔

''نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ بریانی بازار سے منگواتے ہیں، قورمہ اور میٹھا گھر پر تیار ہوتا ہے...... سب سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے...... ہاں تم ایسا کرنا کہ میٹھا تیار کر لینا اور تیار ہو کر میکے چلی جانا، میں امی جان کو سمجھا لوں گی...... وہ بہت اچھی ہیں...... مناسب بات مان لیتی ہیں...... ویسے اس خاندان میں بڑا اتحاد و اتفاق، محبتیں ہیں، بڑا اچھا لگتا ہے۔''

''آپ تھی تو بہت اچھی ہیں۔'' حنا نے اپنی جٹھانی کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

عید کے دن سب ٹھیک ٹھاک ہوا۔ حنا کو مہمانوں کی خدمت کے بعد امی کے گھر جانے کا موقع بھی مل گیا۔ اس دن حنا سوچ رہی تھی: میں ہر نماز میں دعا کرتی تھی کہ اے اللہ اچھے لوگوں سے نصیب جوڑنا۔ ایسا گھر عطا فرمانا کہ رزق حلال سکون چین عافیت کے ساتھ کھانا اور شکر کرنا نصیب ہو۔ ایسی زندگی سے بچانا کہ پیسہ بہت ہو لیکن دیورانی جٹھانی کے جھگڑے، ساس نندوں کے گلے شکوے اور ہر وقت کی بے سکونی ہو۔ اس قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھنا۔

اے اللہ! نہ میں سسرال والوں کی غیبت کرنے پر مجبور ہو جاؤں نہ ہی وہ مجھ سے بےزار، عاجز ہو جائیں۔ غیبتوں سے محفوظ گھر عطا فرمانا...... الحمدللہ ان دعاؤں کا صلہ مجھے اچھے گھر کی صورت میں ملا ہے۔ اللہ کرے سب کو ایسے ہی قدردان لوگ ملیں اور سب کی زندگی پرسکون ہو......

تمام بہنوں کو عید الفطر کی خوشیوں کی پیشگی مبارک باد...... عید کی خوشیوں کو دوچند کرنے کے لیے چند تراکیب لے کر حاضر ہوئی ہوں...... ان شاء اللہ آپ کو پسند آئیں گی لیکن اس کے ساتھ ایک عرض یہ بھی کرنی ہے کہ آپ سب جانتی ہیں کہ اس بار عید کا تہوار اس حالت میں آیا ہے کہ پوری قوم سخت آزمائش میں ہے اور نہایت کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ اس لیے عید کی خوشیوں میں اپنے دینی بھائی بہنوں کو ہرگز فراموش نہ کیجیے...... چوں کہ سیلاب کی تباہی سے پورا ملک ہی دوچار ہوا ہے اس لیے اگر ہو سکے تو عید کے موقع پر اچھے پکوان بنا کر اپنے محارم کو ترغیب دیجیے کہ وہ قریب کے سیلاب زدہ علاقے میں جا کر اپنے بھائیوں کو پیش کریں اور اس کے علاوہ بھی دامے درمے سخنے ان کی مدد کیجیے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکتی ہوں تو پھر مندرجہ ذیل کھانے رہنے دیجیے اور عید سادگی سے منا کر جو بچت ہو سکے اس سے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کی مدد کیجیے۔

تنوری گوشت

(صبا شہزاد۔ کراچی)

اجزاء: گوشت 1 کلو۔ پیاز 3 عدد۔ ٹماٹر 6 عدد۔ دہی 1 پیالی۔ گھی ½ پیالی۔ نمک حسب ضرورت۔ سرخ مرچ 1½ چائے کا چمچ۔ گرم مصالحہ پسا ہوا 1 چائے کا چمچ

ترکیب: گوشت کے ساتھ تمام اجزاء کو بھاری پیندے کی دیگچی میں ڈال دیں۔ ڈھکن بند کر کے کناروں پر گندھا ہوا آٹا لگا دیں۔ آنچ بہت ہلکی رکھیں اور تقریباً ایک گھنٹے تک پکنے دیں۔ کھول کر دیکھیں اگر گوشت گل گیا ہے تو آنچ تیز کر کے بھون لیں۔ ہرے دھنیے، لیموں اور ادرک کے ساتھ پیش کریں۔

بوٹی کباب

اجزاء: بکرے کا نرم گوشت ½ کلو۔ دہی 1 پیالی۔ نمک حسب ضرورت۔ سرخ مرچ 1 چائے کا چمچ۔ ہلدی ½ چائے کا چمچ۔ کالی مرچ ½ چائے کا چمچ۔ دھنیہ پسا ہوا 2 چائے کا چمچ۔ پیاز 6 عدد (چار چار ٹکڑے کر لیں)۔ لیموں 4 عدد ٹکڑے کر لیں۔

ترکیب: دہی میں تمام مصالحوں کو ملا لیں اور گوشت کو اس میں ڈال دیں۔ ½ گھنٹے تک دہی کو اس میں جذب ہونے دیں۔ سیخیں لے کر ایک ایک سیخ پر ایک پیاز اور ایک بوٹی کر کے پروئیں۔ کوئلوں کی آنچ پر بھون لیں۔ تیار ہونے پر لیموں کے ساتھ پیش کریں۔

☆

شیر خرما

(فوزیہ سعید سردار)

اجزاء: سویاں ایک پاؤ، دودھ دو کلو، چھوہارے ایک چھٹانک، بادام حسب ضرورت، سبز الائچی چار یا پانچ عدد، چینی حسب ذائقہ۔

ترکیب: دودھ کو پکنے کے لیے رکھ دیں جب پک کر ڈیڑھ کلو رہ جائے تو اس میں سویاں ڈال کر ہلکی آنچ پر رکھ دیں اور آہستہ آہستہ چمچ ہلاتی رہیں، جب پک کر گاڑھا ہو جائے تو چھوہاروں کے چار چار ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیں۔ اب بادام کی گری اور الائچی کے دانے نکال کر ڈال دیں، اس کے ساتھ ہی چینی بھی ڈال دیں اور چند منٹ پکائیں، جب وہ کھیر کی شکل میں بن جائے تو اتار لیں۔ خود بھی کھائیں اور عید پر آنے والے مہمانوں کو بھی پیش کریں۔

☆

چنیوٹی کھیر

(ام کلثوم شمشاد۔ چنیوٹ)

اجزاء: دودھ دو لٹر، چاول 75 گرام، لوکی 125 گرام، بادام کی گریاں پندرہ گرام، چینی 300 گرام، کھویا 125 گرام، چاندی کے ورق حسب ضرورت، سبز الائچی چار عدد، کیوڑہ چند قطرے۔

ترکیب: سبز الائچی کے دانے نکال لیں۔ چاول تھوڑی دیر کے لیے پانی میں بھگو کر رکھ دیں۔ لوکی دھو کر کدوکش کر لیں۔ بادام کی گریوں کے چھلکے اتار کر رکھ لیں اور گریاں باریک کاٹ لیں۔ اس کے بعد ایک برتن میں دودھ ڈال کر آگ پر رکھیں، جب دودھ ابلنے لگے تو اس میں چاول ڈال دیں۔ پانچ منٹ تک پکانے کے بعد اس میں لوکی شامل کر دیں اور درمیانی آنچ پر سات منٹ تک پکانے کے بعد الائچی کے دانے کھویا اور چینی ڈالیں۔ چند منٹ کے بعد بادام کی گریاں ڈالیں۔ اب آنچ ہلکی کر کے پندرہ منٹ تک پکائیں۔ کھیر گاڑھی ہو جانے پر کیوڑہ چھڑکیں اور چاندی کے ورق لگائیں۔

فرحت اعوان

قہر و مہر

''ویرا! آج بہت مجبور ہو کر مانگ رہی ہوں۔ تو زمینوں کا حصہ نہیں دیتا تو کم از کم جو اباجی کی وراثت میں میرے نقد 50 ہزار بنتے تھے...... خدا کے لیے وہ تو دے دے......'' آواز میں فریاد تھی۔

''کیسی بات کرتی ہو باجی! میں ایک دم سے اتنے پیسے کہاں سے دے دوں...... ابھی تک مارکیٹ سے آموں کے پیسے وصول نہیں ہوئے، اور وہ جو کبھی راشن، کبھی دوائی اور کبھی غزالہ کے اسکول کی فیسوں کے پیسے دیتا رہا ہوں، وہ کوئی حرام کے تھے...... ان کا کیا حساب ہوا؟''

''دیکھ ویرا! میں اس وقت بہت پریشان ہوں! تھانے والے غزالہ کے باپ کو چھوڑنے کے بیس ہزار مانگ رہے ہیں...... حساب کتاب بعد میں دیکھ لیں گے ناں...... ابھی کسی طرح تھانے والوں کو یہ پیسے بھجوانے ہیں۔''

''اچھا! میں دس ہزار بھیج رہا ہوں بالے کو دے کر...... باقی کا انتظار خود کر لینا...... اور آئندہ وراثت کی رقم کی بات نہیں کرنا...... بس حساب کتاب پورا سمجھو......''

اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے فون پٹخ دیا گیا...... عائشہ بی بی فون کے ریسور کو تکتی رہ گئی۔

☆

''آ گیا بالے! ارے یہ تیرے سر پر کیا ہوا؟ یہ پٹی کیسی بندھی ہے......؟''

''آہ...... کیا بتاؤں پھوپھو! پیسے لے کر آ رہا تھا، آپ کی طرف...... ادھر کھیتوں کے پاس آہ...... کسی نے یکدم سر پر لاٹھی کا وار کیا...... میں بے ہوش ہو کر...... گر پڑا...... اٹھا تو رقم غائب...... تھی...... آہ!''

عائشہ بی بی دھک سے رہ گئیں۔

''خدایا اب کیا ہوگا؟ بالے تو نے دیکھا نہیں، کون تھا مارنے والا؟''

''پھوپھو وہی ملک اختر کے آدمی ہوں گے...... جنہوں نے پھوپھا کو اندر...... کروایا ہے۔''

''پروردگار! ان ظالموں سے تو ہی سمجھ......'' عائشہ بی بی نے آسمان کی طرف دیکھا اور لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لینے لگیں......

غزالہ دوڑ کر انہیں سنبھالنے آئی...... اور بالا سر کو تھامے باہر نکل گیا۔''

باہر آتے ہی اس نے سر سے پٹی اتار کر گولا سا بنا کر نالے میں پھینکی...... اور جیب سے پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ نکال کر انہیں چوما اور موبائل پر کسی کو کال کرنے لگا۔

''ہاں ہاں پیسوں کا انتظام ہو گیا ہے...... بس تو رات کو عشرت بائی کو باغ والے کوارٹر میں لے آنا...... ہاں ساتھ میں دو بوتلیں اور وہ والی فلمیں بھی......''

☆

''امی ابو کا کیا ہوگا پولیس والے انہیں مار تو نہیں رہے ہوں گے......؟'' غزالہ سراپا اضطراب تھی۔

''نہیں نہیں میری بچی...... انہوں نے کون ساڈا کا مارا ہے...... کھیت پر ہی تو پانی لگایا ہے، وہ بھی اپنی باری پر...... انہیں کچھ نہیں ہوگا میری بچی!...... کچھ نہیں ہوگا، ملک اختر ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔''

عائشہ بی بی نے بیٹی کو تسلی دی مگر خود اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ پھر اچانک انہیں جیسے کسی کا خیال آ گیا۔ وہ جلدی سے اٹھیں اور حافظ عارف ٹیکسی والے کا نمبر ملانے لگیں۔

☆

دوپہر دو بجے فون کی گھنٹی بجی...... دوسری طرف حافظ عارف ہی تھا۔

''چاچی! وہ آپ کی چوڑیاں اٹھارہ ہزار کی بکی ہیں، دو ہزار میں نے اپنی طرف سے ڈال کر پورے بیس ہزار تھانے دار کو دے دیے ہیں...... میرے موبائل میں بیلنس نہیں ہے...... پی سی او سے فون کر رہا ہوں...... شاید اب تک انہوں نے چاچا کو چھوڑ بھی دیا ہوگا، اگر تھوڑی دیر تک وہ گھر نہ آئیں تو مجھے میرے موبائل پر مس کال کر دینا......''

''جیتا رہ میرے بچے...... اللہ تجھے سدا سکھی رکھے۔''

عائشہ بی بی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اسی وقت دروازے پر بڑے زور سے دستک ہوئی...... غزالہ سر پر چادر ٹھیک کر کے ادھر دوڑی...... دروازہ کھولتے ہی اس کی چیخ نکل گئی...... سامنے ایک چارپائی پر اس کے ابو پڑے تھے...... ان کی آنکھیں بند تھیں...... چہرہ سوج گیا تھا...... پیروں پر ایک چادر بندھی تھی...... سارے جسم پر نیل تھے۔''

''دو آدمی جو ساتھ آئے تھے، چارپائی صحن میں رکھ کر مڑ گئے۔ جاتے ہوئے ان میں سے ایک نے دبی ہوئی آواز میں کہا:

''ماں جی! پلس نے بہت بری طرح مارا ہے...... رولر پھیرا ہے ٹانگوں پر...... بابا اب چل پھر نہیں سکتا...... ڈاکٹر کو بلوا لو...... لیکن ہاں ملک اختر کا نام نہ لینا ورنہ......'' وہ جملہ مکمل کیے بغیر تیزی سے باہر نکل گیا۔

عائشہ بی بی کو زمین و آسمان گھومتے محسوس ہوئے...... اگلے ہی لمحے وہ اپنے شوہر کی چارپائی کے ساتھ بے سدھ ہو کر گر پڑیں۔

''امی!'' غزالہ چیخی...... مگر اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کر سکی۔

''ڈاکٹر......'' ایک ہی خیال اس کے ذہن میں آیا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی سے خود کو چادر میں لپیٹ کر باہر کی طرف لپکی......

اسیوں لگ رہا تھا کہ ڈاکٹر کے آنے میں ذرا بھی دیر ہوئی تو اس کے سر سے یہ پہلے اور آخری دو سہارے ہمیشہ کے لیے اٹھ جائیں گے۔''

☆

وہ تیزی سے ہسپتال کی طرف چلی جا رہی تھی، یہ ڈاکٹر نیاز کا پرائیویٹ ہسپتال تھا...... جو چوبیس گھنٹے کھلا رہتا تھا، دن کو ڈاکٹر نیاز یہاں خود ہوتے تھے۔ رات کو دوسرے ڈاکٹر ڈیوٹی دیتے تھے۔

غزالہ کو اچانک سامنے سے ایک کار آتی دکھائی دی...... کار کو چودھری صاحب چلا رہے تھے...... اور ساتھ ہی ڈاکٹر نیاز بیٹھے تھے......

''کہیں ڈاکٹر صاحب نکل نہ جائیں......'' وہ یہ سوچ

کر گھبرا گئی اور راستے کے بیچ میں آ کر رکنے کا اشارہ کرنے لگی...... کار کو یکدم بریک لگے......

''کیا ہے لڑکی...... ہٹ راستہ چھوڑ......''

چودھری نے چیخ کر کہا۔

''چودھری صاحب! میں شریف بابا کی بیٹی ہوں ان کی طبیعت بہت خراب ہے...... میں ڈاکٹر صاحب کو......''

''اچھا اچھا سمجھ گیا...... ڈاکٹر صاحب چلو! پہلے انہی کے گھر چلتے ہیں...... آ گڑیے...... بیٹھ جا'' یہ کہہ کر چودھری نے پچھلا دروازہ کھول دیا۔

کار نے ایک موڑ کاٹا اور نیاز ہسپتال کے پاس سے گزر کر گاؤں کے عقب کی طرف جانے لگی جہاں چودھری کا فارم تھا......

''یہ یہ...... آپ...... کہاں جا رہے ہیں چودھری جی'' غزالہ نے حیران ہو کر کہا۔

''گڑیے! میرا موبائل اُدھر رہ گیا ہے...... اچانک یاد آ گیا...... ایک بہت ضروری کال آنے والی ہے...... وہ لے کر بس تمہارے گھر ہی چلنا ہے......'' چودھری مسکرا کر بولا۔

ڈاکٹر نیاز بھی سر ہلانے لگا جیسے اس کے سوال کا جواب بھی مل گیا ہو۔ کار فارم کے پھاٹک پر پہنچی...... باوردی چوکی دار نے جلدی سے پھاٹک کھولا...... پھر پھاٹک بند ہو گیا...... پندرہ منٹ بعد پھاٹک پھر کھلا...... کار میں اب صرف چودھری صاحب اور ڈاکٹر صاحب تھے غزالہ ساتھ نہ تھی...... ڈاکٹر نیاز کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کسی کے گناہ میں وہ بھی شریک ہو چکا ہو۔

☆

ڈاکٹر نیاز ہسپتال میں اپنی نشست پر بیٹھے ہی تھے کہ موبائل کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے چونک کر موبائل کان سے لگایا۔

''ہیلو ڈاکٹر نیاز بات کر رہا ہوں۔ کون......''

''میں ہوں ملک اختر...... بابا شریف تمہارے ہسپتال میں داخل ہے......''

''نن نہیں مگر پتا چلا ہے کہ وہ بہت زخمی......''

''ہاں اسے زخمی ہی رہنے دو۔ داخل مت کرنا۔'' لہجہ تحکمانہ تھا:

''مم مگر ملک صاحب وہ مر......''

''مرتا ہے تو مرنے دو...... ورنہ میری دشمنی تم اچھی طرح جانتے ہو۔ کیا سمجھے۔''

''جج جی سس سمجھ گیا۔''

فون بند ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب موبائل کو گھورتے رہ گئے۔ پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر وہ اپنے ضمیر کو تسلی دینے کے لیے کوئی نیک کام کرنے کا سوچنے لگے:

''چلو! آج قلندری مزار کے سامنے درخت سے بندھے ہوئے ہاشو بابے کو ایک روٹی ڈال جاؤں گا۔ آہ ہاشو بابا...... بیس سال سے مجاوروں نے اسے بیڑی ڈال کر درخت سے باندھ رکھا ہے، اسے پاگل مشہور کر رکھا ہے، صرف اس لیے کہ اس نے مزار پر سجدوں سے منع کیا تھا، سب جانتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک تھا مگر پیروں نے باندھا ہے، کون ہے جو چھڑا سکے۔ ہائے۔ بے چارہ بیس سال سے ایک ہی جگہ بندھے بندھے اب تو واقعی نیم پاگل ہو گیا ہے۔''

☆

غزالہ کی آنکھ کھلی تو اسے سر میں شدید درد محسوس ہوا۔ اس نے سر کو تھامتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں تھی۔ کمرہ مکمل طور پر بند تھا...... اس کا لکڑی کا دروازہ گو بوسیدہ تھا مگر اسے توڑنا غزالہ جیسی کمزور لڑکی کے بس سے باہر تھا، چھوٹے چھوٹے دو روشن دانوں سے معلوم ہو رہا تھا کہ باہر مکمل تاریکی چھا چکی ہے...... اپنے انجام کا تصور کر کے وہ کپکپا اٹھی......

''مولا! یہ تیری دھرتی پر کیا ہو رہا ہے...... خدایا ہمارے ساتھ جو ہوا ہے وہ کم نہیں...... مگر اب جو کچھ ہونے والا ہے...... وہ برداشت نہیں ہو گا۔ ربا...... اس سے پہلے ہمیں اس جہاں سے اٹھا لے...... اللہ تو ظالموں کو کتنی ڈھیل دے گا...... کون ہے تیری مہلتوں سے توبہ کرنے والا...... آج کون ہے جو ظلم کا ایک موقع بھی ہاتھ سے جانے دیتا ہو...... کون ہے جو ظالم کا ظلم دیکھ کر اس کا ہاتھ روکتا ہو، اے علیم و خبیر تو سب کچھ دیکھ رہا ہے...... ہم پر ان ظالموں کو مسلط دیکھ کر کسی نے اُف نہ کی...... مگر اب ظالموں کو ہم پر اور قابو نہ دے...... الٰہی کبھی تو اپنے قہر کا جلوہ دکھا...... یا ذوالجلال والاکرام کبھی تو ظاہر کر کہ تیری طاقت ان سب کی طاقتوں پر غالب ہے...... خدایا...... خدایا!''

یہ وہ فریادیں تھیں جو ہوش و خرد سے آزاد تھیں......

☆

آواز انہی روشن دانوں سے آ رہی تھی...... یقیناً یہ مسجدوں کے اسپیکروں سے ابھرنے والی آواز تھی...... مگر یہ اذان تو نہیں تھی...... یہ تو صور پھونکا جا رہا تھا......

''حضرات!...... دریا کا بند ٹوٹ چکا ہے...... سب لوگ اپنے گھروں سے نکل کر فوراً ریلوے لائن کی طرف جائیں دیر نہ کریں پانی تھوڑی دیر میں گاؤں میں داخل ہونے والا ہے۔ حضرات......!''

اس کے ساتھ ہی پانی کی ہولناک گرج سنائی دی اور اس کے سوکھے ہونٹوں پر بے ساختہ ایک عجیب سی مسکراہٹ آ گئی۔ لوگوں کی چیخ و پکار اور مویشیوں کا شور بلند ہوا، بڑھا پھر دھیرے دھیرے کم ہوتا گیا...... وہ ایک لاتعلقی کی کیفیت میں سب سن رہی تھی۔ پھر ایک دھماکا سا ہوا ساتھ ہی پانی کے ریلے نے کمرے کا دروازہ توڑ ڈالا۔

☆

بادلوں کی اوٹ سے صبح کے سورج کی مدہم کرنیں زمین پر پڑیں...... حد نگاہ پانی ہی پانی تھا...... بالے کے ابا کا آموں کا باغ ڈوب گیا تھا، نیاز ہسپتال کی جگہ چند ستون تھے جن کے بیچ سے پانی کا ریلا ایک دھارے کی طرح گزر رہا تھا۔ قلندری مزار کی چند دیواریں ہی بچی رہ گئی تھیں، ملک اختر کے سو ایکڑ کھیت بے نشان ہو گئے تھے، چودھری کے پچاس ایکڑ فارم میں ڈیڑھ سو بھینسوں کی لاشیں تیر رہی تھیں۔

امدادی کارروائی کے لیے آنے والے ایک ہیلی کاپٹر نے گاؤں میں صرف دو نفوس کو زندہ پایا...... ایک تو وہ بوڑھا تھا جس کے پاؤں میں بیڑی بندھی تھی اور وہ ایک اکھڑے ہوئے درخت کے تنے سے چمٹا، تیرتا جا رہا تھا۔ دوسری ایک لڑکی جو فارم کے دو منزلہ رہائشی حصے کی چھت پر اتنے آرام سے سو رہی تھی جیسے کوئی بچہ ماں کی آغوش میں محوِ خواب ہو۔

ادیبوں کے لطیفے

(1) ایک بار مشاعرہ ہو رہا تھا، ایک استاد شاعر اٹھے اور انہوں نے طرح کا ایک مصرع دیا

چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب

بڑے بڑے شاعروں نے طبع آزمائی کی لیکن کوئی گرہ نہ لگا سکا۔ ان میں سے ایک شاعر نے قسم کھائی کہ جب تک گرہ نہ لگائیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ چناں چہ وہ ہر صبح دریا کے کنارے نکل جاتے اونچی آواز سے الاپتے:

چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب

ایک روز اِدھر سے ایک لڑکا گزرا، جونہی شاعر نے یہ مصرع پڑھا، وہ لڑکا بول اٹھا

کسی بلبل کا دل جلا ہو گا

شاعر نے بھاگ کر اس لڑکے کو سینے سے لگایا۔

یہی لڑکا بڑا ہو کر جگر مراد آبادی کے نام سے شاعروں کا استاد بنا۔

(2) ایک دن حضرت اکبر اس راہ سے گزرے جس طرف شراب خانہ تھا۔ آپ کی نظر جو پڑی، وہاں مسلمانوں کا مجمع دوسری قوم کے مقابلے میں زیادہ تھا۔ اس پر فرمایا:

مسجدیں چھوڑ کے جا بیٹھے ہیں مے خانوں میں
واہ کیا جوشِ ترقی ہے مسلمانوں میں

(بحوالہ: گلہائے رنگارنگ)

بنت عطاء البصیر ۔ تھل نجیب

دی ایسٹرن

المشرق فوڈز

سویٹس بیکرز

کی جانب سے آپ سب کو

عید کے موقع پر
اسپیشل ورائٹی

عید مبارک

ایمر کمپلیکس نزد لال فلیٹ گلشنِ اقبال بلاک 10-A راشد منہاس روڈ کراچی پاکستان

فون: 34030756